1888

قال عبد یا اقطاب الاقطاب

بفضل خالق

ذو الجلال والاکرام درین ایام فرخندہ فرجام باہتمام کارعالی نظام تاریخ لاجواب

المسمی بہ

محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

حصۂ دوم

از تصنیف فاضل ادیب عالم لبیب مورخ محقق مولوی ابو تراب

محمد عبد الجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری ثم حیدرآبادی

صدر مدرس عربی فارسی مدرسۂ اعزہ

در سنہ ۱۳۲۹ ہجری

در مطبع رحمانی مطبوع گردید

قیمت جلد

حصۂ اول (عہ)
حصۂ دوم (عہ)

جلد ایکہزار

اعلان

فہرست کتب مطبوعہ و غیر مطبوعہ مصنفہ مولوی محمد عبد الجبار خان صاحب

۱ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ اول۔ در بیان سلاطین بہمنیہ۔

۲ محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ اول (۶۱۲) صفحہ۔

محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ دوم (۶۳۶) صفحہ۔

زیر طبع

۴ محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن۔ قریب نصف طبع شدہ

۵ محبوب انجمن تذکرہ امرا و وزراء دکن۔

۶ محبوب نو و کہن تذکرہ آثار دکن۔

۷ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ دوم در بیان طوائف ملوک دکن

۸ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ سوم در بیان سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ

المشتہر صدر الاسلام خان ولد مؤلف

محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن

حرف واو

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۹۲	۱۱۲۵	واصف ۔ مولوی محمد مہدی مدراسی
۱۹۳	۱۱۲۷	ولی ۔ محمد شمس الدین اورنگ آبادی دکنی
۱۹۴	۱۱۴۴	واحد ۔ میر حفیظ اللہ اورنگ آبادی
۱۹۵	۱۱۴۵	واضح ۔ مرزا علی اصفہانی
۱۹۶	۱۱۴۶	وحشی ۔ مولانا وحشی کاشانی ۔
۱۹۷	۱۱۴۷	واصل ۔ مرزا ترک علی بیگ اورنگ آبادی
۱۹۸	۱۱۵۰	وفا ۔ محمد امین ایلچپوری براری ۔
۱۹۹	۱۱۵۵	وحشت ۔ شیخ عبدالواحد تھانیسری ۔
۲۰۰	۱۱۵۶	وفا ۔ ابوالعلی حیدر آبادی
۲۰۱	۱۱۵۷	واقف ۔ غلام علیم حیدر آبادی
۲۰۲	۱۱۵۸	والہ ۔ میر سید محمد
۲۰۳	۱۱۶۲	واصل ۔ مولوی محمد واصل صاحب
۲۰۴	۱۱۶۶	وزیر ۔ میر وزیر علی بادشاہ حیدر آبادی
۲۰۵	۱۱۶۸	واضح ۔ میرزا مبارک اللہ
۲۰۶	۱۱۷۲	ولا ۔ نواب عزیز جنگ بہادر
۲۰۷	۱۱۷۹	ولا ۔ سید ابوسعید المخاطب سید ابوطیب خان
۲۰۸	۱۱۸۳	وفائی ۔ سلطان اسمعیل عادلشاہ ۔
۲۰۹	۱۱۸۵	وحدت ۔ محمد امان اللہ
۲۱۰	”	ولا ۔ سید حمید الدین
۲۱۱	۱۱۸۷	وفا ۔ مرزا عبدالباقی
۲۱۲	۱۱۸۸	وصفی ۔ مولوی سرفراز علی
۲۱۳	۱۱۸۹	وصلی ۔ میرزا وصلی
۲۱۴	۱۱۹۰	واقف ۔ مولوی شاہ میران محی الدین قادری
۲۱۵	۱۱۹۱	واقف ۔ شیخ نور العین المتوفی سنہ ۱۱۹۵ ہجری

صارم - صمصام الملک میر عبدالحی خان بہادر اورنگ آبادی

صارم تخلص - میر عبدالحی خان بہادر نام صمصام الملک خطاب ہے۔ آپ سادات خواف سے ہیں۔ آپ نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان شہید کے خلف الصدق ہیں۔ آپکی ولادت سنہ ۱۱۴۲ ہجری میں شہر اورنگ آباد میں ہوئی۔ نشو نما کے بعد ابتدائی تعلیم سے مدارس میں فراغت پاکر علوم درسیہ کی تحصیل میں مشغول ہوئے۔ اور چند مدت فنون ادبیہ عربیہ میں مصروف رہے اور چندے حکمت نظری و عملی میں گذارے۔ غرض کہ آپ بائیس برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ سنہ ۱۱۶۲ ہجری میں خطاب خانی و منصب سے سرفرازی پائی۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ کی عنایت و توجہ سے صوبہ برار کی دیوانی اور نواب کی جاگیر کی متصدی گری آپکی نام پر مقرر ہوئی۔ آپ برار میں رونق افزا ہوئے۔ خدمات مفوضہ کا سرانجام عمدہ طرح سے کرنے لگے۔ پھر نواب امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ کے عہد میں شش ہزاری منصب و نوبت اور شمس الدولہ دلاور جنگ خطاب سے ممتاز ہوئے اور خجستہ بنیاد اورنگ آباد کی نظامت اور دولت آباد کی قلعداری آپ کے نام پر مقرر ہوئی۔ سنہ ۱۱۷۱ ہجری میں حیدر جنگ کے قتل کے بعد آپکے والد ماجد مقتول ہوئے۔ صمصام الدولہ کی شہادت کے بعد فرانس کا لشکر حیدر آباد روانہ ہوا۔ اور آپکو بھی ہمراہ لیا۔ حیدر آباد میں آپکو قلعہ گولکنڈہ میں مقید کیا۔ اور آپکے بھائی میر عبدالسلام خان کو بیماری کی وجہ سے قلعہ دولت آباد میں بھیجا۔ پھر آصفجاہ ثانی برار سے حیدر آباد آئے۔ اور امیر الممالک صلابت جنگ بھی مچھلی بندر سے پہنچے

دونون بہائیون مین ملاقات ہوئی - آصفجاہ ثانی ولیعہد ہوئے - مالی و ملکی کل مہمات
کا انتظام اپنے قبضۂ اقتدار مین لیا - ۵ ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین آپکو قلعہ سے نکالے
گویا ازسرنو زندہ فرمائے - نہایت محبت و قدردانی سے منصب قدیم کی بحالی و موروثی خطاب
کے عطیہ سے سرفراز و ممتاز فرمایا - اور صوبجات دکن کی دیوانی سے معزز و مشرف کیا -
اور آپکو مشیر و مقرب بنایا - ممالک محروسۂ دکن آپکی دیوانی کے آب و رنگ سے رشک
چمن ہوا - اور آپکی فیض رسانی توجہ سے سیراب و تازہ ہوا - ریاست کے کل امور جزئی و کلی
کا مدار آپکی رائے صائب پر تہا - اور آپکی حکمت عملی سے ریاست کا کارخانہ عمدہ طرح سے
چلتا تہا آپکی دیوانی مین تمام رعایا و برایا مرفہ الحال تہی - تجارت و زراعت کی
بہی عمدہ حالت تہی - ظلم و تعدی ممالک محروسہ کی حد سے خارج تہے - کسی کی مجال
نہ تہی کہ غربا و فقرا کو ستاوے - آپ خوش مزاج و رنگین طبع و شگفتہ جبین و خوش وضع
تہے - ذی مروت و عالی ہمت - فرشتہ سیرت پسندیدہ صورت تہے - ذہانت و فطانت
مین عقل کل - شگفتہ بیانی و نازک خیالی مین تازہ گل تہے - صولت و بہادری مین
شیر دل - جرات و دلیری مین کامل تہے - سخندان و سخن گو زندہ دل تہے - صاحب تمکین
و وقار - رحم دل و بردبار تہے - برامکہ خصائل ملائکہ شمائل تہے - علوم ادبیہ عربیہ
و فنون حکمیہ نظریہ مین خوب مہارت رکہتے تہے - حکیم و ادیب تہے - خوش تقریر
و خوش تحریر تہے - آپکے کلام منظوم و منثور کے دیکہنے سے روزمرہ اہل زبان نظر آتا ہے
الفاظ کی نشست و شستگی سے محاورۂ ایران معلوم ہوتا ہے - اشعار کی نزاکت
معانی سے کمال اصفہان عیان ہے - فصاحت و بلاغت سے کمال سحبان نمایان ہے
آپکی قوت مدرکہ و ملکۂ راسخہ اسقدر درست و صحیح تہی - کہ مہمات ملکی و مالی کو بغیر اعانت

مشیر و شوری کرتے تھے۔ تدبیر سا اور رائے صائب سے موصوف تھے۔ معاملات ملکی کے
اجتہاد مین بہت کم خطا واقع ہوتی تھی۔ سریع الفہم و ذکاوت ذہن مین معروف تھے
مدعی و مدعی علیہ کی تقریر سے فی الفور راست و کذب مین تمیز فرماتے تھے۔ قوت فیصلہ سے
فیصلہ مدلل لکھتے تھے۔ درمیان متخاصمین انصاف نمایان ہوجاتا تھا۔ دونون
آپکی کرامت و روشن ضمیری کے قائل ہوتے تھے۔ تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
کسی مورخ نے آپکی دیوانی کے زمانہ مین بے انتظامی و بدنظمی کی شکایت نہین کی
نہ آپکی کسی فیصلہ پر نکتہ چینی کی۔ ہر ایک لکھتا ہے کہ آپکے عہد وزارت مین ملک دکن
سیراب و شاداب تھا۔ رعایا کی حالت قابل اطمینان تھی۔ کیا امیر و کیا فقیر خوشحال
و فارغ البال تھے۔ آپ آقا کی اطاعت و فرمان برداری کو فرض عین سمجھتے تھے لغزش خطا
کے میدان مین کبھی قدم نہین رکھتے تھے۔ بلکہ آپکے دل مین ان باتون کے خیال کا بھی
گذر نہین تھا۔ جبتک سے امانت و دیانت سے کام کرتے رہے۔ حق پسند و حق شناس
تھے۔ جو آدمی جس حیثیت و لیاقت کا ہوتا تھا اُسکو اُسی حیثیت و لیاقت کا کام
تفویض فرماتے تھے۔ آپکے حضور مین سعی سفارش کی کچھہ وقعت نہین تھی۔ آپ
فرماتے تھے میرے نزدیک انسان کے لئے لیاقت ذاتی سے بہتر کوئی سفارش نہین۔ ہان
جوہر شناش ہونا شرط ہے۔ بدون جوہری کھرے کھوٹے مین تمیز نہین ہوسکتا۔ اگر حاکم
بالادست لائق ہو تو سفارش فضول ہے۔ آپکے کلام سے یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ ریاست کے انتظام کے لئے لائق شخصون کا ہونا نہایت ضرور ہے۔ مدبر و لائق ریاست
کا جزو اعظم ہے۔ ہوشیار و تجربہ کار آدمی اس عمارت کا رکن اقوم ہے۔ ظاہر ہے
اگر عمارت کا ستون قوی نہو تو وہ عمارت کم زور ہوگی۔ اور تھوڑی ہی مدت مین

منہدم ہو جائیگی۔ اسیطرح ریاست مین کوئی لائق مدبر نہو تو وہ ریاست تباہ و برباد ہو جائیگی۔ ریاست کی تقویت کے لئے دو جزو اعظم مین ایک اہل قلم دوسرے اہل علم بہی ریاست کے دو قوی بازو ہین جن کے بل پر ریاست چلتی ہے۔ سلف کے کارنامے انہین باتونکا آئینہ ہے۔ زمانہ کے خاکہ مین انہین کا فوٹو کہنچا ہوا ہے۔ زمانہ یہہ فوٹو ہاتہہ مین لئے کہڑا ہے۔ اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ ذرا ادہر آئیے۔ ملاحظہ کیجئے ہم خواب خرگوش مین مست پڑے ہین۔ نای و نوش مین پست ہو رہے ہین۔ ہمارے منہ پر غفلت کا نقاب ہے۔ اور ہماری آنکہون پر نادانی کا حجاب ہے۔ ہم نہ کانون سے سنتے ہین نہ آنکہون سے دیکہتے ہین ہائے غفلت تیرا رو سیاہ ہو تو نے بہت سے گہر خراب کئے اور آئیندہ بہی کریگی۔

آپکی مزاج مین دور اندیشی اور عاقبت بینی کی صفت تہی۔ کرنے سے پہلے ہی اُس کام کا خیالی نتیجہ قائم کر لیتے تہے۔ کوئی کام ہو اُس کے کرنے مین بڑی احتیاط فرماتے تہے سوچ سمجہکر کرتے تہے۔ اُن کے نتائج سے فائز المرام ہوتے تہے۔ کبہی ہزیمت نہین پاتے تہے۔ ہمکو بہی انہین بزرگون کی پیروی کرنا چاہئے تاکہ پورے طور سے کامیابی حاصل کرین۔ ہمکو آپکی دور اندیشی کا حال آپکے خط سے معلوم ہوا۔ جو انشا شاہنواز خانی مین ہے اُسکا مضمون یہہ ہے آپنے گردہر پرشاد کو ایک خط لکہا اور ظاہر کیا کہ مجہکو بالا بالا معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن حضور بندگان عالی ایلورہ کے صنم کدون کو ملاحظہ کرینگے میرے نزدیک اسوقت سیر کرنا تنہا بدون فوج سوار و پیدل مناسب نہین کیونکہ اُسکے اطراف مین غنیم کی فوج پڑی ہوی ہے۔ مبادا کہ حضور سے مقابل ہو۔ آپ موقع دیکہکر عرض کیجئے اور میرا خط بہی ملاحظہ مین گذرانئے۔

تبدیل تخلص

آپ ابتدا مین مخاطب بہ شمس الملک دلاور جنگ تھے۔ اُسوقت وقار تخلص فرماتے تھے جب صمصام الملک سے مخاطب ہوئے اُسوقت صارم تخلص اختیار کیا۔ صارم صمصام کے مناسب ہے

لطیفہ

میر غلام علی آزاد نے مآثر الامرا کے دیباچہ مین آپکے والد ماجد کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ شاہنواز خان مع ایک صاحبزادہ فرانس کے ظلم سے شہید ہوئے۔ اور میر عبد الحی خان و میر عبد السلام خان محفوظ رہے۔ اسماء الٰہی کے لیے آثار ہین کہ اُنکا ظہور مسمی کی ذات مین ہوتا ہے۔ چونکہ ان دو بزرگون کے نام مین حی و سلام ہے دونون نامون کے معانی نے آپکو بچایا۔ اور آفات سے محفوظ رکھا۔

آپ علما و فضلا کے قدردان۔ فقرا و غربا کے فیض رسان تھے۔ شعرا کی بھی بڑی قدر کرتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھہ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ سرکاری کامون سے فراغت پاکر علما و شعرا کے ساتھہ مجالسہ مکالمہ فرماتے تھے۔ آپ بھی والد ماجد شہید کیطرح تاریخ دانی و سخن فہمی مین بے نظیر تھے۔ اور شعر گوئی مین بھی بےمثل تھے۔ صاحب دیوان تھے۔ اور زبان ریختہ مین بھی کبھی کبھی کہتے تھے زبان ریختہ مین دیوان مرتب نہین کیا تھا کہین کہین چیدہ چیدہ اشعار ملتے ہین دونون زبان مین آپکا کلام شستہ و صاف ہے۔ تکلف و بناوٹ سے پاک ہے۔ الفاظ کی بندش روزمرہ با محاورہ ہے آپکا ہر ایک شعر برجستہ معانی تازہ کا ذخیرہ ہے۔ خال و خط کی بیان مین غازہ پیرائی کی اور حسن و جمال کی خوشنمائی دکھلائی۔ آپ قوی حافظہ تھے۔ حافظہ کیا تھا غضب تھا تیموریہ خاندان کے تمام واقعات اور کل صوبجات ہند کی حوادثات حافظہ کے خزانہ مین محفوظ تھے

وله

کند ایام هردم دختر رز بهر مینا — بگردون می رسد زین نشئه طالع سر مینا

کسی خوشنمائی حسن معنی صورت لفظی — تهی از می گل بیرنگ باشد پیکر مینا

چسان آسان برم جان را ز دست نازکی ساقی — که دارد در کف خود بهر قتلم خنجر مینا

دلی دارم بکف بهر نثار آن بکف ساقی — سری دارم بدوش خود بلاگرد سر مینا

وله

یارب همه جرم گشته در پیش مرا — در رنگ شده است جان و دل ریش مرا

هر چند که افزوده حد عصیانم — محروم مکن ز رحمت خویش مرا

وله

هر کس که زند بر لب خود مهر ادب — بد خواهش را بود بهم بسته دو لب

وله

حق می داند بجا طلسم یاد شماست — در کشور سینه داد بیداد شماست

از جنبش دل نام شما می خیزد — این دانه ز سبحه های اوراد شماست

وله

ما را بسوی شمع رخت دیدن آرزوست — پروانه وار گرد تو گردیدن آرزوست

ای شوخ من بیا که درین فصل نوبهار — با تو دمی نشستن و خندیدن آرزوست

وله

من بقربان آن دمم که صبا — داد آواز یار آمده است

خنده زیر لب و سراسر چمن — بچه انداز یار آمده است

وله

دهر است که انجام درو پیدا نیست — تا صبح شود شام درو پیدا نیست

چندین شاهان دران حکومت کردند — امروز کسی نام درو پیدا نیست

وله

ای سبزه خطان که صیدی دام شماست — شخص دل مینا بحلقه جام شماست

لازم گیرید پاس وارستگان — صهبا است طرب کنون که در کام شماست

وله

از دیده من که پرتو حیران شده است — در عکس رخ تو فرش سامان شده است

در هجر تو دل چو ابر نیسان شده است — در دیده هم از اشک نمایان شده است

ایدوست بیا که بهر پا انداز تست — وله — در کوی تو فرش نرگستان شده است
چون برق جهد ز یاد رویت رگ شوق — ای دوست بیا که وقت باران شده است
با یاد یوسف گم گشته خود ای عزیز — وله — بیت حزان از دل ما در نگین کردیم طرح
در دل ما عکس چین جبهه اش صورت گرفت — گره‌های انصاف صبا زم نقش چین کردیم طرح
هر کس ترا دید بکس رو نکند — وله — وانکس که ترا شنید گل بو نکند
عشاق تو فارغ اند از سرو جهان — مست می عشق تو بمی خو نکند
ای بادکشان می که می نوش کنید — وله — حرفی بشما گویم اگر گوش کنید
وارید بدل ز خود فراموشان را — ای کاش فراموش اگر فراموش کنید
ز شوق چشم او نرگس نگه بستن نمیداند — وله — بیاد قامتش شمشاد نشستن نمیداند
ای که همواره لعل تو می گون شد — وله — شیشه می ز لبت آبله خون باشد
گهی تغافل و گه ناز و گه جفا دارد — وله — برای کشتن عشاق شیوه ها دارد
چگونه جان برد آسان ز ظلم خود ظالم — وله — که تیر آه غریبان بر قفا دارد
در حسرت وجوی خال تو دل شد اسیر زلف — وله — آری مدام صید پی دانه می رود
آید بگرد شمع رخت گشتنم بیاد — در محفلی که حرف ز پروانه می رود
سخن بقدر ضرورت بود بزرگان را — وله — که جز جواب نگوید صدا ز کوه بلند
اگر چه گل بچمن رنگ و بو دارد — وله — ولیکن این همه خوبی کجا که او دارد
بسیر باغ چو آن می پرست برخیزد — وله — گل از چمن که ساغر بدست برخیزد
ز هیچ و آن چه سوال و جواب خواهد بود — شهید چشم تو در حشر مست برخیزد
کدورتی نکند جا درون صافدلان — اگر ز آینه گرد نشست برخیزد

ولہ
ظالم نگهبان بدل چه منزل کرده‌اند — صد جور و جفا بر من بیدل کرده‌اند
چشمک زده ساختند چون وحشی رام — تیغ ابرو نموده بسمل کرده‌اند

ولہ
داشت بشوق گل و تو نهانی نرگس — گر عدم چهره برآورده خزانی نرگس

ولہ
از تاب حسن و تو نازو بجوش گل — از خون خویش شد بچمن باده نوش گل
ای نوبهار عزم گلستان نموده — گر شادی وصال تو شد بجوش گلها
صد شکر جز تو نیست کسی همنشین دل — ما کنده ایم نقش ترا در نگین دل

ولہ
سر بتی کردند رنگ گل غذ دیوان من — بسکه در وصف لب شیرین تقاضی کرده‌ام
تا بغفلت بر دل من ناوک اندازی کند — بازگشتنهای مژگان ترا فهمیده‌ام

ولہ
مجنون صفت بدامن صحرا نمی روم — آن وحشیم که گوشهٔ دل هست پیشه‌ام
در باغ لاله گفت بمن با زبان حال — من داغ رشک سرخ تو صد بار بنشسته‌ام

ولہ
ز شوق چشم خوشت رفته رفته مست شده‌ام — بیا در روی تو آخر صنم پرست شده‌ام

ولہ
نمیدانم چه ثابت کرد ظالم گناه من — بگردون می رسد هر لحظه از جور تو آه من
باندک رنجش جان میدهم هیهات در قتلم — تغافل می کند بسیار شوخ کم نگاه من
نگه در دیده سویش کردم از شرم احیات — نویسد سطرها از اشک چشم عذر خواه من

ولہ
گل بچه رنگ شکند رخ بکشا که همچنین — سنبل تر خیال در خط نما که همچنین
جستن برق رویش خواست نشان دهد بمن — صورت آن سنجیده کرد او که همچنین

ولہ
شب از چشم و خطش در بزم مستان بود نیرنگی — ز گیسو جام می از سوی بگیر نشان رنگی
بهر حالت ز مشتاقان خود غافل مشو ظالم — سر صلحی نداری گر بیا اندیشه جنگی

ولہ
تو و ملک سلطنت خوش من و کوچه گدائی — که بشاهی سکندر نه هم برهنه پائی

سر کیمیا گر نیست رہ عشق گیر صائم | کہ بمہر سیم ساقان شدہ رنگ من طلائی

من اشعارہ الہندی

اک آن میں حیف کھل گئیں یہ آنکھیں | پھر موند پلک میں وہ نہ دیکھا رویا
میں مدت کے بعد ایک دم ہو سویا | دیکھوں تو مجھے کہنے ہے صنم گویا

ولہ

مجھے گر جان کنی کا حکم وہ شیریں دہان کرتا | کہا اوسکا خدا کی سوں ارے یارو بجان کرتا
فلک گرتا زمین پہ ہنستی چمن سے رنگ اڑ جاتا | اگر میں اپنے دکا حال ظالم بیان کرتا

ولہ

ازبسکہ ہم اب عشق کی سیکھی گھاتیں | سب بھول گئے شادی کے باتیں
نکلا جو خط سیاہ گورے منہ پر | اسوجہ سیں شاید کہ بھریں دل راتیں

ولہ

سجن تجھ زلف میں دل بل رہا ہے | ہمارے ہاتھ میں کب دل رہا ہے
نہیں کھلتا بہار و باغ سوں دل | یہی عقدہ مجھے مشکل رہا ہے

ولہ

دل صد پارہ آخر کیا مژہ کا گوشت قیمہ ہے | بھرا یا غرق خون ہو داغ دل پہ یہ قیمہ ہے
نہیں کہتا ہوں دست زور اپنی خون ناحق کی | مگر قطرہ لہو کا دامن جلاد کون پہنچے
اسیروں کی قفس کے کس تئیں پروا ہے آہ مزینکی | ہماری کسطرح فریاد اب صیاد کون پہنچے

صرفی۔ صلاح الدین ساوجی

صرفی تخلص۔ صلاح الدین نام۔ آپکے بزرگان سلف ساوہ کے رہنے والے تھے۔ وطن مالوفہ سے ہند میں آئے۔ اور یہاں سکونت پذیر ہو گئے۔ آپ بھی جد و پدر کے ہمراہ ہند میں پہنچے اولاً گجرات میں چند مدت رہے۔ پھر گجرات سے لاہور میں آئے شہر کو اپنا وطن بنا لیا۔ آپ درویشانہ زندگی بسر فرماتے تھے۔ صابر و قانع تھے۔

بادشاہی خزانہ سے بقدر ضرورت وظیفہ معین تہا۔ سنہ ۹۹۹ ہجری مین فیضی کے ہمراہ دکن مین آئے سرحد دکن مین پہنچکے فوت ہو گئے۔ آپ سخن سنجی مین عمدہ سلیقہ وطبع رسا رکہتے تہے۔ کلام کو خوبی کے سانچہ مین ڈہالتے تہے۔ آپکا کلام نہایت ہی لطیف وبامزہ ہوتا تہا۔ آپ کی رحلت سنہ ۹۹۹ ہجری مین واقع ہوئی۔

من اشعارہ الفارسی

گلفروش من کہ خواہد گل بہ بازار آورد
با بہ اول تاب غوغاے خریدار آورد

زراہ کعبہ جمنوعم وگرنہ میغر ستادم
کف پاے بحرمت چینی خار مغیلانش

با تو اشکم کشد و بے تو جدائی چکنم
میکشتم اینہمہ از دیدن و نادیدن تو

صادق۔ میرزا صادق اردوبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق نام۔ شاعر خوش فکر و خوش بیان تہا۔ وطن مالوفہ سے دکن مین آیا۔ شہر احمدنگر مین سکونت پذیر ہوا۔ مرتضی نظام شاہ والی شہر مذکور سے ملا۔ نظام شاہ نے از روے قدردانی منصب جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ اور آپ کو مقربین کے زمرہ مین رکہا۔ صادق مدت تک عیش و آرام کے ساتہہ بادشاہ کی خدمت مین رہا۔ آخر اکبر بادشاہ کے حملے کے وقت باجل طبعی فوت ہوا۔ ھوھذا

شوخیکہ بساد گی از وگردم صبر
اکنون خطش از غبار دارد سر جبر

از خطش اگر فزون بسوزم چہ عجب
سوزندہ ترست آفتاب از تہ ابر

صائی۔ اردستانی

صائی تخلص۔ مرزا اردستانی نام سے مشہور تہا۔ وطن سے دکن مین آیا

محمد قطب شاہ والی گولکنڈہ کی خدمت مین باریاب ہوا زمانہ دراز تک عزت آبرو کے ساتہہ زندگی بسر کرتا رہا۔ شاعری و شعر گوئی مین مشغول رہتا تہا۔ صاحب دیوان تہا۔ اسکا دیوان نادرالوجود ہے **من کلامہٖ**

خوش آن رہرو کہ رہ تنہا سپارد　　　کہ تنہائی پس افتادن ندارد

صابر۔ میر صابر اصفہانی برہانپوری

صابر تخلص۔ میر صابر نام۔ سادات صفہانی سے تہا۔ جہانگیری زمانہ مین وارد ہند ہو کے شاہی ملازمون مین شریک ہو گیا۔ اولاً صوبہ گجرات کی وقایع نگاری و دیوانی پر مامور ہوا۔ پہر کل صوبجات دکن کی وقایع نویسی پہ مقرر۔ مدۃ العمر شادی نہین کی مجردانہ عمر بسر کرتا رہا۔ بختاور خان مرآۃ العالم مین لکہتا ہے۔ کہ خواجہ شکیبا جو میر صابر کا تبنّی او تربیت یافتہ تہا۔ راقم کے ساتہہ زمانہ طفلگی سے محبت رکہتا ہے فی الحال عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین شرف اندوز ہے اور راقم کے ساتہہ شاہی مقربین مین شریک ہے۔ نقل کرتا ہے کہ میر صابر نے اصفہان مین ایک مدرسہ و رباط بنا فرمایا۔ اور فہرو نام قصبہ مین جو مابین مشہد مقدس و اصفہان ہے ایک ندی تہی جب اُسمین طغیانی ہوتی تہی تب تمام قصبہ کی عمارات و مکانات کو خراب و برباد اور اہل قصبہ کو وطن سے بیوطن کر دیتی تہی۔ میر مرحوم نے ندی مین ایک پل جسکا عرض پچیس ذرعہ اور طول یک فرسخ ہے تعمیر کیا۔ اور ایک باغ اور سرا اور حمام بہی بنایا۔ اُسکی تاریخ یہہ ہے ؎ گفت آرام گاہ خلق جہان۔ انتہی کلامہ

اور میر صابر نے بسنہ ۱۰۲۷ ہجری عرفی کی ہڈیان لاہور سے نجف اشرف کو پہنچایا۔

اور عرفی کے اس شعر کی تصدیق کی ہے

بکاوش مژہ از گور تا نجف بروم ۔ اگر بہند ہلاکم کنی و گر بہ تتار

ملا رونق ہمدانی نے عرفی کے مصرع کو تہوڑا تغیر کرکے عرفی کی رحلت کی تاریخ نکالی ہے بکاوش مژہ از گور تا نجف آمد ۔ ہیر صابریہ ۹۹۵ء ہجری شہر برہانپور مین فوت ہوا ۔ شاعر ذکی الطبع و خوش وضع تہا ۔ کلام شستہ و پاکیزہ موزون کرتا تہا ۔ رباعی اکثر کہتا تہا ۔ خان اعظم مرزا سے اخلاص وارتباط رکہتا تہا ۔ خان اعظم ناظم گجرات نے گجرات مین ایک باغ بنایا ۔ میر نے اُسکی تعریف مین یہ رباعی کہی ہے

خورشید گلے زباغ اعظم خان است	می راطرب ایاغ اعظم خان است
ماہے کہ جہان منور است از نورش	یک پرتو از چراغ اعظم خان است

ایضاً

چشمی بجہان بباغ و راغش کردیم	گوشے بنوائے کبک زاغش کردیم
دیدیم کہ با ما سر نیازی داشت	ما نیز نساختیم و داغش کردیم

صعود ۔ حافظ میر محمد علی صعود گجراتی

صعود تخلص ۔ حافظ میر محمد علی نام ۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے ہے ۔ آپ کے بزرگ عجم سے ہند مین آئے احمد آباد گجرات مین قیام پذیر ہوئے ۔ صعود کی ولادت احمد آباد مین واقع ہوئی نشو نما کے بعد دلی مین علوم و فنون کو کسب کیا ۔ درجہ کمال کو پہنچا ۔ دلی سے احمد آباد گجرات مین مراجعت کی ۔ خلائق کو درس و تدریس سے مستفید کرتا رہا ۔ علم نجوم و رمل و شاعری مین کامل استعداد رکہتا تہا

اکثر اہل حوائج سوالات کرتے تھے وہ بذریعۂ نجوم و رمل صحیح صحیح جواب دیتا تھا۔ اہل گجرات کیا ہندو کیا مسلمان آپکے معتقد تھے۔ گذر اوقات کا مدار توکل و قناعت پر تھا اکثر ارباب حوائج آپکی خدمت کرتے تھے تحفہ و نذرانہ گذارتے تھے آپکی وفات کی کیفیت معلوم نہین ہوی

من اشعارہ الفارسی

زبسکہ حادثہ بود و صف بستان مرا	ہمیشہ جنگ بود با زبان دہان مرا
شبے بخانۂ ما گر ترا گذر افتد	بجائے کعبہ پرستند آستان مرا

صفا میرزو الفقار علیخان لکھنوی

صفا تخلص میرزو الفقار علیخان نام۔ مشاہیر شرفاء لکھنو سے تھا فن شاعری مین یگانہ روزگار میر تقی میر کا شاگرد تھا لکھنو سے بنگالہ گیا وہان چند مدت رہا۔ امرا و رؤسا کی مدح مین قصائد لکھے۔ بہت صلے و جائزے پائے آزادانہ زندگی بسر کرتا تھا بنگالہ سے چینا پٹن مین گیا وہان عزت و آبرو سے اوقات عزیز گذارتا رہا۔ پھر وہان سے میر ابو القاسم المخاطب میر عالم مدار المہام کے عہد مین حیدرآباد دکن مین آیا۔ چند روز میر عالم کی سرکار مین ملازم رہا۔ بسبب نو وارد ہونیکے آپکی زیادہ شہرت نہین ہوئی تھی چند روز کے بعد آپکے جواہر چمکنے لگے۔ اور اپنا اصلی جوہر دکھانے لگے پھر تو آپ شہرۂ آفاق ہوئے۔ رفتہ رفتہ راجہ چندو لعل مہاراجہ بہادر کے دربار مین باریاب ہوئے چونکہ مہاراج شعر و سخن کے شیفتہ اور اہل سخن کے فریفتہ تھے۔ صاحب مذاق و قدردان تھے۔ آپکے پانسو روپیہ ماہوار کر دی اور مصاحبت کے شرف سے مشرف فرمایا

آپ تا مرگ مہاراج کے جلیس و انیس رہے - مرد با کمال تھے خوش فکر و خوش طبع ظریف المزاج و لطیف الوضع تھے - صاحب دیوان ہین آپکا دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات کا ذخیرہ ہے اور آپنے چند مثنویات بھی لکھے ہین - مثلاً مثنوی چہو ستن وغیرہ مشہور ہین - ہمکو آپکا دیوان نہین ملا نہین تو ہم بہت سے اشعار انتخاب کر کے ہدیۂ ناظرین کرتے - آپ ہندی و فارسی دونون زبانون مین خوب کہتے تھے - آپکا انتقال سنہ ١٢٦ ہجری مین ہوا -

من اشعارہ الفارسی

مراد لیلیت چہ وحشی دمے کہ در گفتار | سخن بدر کند و بنگر سعو دیوار
بزینہ در بیت العتیق میماند | سر سجود من و آستانۂ دربار
فلک بدست گرفتہ ست حشمت نقرہ و زر | بود بفکر چہ تعمیر پیراستہ کار
بہار آئینہ قصر لاجوردی بین | ہجوم سنبل و گل چون ثوابت و سیار
اگر بطبع در آید معانی دلکش | اساس ہیئت شمار و طبیعت اشعار
بہر طرف نگرم روبروی پیش سحر است | نگر تعلق دل شد با بروی دلدار
بطالعم در دولت کشادہ شد باید | کہ مثل سایہ شوم سجدہ ریز تا دیوار
کجاست گرمی بازار مردم شروان | کہ دستگاہ فروشم چو ساغر سنجار
جناب عشق بفکر عمارت دلہاست | چنانکہ خامۂ دستور در کشائش کار
چہ سروری کہ بہنگام گنج بخشی او | گداز داز عرق شرم ابر گوہر بار
نسیم گلشن خلقش چو محفل آراید | زمانہ باز فروشد با ہوان تتار
بعہد او سخن و کارگاہ افسون باف | شعاع دیدۂ خورشید را بقیمت تار

زہے حمایت دورش کہ طفل مہد نشین ❊ بہ بازی گل و سنبل گرفت مار و شرار
نہ در عنایت او التماس را دخلے ❊ نہ در سخاوت او انتظار را آثار
جہان ہمت و انصاف راجہ چندو لعل ❊ کہ ہست خاک در او طلائے دست افشار
بباغ خلقش اگر بگذرد نسیم صبا ❊ چہ ارمغان کہ نیارد سوئے گل گلزار

ولہ تاریخ شادی ہمت علیخان

شد نوید شادیانی بالگیتی استوار ❊ جشن عیش نو بہ جشنیم آصف جم اقتدار
سال عشرت زد رقم ہمت زفضل کردگار ❊ جلوہ از مہر و قمر باہم مبارک سازگار

ایضاً ولہٗ

عشرت خورشید طلعت ماہ رو ❊ جلوہ گر شد با ہزاران آرزو
از برائے تہنیت ہمت بگو ❊ وصل ماہ و مشتری آمد نکو

صادق۔ مرزا محمد صادق اصفہانی

صادق تخلص۔ مرزا محمد صادق نام۔ آپ مرزا محمد صالح اصفہانی کی صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت روز یکشنبہ بتاریخ سوم شعبان سنہ ۱۰۱۸ ہجری مطابق پنجم جہانگیری بندر سورت مین واقع ہوئی۔ اور آپکی نشو و نما سورت و احمد آباد گجرات کی آب و ہوا مین ہوئی۔ سن شعور کو پہنچ کے علمائے ہند سے تعلیم پائی کتب متداولہ عربیہ فارسیہ سے فارغ التحصیل ہوکے ہند و سندہ و دکن کی سیر کی۔ اس سیر و سیاحت مین اکثر شعرا و علما سے ملازمت کی اور ہر ایک کی خدمت مین مستفید ہوئے۔ جہانگیری شاہی و شاہجہانی ملازمون مین پدر و پسر ملازم تہے۔ آپ شاعری و انشا پردازی مین عدیم النظیر تہے۔

اور تاریخ دانی مین مورخ محقق آپنے ایک تاریخ بسیط مسمی بہ صبح صادق تالیف کی ہے تاریخ چار جلدون پر شامل ہے تاریخ مذکور کے خاتمہ مین آپنے سیر و سیاحت اور شعرا و علما کی ملاقات اور ان کے حالات کا مختصراً تذکرہ لکہا ہے چونکہ تذکرہ دلچسپ ہے۔ لہذا فقیر مولف ذیل مین بجنسہ گزارش کرتا ہے کہ ناظرین مطالعہ سے لطف و مزہ پائین۔

آپ صاحب دیوان ہین۔ فقیر کو آپکا دیوان دستیاب نہین ہوا صرف ایک رباعی دستیاب ہوی **هو هذا**

سوئے میخانہ بتا بید جنون خواہم رفت ۔ باز از عالم اسباب برون خواہم رفت
خدا این بادیہ جز اشک نیاید دست کسے ۔ آہ خواہم شد و از اشک فزون خواہم رفت

مجہے آپکی رحلت کی تاریخ نہین ملی یہہ بزرگ گیارہوین صدی ہجری مین زندہ تہے گیارہوین صدی کے آخر یا بارہوین صدی کے شروع مین عالم فانی سے ملک جاودانی کے طرف رحلت کی۔

گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ آپکے والد با جد بندر سورت مین عبد الرحیم خانخانان کیطرف سے نیابتاً مقرر تہے۔ بندر مذکور کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے تہے۔ پس سنہ ۱۰۳۱ ہجری مین نوکری ترک کرکے احمد آباد گجرات مین آئے ایک سال تک بسر کرکے سنہ ۱۰۳۲ ہجری مین شاہجہان بادشاہ کی خدمت مین پہنچے۔ جب سنہ ۱۰۳۳ ہجری مین بندر سورت شاہجہان کی جاگیر مین مقرر ہوا تو آپکے والد بندر مذکور پہنچ گئے وہان کا انتظام کل آپ کے والد کے تفویض ہوا سفید و سیاہ کے مختار کل تہے سپاہ و عہدہ داران بندر کی بحالی و برطرفی آپ کے دست قدرت مین تہی دو سال تک امور مفوضہ کے انتظام مین ہمہ تن مصروف ہے انتہی کلامہ۔ اب مین آپکے

سفرنامہ کو مختصراً لکھتا ہون ھو ھذا

صبح صادق کا مولف صاحب ترجمہ اپنی مولفہ تاریخ مین لکھتا ہے کہ اُسی زمانہ مین مولانا محمد صوفی سورت مین وارد ہوئے میرے والد با جد سے ملے دونون باہم نہایت محبت و الفت تھی۔ مولانا صوفی مشاہیر علما سے تھے صوفی مشرب تند خو سخت گو کسی سے ملتے جلتے نہین تھے۔ عہد اکبری سے ہند مین سکونت پذیر تھے اور گجرات کو وطن بنالیا تہا مدت تک اسی ملک مین رہے ۱۰۳۴ہجری مین جہانگیر بادشاہ نے آپکو بلایا آپ حسب الحکم لاہور روانہ ہوئے راہ مین فوت ہوگئے۔ مجکو آپسے نیاز حاصل تہا مین نے آپکی وفات کی تاریخ لکہی ؎

بہر سال وفات او گفتم رفتہ ملا محمد صوفی ۱۰۳۴

	سن اشعارہ	

مرا بوقت جدائی دوست مردن بہ که زنده باشم و بے دوست بنگرم جارا

نمی ماند این بادہ اصلاً بآب تو گوئی کہ حل کردہ اند آفتاب

صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ ۱۰۲۶ہجری مین میرے والد ماجد شاہجہان بادشاہ کی درگاہ سے رخصت ہوئے مین اُسوقت برہانپور مین پہنچا اور ۱۰۲۷ہجری مین احمد نگر دکن مین آیا۔ پہر احمد نگر سے مالوہ مین والد ماجد کی خدمت مین واپس آیا پہر والد نے سلطان پرویز کی ملازمت کا عزم کیا۔ اور شاہزادہ اُسوقت الہ آباد مین تہا۔ مین بہی والد کے ہمراہ وہان گیا دہان سید محمد لاہجی کو دیکہا۔ سید حکیم و شاعر خوش نویس و مصنف تہا۔ ابتدا مین رسمی تخلص کرتا تہا۔ جب ہندوستان مین آیا اُسوقت فغفور تخلص اختیار کیا۔ آخر عمر تک شاہزادے پرویز کی ملازمت مین رہا۔ آخر ۱۰۲۸ہجری مین

شہر الہ آباد مین فوت ہوا۔ ان کے نتائج طبع تدون ہین ۔

فلک دیگر بکام زندہ دلان شام میگردد
عسس گو خواب رحمت کن کہ امشب جام میگردد

سر شوریدہ را بسامان نتوان باز آورد
این دستار پریشانیست کہ از سر بندند

پہر مین شہر مذکور مین شیخ شاہ محمد جونپوری کی خدمت مین پہنچا۔ تبرکاً کافیہ شاہ صاحب سے پڑہی۔ بعد ازان شاہ صاحب جونپور گئے۔ درس و تدریس مین مشغول ہوئے سنہ ۱۰۳۲ مین فوت ہوئے۔ پہر مین سنہ مذکورہ مین حکیم ہمام گیلانی کی خدمت مین پہنچا۔ وہ شاہزادے کے امرائے اکابر سے تہا۔ صاحب دیوان ہے۔ من اشعارہ

پاسبان شیشۂ دل باش اے غافل ز سنگ
یار سنگین دل فلاخن وار دارد دل ز سنگ

پہر ایک سال نہین گذرا تہا کہ میرے والد ماجد حسب الحکم شاہزادہ دیوان خالصہ ہوئے سنہ ۱۰۲۹ ہجری مین پٹنہ و بہار شاہی گماشتون کے سپرد ہوا والد کے ہمراہ وہان گیا اسوقت میرے دل مین طالب علمی کا شوق موجزن تہا۔ وہان مولانا میر معز الدین یزدی و مولانا عبد الشکور کی خدمت مین کتب متداولہ پڑہتا رہا۔ مولانا شاہزادے کے ہمرکاب تہے سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین ایک بد معاش کے ہاتہ سے قتل ہوئے۔ من اشعارہ

وحی کہ جان و دم بیدن نغمہ نی ست
آبے کہ خاک بر سر آتش کند می ست

مین چار سال تک پٹنہ مین رہا۔ ان دنون مین مولانا محمد حسین کشمیری کے خدمت مین مطالعہ و مباحثہ کتب مین مصروف رہتا تہا۔ مولانا معقولات مین مہارت کامل رکہتے تہے۔ مدت تک پٹنہ مین خدمت قضائی و تدریس مین مشغول رہے۔ آخر سنہ ۱۰۳۵ مین فوت ہوئے۔ اور مین اسی زمانہ مین مولانا محمد حسین تبریزی تخلص سپہری سے خط کی مشق کرتا تہا۔ سپہری شاہزادے کی ملازمت مین تہا۔ شاہزادے کے بعد بنگالہ سے

پٹنہ مین آیا۔ وہان دیرتک قیام پذیر رہا۔ پہر وہان سے بارادۂ بیت اللہ لاہور گیا۔ من اشعارہ

ازبس بر آستانِ تو شبہا فتادہ ام چون نقش پائے خویش ز پا فتادہ ام
چون سایہ فتادہ بالائے دلبرم اے دوستان ز عالم بالا فتادہ ام

حکیم عارف لاہیجی اکثر میرے والد ماجد کے پاس آمد و رفت کرتا تہا۔ وہ مشاہیر شعرائے زمانہ سے تہا اکبری عہد مین وطن مالوفہ سے ہند مین آیا تہا۔ چند مدت جہانگیر بادشاہ کی خدمت مین بہی بسر کیا۔ آخر پٹنہ مین سکونت پذیر ہوگیا تہا۔ مین نے آپ کو ۱۰۳۱ سنہ ہجری مین دیکہا تہا۔ شاعر ماہر و با اعتقاد تہا۔ ۱۰۳۵ سنہ ہجری مین ملک بنگالہ مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

دوش در اندازِ زلف یار گرفتن برسن آسان نمود مار گرفتن
جام بکف گیر و نہ آفتاب بیا موز راہ سر تیغ کوہسار گرفتن

پہر مین حکیم مولانا نادم گیلانی سے ملا وہ عازم ایران تہا۔ میرے والد کے پاس ملنے کیلئے آیا تہا مشاہیر شعرائے زمانہ سے تہا۔ اولاً وطن سے دکن مین آیا تہا۔ پہر دکن سے پٹنہ مین پہنچا۔ چند مدت کے بعد پٹنہ سے اصلی وطن گیلان کو روانہ ہوا۔ من اشعارہ

ہرگز این طفل مزاجے نرود از خاطر گر بتابوت روم شوخی گہوارہ کنم

اُنہین ایام مین میرزا قاسم امامی اصفہانی بہی پٹنہ مین وارد ہوا۔ لطیف الطبع تہا فن موسیقی مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ اور شاعری مین اُستاد مانا جاتا تہا بہرامی تخلص کرتا تہا۔ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ میرے والد کے دوستون سے تہا۔ اسی زمانہ مین

میر محمد سعید یقینی بہی فوت ہوا۔ من اشعارہ سراجی

بس در خم و پیچ سر کشیدیم چو آب   نالان نالان بسے دویدیم چو آب

چون از منزل نشان ندیدیم چو آب   در آبلہ دل آرمیدیم چو آب

اور وہان مین نے ضیائی شاعر کو بہی دیکہا۔ مدت تک پٹنہ مین سکونت پذیر ہا

پہر میر یحیی بن میر ہاشم قمی موسوی بہی وہان پہنچا۔ اکابر سادات عراق سے تہا

اولا وطن سے ہند مین وارد ہوکے کئی سال تک دکن مین بسر کیا آخر جہانگیری عہد

مین اوڑیسہ کی دیوانی و بخشی گری پر مامور ہوا تہا۔ وزارت سے معزول ہوکے

پٹنہ مین آیا تہا۔ مین نے اُسکو دیکہا۔ میرے والد کے دوستون سے تہا۔ پہر کابل

کی بخشی گری پر گیا۔ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ من اشعارہ

آن خال سیہ نبود بر گوشہ چشم تو   افتادہ سیہ مستی در گوشہ میخانہ خلف او

میر ہاشم کو مین نے بایام طفلی شہر برہانپور مین دیکہا تہا۔ فی الحال درگاہ بادشاہی

مین مامور ہے۔ من اشعارہ

زلفش ز دو سو گوئے ز پیچ ز ایمان شست   از یکطرف آمد خط و گو را ز میان برد

شہر پٹنہ مین سکونت پذیر تہا۔ والد کے دوستون سے تہا۔

اور نیز ابراہیم حسین کابلی جو لطیف المزاج و مجسم خلاق تہا۔ دیری تخلص کرتا تہا

شاہزادہ پرویز کی ملازمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ خوشخبر خان خطاب پایا تہا

شاہزادے کی وفات کے بعد صاحب قران کی خدمت مین آیا۔ مرحمت خان

خطاب پایا۔ آخر سنہ ۱۰۴۰ ہجری مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

پوشند ہمیشہ مصحف رو را ز چشم من   زانسان کہ روزہ بزرباران کتاب را

محمد فصل و سال و چهار ست — علی زان فصلها فصل بهار ست

اور میرے والد کے دوستون سے احمد بیگ صفہانی تہا - مین نے اسکو بنگالہ مین دیکہا تہا - فی الحال بارگاہ شاہی مین ہے طبع درست و موزون رکہتا ہے

من اشعارہ

گل شگفت و گل عذاران روز گشت باغ — روز روز بلبل ست و بخت بخت باغبان

اور انہین ایام مین باقیا شاعر جو مشاہیر شعرا سے آیا - پہر پٹنہ سے جونپور گیا - مین اس سے دو نون مقام مین ملاہون - شعر گوئی مین عمدہ سلیقہ و ملکہ رکہتا تہا اور فن موسیقی مین بہی لیاقت و مہارت سے موصوف تہا - شاہزادے پرویز کی خدمت مین چند روز رہا کچہہ فروغ نہین پایا - جونپور سے بنارس مین آیا - اور یہان سکونت پذیر ہو گیا - جب صاحب قران پٹنہ مین پہنچا اسوقت بادشاہ کی خدمت مین آیا - عنایت سے سرفراز ہوا - جب بادشاہی لشکر دکن روانہ ہوا اسوقت بنارس مین مراجعت کی - بنارس مین صاحب قران کی تخت نشینی تک سکونت پذیر رہا - جلوس کے وقت بارگاہ شاہی مین پہنچا - مراحم سلطانی سے سرفراز ہوا - آخر رخصت لیکر ایران چلا گیا - صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ فی الحال سنا جاتا ہے کہ حج سے فارغ ہو کر وطن مالوفہ ایران پہنچ گیا - من اشعارہ

یار ہشیار آمد واز صحبت ما مست رفت — حیف چون عمر یکہ در غم بگذرد از دست رفت

اور پٹنہ مین ایک بزرگ جنکا نام سلطان محمد اور زاہدی تخلص تہا قیام پذیر تہے دیوان انوری و خاقانی خوب جانتے و سمجہتے تہے - ان کے فرزند محمد لطیف لطفی تخلص میرے دوستون سے تہے - خوش مزاج و لطیف الطبع تہا - دوستون کو

اُن کے ملنے سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا۔
جب سنہ ۱۰۳۴ ہجری مین صاحبقران نے بنگالہ مین پدر بزرگوار کی مخالفت کا علم بلند کیا حسب الحکم شاہزادہ پرویز صاحبقران کے مقابلہ کے لئے الہ آباد روانہ ہوا۔ شاہزادہ کی فوج مین ملا باقی نہاوندی ہمرکاب تھا۔ اس سے پہلے عبدالرحیم خانخانان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ ماثر رحیمی اُسکی تصنیفات سے ہے۔ من اشعارہ

ما و بلبل غرض چاک سینہ میکردیم دوش — تازہ پرورد گلستان زخم خارے ہم نداشت
راہ بیرون شدن از زیر فلک ممکن نیست — ہر طرف مرغ قفس جلوہ کند در قفس است

میرے والد باجد شاہزادہ پرویز کے ہمرکاب تھے۔ بمقتضائے ضرورت پٹنہ جانیکے لئے مامور ہوئے حسب الحکم جب عازم ہوئے مین جونپور سے مقام بنارس مین اُنکی خدمت مین پہنچا۔ وہان حکیم رکنا کاشی مسیحا کو دیکھا وہ ایران کے اکابر حکما و شعرا سے ہے مدت تک شاہ عباس ماضی کی خدمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر بادشاہ سے رنجیدہ ہوا اور ایک قصیدہ کہا جسکا مطلع یہہ ہے ؎

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش — شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

پھر ایران سے ہند روانہ ہوا۔ ملازمان اکبری مین داخل ہوا۔ چند مدت جہانگیر کی خدمت مین رہا پھر وہان سے برخاستہ خاطر ہوکے گولکنڈہ دکن مین آیا۔ میر مومن استرابادی میر جملہ آپکی بازدید کے لئے آیا۔ حکیم نے بہوائے شیشہ شراب بگمان شیشہ گلاب کے سر پر افشان کیا۔ میر بزرگ و پرہیزگار تھا۔ حکیم کی اس حرکت سے بہت ہی رنجیدہ ہوا فوراً اپنے دولتخانہ پر لوٹ آیا۔ حکیم نہایت ہی شرمندہ و نادم ہوا۔ اُسیوقت بیجاپور کا رستہ اختیار کیا۔ چند روز کے بعد بیجاپور سے پھر جہانگیر کی درگاہ مین حاضر ہوا۔

آخر مہابت خان کی مصاحبت مین رہا۔ جب صاحبقران آگرہ مین تخت نشین ہوا
تب یہہ قطعہ موزون کرکے عرض کیا۔ دو ہزار روپیہ صلہ پایا۔ ؎

پادشاہ زمانہ شاہجہان	خورم و شاد و کامران باشد
حکم او بر ممالک عالم	ہمچو حکم خدا روان باشد
بہر سال جلوس او گفتم	تا جہان باد در جہان باشد

پہر چند مدت ہند مین بسر کرکے مشہد مقدس گیا۔ وہان زیارت سے مشرف ہوکے مکہ معظمہ پہنچا۔ حج و زیارت سے فارغ ہوکے وطن مالوفہ پہنچا۔ مولف فقیر نے اس تذکرہ مین حکیم مسیحا کا مفصل ذکر حرف میم مین لکہا ہے۔ اگر دیکہنا منظور ہو تو وہان دیکہیئے۔ من اشعارہ

بپیوست یکدو روز صبورم کہ از فراق — چون شاخ نو بریدہ ندارم خبر ہنوز
اے ملائک در شما آوارگی می افگند — کوکب بخت مرا ز آسمان بیرون کنید

پہر مین بنارس سے والد کے ہمراہ پٹنہ مین پہنچ کے جونپور مین واپس آیا۔ اور وہان شیخ محمد افضل جونپوری جو اکابر علماء سے تہے مستفید ہوا۔ فن ریاضی مین استعداد کامل حاصل کیا۔ شیخ موصوف مجرد مرد صالح و متقی تہے۔ اور شیخ محمود نبیرہ شیخ شاہ محمد کی خدمت مین پہنچتے تہے۔ مین آپ سے اکبرآباد مین بہی مشرف ہوا تہا کبہی کبہی شعر بہی موزون فرماتے تہے۔ منہ

ہر آن می کہ ندارد خمار در لب تست — مراد و چشم تو پیوستہ در خمار بود

نیز جونپور مین شیخ عبد العزیز صوفی کی خدمت مین پہنچا۔ شرف ملازمت سے مشرف ہوا۔ آپ تصوف مین کامل تہے۔ من اشعارہ

تا بر تو نظر کشود دم اید وست   تیغ تو سرم بدامن افکند

آپکے برادر مولوی شیخ عبد الحکیم شعرائے زمان سے تہے۔ کبہی عطائی۔ کبہی معنوی تخلص کرتے تہے۔ میرے والد ماجد کے دوستون سے تہے۔ اب سنتا ہون کہ دو نون بہائی فوت ہو گئے۔ من اشعارہ

بلب گرفتہ بطامی ازین جہان رفتم	بسان طفل کہ پستان گرفتہ خواب رود
ہر لحظہ خطش ور نظرم خوبتر آمد	ہمچو خط استاد کہ بینی بہتامل
سودا بسرم ہمچو پلنگ اندر کوہ	چون شیر بدریا و نہنگ اندر کوہ
دور از وطن خویش بخواری کردم	چون شیر بدریا و نہنگ اندر کوہ

اور شعرائے جونپور سے تہا۔ ملا محمد امینی کشمیری جو لطیف الطبع سے مشہور ہے۔ اور اسکی عمر صد سال سے زیادہ تہی۔ اور وہان کے شعرا مین شادابی بہی تہا۔ فن موسیقی ہندی مین استاد کامل مانا جاتا تہا۔ من اشعارہ

نمی گردد بگرد مطلب ما دل انا   کہ شمع مردہ را بر سر نگردد ہیچ پروانہ

صادق صاحب ترجمہ کہتا ہے کہ مین جونپور مین سنہ ۱۰۳۵ ہجری تک تحصیل علوم مین مشغول رہا۔ اور سنہ مذکورہ مین والد ماجد کی ملازمت کے لئے عازم دکن ہوا اولا جونپور سے اکبرآباد اور وہان سے برہانپور مین پہنچا۔ اسوقت میرے والد حسب الحکم شاہزادہ بیدار کے انتظام کے لئے ایلچپور برار مین گئے تہے۔ مین برہانپور سے ایلچپور مین آیا اور والد کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ بمقتضائے جوانی ایک سال تک برار مین سیر و شکار کرتا رہا۔ اور مذاکرہ علم سے دور تہا۔ اسی عہد مین شاہزادہ پرویز نے عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف رحلت کی۔ مین نے آپکے رحلت کی تاریخ کہی۔

یہہ واقع سنہ ۱۰۳۶ ہجری مین گذرا۔ من اشعارہ

رفت پرویز شاہ ور فتن شاہ   سازد از سال فوت او آگاہ

شاہزادے کی وفات کے بعد میرے والد معزول ہوکے برہانپور آئے مین بہی چند مدت والد کے ہمرکاب تہا۔ وہان مرزا محمد حسین سبری قزوینی و مرزا محمد طاہر منیری و مرزا اسمعیل سکوتی اصفہانی سے ملاقات ہوئی۔ میرزا طاہر منیری اس زمانہ مین سخندان صاحب طبعان سے ہے۔ شروع جوانی مین طرطانقان سے ہند مین آیا۔ دکن و لاہور و ٹہٹہ مین سیر و سیاحت کرتا رہا۔ پہر برہانپور سے اکبرآباد گیا سنہ ۱۰۴۲ ہجری مین بنگالہ پہنچا وہان اسکو کچہہ کامیابی نہین ہوئی۔ پہر پٹنہ مین آیا۔ فی الحال معلوم نہین کہان ہے۔ من اشعارہ

سیاہ گشت دلم تا لب آہ تمام	درون من شدہ چو دود کش سیاہ تمام
زیک نگاہ بمن لاف التفات مزن	مکن دعوی خود کش بیک گواہ تمام
بنائے صورتش با احتیاط نہاد	چنانچہ او کرد در دو ماہ تمام
زتنگدستی و بیطاقتی منیری	نمی شود چو نگین خانہ اش پناہ تمام

میر سکوتی بہی سخندان زمانہ سے تہا۔ اور میرے قرابتداروں سے تہا خوشنویسی مین استاد تہا۔ مدت تک دکن مین سکونت پذیر رہا۔ اسکے بعد مین آیا کر وہ فوت ہوگیا سنہ

آلودہ بخون نہم چہ کنی تیغ نگاہ ہست   ما را غم سر نیست لیکن غم تیغ ہست

نیز برہانپور مین میر قابلی گیلانی ظرفائے شعرا سے تہا۔ خوش اخلاقی و صفائے دلی سے موصوف۔ من اشعارہ

ہرگز زبادہ چہرہ با لالہ گون مباد لبریز   ہر نالہ رشک صحبت صد سالہ عشرت است

جامِ عشرت ما جز بخون مباد　　　خالی نئی ز نغمۂ این ارغنون مباد

اور شہر مذکور مین میرزا علی قلی بہی تہا۔ اسکا باپ سلیمان خلیفہ امرائے شاہ طہماسپ صفوی سے تہا ازبکون کے معرکہ مین مقتول ہوا۔ میرزا لطیف الطبع تہا۔ من اشعارہ

بسیار ملولیم ازین عمر ندانیم　　　کاسائش ما در دم تیغ کہ نہفتہ است

بعد ازان مین چندروز برہانپور مین مقیم رہا۔ خانجہان لودی حاکم برہانپور نے میرے والد ماجد کی جاگیر ضبط کر لی۔ بامر لاچاری میرے والد نے دربار جہانگیری کا ارادہ کیا۔ اور اکبرآباد روانہ ہوا۔ مین باقتضائے جنون جوانی اُن کی خدمت وہمرکابی سے باز رہا۔ اور جنیر کا ارادہ کیا۔ جنیر صاحب قران ثانی کا مستقر و فرودگاہ تہا۔ اس سفر مین مجکو بیشمار مصائب و محن سہنا پڑا۔ منازل طی کرتے ہوئے شہر کرکی مین جو ملک عنبر کا مستقر و دار الحکومت ہے پہنچا۔ شہر کو نہایت آباد و خوش فضا پایا۔ اور چند بزرگون کے سوا کسیکو نہین دیکہا۔ اُس شہر اور اپنی حالت کے بیان مین چند اشعار موزون کیا۔ ہو ہذہ

چون بسوئے دکن نہادم رو
سخت محنت کشیدم از ہر سو

رخت بستم ز شہر برہانپور
چون شدم منزلے ازان دور

رنج غربت اثر نمود مرا
رنج بر رنج فزود مرا

خون دل را دران گذرگہ تنگ
راہبر اشک آہ پیش آہنگ

تیرہ شد روز دلفروز ہی من
دل من تنگ تر ز روزی من

زخم از درد دل زبر شدہ
دلم از راہ باد گیر شدہ

چار دم روز چون سپردم راہ
شہر کرکی پدید شد ناگاہ

شہر عنبر نسیم مشک سرشت — آب او بردہ آبجوئے بہشت

خاک آن بقعہ مشک اذفر بود — راستی آن بنائے عنبر بود

ہم در و قصرے آسمان مانند — سایہ بر آبرو پایہ بر اوند

ساکنانش ملک بہ نیکوئی — بر زمین آمدہ آسمان گوئی

روز دیگر شدم ازان منزل — آب در دیدہ آتشے در دل

شہرے آمد بہ پیش من در راہ — قلعہ اش بر فلک زدہ خرگاہ

قلعہ سر فراز ہمچو فلک — ساکنانش شنیدہ ذکر ملک

قلعہ داران فزون تر از انجم — فکر اختر شمردن ایشان گم

اطلس چرخ تنگ بر تن او — شمع خورشید زیر دامن او

تیغ او پاسبان خرمن ماہ — دست گردون ز دامنش کوتاہ

نام آن شہر و قلعہ پرسیدم — زیکے دیوگیر شنیدم

دیگرے گفت این صبا باشد — اینچنین شہر در کجا باشد

دیگرے گفت دولت آباد ست — شاہ جم دولت در و شاد ست

شہریار دکن نظام الملک — مالک صف شکن نظام الملک

گلر عنا کے مولف نے لکھا کہ شہر کرکی بہر دو کاف تازی ہے اورنگ آباد مراد ہے۔ تاریخ صبح صادق کے مولف صاحب ترجمہ کے زمانہ کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے نام سے اورنگ آباد آباد کیا۔ اولا اس آبادی کو کرکی کہتے تہے منسوب بکرک بفتحتین بمعنی سنگلاخ۔ چونکہ اس آبادی کی زمین تمام سنگلاخ تہی۔ ملک عنبر نے اس زمین کرک مین شہر موسوم بہ کرکی آباد کیا۔ اور بہت سی عمارات عالیہ بنا کیا۔ انتہی کلامہ

فقیر مولف نے تاریخ جنیرین دیکہا۔ کہ مولف جنیری لکہتا ہے کہ ملک عنبر جب نظام الملک بحری کی ریاست سے قطع تعلق کرکے بیجاپور مین چندروز عادلشاہی دربار مین رہا لیکن وہان اسکو کامیابی کامل نہین ہوئی۔ مع جمعیت عبید حبشیہ و دکنیہ وہان سے برخاستہ خاطر ہوکے دولت آباد آیا اور اسکو اپنا مستقر بنایا۔ ایکروز بطریق سیر و شکار اس میدان پرفضا جہان شہر کرکی آباد کیا تہا آیا۔ اور وہان خیمہ و خرگاہ قائم کیا چندروز شکار و سیر مین مصروف رہا۔ اس مقام کی سبزی و شادابی دیکہہ کے بہت محظوظ ہوا۔ مقربین و یاران ہم جلسہ سے کہا اگر یہان ایک شہر آباد کیا جائے تو نہایت ہی آرام و آسائش کا سبب ہوگا۔ یاران جلسہ نے ملک موصوف کی راے سے اتفاق کیا۔ اور اصرار سے عرض کیا کہ ضرور آباد کرنا چاہئے۔ پس ملک نے جس مقام مین اپنا خرگاہ قائم کیا تہا وہان شہر کی بنیاد رکہی۔ اور اسکا نام خرگاہی رکہا۔ کثرت استعمال سے خرگاہی کا مخفف خرگہی ہوا۔ پہر عوام الناس کے استعمال سے خرگہی کا کرکی و کہرکی ہوا۔ انتہی کلامہ

مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ پہر مین دولت آباد سے مع النجبر والعافیہ جنیر مستقر و فرودگاہ صاحب قرانی مین پہنچا۔ اسوقت میر عبدالسلام خان مشہدی مخاطب باسلام خان نے جو صاحب قران کا مصاحب و سپاہ و فوج کا بخشی تہا میرے حال پر مہربانی کی اور مجکو بادشاہی ملازمین مین شریک فرمایا۔ شہر جنیر خوش نما و خوش وضع تہا لیکن ویران و خراب ہو رہا تہا۔ چنانچہ مین نے اسکی صفت مین کہا

ع
شہر دیدم خراب چون دل ریش | یاد م آمد دیار و منزل خویش
شہرے از مردمش پریشان تر | دل مردم ز شہر ویران تر

بود کوہے بمرغزار جنیر
بر سرش قلعہ بنام سنیر

کمرش را ز لالہ پیرایہ
دامنش را زمانہ در سایہ

قلعہ اش راہ اختران میزد
تیغ بر ساق آسمان میزد

کمرش را بر آسمان تقدیم
تن جو زا ز تیغ او بدو نیم

مین شاہجہانی لشکر مین روزنامچہ نویسی پر مامور ہوا۔ اُن ایام مین ملازمان درگاہ جہان پناہ سے ملازمت و مجالست کا اتفاق ہوتا تھا۔ از انجملہ قیصر بیگ شیرازی ہے۔ لطیف الطبع و خوش اخلاقی سے موصوف ہے۔ درگاہ والامین حاضر رہتا ہے۔ من اشعارہ

زیردستان را نوازش کس بی از دریا نکرد
قطرہ دریا می شود ہر کہ بدریا میرود

دوم ملا صبحی ہمدانی ہے وہ مہابت خان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تھا۔ لیکن متوہم ہوکے فرار ہوا۔ اور صاحبقران کی خدمت مین آیا۔ اُس زمانہ تک ہمرکاب تہا کہ خانجہان افغان و فتنہ و ہنگامہ گرم ہوا۔ آخر افغانی فتنہ مین مقتول ہوا من کلامہ

ہیچ نگفتیم چرخ بیمرو پا را
ہر کہ نوشتی برات روزئی ما را

عنایت اللہ بن خواجہ ولی منشی صاحبقران نے فصیحی کے حق مین یہہ بیت کہی تہی

خورد چہ بی و مالد و ست بر سر
چو شمع آو یختہ ہر موے صبحی

جب جنیر مین یہہ خبر پہنچی کہ ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور فوت ہوا۔ اُسکا لڑکا محمود شاہ مسند نشین ہوا۔ صاحب قران نے اسلام خان کو تعزیت و تہنیت کیواسطے بہیجا۔ مین بہی ہمرکاب تہا جب ہم بیجاپور مین پہنچے۔ مین نے وہان باقر خورده کاشی کو دیکہا۔ شعرا زمان سے تہا۔ عادلشاہ کی مقاربت مین رہتا تہا۔ بعد ازان

بنگالہ مین گیا ۔ اور حج کا عزم کیا سنہ ۱۰۳۸ ہجری مین برہانپور شہر مین پہنچکے فوت ہوا

طول و عرض راہ عشق آغاز و انجام و بس ۔ ہمتے از کعبہ تا بتخانہ یک گام ست و بس
برہمن زنار و زاہد سبحہ صد دانہ داشت ۔ ہر کجا پرواز کردم دانہ و دامست و بس

سنہ ۱۰۳۷ ہجری مین جہانگیر بادشاہ فوت ہوا ۔ اس خبر کے سنتے ہی لشکر فیروزی اثر دار السلطنت کی طرف بنگالہ کی راہ سے روانہ ہوا ۔ اولاً گجرات مین پہنچ کے اکبر آباد کی طرف متوجہ ہوا ۔ اور وہان صاحب قران کا جلوس تجمل کے ساتھہ ہوا ۔ اسلام خان بحسب الحکم بیجاپور سے حضور کے طرف روانہ ہوا ۔ مین اسلام خان کے ہمراہ بنگالہ کی راہ سے بندر سورت پہنچا ۔ وہان ملا مونسی شاعر سے ملا ۔ ذی استعداد و خوش سیرت تھا ۔ شاعری مین عمدہ سلیقہ رکھتا تھا ۔ من کلامہ

بدوستی تو یک شہر دشمن است مرا ۔ کدام را من تنہا بدست و پا افتم

پھر مین سورت سے احمد آباد گجرات مین پہنچا ۔ اور وہان سکونت اختیار کی ۔ تقی بلیانی سے جو شیخ اوحدی بلیانی کا نواسہ تھا ملا ۔ تذکرۃ الشعرا اسکی تالیفات سے ہے جو متعدد جلدون پر شامل ہے ۔ من اشعارہ

تنم از غم چنان پاشید از ہم ۔ کہ آید ہمچو گرد از جامہ بیرون

چند روز احمد آباد مین قیام کرکے اکبر آباد متوجہ ہوا ۔ شہنشاہ عالیجاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا ۔ اور چند روز اکبر آباد مین بسر اوقات کی ۔ انہین ایام مین مولانا عبد اللطیف سلطانپوری سے ملاقات کی مولانا اکابر علما سے ہین علوم و فنون مین ہندوستان مین کوئی انکا نظیر نہین ہے ۔ محمد سعید بیگ بدخشی مولانا کے تلامذہ سے ہے ۔ نیز شہر مذکور مین مولانا روح اللہ مازندرانی متخلص بہ روحی سے ملا ۔

بزرگان زمانہ سے تہا۔ طلب علوم مین مشغول تہا۔ روحی کی طبیعت خاص ریاضی سے زیادہ مناسب تہی۔ علم ریاضی کی تکمیل کے لئے دور دراز کے بلاد مین سفر کیا۔ ہر گوشہ سے توشہ اور ہر خرمن سے خوشہ حاصل کیا۔ میرے حال پر بہت مہربان تہا۔ اکبرآباد سے بہرائچ مین پہنچا مین نے اسکو بہرائچ مین ہی دیکہا۔ پہر وہ اعظم خان کے عہد مین بنگالہ مین گیا۔ مین بہی وہان اُنکی خدمت مین پہنچا۔ سخندانی و شعرگوئی سے اُسکی طبیعت مناسب تہی۔ خوب کہتا تہا۔ من اشعارہ

آگہی رشتۂ شوقم بکف دہ
تنم را خاک فرسا کن ز پستی
امیدم را بکف دامان غم دہ
ندارم پائے ہمت جز بدامان

ہوس را بر جگر داغ تلف نہ
سرم را بندۂ زانوئے پستی
تمنا را تمنائے عدم دہ
مدہ دستم بگیر ہی گریبان

نیز اکبرآباد مین علی آصفی سالک کو دیکہا۔ ذکی الطبع و خوش وضع تہا۔ اسلام خان مشہدی کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ من اشعارہ

پادشاہیم بر سریر سخن + صفحۂ شعر با قلمرو ماست
گاہ در چشم ست وگہ بر رو وگہ بر آستین + از پریشان اختلاطیہائے اشک خود در ترحم

خلاصہ کلام یہہ ہے کہ مین چند روز اکبرآباد مین سکونت پذیر رہا پہر مین نے حسب الحکم بادشاہ بنگالہ مین جاگیر پائی۔ اور وہان کا ارادہ کیا۔ اور اثنائے سفر مین بہرائچ مین آیا۔ چند روز میر مظفر حاکم کی خدمت مین زندگی بسر کی۔ بہرائچ صوبۂ اودہ مین ایک شہر بزرگ ہے وہان سالار مسعود غازی کا مزار ہے۔ آپ سلطان محمود غزنوی کے خویشون سے تہے۔ آپ کی شہادت ۵۵۰ہجری مین

بمقابلۂ ہنود واقع ہوئی۔ پہر مین جونپور مین آیا۔ اور وہان سے براہ رہست پٹنہ مین پہنچا۔ میرے والد ماجد ایک سال اول حسب الحکم جہانگیری بنگالہ گئی تھے چندروز پٹنہ مین گذارے۔ سنہ ۱۰۳۸ ہجری کے اوائل مین قاسم خان بموجب فرمان شاہنشاہی بنگالہ کی حکومت پر مقرر ہوکے آیا۔ مین بہی انکی خدمت مین پہنچا۔ قاسم خان نہیر خلیق و لطیف المزاج و آشنا پرور تہا۔ صاحبان علم و فضل کی بہت قدر و منزلت کرتا تہا۔ اور خاص میرے ساتہہ یاد صحبت رکہتا تہا۔ من اشعارہ

نمونۂ جرس بیدلم صد انکنم — زبس شکستہ دلم لب بخندہ وا نکنم
مرغ ہر شاخ نیم اے باغبان بالم مبند — عندلیبم سایۂ گلبن قفس باشد مرا

بالجملہ مین قاسم خان کی خدمت مین بنگالہ گیا۔ اور چندروز کے بعد راج محل مین پہنچا۔ اور جہانگیر نگر مین قیام پذیر ہوا۔ وہان میرے والد ماجد آئے انکی قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ رنج سفر سے آرام پایا۔ اسی زمانہ مین سید علاء الملک برادر ابو المعالی کی ملازمت سے مستسعد ہوا۔ سید مذکور علمار اکابر سے ہین۔ باوصاف بزرگان اولیا موصوف تہے۔ آپکے والد ماجد علامہ میر سید نور اللہ مرعشی تہے آپنے علم والد ماجد کی خدمت مین حاصل کیا۔ اور تکمیل کے لئے شیراز گئے وہان کے علما سے تحصیل کے درجہ کو تکمیل پر پہنچایا۔ اور پہر شیراز سے ہند مین مراجعت کی اور درس تدریس مین مشغول ہوا۔ فی الحال شاہزادے سلطان شجاع کی تعلیم مین مصروف ہے۔ بادشاہ مولانا کی تعظیم و تکریم کرتا ہے میرے حال پر بیشمار عنایت فرماتے ہین۔ آپکے تالیفات سے مہذب فی المنطق۔ و انوار الہدی فی العلم الالہی۔ و صراط الوسط فی اثبات الواجب وغیرہا۔ شعر و شاعری سے بہی آپ کی

طبیعت مناسب تہی۔ کبہی کبہی شعر موزون فرماتے تہے۔ من اشعارہ

شب چشم تو بربستہ خود خواب کند ‌‌ ‌‌ زلف تو بروز سیر مہتاب کند
رو را ہمہ کس بسوئے محراب کند ‌‌ ‌‌ جز چشم تو کو پشت بمحراب کند

امیر ابو المعالی بہی فضائل و کمالات سے موصوف تہے۔ لطف طبع و سخن فہمی مین معاصرین سے ممتاز تہے۔ بیالیس برس کی عمر مین سنہ ۱۰۴۶ ہجری مین بنگالہ مین فوت ہوئے۔ مجہہ سے آپکو زیادہ اخلاص تہا۔ آپنے ازروئے محبت میری نسبت کہا ہے ہو ہذہ

امروز چو دید میرزا صادق را ‌‌ ‌‌ شد سرمہ نور دیدۂ عاشق را
یارب ز انجا کہ ہست لطف تو مہا ‌‌ ‌‌ جز وصل نصیب عاشق صادق را

آپ کی تصانیف سے تفسیر سورۂ اخلاص۔ و رسالۂ عدالت۔ و انموذج العلوم و دیوان شعر و غیرہا ہین۔ پہر مین اسی زمانہ مین سید شاہ باقر حسینی کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ یہ بزرگ سادات مشہد و خدام روضہ رضویہ سے تہے۔ حاصل تخلص فرماتے تہے۔ مستقیم الرائے و عالی ہمت و بلند حوصلہ تہے۔ خوش طبع و خوش مزاج و بلند حوصلہ تہے من اشعارہ

با یہ چو برق خندہ زنان ز جہان گذشت	نتوان چو ابر بر سر دنیا گریستن
بسکہ دارم ناتوانی چون نہ جا جنبیدہ ام	بر زمین از سایۂ خود بیشتر افتادہ ام
سحر چو شمع سیہ روئے گشت دانستم	کہ ہر کہ پردہ دری کرد رو در سوا کند
ما ئیم کہ در بحر فنا ئیم ہمہ	در کشتی عمر نا خدا ئیم ہمہ
تا آمدہ ایم رفتہ ایم از عالم	در گوش زمانہ چون صدا ئیم ما

چون کثرت خلق نمودار یکیست — در چشم خرد اندک و بسیار یکیست
یک خواه و یکی طلب که در حلقهٔ ذکر — تسبیح هزار دانه را تار یکی است

اور انہین ایام مین مولانا محمد یزدی لاہوری کی خدمت مین باریاب ہوا۔ وہ بہی علمائے زمانہ مین برگزیدہ تہا۔ مدت تک ابو الفضل کی خدمت مین زندگی بسر کیا پہر بنگالہ گیا۔ قاسم خان والی بنگالہ سے خدمت قضا پر مامور ہوا۔ اب معزول ہے نیاز مند صاحب ترجمہ کو اُس بزرگ سے تلمذ ہے۔ اور آپ سب اساتذہ سے مجکو یاد مانتے تہے۔ شاعری مین مذاق کامل رکہتے تہے۔ من اشعارہ

در دل ہوس کعبہ و بتخانہ شکستیم — سنگ رہ آمد و شد جانانہ شکستیم

آپکے صاحبزادے مسمی ملا عبد اللہ فضلائے زمانہ سے تہے۔ مجکو آپسے بہی نیاز ہے۔ خط و شعر و فنون سپاہگری اور ہنرون پر قدرت کاملہ رکہتا تہا۔ راجمحل مین سلطان شجاع کی خدمت مین تہا۔ من اشعارہ

کان می نمود دعوی ہمدستی گفت — دست زمانہ زین جہتش سنگسار ساخت

انہین ایام مین خواجگی محمد شریف محققی سے ملا۔ شعرائے معاصرین مین مشہور تہا آپکے والد خواجہ حسن علی شوستری تاجر کثیر المال تہے۔ آخر جونپور مین فوت ہوئے خواجگی شریف والد کے فوت ہونیکے بعد بنگالہ مین گیا۔ ابراہیم خان فتح جنگ نے آپکے حال پر بہت لطف و کرم مبذول فرمایا۔ دیوانی سے اُسکے لئے جاگیر مقرر کرائے اُسوقت سے صاحب ترجمہ اسی بنگالہ مین سکونت پذیر رہے۔ من اشعارہ

چشم نرگس کہ ندارد نغنودن کاہے — گوئیا رستہ ز آب مژہ بیدار رہی
روشن دلے چو شمع درین بزم ماندہ — کز تن بکاہدے و بجان در فزایدے

ہستی ما است بر رخ آئینۂ وجود	چون تیرگی دمے کہ ہم نہا ںلے
یک نقطہ بیش نیست سپہر عجوبہ کار	وین دائرۂ زشہر عبث دوران نماند
گفتی کہ جہان چیست نمود بے بود	حق است و بے منکر حسنش نتوان بود
مانندۂ لفظ لا است ہستی دوکون	صورت موجود و معنیش نفی وجود

اور اُسی دیار مین مین نے محمد تقی دیدار کو دیکہا۔ علم تصوف مین خوب مہارت رکہتا تہا سخن سنج و سخن فہم تہا۔ واقف تخلص کرتا تہا۔ چند مدت عبد الرحیم خانخانان کی خدمت مین بسر کیا۔ صاحبقران کے اوائل عہد مین بنگالہ کی امینی پر مامور ہوا جب اعظم خان بنگالہ مین آیا تب اسکو معزول و محبوس کیا۔ آخر محبس سے رہا ہوکے درگاہ والا مین گیا۔ معزز و مکرم ہوا۔ من اشعارہ

نیست فرقے درمیان خم و بیت و بت کدہ	رشتۂ پیوند خویشت کمتر از زنار نیست
در مجلس دوست زہر پیمانہ یکی است	آہ سحر و نعرۂ مستانہ یکی است
از مسجد و دیر حق پرستی ست غرض	گر خانہ دوتا ست صاحب خانہ یکی است

پہر قاسم خان کے عہد مین مخلص حسین تبریزی بنگالہ مین بخشی گری پر مامور تہا لطف طبع سے موصوف تہا اور اُسکے ہمراہ ملا سراجی بہی تہا۔ سراجی مرد کم آزار لائق تہا۔ پس مخلص اکبر آباد گیا اور وہان فوت ہوا من اشعارہ

خال تو دلبر باست نگہدار خویش باش — دزدی کسے بہ نجوبی ہندو نمی کند

اور قاسم خان کے عہد مین حسن بیگ گرامی شاعر بہی بخشی گری نوارہ پر مامور تہا شاعر پرگو و خوش سلیقہ تہا۔ من اشعارہ

زپا افتادہ عشقت امید از چشم تر دارد — کہ آید سیل اشکے تا سرش از خاک بر دارد

نیم از دور از تو چون بوے تو بر گرد تو میگردم اگر روزے فراموشم کنی سر در گریبان کن

اور قاسم خان کے زمانہ مین ملا درویش والہ ہروی بہی اس دیار مین آیا۔ ذکی الطبع
وسخن فہم تہا۔ میرے دوستون سے ہے۔ گہوڑے کی تعریف مین کہتا ہے ؎

پیش او بعد مسافت نبود پنداری کآسمان وار گرفته است زمین به بغل

اور اسی عہد مین ملا وفائی ہروی بہی ہند مین آیا طبع سلیم سے موصوف تہا من اشعارہ

از ما مپوش چہرہ کہ ما بے ادب نئیم کوته تر است از مژه ما نگاه ما

قاسم خان کے مصاحبون سے عباسی شاعر بہی تہا۔ نہایت فصیح البیان و بلیغ تہا
خان موصوف کے عہد مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

چه شد شکست پیاله چه شد نماند صراحی سر کدو چو بریدی صراحی ست و پیاله

ملا حکمی شیرازی خواہرزادہ عرفی بہی قاسم خان کے ملازمین مین شریک تہا۔ چند مدت
کے بعد حیدرآباد گولکنڈہ مین آیا۔ قطب شاہ نے اسکی بڑی تعظیم و تکریم کی عیش و
عشرت سے زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر باجل طبعی گولکنڈہ مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

تو آن بزرگ نوائی کہ ہر کہ پروردہ ز نعمت سر خوانت بروزگار عظام
بزیر خاک پس از مرگ ہمچو شاخ درخت بجویش بالد ز استخوانش بادام

اور قاسم خان کے ملازمون مین سے میر عبد القیوم بن سید محمد فراہانی تہا غنی تخلص
کرتا تہا۔ شاعر سخن سنج و خوش گو تہا مولف صبح صادق صاحب جمہ لکہتا ہے کہ
میرے دوستون سے تہا۔ خان معصوف کی وفات کے بعد جہانگیر نگر مین فوت ہوا سنہ

دل ز دشمن جان بود بلاکش کردم وز خنجر آہ خاک جاکش کردم
از خون جگر شستم و پاکش کردم ور شہد آرزو بنجا کمش کردم

اور ضیاء الدین یوسف تبریزی بنگالہ مین مقیم خان اہری دیوان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ لطیف الطبع وظریف المزاج تہا۔ چند روز بنگالہ مین بسر کرکے اعظم خان کے عہد مین پٹنہ گیا۔ من اشعارہ

باز امشب طرفہ شورے با من دیوانہ بود　　دل یکے آتش پرست و سینہ آتشخانہ بود

اور محمد صالح ستارہ تخلص تبریزی بہی مقیم خان اہری دیوان بنگالہ کی مصاحبت مین تہا شاعر سخن فہم وسخن دان تہا۔ من کلامہ

اگر اسیر سیہ چردہ شدیم بجاست　　دل شکستہ ما مومیائی میخواست

رخسارہ ولب او درد مرا دوا کرد　　گلقند آفتابی آخر علاج ما کرد

ملا دوست محمد کشمیری شاعر لطیف الطبع وخوش خلق تہا شطرنج بازی مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ میرزا ابو سعید نبیرہ اعتماد الدولہ کی ملازمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ قاسم خان کے فوت ہونے کے بعد فوت ہوا۔ من اشعارہ

اے خوے کجت نماز جان را محراب　　ابروے تو مسجد جہان را محراب

گردید بگرد ما فلک خم یعنے　　ہر سوست نماز عارفان را محراب

اور ابراہیم اصفہانی - آقا محمد زمان امیر بنگالہ کی خدمت مین تہا من کلامہ

آرائش دیوانہ گل داغ جنون بس　　از سر ہوس طرہ ودستار نہادیم

ملا محمد جان ظریف الطبع میرزا نور اللہ کی خدمت مین بسر کرتا تہا من کلامہ

چون رشتہ ہم تو بسوزن در آورم　　دلق فراق پوشم وبر تن در آورم

جہانگیر نگر مین متہرا داس نام ہندو وتخلص ذکی الطبع تہا۔ من کلامہ

دست ما تا گرفت دامن دوست　　دگر از آستین ما بگریخت

چون دولابم ز چرخ پر فن　　　سر در چاه و رسن بگردن

سوئے اتفاق سے خانزمان بن مہابت خان ناظم بنگالہ نے اسکو قید کیا۔ قیدخانہ سے ایک غزل حکیم رکنا مسیحا کے پاس بھیجی۔ اور رہائی کی بابت سفارش کی درخواست کی۔ مسیحا کی سفارش سے رہائی پائی۔ غزل یہہ ہے۔

سلام من کہ رساند حکیم رکنا را　　　ز درد من کہ خبر میدہد مسیحا را

منم فتادہ بدام بلا بجرم سخن　　　سخن اسیر قفس کرد مرغ گویا را

شفاعت من کافر مگر مسیح کند　　　کہ با مسیح تولا بود نصاری را

صادق صاحب ترجمہ صبح صادق مین لکہتا ہے کہ مین قاسم خان کے عہد مین بخشی گری سرحد بنگالہ پر مامور ہوا۔ وہان کی حکومت پر میرزا خان ابن شاہنواز خان بن عبدالرحیم خانخانان حاکم تہا۔ چند مدت میرزا خان کے سایہ عاطفت مین بسر کیا۔ میرزا کے معزول ہونیکے بعد جہانگیرمین واپس آیا۔ اسوقت خواجہ کمال افغانی نے جوروسا بنگالہ سے تہا بغاوت اختیار کی۔ قاسم خان نے اپنے فرزند کو مع جمعیت و امرائے ریاست باغی کی تنبیہ کیلئے بہیجا۔ اور مجہکو سپاہ کی بخشی گری پر مقرر فرمایا۔ لشکر مین محمد منعم نام شاعر خوش طبع آقا محمد زمان کی خدمت و مصاحبت مین تہا مونا اشعارہ

زبسکہ بر تن خصمت نشستہ ہم تیغ　　　گمان برند کہ پوشیدہ دشمنت جوشد

مطرب ما کہ بلب قند می نوشان بست　　　نے جدا از لب و کہ چند خاموشان است

جب لشکر خواجہ کمال کے مستقر پر پہنچا عجز و انکساری سے پیش آیا۔ امرا کی خدمت مین حاضر ہوگیا۔ گرفتار کرکے جہانگیرمین لائے محبوس کیا گیا۔ میرزا شاہ باقرنے

اسکی گرفتاری کی تاریخ کہی سنہ بزودی ہر کمالے را زوالے است
پھر مین بہی جہانگیر نگر مین لشکر کے ساتھہ واپس آیا۔ اسوقت چراغ بیگ شاملو
سمندر تخلص جہانگیر نگر مین آیا۔ ظریف الطبع تہا۔ فن موسیقی مین خوب مہارت
رکہتا تہا۔ اسکا باپ امام قلی بیگ شاملو جہانگیری امرا سے تہا۔ بنگالہ مین فوت ہوا
چراغ بیگ یہان چند روز بسر کرکے اوڑیسہ بہیجا گیا۔ پہر اسلام خان کے عہد مین
بنگالہ مین بلایا گیا۔ جاگیر سے سرفراز ہوا۔ آخر جاگیر مین فوت ہوا۔ میرے
دوستون سے تہا۔ من اشعارہ

سیل اشکم در غمش از بسکہ طغیان میکند	چشم تا بر ہم زنم صد خانہ ویران میکند
بیک تبسم گل بچمن بینا بی	چہ خار خار کہ در دل فتاد بلبل را

اور انہین ایام مین مین نے صحنائے شیرازی کو دیکہا۔ آقا محمد زمان کی خدمت
مین آرام سے زندگی بسر کرتا ہے حسن خط و لطف طبع سے موصوف ہے مجہکو موصوف
الیہ سے نیاز و ملازمت حاصل ہے۔ من اشعارہ

جز چشم سیہ کز مژہ صد رخنہ بدل کرد	با خامہ موکش نکند نقش نگین را
تا سرو تو افکند بسایہ زمین را	جا تنگ شدہ از سبزہ و گل خاک نشین را
میدہم دل از لبت بوسی تمنا میکنم	گوہرے دارم بکف با لعل سودا می کنم

اور اسی زمانہ مین زنبیل بیگ خلخالی عشقی تخلص کو جہانگیر نگر مین دیکہا۔ ملازمت
سے مشرف ہوا من اشعارہ

من بذوق اینکہ می بوسد لب جانانہ را	می کشم چندانکہ لب دارد لب پیمانہ را

اور نیز شہر مذکور مین سید عبد الحی تخلص خرابی کو دیکہا۔ حسین شاہ والی بنگالہ کے

احفاد سے ہے پریشان حال و پراگندہ بال تہا۔ اسکا کلام لطف و مزہ سے خالی نہین صفحہ

دل خوشہ خوشہ از زلف غم شد از انکہ من
ہیچ تکلف ندارم از ابنائے روزگار

ہمہ عالم اگر خیاط گردد
گریبان خرابی چاک گردد

خرابی چند روز کے بعد اس عالم خراب سے عالم آباد بقا کی طرف روانہ ہوا۔
پس جب قاسم خان نے سنہ [illegible] ہجری مین رحلت کی۔ اسکی جگہہ اعظم خان ساوجی جو
میر جعفر ساوجی وزیر شاہ طہماسب صفوی حکومت بنگالہ پر مقرر ہوا پس مین ساوجی کے
عہد مین امیر علاء الدولہ عرشی شوشتری کی صحبت مین مشرف ہوا۔ علاء الدولہ ہمچو برادران
میر علاء الملک و امیر ابو المعالی صفات حمیدہ سے موصوف تہا۔ شعر و شاعری
کا فریفتہ تہا۔ من کلامہ

میان سرو قدان قامت ترا خوش کرد
زمانہ مصرع موزونی انتخاب کردہ

اور اسی عہد مین میر معصوم کاشی بن میر حیدر معمائی و برادر میر سنجر کو دیکہا۔ وہ بہی
شعرا مین فرد فرید تہا۔ خوش صحبت و آشنا پرور تہا۔ من کلامہ

مجنون بخاک رفتہ و موران ز نقش پا
بر تربتش نشان سلاسل نہادہ اند

کفر بی دردسری نیست چنین معلوم
بت پرستان ہمہ صندل بہ جبین می بندند

پس اعظم خان ساوجی کے عہد مین میرے والد ماجد محمد صالح اصفہانی بتاریخ دہم
شوال سنہ [illegible] ہجری اس دار ناپائدار سے عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ آپ بہی شاعر
پرگو تہے۔ من اشعارہ

سوچ اشکم چون بغل بکشاد جستجو گفت بس
چون بخود پیچیدم از اندیشہ گردون گفت بس

ما و بخت بد بدین اومی بامید کسے
خاک میکردیم بر سر کہ ہامون گفت بس

جان ندہندش بصد ہزم حریفان — تا نبری سر بتیغ تیز کدو را

بکشائے دلیرانه کمینی بر چشم — مگمار زخون دل امینی بر چشم

اے دردکشان شراب در شیشه کنید — از بہر دل خراب در شیشه کنید

از بیم خمار می طپد در بر دل — گر نیست شراب آب در شیشه کنید

صادق صاحب ترجمه لکھتا ہے که ہم چار بھائی حقیقی تھے - ایک محمد تقی ایران مین تھا - مین اور محمد سعید و محمد جعفر ہر سه برادر باپ کے ساتھه ہندوستان مین آئے - محمد سعید طبع لطیف سے موصوف تھا اور دوسرے بھائی بھی لیاقت و فضیلت سے معرا نہین تھے - من کلام محمد سعید

گوئی جام شاه زبس گشت روز رزم — آراسته ہست بہره ز تن طیور خوان

زین پس ہمای طعمهٔ خود ہوا خورد — از بس فتاده بر سر یکجا جگر استخوان

والد ماجد کے فوت ہونیکے بعد ہم پر بیشمار مصیبتین نازل ہوئین - و بمطالبات سلطانی گرفتار ہوئے قریب تھا که قیدخانه مین بھیجے جائین - لیکن آقا میر علی ہمدانی بخشی نے میری حمایت کی اور مجکو اور میرے بھائیونکو اپنی حفاظت مین رکھا - آخر اسلام خان مشہدی بنگاله کی حکومت پر مامور ہوکے آیا - مین نہایت شوق سے استقبال کیلئے روانه ہوا - مقام مونگیر مین شرف خدمت سے مشرف ہوا - خان ممدوح نے بدستور سابق عنایات قدیمانه سے سرفراز فرمایا - پس خان موصوف کے ساتھه جہانگیرنگر مین آیا - جو کچھه امید رکھتا تھا اسکا خلاف پایا - مدت کے بعد مختصر جاگیر سے ممتاز ہوا - اسی مصیبت و پریشانی کے زمانه مین محمد قلی سلیم تخلص کو جو اسلام خان کے خدمت مین بسر کرتا تھا - شعراے زمان سے تھا جہانگیرنگر مین دیکھا ہے

طبقہ اتراک سے ہے۔ مقام طرشت رے اسکا مولد ہے۔ لطیف الطبع و سلیم المزاج تہا امیرانہ شان سے رہتا تہا۔ من اشعارہ

تا چند دیر و کعبہ مخوان این فسانہ را
ہمچون کمان حلقہ یکے کن دو خانہ را

ماتم دستور اینجہان خراب
گریہ سست و خندہ یکی ست

گر زمین از جا رود آزادگان را باک نیست
ہمچو نخل موم ما را ریشہ در خاک نیست

شب وصالے اگر روز کردہ داغی
کہ آفتاب قیامت ستارہ صبح است

نخورند در گلستان گل و لالہ آب بیتو
بگلوے شیشہ می نرود شراب بیتو

ہنر از خصم جدا شدہ از من عیب است
چون رگ لعل ز دانہ رگ گردن عیب است

مرا معانی کوتاہ دلپسند بود نباشد
چو گوش گر شنوا سخن بلند بود نباشد

اور اسی زمانہ مین میر رضی بن ابو تراب مشہدی بنگالہ آیا۔ عالم فاضل شاعر کامل تہا چند روز یہان رہا پہر ایران چلا گیا۔ دانش تخلص کرتا تہا۔ فقیر مولف نے حرف دال مین آپکا ذکر لکہا ہے۔ من اشعارہ

بر سرم آمد ولے بسیار زود از من گذشت
دولت تیزی کہ میگویند شمشیر تو بود

محمد شریف طالقانی اسلام خان کے ساتہہ تہا۔ شریف الطبع و لطیف المزاج تہا بنگالہ سے اسلام خان کے ہمراہ دکن مین گیا۔ اور وہان فوت ہوا۔ منہ

زاہد نخوری بادہ کہ مستی دارد
مستی دارد سر انچہ ہستی دارد

اور مین نے اسلام خان کے عہد مین میرزا شاہ باقر واجدی شیرازی کو دیکہا۔ خوش طبع و شیرین زبان تہا خوش اخلاق و دوست پرست تہا۔ منہ

عاشق تا جان نہ در پردہ جانانہ باخت
کے منزل اصل عشق را مأوی ساخت

تا بود درون بحر ماہی زندہ	موجش از بحر کے بساحل ند ہند

پس نہین ایام مین کوچ و آشام کے زمینداروں نے بغاوت شروع کی ۔ ملک مین فتنہ برپا ہوا ۔ اس ہنگامہ فتنہ مین عبد السلام حاکم کوچ قید کیا گیا ۔ اسلام خان نے اپنے بھائی میر زین الدین علی خان کو مع لشکر عظیم ان کی تنبیہ و تادیب کے لئے بھیجا ۔ مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ مین بھی جاگیر کو ترک کر کے با حالت تباہ کوچ کے طرف روانہ ہوا ۔ لشکر ظفر اثر مین لاحق ہو گیا ۔ میر زین الدین علیخان نے میرے حال پر بہت شفقت و مہربانی کی ۔ چار مہینہ تک میر کے ہمرکاب رہا آرام سے بسر کرتا تہا ۔ اسی لشکر مین عبد الرحیم بن عنایت اللہ ابیوردی کو دیکھا لطف طبع و حسن خط سے موصوف تہا صیدی تخلص کرتا تہا ۔ من اشعارہ

پیچش زلف تو در دام کشد عنقا را	مژہ تیر تو بر سینہ زند دلہا را
وحشیانش ہمہ از چشمہ دل آب خورند	جگر شیر بود آہوئے این صحرا را

جب برشکال کا موسم شروع ہو گیا ۔ اور سپاہ کا کوچ کرنا مشکل و دشوار ہوا ۔ تب مجکو میر زین الدین علیخان نے جہانگیر نگر بہیجا ۔ تا کہ اپنے کاروبار ضروری کو انجام دیکر لشکر ظفر اثر کے لاحق ہو جاؤن پس مین جہانگیر نگر مین آیا ۔ اور اسلام خان کی ملازمت سے مشرف ہوا ۔ خان موصوف سے ابتدا مین عنایت و لطف بے اندازہ دیکھا لیکن آخر مین بوجہ برعکس ابتدا پایا ۔ روز بروز بیتوجہی دیکھتا تہا ۔ بامر مجبوری چار نا چار گزارتا تہا ۔ اسی زمانہ مین میرزا محمد حسین حسینی مشہدی اس ملک مین وارد ہوا ۔ مین اسکی ملازمت سے مشرف ہوا ۔ یہ بزرگ خراسان کے اکابر سادات و امرائے زمان سے ہے آپکے بزرگان سلف سے میر حسین خان ہرس مین حکمرانی

کرتے تھے۔ ان کے بعد حسین خان فیروز نے سرخس پر حکمرانی کی۔ اور خراسان مین اکثر کارنمایان کئے۔ آخر کسی معرکہ مین مقتول ہوا۔ مقتول نے خراسان مین ایک حوض بنا کیا تھا۔ یادگار باقی ہے اور حوض کے بنا کی تاریخ یہ ہے ؎ دہی آب بجو ز یاد حسین + اور حسین خان فیروز کا بھائی میرزا یادگار حسین ہند مین آیا جہانگیر کی خدمت مین باریاب ہوا منصب مناسب سے سرفرازی پائی۔ پھر صاحبقران ثانی کے عہد مین یادگار حسین خان خطاب پا کر کابل مین فوت ہوا۔ میرزا محمد حسین مذکور یادگار حسین خان کا نبیرہ ہے صاحب قران کی خدمت مین باریاب ہوکے سنہ ۱۰۴۷ ہجری بموجب فرمان شاہی بنگالہ مین پہنچا ہے فی الحال اسی ملک مین سکونت پذیر ہے۔ مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ مین نے میرزا کے حق مین کہا ؎

برروی زمین سوار چو تو نبود	در دہر آشکار چو تو نبود
بر دور گرد شہریار چو تو نبود	اینہا سخن است یار چو تو نبود

میرزا نے میرے حق مین کہا۔

ای آنکہ دولت با من بیدل یار است	ہم دلشکن من است و ہم دلدار است
دست تو مدام با دلم درکار است	تو خسروی او طلای دست افشار است

پھر مین نے ایک غزل موزون کرکے میرزا کی خدمت مین بھیجی۔ غزل یہ ہے۔

سوی میخانہ بامید جنون خواہم رفت	باز از عالم اسباب برون خواہم رفت
حد این بادیہ جز اشک ندیدست کسی	آہ خواہم شد و از اشک فزون خواہم رفت
راہ گم کردہ ام و میکدہ را می جویم	کہ نیایم ز خم چرخ برون خواہم رفت

جواب مین لکھا۔

ہمرہ عشق ز سرحد جنون خواہم رفت	ہمچو ہوش از سر دیوانہ برون خواہم رفت

من اشعارہ

دہر لغزشگہ مردان خداست	موسی اینجا بعصا میگردد
ہیچ دل نیست کہ سرگرم دل افروزی نیست	رنگ خاکستری فاختہ بے سوزی نیست

پھر میں اسلام خان کے عہد میں خواجہ سعد الدین محمد مشہدی کی ملازمت میں پہنچا آپ حسن اخلاق و محاسن صفات سے موصوف ہیں۔ آپکے والد حاجی غیاثا تجار زمانہ سے ہیں فی الحال اسی ملک میں سکونت رکھتے ہیں۔ من اشعارہ

جنس ما پامال گردید از ہجوم مشتری	ہمچو آتش سوخت ما را گرمی بازار ما
خوش آنسانان تقیدی کن چو طفلان زشت گل	بہر جا میرسیدم خانہ بنیاد میکردم
زندہ دارد کوہکن را سرگذشت زخم او	آب حیوانے کہ می گویند آب تیشہ است

جب میری نسبت اسلام خان کی بی توجہی اندازہ سے زیادہ ہوئی۔ اسی بے توجہی کے عہد میں کسی بدمعاش نے خان موصوف سے میری شکایت کی اور غیر واقعہ باتیں بیان کیں۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ میری نسبت حکم صادر ہوا کہ تھانہ سلیم آباد جائے ناچار حسب الحکم سلیم آباد میں آیا۔ تا ماہ شعبان سنہ ۱۰۴۸ ہجری تھانہ میں قیدی کی طرح پڑا رہا۔ پھر تھوڑے ہی زمانہ کے بعد اسلام خان معزول ہوا۔ مجھکو سلیم آباد سے بلا لیا۔ مگر یہاں سے جاتے وقت بھی میرے حال پر مہربانی نہیں کی۔ بلکہ جو منصب رکھتا تھا اسکو بھی کم کر کے گیا۔ خان معزول کے بعد سیف خان قزوینی برادرزادہ آصف خان میرزا جعفر بجائے عم آیا میرے حال پر نظر رحم کر کے مجھکو تھانہ ادراک پور پر مقرر فرمایا انتہی سفرنامہ میرزا صادق صاحب۔ ترجمہ مولف صبح صادق۔

صائب میرزا محمد علی اصفہانی

صائب تخلص میرزا محمد علی نام۔ اسکا باپ اصفہان کے مشاہیر تجار کے خاندان سے تہا۔ آپ ایران کے بلاد مین بغرض تجارت آمد و رفت کرتا تہا۔ ایک وقت حسن اتفاق سے تبریز مین سکونت اختیار کی۔ اور اصفہان سے وہان اپنے عیال و متعلقین کو بلا لیا۔ پس شہر تبریز مین صائب کی ولادت ہوئی پہر ولادت کے بعد اسکے والد نے مع عیال اصفہان مین مراجعت کی۔ یہان صائب کی نشو و نما و تعلیم و تربیت کی تکمیل ہوئی۔ اسی وجہ سے اسکو تبریزی و اصفہانی کہتے ہین۔ صائب کا والد زندہ موجود تہا اسکے دیدار سے بہت ہی خوش ہوتا تہا۔ کثرت محبت سے اکثر لخت جگر کو پیش نظر رکہتا تہا۔ تذکرہ حسینی کے مولف نے لکہا کہ ایکروز میرزا ایام طفلگی مین باپ کے ہمراہ ایک بزرگ کامل و صاحبدل کی دوکان پر جو صحافی کا پیشہ کرتے تہے گیا۔ شیخ کامل نے ریزہاے کاغذ کو سریش مین ملا کے مرزا سے کہا بخور جان بابا مرزا نے حسب اشارہ والد ریزہاے مذکور کا ثلث حصہ کہا لیا۔ باقی چہوڑ دیا شیخ نے فرمایا اگر یہ تمام کہا تا تو اسکا کلام تمام عالم کو مسخر کرتا۔ اب ثلث جہان کو مسخر کریگا۔ اسکی لیاقت و بزرگی کا آوازہ گوش جہان کا آویزہ ہوگا۔ انتہی کلامہ
پس میرزا تحصیل و تکمیل علوم کے بعد شعر و شاعری کیطرف مائل ہوا۔ مضامین تازہ بتازہ موزون کرنے لگا۔ خاص اسکی طبیعت شعر و شاعری سے قدرۃً مناسبت و خصوصیت رکہتی تہی۔ بہ نسبت دیگر علوم و فنون فن سخن سنجی مین زیادہ دلچسپی رغبت رکہتا تہا۔ آزاد بلگرامی و شیر خان مولف مرات الخیال وغیرہ نے لکہا کہ صائب

معنی آفرینی و ایجاد عبارات رنگین و اختراع تراکیب دلنشین مین فرد فرید ہے اور غزل گوئی و تمثیل مین مرد وحید ہے۔ قصیدہ و مثنوی کے میدان مین بھی جولانی کرتا ہے لیکن جو لطف و مزہ و انداز تازہ غزل سے جلوہ نما ہوتا ہے۔ وہ خوبی مثنوی و قصیدہ مین نہین ہوتی ہے۔ اور کلام مین تکلف نہین جو کچھ کہتا ہے تکلف و تصنع سے پاک صاف ہوتا ہے۔ بدیہہ گوئی مین بھی بے نظیر تھا۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ اسکے گوشہ دماغ مین مستحضر رہتے تھے۔ جب چاہتا تھا فوراً غزل و قصیدہ موزون کر دیتا تھا۔ جب اسکی شاعری کی شہرت ہوئی تب کسی بزرگ نے امتحاناً ایک مہمل مصرع موزون کر کے پیش کیا کہ آپ اسکا ثانی مصرع کہہ دیجئے مصرع یہہ تھا۔ ع شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت۔

صائب نے فوراً اول مصرع کہکے مہمل مصرع کو با معنی کر دیا۔

امشب اے ساقی ز بس گرم است محفل نیستون ‏ شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت

شاعری مین اسکو تلمذ حکیم رکنا مسیح کاشی اور حکیم شفائی سے تھا۔ دونون کی خدمت مین مستفید ہوا۔ حکیم رکنا مشاہیر شعرا سے گذرا ہے شاہ عباس صفوی کے عہد مین معزز و مکرم تھا۔ بادشاہ اسکی بہت تعظیم و توقیر کرتا تھا۔ اکثر اوقات اس کے گھر پر آتا تھا۔ حاسدین نے شاہ کو اسکے طرف سے غیر واقعہ باتین سمجھا کے بدگمان کر دیا۔ حکیم رکنا نے کچھہ پروا نہین کی دربار سے قطع تعلق کر کے یہہ مطلع موزون کیا۔ اور وہان سے چلدیا۔

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش ‏ شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

حکیم رکنا مسیح کا حال اس کتاب مین مستقلاً حرف میم مین بیان کیا جائیگا۔

صائب صاحب ترجمہ مذہب کا پابند تھا۔ عالم شباب میں مشہد مقدس و حرمین شریفین حج و زیارت کیلئے روانہ ہوا۔ زیارت و حج سے فارغ ہو کے مراجعت کے وقت ایک قصیدہ شاہ خراسان کی منقبت میں موزوں کیا جسکا ایک شعر یہہ ہے ؎

للہ الحمد کہ بعد از سفر حج صائب　　عہد خود تازہ بسلطان خراسان کردم

چونکہ ہندوستان کی سخاوت و بخشش کی شہرت عالم گیر ہو رہی تھی۔ خاص شعرا کی قدردانی کے چرچے ایران کے کوچہ و بازار میں دائر و سائر۔ شعرا و علما کے دلوں میں ہند کا شوق موجزن ہو رہا تھا۔ پس صائب کے دل میں بھی خیال پیدا ہوا کہ ہند کی سیر کرنا چاہئے۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

ہمچو عزم سفر ہند کہ در ہر دل ہست　　رقص سودائے تو در ہیچ سرے نیست کہ نیست

بعالم شباب سنہ ۱۰۳۳ یا سنہ ۱۰۳۴ ہجری و آخر عہد جہانگیری میں ہندوستان روانہ ہوا۔ صائب تاجرزادہ تھا زاد و راحلہ کی کچھہ کمی نہیں تھی آسودہ حالی کے ساتھہ کابل میں پہنچا۔ وہاں ظفرخان بن خواجہ ابوالحسن وزیر اعظم نیابتًا باپ کے جانب سے حکمران تھا۔ علم دوست فیاض قدردان اہل علم تھا۔ صائب خان موصوف سے ملا۔ ظفرخان نے اسکی بہت تعظیم و تکریم کی اور مہمان عزیز کو مقام عزیز میں رکھا۔ نقاد سخن تھا۔ صائب کے کلام کو عظمت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ خود بھی شاعر تھا۔ احسن تخلص کرتا تھا باہم خوب مشاعرے ہوتے تھے۔ صائب وقتًا فوقتًا خان موصوف کی مدح و ثنا میں قصائد لکھتا تھا۔ بیشمار صلات سے سربلند و ممتاز ہوتا تھا۔ اور ظفرخان اپنے کلام کو مرزا کی اصلاح سے درست کرتا تھا۔ مرزا کی شاگردی و اصلاح کی بدولت اسکی لیاقت و استعداد درجۂ ترقی کو پہنچ گئی۔ خود خان موصوف کہتا ہے ؎

طرز یاران پیش احسن بعد ازین مقبول نیست　　تازہ گوئیہاے ما ز فیض طبع صائب ست

ظفرخان و میرزا صائب مین باہم محبت و اتحاد کا ایسا تعلق و ارتباط تہا - کہ جہان صائب کا ذکر آجاتا ہے وہان ظفرخان کا نام بہی لیا جاتا ہے ظفرخان کی سخن سنجی و فیاضی کی زیادہ شہرت ہند و عجم مین صائب کی بدولت ہوئی - اور اسیطرح مرزا صائب ظفرخان کی وجہ سے دربار شاہی مین خطاب و منصب سے سرفراز - و امرا و شعرا کے مجمع مین ممتاز ہوا ظفرخان صائب کی صحبت و مجالست سے ہروقت تازہ دل و شگفتہ خاطر ہوتا تہا - اکثر اوقات خان موصوف مرزا سے فرمائش کرتا تہا کہ شعرائے قدما کے دواوین سے چند اشعار اور اپنے دیوان کا انتخاب مرتب کر دیجئے - پس صائب نے حسب خواہش خان موصوف اس اہم کام کو قبول کیا - اور شعرائے متقدمین و معاصرین کے دواوین سے عجائب و غرائب اشعار انتخاب کر کے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب مرتب کر دی - اس کتاب غرائب مین دواوین قدما کے منتخب اشعار کیا ہے گویا ہر ایک دیوان کا لب لباب و انتخاب لاجواب تہا - چنانچہ اسی غرائب اشعار کا ایک نسخہ خوش خط مطلا جدول فقیر مولف کے کتبخانہ مین موجود تہا افسوس کہ وہ نایاب نسخہ حیدرآباد کی طغیانی واقعہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین غرق آب و نذر سیلاب ہو گیا - اسیطرح صائب کے دیوان کا انتخاب بہی غرق آب و آلودہ خلاب ہوا کسیقدر اوراق گل آلودہ دستیاب شدہ فقیر مولف کے پاس موجود ہین - بندہ عجائب منقولہ صائب

صائب سب سے زیادہ خواجہ حافظ کا معتقد و معترف تہا - اور آپکا نام نہایت ادب سے یاد کرتا تہا - خواجہ صاحب سے حسن اعتقاد رکہتا تہا - خواجہ کی غزل پر غزل لکہنا بے ادبی سمجہتا تہا - ایک آدہ احباب کے اصرار سے لکہکے مقطع مین معذرت کی -

صائب چہ توان کرد بہ تکلیف عزیزان　　ورنہ طرف خواجہ شدن بے بصری بود

۲ ایضاً دوسری غزل مین کہتا ہے -

رواست صائب اگر نیست تازہ دعوی ما　　تتبع غزل خواجہ گرچہ بے ادبی ست

اور اپنے دونون استادون یعنے حکیم رکنا مسیحا و شفائی کا نام بہی ادب سے لیتا ہے۔

این آن غزل حضرت رکنا ست کہ فرمود ۔۔۔ پاے ملخے پیش سلیمان چہ نماید
در اصفہان کہ بدرد سخن رسد صائب ۔۔۔ کنون کہ نبض شناس سخن شفائی نیست

اور ظہوری و اسیر و نظیری و عرفی کو بہی ذکر خیر سے یاد کرتا ہے۔

صائب چہ خیال است شوی ہمچو نظیری ۔۔۔ عرفی بہ نظیری نہ رسانید سخن را
صائب نداشتیم سر و برگ این غزل ۔۔۔ این فیض از کلام ظہوری بما رسید
خوشا کسیکہ چو صائب ز صاحبان کمال ۔۔۔ تتبع غزل میرزا جلال کند

ظریف الطبع و خوش مزاج بہی تہا۔ کبہی کبہی لطیفہ و ظریفہ کہہ دیتا تہا۔ اور کلام مین ظرافت سے بہی کام لیتا تہا۔ چنانچہ میر غلام آزاد مولف مراۃ الخیال نے لکہا کہ ایک شب ظفر خان کے دولتخانہ پر میرزا صائب اپنے اشعار حاضرین مجلس کو سنا رہا تہا مجلس کے ہر ایک گوشہ سے واہ واہ کی آواز بلند ہو رہی تہی محفل مین ایک جوان نوخیز و شوخی انگیز مطعون خلائق بہی حاضر تہا۔ صائب کی شعرخوانی کا دور چل رہا تہا۔ شوخ بے باک نے چلّا کر کہا۔ شعرائے قدما جو کچہہ مضامین و معانی تہے کہہ کر چلے گئے۔ اب کوئی ایسا شاعر نہین ہے کہ مضمون تازہ ایجاد کرے اور ایسا مضمون باندہے کہ متقدمین سے کسی نے ایسی بندش نہ کی ہو۔ شاعری فی زماننا اسقدر ہے کہ بزرگان پیشین و شعرائے متقدمین کے کلام کو متغیر کر کے موزون کر لیتا ہے۔ صائب نے جوان شوخ کی تقریر سنکے بدیہہ شعر موزون فرمایا۔ شعر

اہل دانش جملہ مضمون ہائے رنگین بستہ اند ۔۔۔ مضمون ۔۔۔ بستہ ۔۔۔ شما

جوان نوخیز خجالت و پشیمانی سے زرد رو ہو گیا۔ ظفرخان و اہل مجلس شعر کا مضمون

جو حسب حال تہا سمجہ کے بہت خوش ہوئے۔ ظفر خان نے مرزا کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ مرزا صائب ظفر خان کی شاگردی اور اپنے مدتگری پر ناز کرتا تہا چنانچہ اس کے ابیات ذیل شاہد حال ہیں۔

کلاہ گوشہ بخورشید ماہ می شکنم
باین غرور کہ در دست گر ظفر خانم

ز فو بہار سخایش چو قطرہ ریزہ شوم
قسم خورد بسر کلک ابر نیسانم

بلند بخت نہالا بہار تربیتا
کہ از نسیم ہوا داریت گلستانم

حقوق تربیت را کہ در ترقی باد
زبان کجاست کہ از حضرتت سخن رانم

تو پایۂ تخت سخن را بدست دادی
تو تاج مدح نہادی بفرق دیوانم

ز روی کرم تو خورشید خون معنی من
کشید جذب تو این لعل از رگ کانم

تو جان ز حل بجا مصرع مرا دادی
تو در فصاحت دادی خطاب سحبانم

ز دقت تو بمعنی چنان شدم باریک
کہ میتوان بدل مور کرد پنہانم

چو زلف سنبل ابیات من پریشانم
نداشت طرۂ شیرازہ روی دیوانم

تو غنچہ ساختی اوراق باد بردہ من
وگرنہ خار نمی ماند از گلستانم

تو مشت مشت گہر چون صدف بمن دادی
چو گل تو زر بسپر ریختی بدامانم

ان اشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ ظفر خان نے مرزا کے متفرق اشعار کو جمع کر کے اسکے دیوان کا تکملہ کیا۔ یا مرزا نے ظفر خان کے فرمائش سے اپنے دیوان کا انتخاب کر دیا۔ اور یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ ظفر خان مرزا کے کلام پر شاگردانہ رد و قدح کرتا تہا۔ اور معانی باریک کے بیچ میں بحث و تکرار۔ اس بحث و تکرار کی بدولت خانموصوف کی استعداد و سخن فہمی ترقی کے اوج پر عروج کرتی تہی۔ نہ خانموصوف

مرزا کے کلام پر استادانہ نکتہ چینی کرتا تھا۔ مرزا ایسا عالی دماغ و نازک مزاج تھا کہ شعرائے زمانہ کی روک ٹوک اپنے کلام کی نسبت کالعدم سمجھتا تھا۔ اشعار بالا میں جو کچھ اپنے شاگرد ممدوح کی مدح میں مبالغہ کیا ہے اور اسکو اپنا ہم سنگ بنایا ہے یہ مرزا کی کسر نفسی و ممدوح کی مدح سرائی ہے۔

شمع انجمن کے مولف نے لکھا کہ مرزا سنی المذہب تھا۔ باوجود سنی المذہب مدۃ العمر ایرانیون مین کمال احتیاط سے زندگی بسر کی اور ایسے ڈھب سے رہا کہ خاص و عام کے نزدیک مقبول و نیکنام ہوا انتہی کلامہ فقیر مولف کے نزدیک قرائن و دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ امامیہ مذہب تھا اس لئے کہ جب مرزا والد کے ہمراہ ایران گیا سلاطین صفویہ کے دربار میں باریاب ہوا تا آخر زندگی ان کے نزدیک مکرم و معزز رہا اور ان کے مدیح میں قصائد غرا موزون کئے۔ بیشمار جائزے و صلات پائے۔ سلاطین صفویہ امامیہ مذہب تھے۔ مذہب مین سخت متعصب تھے۔ اور اپنے مذہب کا زیادہ لحاظ رکھتے تھے۔ اگر صائب سنی المذہب ہوتا تو کبھی صفویہ کے دربار مین معزز و ملک الشعرا نہوتا۔ بلکہ زمین ایران مین اسکا رہنا دشوار ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

محمد مراد لائق جونپوری کا ایران جانا صائب کی خدمت مین

ید بیضا کے مولف میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھا کہ محمد مراد لائق تخلص جونپور کے باشندے جو عالمگیر کے عہد مین لاہور پنجاب کی واقعہ نگاری پر مامور تھا۔ عالم جوانی مین شعر و شاعری کے شوق مین میرزا صائب کی شہرت سنکے عازم ایران ہوا۔ بیچارہ غریب جوش شوق و ولولہ ذوق مین ہند سے ایران تک پیادہ پا گیا۔ شہر اصفہان مین صائب سے ملا۔ صائب نے اسکے حسن اخلاق و اعتقاد کی نہایت قدر و منزلت کی اور مہمان عزیز کو

اپنے گھر مین عزت و آبرو سے اُتارا۔ مہمان نوازی و خاطرداری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ باہم شعر و شاعری کا بازار خوب گرم رہا۔ لائق کے زبانی منقول ہے کہ مین نے مرزا کو کبھی شعر کی فکر مین متفکر نہین دیکھا جب شعر کا ارادہ کرتا تھا۔ فوراً فی البدیہہ کہدیتا تھا۔ ایکروز میرزا خلاف عادت باغ کے چمنون مین ٹہل رہا تھا کہ مین نے مرزا سے فکر کا سبب دریافت کیا۔ کہا کہ فردوسی کا یہہ شعر ہے۔

بفرمود تا رخش را زین کنند   دم اندر دم نائے زرین کنند

استاد شفائی نے اس شعر کے جواب مین کہا ہے۔

بفرمود تا زین برابرش نہند   چو زین ہمہ بالائے آتش نہند

مین بھی اسکا جواب لکھنا چاہتا ہون۔ مین نے کہا اگر اجازت ہو تو مین اس کام کو انجام دون۔ مرزا نے اجازت دی۔ تمام رات اسی فکر مین غرق رہا۔ غور و فکر کے بعد یہہ شعر لکھکے مرزا کی خدمت مین پیش کیا ؎

بفرمود تا زین برادہم نہند   بہ پشت صبا مسند جم نہند

مرزا نے لائق کے شعر کی بہت تعریف کی۔ اور کلام کی داد دی۔ دیکھو زمانہ سابق مین کسب کمال کا بازار کسقدر گرم تھا۔ طالبین کمال ہند سے عجم اور عجم سے عرب تحصیل علوم و فنون کے لئے کہان سے کہان تک جاتے تھے۔ اور سفر کی مصیبت کے متحمل ہوتے تھے۔ کسب کمال کے خیال مین ایسے محو رہتے تھے کہ انکو دور دراز کے سفر مین ذرہ برابر مصیبت معلوم نہین ہوتی تھی۔ جوش شوق مین انکو مسافت بعیدہ کے طے کرنے مین تکالیف کا بار سر پر اُٹھانا آسان نظر آتا تھا۔ شوق مین انکو کچھ تکلیف نہین ہوتی تھی۔ بلکہ کثرت خوشی سے تکلیف کو تکلیف نہین جانتے تھے

لائق نے مرزا کی صحبت مین مستفید ہو کے ہند مین مراجعت کی۔ اور وطن مالوفہ جو بیدہ
مین مع الخیر والعافیہ فائز المرام ہوا۔ مرزا صائب خوش اخلاق و مہمان نوازی مین
بھی بزرگان سلف کی پیروی کرتا ہے۔ صائب تمثیل و نظائر مین از روے کثرت کلام قرآن
و امثال مین مقتدا و کامل مانا جاتا ہے۔ کلام کی خوبی و مضامین کی بندش مین استاد شمار
کیا جاتا ہے۔ ہر ایک مضمون کو مقتضائے حال کے موافق باندھتا ہے۔ محاورات
فارسی و اصطلاحات کو موقع و محل پر استعمال کرتا ہے سامعین و ناظرین مضمون و بندش کے
مطالعہ سے محظوظ ہوتے ہین۔ دیگر شعرا نے بھی تمثیل و نظایر مین جولانی کی ہے
مگر بہت ہی کم۔ صائب کا کلام ضرب المثل سے مخصوص ہے اور ایک شعر بھی تمثیل سے
خالی نہین ہوتا ہے۔ کلمات الشعرا کے مولف سرخوش اور دیگر تذکرہ نویسون نے
لکھا کہ صائب کی بلند خیالی و معنی آفرینی کا آوازہ تمام عالم مین بلند ہوا۔ اور اس کے
کلام کو عالم مین ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ سلاطین ممالک شاہ عباس ثانی سے صائب
کی دیوان طلب کرتے تھے۔ اور بادشاہ تحفۂ و ہدیۂ شاہان ممالک بھیجتا تھا۔ تحفون
مین یہہ تحفہ غریب ہوتا تھا انتہی کلامہ

فقیر مولف نے ایک بیاض قدیم مین دیکھا کہ صاحب بیاض لکھتا ہے کہ دنیا مین صائب کے
کلام نے تھوڑی سی مدت مین قبولیت عامہ کا تاج سر پر رکھا۔ اور مقبولیت تامہ
کی خلعت زیب تن کی اور اسکی شہرت نے تمام عالم کو مسخر کر لیا اور اس کے اشعار بلاغت
شعار ممالک کے بلاد و امصار مین اسقدر بلند آوازہ ہوے کہ ممالک کے سلاطین شاہان ایران
سے صائب کا دیوان رغبت و خواہش سے طلب کرتے تھے۔ شاہ ایران تحفۂ و ہدیۂ
ہر ایک طالب کی خدمت مین بھیجتا تھا۔ اور شائقین جہان کہین اسکے اشعار کو ہر ایک

وہ زر آبدار کو پاتے تھے بیاض میں نقل کرکے کاغذ زر کی طرح حفاظت سے رکھتے تھے اور
اکثر اسکے اشعار تمثیلیہ کو سفینہ سینہ میں ضبط کرکے موقع و محل پر میزان زبان بنے تولتے تھے
گویا اہل محفل کے سامنے موتی رولتے تھے۔ اُس زمانہ میں طبع کتاب کی ایجاد نہیں ہوئی تھی
مگر بجائے طبع صنعت خطاطی کا بازار گرم تھا۔ اکثر اہل ایران اس صنعت میں کمال حاصل کرکے
فن کتابت کو ہمیشہ اکتساب معاش قرار دیتے تھے۔ علوم و فنون کی کتب نادر الوجود خوش خط
نقل کرکے تجار کے ہاتھ فروخت کرتے تھے۔ تجار قیمت واجبی سے خریدتے تھے۔ کتب فروشوں
کی تجارت رونق پر تھی شائقین و راغبین سے من بھائے قیمت لیتے تھے خوب نفع اٹھاتے
تھے۔ جب صائب کے دیوان کی شہرت و طالبین کی رغبت عالمگیر ہوئی تب کاتبین اکثر
دیوان کے لکھنے میں مشغول ہوئے۔ اور تاجروں کے ہاتھ فروخت کرنے لگے تاجروں کی
دوکانوں پر دیوان خوش خط و مطلا آسانی سے دستیاب ہوتا تھا۔ کبھی ایسا اتفاق ہوتا
کہ کثرت فروختگی سے نادر الوجود ہو جاتا تھا چنانچہ ایک شائق طالب سخن فہم و سخن ور اُس نے
تمام بازار میں تلاش کیا۔ کسی دوکان پر دیوان صائب نہیں پایا۔ آخر ایک تاجر بزرگ
کی دوکان پر پہنچا۔ حسن اتفاق سے خود صائب بھی اس دوکان پر بغرض خرید کتب آیا تھا
ایک گوشہ دوکان میں بیٹھے ہوئے کتب دیکھ رہا تھا طرفہ یہ ہے کہ طالب و تاجر دونوں صائب
کو نہیں پہچانتے تھے۔ طالب شائق نے دیوان مطلوبہ طلب کی۔ تاجر نے متعدد دواوین
مثلاً دیوان خاقانی و عنصری و حافظ و سعدی و ظہیر وغیرہا پیش کیں۔ طالب نے کہا من
اینہارا نمی خواہم اگر دیوان صائب باشد بیار۔؟ تاجر گفت دیوان صائب نیست۔ این دیوانہا
بہتر از صائب اند۔ در دیوان صائب چہ نوادر و غرائب است۔ گفت آقا جان باو شما۔ بہ اسمی
دواوین بزرگان سلف خوب مرغوب اند۔ وانچہ بزرگان گفتہ اند خالی از خوبی نیست لیکن قسم ساحرانا

چیزے دیگر ست مضامین عجائب و غرائب ایجاد کردہ است۔ الغرض صائب طالب شیدا کا
کلام سنتے ہی بہت خوش ہوا۔ جوش خوشی سے کھڑا ہو گیا۔ طالب نے کہا آئیے حضرت آپکو دیوان عطا
دیتے ہین۔ طالب گو گھر پر لایا۔ بہت خاطر و مدارات کی۔ اپنا خاص دیوان نذر کیا۔ اور کہا مین
آپکا نیاز مند صائب ہون۔ طالب یہہ سنتے ہی صائب کے قدمون پر گر پڑا اور معافی چاہی
اور معذرت کی نہایت نادم و پشیمان ہوا انتہی کلام صاحب بیاض۔

صائب بدیہہ مین مستعد کامل تھا۔ مضامین تازہ کے ایجاد مین قادر۔ جب کوئی بزرگ فرمائش کرتا
تو فوراً موزون کر دیتا تھا چنانچہ ایک وقت اسکے شاگرد راقم تخلص نے ایک مصرع مہمل بطور
امتحان موزون کر کے پیش کیا۔ کہ آپ اسپر دوسرا مصرع موزون کر دیجئے۔

مصرع راقم — از شیشۂ بے مے مے بے شیشہ طلب کن

مرزا نے فی البدیہہ کہا — حق را ز دل خالی از اندیشہ طلب کن

میر غلام علی آزاد نے ید بیضا مین میرزا خاضع کی زبانی نقل کیا ہے کہ ایک وقت مرزا خاضع نے
اپنے استاد میرزا صائب کی خدمت مین یہہ مصرع مہمل پیش کیا ع دویدن رفتن ایستادن
نشستن خفتن مردن + میرزا نے فی البدیہہ پیش مصرع کہدیا مصرع مہمل کو با معنی کر دیا

بقدر ہر سکون راحت بود بنگر تفاوت را — دویدن رفتن استادن نشستن خفتن مردن

مرزا صائب سنہ ۱۰۳۴ ہجری سے سنہ جلوس شاہجہانی تک کابل مین ظفرخان کے دولتخانہ پر سکونت
پذیر رہا۔ جب بحکم شاہجہانی کابل کی حکومت لشکرخان کے سپرد ہوئی تو ظفرخان کابل سے
دارالخلافہ شاہجہان آباد مین پہنچا۔ مرزا بھی خانصاحب کے ہمراہ آیا۔ شاہجہان کے دربار مین
باریاب اور ہزاری منصب مستعد خانی خطاب سے سرفراز ہوا۔ خانموصوف مرزا کو ہر وقت
اپنے ساتھہ رکھتا تھا۔ جب صاحبقران ثانی نے ۱۰۳۹ ہجری مین دکن کا ارادہ کیا۔ تب

ظفر خان بھی بادشاہی لشکر کے ساتھہ روانہ ہوا۔ اور مرزا خان معہ صوف کے ہمراہ دکن مین آ یا دار السرور برہانپور مین مع الخیر پہنچے۔ مرزا نے شہر کی زمین کی گرد انگیزی و غبار خیزی دیکھہ کے یہہ شعر موزون کیا ؎

توتیا ساز دغبار آگرہ و لاہور را / چشم من تا خاکمال گرد برہانپور خورد

اور میرزا نے برہانپور مین ساٹھہ شعر کا قصیدہ صبح سے چاشت تک مین موزون کیا۔ اور قصیدہ مین از روئے فخر یہ کہتا ہے۔

ہزار حیف کہ عرفی و نوعی و سنجر / نبیند جمع بدار العیار برہانپور
کہ قوت سخن و لطف طبع می دیدند / نمی شدند بطبع بلند خود مغرور
ہمین قصیدہ کہ یک چاشت روئے داد مرا / ز اہل نظم کہ گفت ست در سنین شہور

اسیطرح ایک وقت رستہ سے گذر رہا تہا ایک کتے کو بیٹھا ہوا دیکھا۔ کتا گردن بلند کئے ہوئے بیٹھا تہا۔ فوراً اس خیال و صورت حال مین ایک شعر موزون کیا ؎

شود ز گوشہ نشینی فزون عفونت نفس / سگ نشستہ ز استادہ سرفراز ترست

ایک وقت فغانی کے شعر کو ذرا سے تغیر سے درست کر دیا۔ اور شعر کے مضمون کو تازہ و شگفتہ بنا دیا۔ شعر یہہ ہے ؎

بہ بوئے صبحدم نالان بگلگشت چمن رفتم / نہادم رو برروئے گل و از خویشتن رفتم

مرزا نے بدل کے اسطرح کہا ؎

بہ بوئے صبحدم گریان چو شبنم در چمن رفتم / نہادم رو برروئے گل و از خویشتن رفتم

شبنم کے لفظ نے شعر کی شان و عظمت کو زیادہ بڑھا دیا۔ گویا مضمون خیالی کو محسوس کر دیا۔

مرزا صائب کے والد کا لخت جگر کیلئے ہند مین آنا

چونکہ فطرۃً والدین کو اولاد سے نہایت محبت ہوتی ہے۔ والدین محبت ہی کیوجہ سے انکی خدمت پر مجبور ہوتے ہین۔ والدین کا تعلق اولاد سے قدرتی ہے اور اولاد کا تعلق والدین سے اسکا برعکس ہے۔ والدین مین عدم محبت کا ملکہ قدرۃً نہین ہے بخلاف اسکے اولاد مین عدم محبت و نافرمانی کا ملکہ موجود ہے۔ اسلئے اللہ جلشانہ قرآن مجید مین جابجا اولاد کو ترغیبًا و تہدیدًا حکم کرتا ہے کہ والدین کی اطاعت کرو۔ اور انکو ایذا و تکلیف ندو یہہ آیہ شریف ہمارے کلام کی تصدیق کرتی ہے۔ قال جلشانہٗ فلا تقل لھما اف الخ ترجمہ۔ مت کہو تم انکو کلمۂ جبر۔ یعنے انکو سخت کلامی سے ایذا و تکلیف مت دو اور والدین کو کہین ایسا حکم نہین کرتا ہے کہ تم اولاد کی تربیت اور انکی خدمت کرو۔ اسلئے کہ والدین کا خمیر اولاد کی تربیت و خدمت سے ہوا ہے وہ خود تربیت و خدمت پر مجبورًا مامور ہین۔ حکم و امر کی ضرورت نہین۔ اولاد اسکے خلاف ہین انکو حکم و تنبیہ کی ضرورت ہے۔ پس اسی محبت و کشش الفت سے مرزا کے والد نے ستر برس کی عمر مین ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ اور اپنے پیارے بیٹے کے لیجانے کے لئے سنہ ۳۹ ہجری مین وارد ہند ہوا اسوقت ظفرخان شاہجہان بادشاہ ہند کے ساتھہ برہانپور دکن مین تہا۔ مرزا بہی خانموصوف کا ہمرکاب تہا۔ پیر فانی بیٹے کے شوق دیدار مین برہانپور آیا۔ اور لخت جگر کو ہمراہ لیجانے پر مجبور کیا۔ مرزا نے بامر لاچاری ظفرخان کی خدمت مین رخصت کی درخواست پیش کی۔ اور مدحیہ قصیدہ بہی لکہا اور اسمین اپنی درخواست کا مضمون ظاہر کیا ھو ھذا۔

ہشتاد سال بیش رفت کز اصفہان بہند	افتادہ است توسن عزمم مرا گذار
ہفتاد سالہ والد پیرست بندہ را	گر تربیت بود بمنش حق بے شمار

آوردہ است جذبۂ گستاخ شوق من — از اصفہان بہ آگرہ و لاہورش ناشکیبا

زان پیشتر کہ آگرہ بہ معمورۂ دکن — آید عنان گسستہ تر از سیل بے قرار

این راہ دور از سر شوق طے کند — با قامت خمیدہ و با پیکر نزار

دارم امید رخصتے از آستان تو — اے آستانت کعبۂ امیدوار روزگار

مقصود او ز آمدنش بردن من است — لب را بحرف رخصت من کن گہر نثار

با جبہۂ کشادہ تر از آفتاب صبح — دست دعا بہ بدرقۂ راہ من برآر

پس حسن اتفاق سے اسی عہد مین یعنے ۱۰۴۱ھ ہجری شاہجہان نے دکن سے آگرہ مراجعت کی اور ظفرخان بھی مع مرزا صائب ہمرکاب آیا ۱۰۴۲ھ ہجری کے آغاز مین ظفرخان کشمیر کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا۔ ظفرخان آگرہ سے صوبۂ کشمیر مین آیا۔ اور مرزا مع والد بھی ظفرخان کے ساتھہ کشمیر جنت نظیر مین پہنچا۔ چند روز شہر مینو چہر کی سیر کرکے باپ کے ساتھہ وطن مالوفہ ایران روانہ ہوا۔ وطن مالوفہ مین پہنچکے شاہ عباس ثانی کے دربار مین باریاب ہوا۔ صفویہ نے مرزا کی بڑی عزت و آبرو کی۔ اور اسکو ملک الشعرائی کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ عباس ثانی کے زمانہ تک نہایت عزت و احترام سے رہا۔ اور شاہان صفویہ کے مدح مین قصائد لکھے۔ جب عباس ثانی کے بعد سلیمان صفوی تخت نشین ہوا مرزا نے تہنیت جلوس مین ایک قصیدہ لکھکے پیش کیا جسکا مطلع یہہ ہے

احاطہ کرد خط آن آفتاب تابان را — گرفت خیل پری درمیان سلیمان را

سلیمان صفوی نوخیز و نوخط تھا اشعار کے مضمون سے ناخوش ہوا۔ اور مدة العمر مرزا سے خطاب نہین کیا مرزا نے کچھہ پروا نہین کی۔ آخر زندگی تک مین ایران سے کہین نہین گیا لیکن ہند کا عیش و آرام یاد آتا تہا۔ اور یہان کے مزاکی بذل و بخشش و قدر دانی نہین ملتا تہا

آزاد نے خزانۂ عامرہ مین لکھا جب نواب جعفر خان عالمگیری عہد کے شروع مین وزیر اعظم ہوا تب مرزا نے وزیر کی خدمت مین یہہ ایک شعر موزون کرکے بھیجا ؎

دوستان را باحسان یاد کردن ہمت است	ورنہ ہر نخلے بپاے خود ثمر مے افگند

جعفر خان نے شعر کے صلہ مین پانچہزار روپیہ اور بقول بعض پانچہزار اشرفیان بھیجین۔

مرزا کی وفات

ید بیضا و خزانۂ عامرہ وغیرہ تذکرون کے مولفین نے لکھا کہ سنہ ۱۰۸۰ ہجری مین مرزا صائب نے مقام اصفہان مین وفات پائی۔ صائب وفات یافت۔ مادۂ تاریخ ہے۔ اصفہان مین مدفون ہے۔ مرزا کا ایک مطلع ہے ؎

در ہیچ پردہ نیست نباشد نوائے تو	عالم پر است از تو و خالیست جائے تو

مرزا نے مرتے وقت وصیت کی تہی کہ یہہ مطلع میری تربت پر کندہ کرانا۔ چنانچہ اسکے اعزہ و احباب نے سنگ مرمر کی لوح پر کندہ کراکے مزار پر چسپان کر دیا۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے مرزا کی رحلت کی ایک تاریخ موزون کی ہو ھذہ

عندلیب نغمہ پرداز فصاحت صائبا	رفت ازین عالم بسوئے روضۂ دار السلام
خامۂ آزاد انشا کرد سال رحلتش	بلبل گلزار جنت صائب عالی مقام

آزاد بلگرامی نے ید بیضا مین میر محمد مراد لائق کے زبانی نقل کیا کہ مرزا نے ایک روز مجھسے تذکرہ فرمایا کہ اسوقت میری عمر ستر برس کی ہے۔ مجھہ مین قدرے واسکے سخن سنجی و سخن دانی کا لطف ذرہ حاصل ہوا ہے لیکن کیا فائدہ کہ اب رحلت کا وقت قریب ہے مرزا کے اس کلام سے اسکے حوصلہ و رتبہ کے شان عظمت و بلندی کمال اور دنیا و ما فیہا کی ناپائیداری معلوم ہوتی ہے۔ دنیا مین بجز اعمال خیر و معرفت الہی کوئی کمال ایسا نہین ہے کہ

انسان کو دارین مین نیک نام کرے ۔ انتہی کلامہ
مرزا غزل گوئی و تمثیل مین استاد کامل ہے ۔ غزل کو بطرز تازہ و انداز نادرہ جلوہ افروز کرتا ہے
چنانچہ خود کہتا ہے ؎

غزل بہود باین رتبہ ہیچگہ صائب	نوائے عشق در ایام من کمال گرفت

باوجود اوصاف جلیلہ و جلالت شریفہ شعراء معاصرین و متقدمین کو اپنے اشعار مین نیکنامی و خوبی کے ساتھ یاد کرتا ہے اور کسیکو زخم زبان سے خستہ نہین کرتا ۔ چنانچہ خود کہتا ہے

بہر وقت سخن دست طرح دہ صائب	گرت ہوست سلیمان این جہان باشی

اور حسد و رشک سے کوسون دور رہتا تہا ۔ معاصرین شعرا کو عظمت کی نظر سے دیکھتا تہا ۔ یاران ہم مشرب کو باہم اتفاق و محبت کی ترغیب دیتا تہا ۔ چنانچہ اس مضمون مین غزل موزون کی ہے وھو ھذا

خوش آن گروہ کہ مست بیان یکدگرند	ز جوش فکر مئے ارغوان یکدگرند
نمی زنند بسنگ شکست گوہر ہم	پی رواج متاع دکان یکدگرند
زنند بر سر ہم گل ز مصرع رنگین	ز فکر تازہ گل بوستان یکدگرند
سخن تراش چو گردند تیغ الماسند	زند چو طبع بلندی فسان یکدگرند
بغیر صائب و معصوم نکتہ سنج و کلیم	دگر ز اہل سخن مہربان یکدگرند

حسن خلق و کسر نفسی سے موصوف تہا ۔ باوجود عظمت رتبہ و جلالت شان شعرائے ہند و عجم کو نیکوئی و خوبی کے ساتھ یاد کرتا تہا کسیکو حقیر نہین سمجہتا تہا ۔
شعرائے متقدمین و متاخرین کے غزلون پر غزلین لکہتا تہا اور غزل کے مقطع مین شعرا کا ایک پورا مصرع تضمین کرکے نقل کر دیتا تہا ۔ چنانچہ سرو آزاد سے یہان لکہائے منتخر کا گلہ

از سرو آزاد بلگرامی ۱۲

گزارش کیا جاتا ہے۔ هو هذه

این آن غزل که فیضی شیرین کلام گفت — در دیده ام خلیده و در دل نشسته
این جواب آن غزل صائب که میگوید ملک — چشم بنشین باز کن تا هرچه خواهی بنگری
این جواب مصرع نوعی که خاکش سبز باد — سایهٔ ابر بهاری کشت را سیراب کرد
این آن غزل که اوحدی خوش کلام گفت — اے روشن از رخ تو زمین و زمان همه
جواب آن غزل ست اینکه میر شوقی گفت — چو شیر از دو طرف می کشند زنجیرم
جواب آن غزل ست اینکه گفته است مطیع — کلید کعبه و بت خانه در بغل دارم
این جواب آن غزل صائب که فتحی گفته است — از فراموشان مباد آنکس که ما را یاد کرد
بطرز تازه قسم یاد می کنم صائب — که جائے طالب آمل در اصفهان پیداست
صائب این تازه غزل آن غزل شاپور ست — که گران می رود آن کس که توکل دارد
این جواب مصرع اوجی که وقتے گفته است — پادشاهی عالم طفلی ست یا دیوانگی
این جواب آن غزل صائب که اهم گفته است — گر منش دامن بگیرم خون من در گردنست
جواب آن غزل حاذق ست این صائب — بهار دیدم و گل دیدم و خزان دیدم
این جواب آن غزل صائب که راقم گفته است — تیغ دایم آب در جو دارد و خون می خورد
این جواب آن غزل صائب که می گوید غنی — یاد ایامیکه در یک شوق ما سرپوش داشت
ببین ز خاک فرج کامران نشد صائب — که فیض هم بظهوری ازین جناب رسید
این خوش غزل ز فیض سعید نقشبند — صائب ز بحر دل بتامل رسیده است
صائب نداشتم سر و برگ این غزل — این فیض از کلام ظهوری بما رسید
خوشا کسیکه چو صائب ز صاحبان سخن — تتبع غزل میرزا جلال کند

سلیم۔ میرزا محمد طہرانی المتوفی ١٠٥٦ھ ہجری میں اسلام خان مشہدی کے ہمراہ دکن میں آیا تھا۔ اسلام خان کے فوت ہونے کے بعد کشمیر گیا۔ چنانچہ سلیم کا حال ردیف سین میں مذکور ہو چکا ہے۔ سلیم مرزا صائب پر شاعرانہ چوٹ کرتا ہے چنانچہ کہتا ہے کہ

دیوان کیست از سخنانم تہی سلیم　　تنہا نہ برہنہ این ستم از دست صائب است

میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سرو آزاد میں لکھا کہ سلیم نے میرزا کا نام صراحۃً بیان کیا اور سرقہ متہم کیا حالانکہ شعرائے بلغا خوب جانتے ہیں کہ میرزا صاحب قدس سرہٗ ذی بضاعت ہے محال ہے کہ بیگانہ کے سرمایہ کو اپنا سرمایہ کرے۔ سلیم و میرزا دونوں باہم ہمسنگ و ہم پایہ ہیں جو مضامین دونوں میں بایکدیگر شیر و شکر کی طرح واقع ہوئے ہیں۔ ہم انکو سرقہ نہیں کہہ سکتے ہاں بحسن ظن یہہ کہہ سکتے ہیں کہ باہم دونوں کے کلام میں توارد ہے نہ سرقہ۔ اب اس مقام میں دونوں کا کلام بیان کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین مستفید ہو جائیں۔

سلیم

مشاطہ را جمال تو دیوانہ می کند
کآئینہ را خیال پریخانہ می کند

صدا چگونہ برآید کہ این سیہ چشمان
بسنگ سرمہ شکستہ شیشۂ ما را

سلیم

چشم تو ام ز ہوش تہیدست می کند
یک سرمہ دان شراب مراست می کند

صائب

دل را نگاہ گرم تو دیوانہ می کند
آئینہ را رخ تو پریخانہ می کند

نماند نالۂ دل در دو پیشۂ ما را
بسنگ سرمہ شکستند شیشۂ ما را

صائب

از چشم نیم مست تو با یک جہان شراب
ما صلح کردہ ایم بیک سرمہ دان شراب

غنی

ہر کس کہ دید روئے تو دیوانہ می شود
آئینہ از رخ تو پریخانہ می شود

سلیم		صائب
ز اشفتگی طرّهٔ مقصود خبر داد	ولہ	خواہد فتاد دامن نقش بستن
ہر فال کہ از شانهٔ شمشاد گرفتیم		این فال را ز شانهٔ شمشاد دیده‌ایم
ایضاً		ایضاً
زینت ارباب معنی جوہر ذاتی بس است	ولہ	شمع بر خاک شہیدان گر نباشد گو مباش
لاله در کوه بدخشان نباشد گو مباش		لاله در کوه بدخشان گر نباشد گو مباش
ایضاً		ایضاً
اگر بچشم حقیقت نظر کنی دانی	ولہ	حسن بالادست را آرایشی چون عشق نیست
کہ طوق فاختہ پیرایهٔ سرو خلخال است		طوق قمری سرو را بهتر ز خلخال زر است
ایضاً		ایضاً
سلیم ہند جگرخوار خورد خون مرا	ولہ	صائب از ہند جگرخوار برون می‌آید
چہ روز بود کہ راہم باین خراب فتاد		دستگیر من اگر شاه نجف خواہد شد

آزاد لکھتے ہین کہ مضامین کی بندش مین شعرا کے شریک ہونے کو بخلاف سرقہ توارد کہنا چاہئے تاکہ کلام حسن و خوبی سے خالی نہو جائے۔ اور سرقہ کا اطلاق بغیر ثبوت بیجا ہوگا۔ انتہی کلامہ۔ جہانتک ممکن ہو کسیکو سرقہ سے متہم نہین کرنا چاہئے۔

من اشعار الفارسی

رنگین تر از حناست بہار و خزان ما	ولہ	بر دست خویش بوسہ زند باغبان ما
جلوهٔ برق است در بتخانهٔ ہشیاری ما	ولہ	از پی تعبیر بالین ست بیداری ما
زبان لاف رسوا کند ناقص کمالان را	ولہ	کند بر خاک تا لہ پریشانی ابستہ بالا را

دلم بپاکی دامان غنچه میلرزد | وله | که بلبلان همه مستند و باغبان تنها
عشق سازد هوس پاک دل عالم را | وله | دزد چون شحنه شود امن کند عالم را
سخت میخواهم که در آغوش تنگ آرم ترا | وله | هر قدر افسرده دل را بفشارم ترا
بساغر احتیاجی نیست چشم نیم مستش را | وله | که می جوشد می از پیمانهٔ چشم می پرستش را
صفای سینه مرا در حرم کند قندیل | وله | چو شد برون ز فرنگ آمده است شیشه ما
نیرنگ چرخ چون گل رعنا درین چمن | وله | خون دل از پیاله ز ر میدهد مرا
گناه ماست شب وصل گر بود کوتاه | وله | کند بموسم حج کعبه جمع دامن را
دلم هر لحظه از داغی بداغ دیگر آمیزد | وله | چو بیماری که گرداند ز تاب درد بالین را
در خور پروانه ام بزم جهان شمعی نداشت | وله | سوختم از گرمئ پرواز بال خویش را
روشن شود چراغ دل ما ز یکدگر | وله | چون رشتهای شمع بهم زنده ایم ما
در فکر زن بهیچ که این رخنهٔ فا د | وله | در خون گرم غوطه دهد جای مرد را
بستست چشم روشن از سیر بال ما را | وله | چون شمع ریشه باشد در سر نهال ما را
ز شوق بیستون آئینه را بر سنگ زد شیرین | وله | خوشا کاریکه بر آتش نشاند کارفرما را
چشم بر صبح الهی باز کن لب را ببند | وله | بهتر از خواندن بود دیدن خط استاد را
مغز دینداری ست آن کفریکه ما خوش کرده ایم | وله | سبحه را در دل سراسر میرود زنار ما
تا ز زنبور عسل در چشم هم شیرین شوند | وله | به که باشد خانهای دوستان از هم جدا
حاجت دام و کمندی نیست در تسخیر ما | وله | گردش چشمی بود بس حلقهٔ زنجیر ما
ما خراب آب شمشیر تغافل گشته ایم | رر | میتوان کردن بگرد دامن تعمیر ما
از غبار نالهٔ ما دردمندان آگه اند | رر | میشود از زخم ظاهر جوهر شمشیر ما

در فضای خاطر ما تیر پیکان بشنود — وله — ناله میگردد در سینه دلگیر ما

این که صائب دست ما از دامن او کوته است — وله — نارسائیهای اقبال است دامن گیر ما

مرا ز پیر خرابات نکته یاد است — وله — که غیر عالم آب آنچه هست برباد است

گنه بارث رسیده است از پدر ما را — خطا ز صبح ازل رزق آدمیزاد است

شاهد خودبینی خوبان درین رعنا چمن — وله — بر سر زانوی گل آئینه شبنم بس است

کام دل نتوان گرفتن از جهان بی ترک سخن — وله — آتش درون برون ز سنگ کار آهن است

جز خراش جگر و چهره خونین صائب — وله — دیگر از نام چه در دست عقیق یمن است

ای برق چه روشنت پار اشمرده بگذار — وله — هر خار این بیابان رزق برهنه پائی است

از جوانی داغها در سینه ما مانده است — وله — نقش پای چند زین طاوس برجا مانده است

اهل کمال را لب اظهار خامشی است — وله — سنت پذیر ماه تمام از هلال نیست

شب که صحبت بحدیث سر زلف تو گذشت — وله — هر که برخاست زجا سلسله بر پا برخاست

درین دو هفته که مهمان این چمن شده — وله — بخنده لب بگشا روزگار گل چین است

نقش پای رفتگان هموار سازد راه را — وله — مرگ را داغ عزیزان بر من آسان کرده است

در طلب با بینوایان است پروانه ایم — وله — سوختن از عرض مطلب پیش ما آسانتر است

با حجاب آلودگان را جرأت پروانه نیست — وله — گرد سر گردیدن ما گرد دل گردیدن است

تا نظر وا کرده ام چون شمع در بزم وجود — وله — گریه از هر سر مویم براه افتاده است

پیش ازین بر گرد سر گشتن چنین سودا نبود — وله — این بلا را خام پروانه در محفل گذاشت

دامن کشیدن از کف عشاق سهل نیست — وله — یوسف این گناه بزندان نشسته است

نه از روی بصیرت سایه بال هما افتد — وله — سبب سست است دولت تا کجا خیزد کجا افتد

جای نمیروی که دل بدگمان ما | وله | تا بازگشتن تو بصد جا نمی رود
مرا ز یاد تو بردو ترا ز دیده من | وله | ستم زمانه ازین بیشتر چه خواهد کرد
می خورد با دیگران مستانه بر ما بگذرد | وله | در فرنگ این ظلم و این بیداد جانشنا نگذرد
دور دوستان را باحسان یاد کردن همت است | وله | ورنه هر نخلی بپای خود ثمر می افگند
زپیری حرص دنیا نفس طامع را دو بالا شد | وله | گدا را کاسه دریوزه از کوری مثنی شد
که حال دردمندان پیش چشم یار می گوید | وله | که حرف مرگ بر بالین این بیمار می گوید
گریبان چاک عشاق از شوق فنا باشد | وله | الف در سینه کند تخم ز ذوق آسیا باشد
ای خوبی امید باین دستگاه حسن | وله | این یک دو بوسه گر نشماری چه می شود
رمزی ست زپاس ادب عشق که مرغان | وله | شب نوبت پرواز به پرواز گذارند
مکن اعانت ظالم ز ساده لوحیها | وله | که تیغ سنگ فسان را سیاه می سازد
نتوان بکوه غم دل ما را شکست داد | وله | از فیل مست کعبه تحاشی کند
ثمر پخته نگیرد سر شاخ قرار | وله | سر منصور ز خامی ست که بردار بود
سالکانی که قدم در ره جانانه زدند | وله | پشت پا بر فلک از همت مردانه زدند
مستی از شیشه و پیمانه خالی کردند | وله | ره روانی که در کعبه و بتخانه زدند
سر دستی که فشاندند بعالم رندان | وله | زاهدان در کمر سبحه صد دانه زدند
چشم ازان خال بپوشید که در روز نخست | وله | برق در خرمن آدم بهمین دانه زدند
لاله در سنگ نهان بود که آتش دستان | وله | سکه داغ بنام من دیوانه زدند
عشق و هنگامه آغوش طرازی هیهات | وله | شمع دستی است که بر سینه پروانه زدند
صائب از زهد برون آی که در روز ازل | وله | طبل رسوائی ما بر در میخانه زدند

از سعی کار عشق نشود تمام بیشتر	وله	پیچید مرغ بال فشان دام بیشتر
از تماشائی پریشان جهان دلگیر باش	وله	وا از یک نقش چون آئینه تصویر باش
یا واز نگاه گیر طریق سلوک را	وله	در عین آشنائی مردم رمیده باش
قد نهال خم از بار منت ثمر است	وله	ثمر قبول مکن سرو این گلستان باش
نه آن جنسم که از قحط خریدار از بها افتم	وله	همان خورشید تابانم اگر در زیر پا افتم
بهر حالت که باشد گرد گلشن چون صبا گردم	وله	نیم نکهت که از گل در پریشانی جدا گردم
سپندے ز تعظیم دل ما نا مزد فرما	وله	که آداب نشست و خاست در محفل نمیدانم
خود را شگفته دار بهر حالتے که هست	وله	خونے که میخوری بدل روزگار کن
هیچ همدردے نمی یابم سرے خویشتن	وله	می نهم چون بید مجنون سر بپای خویشتن
نیست از منصور گر پروانه میگوید سخن	ول	از زبان شمع این پروانه می گوید سخن
تا رخ از باده گلرنگ برافروختهٔ	وله	جگر لاله عذاران چمن سوختهٔ
من کجا هجر کجا اے فلک نا انصاف	وله	بهمین داغ بسوزی که مرا سوختهٔ
اشک در دیده روشندلان آرام نیست	وله	ذره میرقصد دران روزن که باشد روشنی

صفی شیخ محمد شیرازی

صفی تخلص شیخ محمد نام شیرازی المولد والمنشا ہے۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ اخلاق و مروت کے پیرایہ سے پیراستہ تہا۔ سخن سنجی و بذلہ گوئی مین سلیقہ بہتر رکہتا تہا۔ اور خاص فن سیاق مین فرد فرید شمار کیا جاتا تہا۔ بکشش آب و خورش بزمانہ سلطان محمد قلی قطب شاہ والی گولکنڈہ شیراز سے دکن مین آیا۔

قطب شاہ کے ملازمین مین منسلک ہوا۔ دفتر محاسبی مین خدمت میر منشی گری پر متقرر تہا مدت تک عیش و آرام کے ساتہہ زندگی بسر کیا۔ آخر سنہ ۹۷۲ ہجری مین فوت ہوا۔ اور میر مومن کے دائرہ مین دفن کیا گیا۔

من اشعارہ

رخسار تو مصحفیست بے سہو و غلط	کش کلک قضا نوشتہ از مشک فقط
چشم و دہنت آیہ و وقف ابرو مد	مژگان اعراب خال و خط حرف و نقط

صادق میرزا صادق اردوبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق نام۔ عالم شباب مین ایران سے دکن مین آیا۔ مرتضی نظام شاہ والی احمدنگر کی خدمت مین باریاب ہوا۔ نظام شاہ نے اسکی بہت تعظیم و تکریم کی منصب و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ زمانہ دراز تک مرتضی نظام شاہ کے سایۂ عاطفت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر جب اکبر بادشاہ ہند احمدنگر پر قابض و متصرف ہوا اسوقت معرکہ جنگ مین مقتول ہوا۔ من اشعارہ

شوخیکہ بسادگی ازو کردم صبر	اکنون خطش از غبار دارد سر جبر
از خطش اگر فزون بسوزم چہ عجب	سوزندہ تر است آفتاب از تہ ابر

صادق میرزا صادق خان حیدرآبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق خان نام۔ مشاہیر حیدرآباد دکن سے تہا۔ نواب آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین زندہ تہا۔ صاحب علم و فضل تہا۔ سرکار عالی نظام کے

منصبداروں میں ممتاز و سرفراز تھا۔ شعراء معاصرین میں لائق و فائق تھا طبیعت میں شوخی و ظرافت تھی۔ یاران ہمعصر کے ساتھہ نہایت شگفتہ پیشانی و خندہ روئی سے ملتا تھا۔ ذی مروت پاکیزہ طینت تھا۔ راست گوئی میں مشہور و معروف تھا بیباک و چالاک تھا۔ آزادانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ کلام رنگین و شیرین ہوتا ہے دیکھنے سے مزہ و لطف آتا ہے۔ آپ سنہ ۱۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ من اشعارہ الہندی

بتاقت اشک اب نکلا ہے شاید
کہاں نکلے ہے تا زلف دل

ہوا آنکھوں میں آلخت جگر بند
کرے پرواز کبھو نکر مرغ بر بند

حرف ضاد

ضیا۔ مرزا عطا برہانپوری

ضیا تخلص۔ مرزا عطا نام۔ خزان و بہار کے مولف نے لکھا کہ آپکا نام خوش کلام خان و میرزا عطا بیگ عرف ہے۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ میرزا عطا بیگ نام۔ خوش کلام خان لقب ہے۔ اور گلزار عنا کا مولف قائل ہے کہ ضیا تخلص و میرزا عطا نام جملہ مولفین کے نزدیک آپ گروہ برلاس سے ہیں۔ آپکے نانا میر برہان اللہ سادات حسینی سے تھے۔ آپکا مولد و منشا قصبہ بوڈر ہے جو ملکاپور برار سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ آپکی ولادت ساتویں تاریخ شوال سنہ ۱۱۴۳ ہجری میں واقع ہوی۔ جب آپ سن شعور کو پہنچے تب بوڈر سے برہانپور گئے۔ وہان متوطن ہوئے۔ وہان بعض اساتذہ سے کتب فارسی و عربی بقدر ضرورت پڑھیں مستعد و لائق ہوئے۔ فطرۃً آپکا میلان شعر و شاعری کے طرف زیادہ تھا فارسی و ہندی میں کلام موزون کرنے لگے۔ حسن اتفاق سے انہیں باہم میں

سراج اورنگ آبادی تفرجاً برہانپور مین وارد ہوئے۔ آپ سراج سے اردو مین اصلاح لینے لگے پھر برہانپور سے اورنگ آباد مین آئے۔ جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین پہنچے۔ فارسی اشعار مین میر آزاد سے اور ہندی مین شاہ سراج سے اصلاح لیتے رہے رفتہ رفتہ چند روز مین ایسے رتبہ کو پہنچے کہ امثال و اقران مین ممتاز ہو گئے۔۔ اور میر صاحب کی خدمت مین جو کتب درسیہ عربی باقی رہ گئین تہین اُن کو بھی تمام کر کے ضیا فارغ التحصیل ہو گئے ۱۱۷۹ہجری مین نواب میر جا دیار خان المخاطب با رسلان جنگ جو میر موسی خان المخاطب برکن الدولہ بہادر اورنگ آبادی کے بہائی تہے اُن کی مصاحبت و ملازمت مین داخل ہوئے۔ ملازمت کی وجہ سے اورنگ آباد مین مدت تک رہے۔ نوابصاحب کی مجلس حضرت ضیا سے روشن تہی۔ نواب ضیا سے بہت خوش تہے ضیا میر آزاد و شاہ سراج کی خدمت مین نیازمندانہ و مریدانہ اکثر اوقات حاضر ہوتا تہا فارسی اشعار آزاد کی اصلاح سے درست ہوتے تہے۔ اور اردو اشعار کی آب و تاب سراج کی بدولت تہی۔ آخر مین آپکا کلام دونون زبانون مین استاد کے رتبہ کو پہنچ گیا۔ اقران و امثال کے مجمع مین آپ کی شہرت درجۂ عروج کو پہنچی۔ آپنے ایک مثنوی آزاد کی مدح مین لکہی ہے۔ فارسی و ہندی دونون زبانون مین صاحب دیوان ہین ہم ترجمہ کے خاتمہ مین دونون دیوان اور مثنوی سے چند اشعار ناظرین کے لئے ہدیہ کرتے ہین آپکا کلام دونون زبان مین نہایت ہی شستہ و صاف ہوتا ہے۔ لطافت و نزاکت اشعار کی ہر ایک فقرہ سے ٹپکتی ہے۔ آپکے مضامین شیرین و فقرات رنگین کے دیکہنے سے خوب مزہ و لطف آتا ہے۔ آپکا فارسی دیوان کیا ہے جواہر بے بہا کا خزانہ ہے اور دیوان ہندی لآلی آبدار کا گنجینہ ہے۔ ہر ایک دیوان خوبی و خوش اسلوبی مین بے نظیر

دولپذیر ہے۔ مثنوی کے اشعار بھی شکر ریز و دلاویز ہیں۔

آپکا مزاج فقیرانہ تھا۔ دنیوی ترک و شان کے خواہان نہیں تھے۔ قدر ما یحتاج کے جو یار رہتے تھے۔ آپنے کبھی زیادہ کی ہوس نہیں کی۔ کبھی جاہ و حشمت کی خواہش نہیں کی۔ خوش کلام و شیرین زبان تھے۔ مجسم خلاق و سراپا وفاق تھے۔ مرغوب خلائق و مقبول خالق تھے۔ اقران و امثال میں لائق و فائق تھے۔

آخر آپ ۱۱۸۱ہجری میں وطن مالوفہ برہانپور میں آئے۔ سب اعزہ و احبا سے ملے سب نے آپکی خیر مقدم میں خوشی ظاہر کی۔ آپ بھی سب کے ملنے سے خوش خرم ہو دو سال تک زندہ رہے۔ درس و تدریس شعر و سخن میں اپنا عزیز وقت صرف کرتے رہے ۱۱۸۳ہجری میں شہر برہانپور میں فوت ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

من اشعارہ المثنوی

حضرت آزاد کہ استاد ماست | قبلۂ جان و دل منقاد ماست
بادۂ عرفان زدہ ہوشیار ہست | بعد نبی ہر چہ کہ گوئیم ماست
ہست سیادت چمن بیخزان | او بود الحق گل این گلستان
نامش اگر ہست غلام علی | اوست شہ ملک خفی و جلی
مطلع آن مہر بود بلگرام | پرتو او باد چراغ دوام
شہرۂ خلق باستادی ہست | تا عزو رتبۂ آزادی ہست
دررہ علم آمدہ او را دلیل | تربیت حضرت عبد الجلیل
گر بشناسیم کلیمش رواست | مرتبہ اش را ید بیضا گواست
واقف اسرار زبان دانی است | انوری و صائب خاقانی است

شعر ترش کلفت دلرا دواست | هست سخن نامی رحمت فزاست
نیست رقم کردهٔ آن مقتدا | چون خط تقدیر بحک آشنا
هر که از و درس بلاغت نخواند | بیخبر از عالم تحقیق ماند
هر که بحالش نظر او شود | به ز فلاطون و ارسطو شود
مرتبه اش فوق تر از شاعری | بهر تفنن بود این ساحری
هست بمعمورهٔ علم و عمل | حضرت آزاد ابهر اجل
صرف ریاضت بود اوقات او | موعظهٔ محض حکایات او
بهر حصول غرض خاص و عام | هست ز تابش متحرک دوام
همت عالیش سحابی بس | رشحه فشان بر گل و بر خار و خس
فیض رسانی عمل خاص او | جمله جهان بندهٔ اخلاص او
بسکه بامداد کمر بسته است | خانهٔ او مامن هر خسته است
علم و عمل خادم دربار او | فیض و کرم بندهٔ سرکار او
بی ادبی را بدرش بار نیست | محفلش آمادهٔ اغیار نیست
مرحمتش مرهم هر ریش باد | لیک براحوال ضیا بیش باد

من اشعاره الفارسی

به مسلخی که ادب خون مدعا ریزد | طپش گناه بود صید بسمل را
توان هشیار کرد از سرزنش ارباب غفلت را | ولہ | که وقت خواب پا خار زد نیشتر ناخن پا را
بهوای روی که نیرزد دم حسرت دل تنگ ما | ولہ | که بهار عشق جنون ز گل بریدن رنگ ما
رقیب کاوش بیجا ز من بدل دارد | ولہ | گواه باش که یکروز میکشیم او را

ز حال گوشهٔ چشم تو شد مرا معلوم	وله	که ترک در پس سر برزده گره مو را
نباشد با سپهکاران سر مردم سخن گو را	وله	که مو گر در دهن افتد زبان بیرون کند او را
کند تعظیم روشن گوهران اطفال نادان هم	،،	که در دستار می پیچند کودکها حباب را
دلم به بزم بتان وا نمی شود بی او	،،	چو غنچه که بود در میانهٔ گلها
وقت پیری از لب شوخ بتان پرهیز کن	،،	که بهر قصه زنان تاثیر نمک بیرون را
بر نمی خیزم اگر از کوی تو انصاف کن	،،	که در تو زنده رفتن عار می آید مرا
صحبت ناجنس گو عالی بود دارد زیان	،،	پرتو خورشید سازد پر ضرر آب را
مرا بقتل رسانید و بخت هم من تشنه است	،،	که تشنه آب ضرورست مرغ بسمل را
ور زلف دیدم رویش دل شد اسیر یعنی	وله	پروا ز کم کند مرغ پیش چراغ در شب
ما غرق خویش را کند از رشک قامتش	وله	استاده است سرو مهیا بجوی آب
ز دشنامت مباد آزرده باشم	،،	همین قدری ملالی آمد و رفت
ز روشن گهران اینجا هم بود الفت	،،	شمشیر پسند دل ماه رمضان است
چه بگویم که نشین یکزمان این گفته خمیده	،،	که امروز زاندکی طبعم علیل و تب نمودار است
خدا نخواسته باشد شکست شیشهٔ دل	،،	شنیده ایم صدائی که هیچ نتوان گفت
بکسب صفا جا بدرخی نتوان یافت	،،	مردود نمازست کسی را که وضو نیست
طبع رنجور مرا بی او بعشرت کار نیست	،،	قدر روز عید را در خانهٔ بیمار نیست
ز زلفا و دل پر داغ ما نمی ترسد	،،	که مار طعمهٔ خاص ز برای طاوس است
گفتمش بخت مرا چیست تباهی باقیست	،،	زلف بنمود که بسیار سیاهی باقیست
نمی دانی که اشک من چه چیز است	،،	مرا این طفل فرزند عزیز است

دران زمان که بمحشر قیام خواهم کرد | وله | ترا بیاد دهی یک سلام خواهم کرد
اطفال اشک راند هم چون بچشم | وله | اولاد حضرت دل مظلوم زاده اند
چو غنچه که بیس برگهاش گفته شود | وله | تبسمش بپناه حجاب می آید
از در خانه ما آن بدکیش آید | وله | آنچه ما خواسته بودیم همان پیش آید
نمی خواهم که حوری یا قصوری گفتم فتند | وله | الهی آن بت بیگانه پرور آشنا گردد
گفت روزی از غضب با من میا بار دگر | وله | گفتیم این از من نخواهد شد بگو کار دگر
چشم او شد گریه رو و آه من افزون بجا | وله | ابر با خوش می کند در جوش گریا بیشتر
چرا اگر بغضب تنگ بسته امروز | وله | چه شد که روی نبو قربان نگشته ام امروز
بین نگاه گریه آلود هم اندازش مپرس | وله | مرغ چون در آب تر گردد به پروازش مپرس
آئینه چه باشد که شود باز نگاهش | وله | گر شرم بگسترد چشم تو ناز نگاهش
خواهی برای یک نگه گر نقد کامل در عوض | وله | در خور و طاقت سپهم جان و دل در عوض
ناز کن اما نه مقداری که لبها بشکنی | وله | بر طرف آئینه ها داری مقابل الحفیظ
گویا که بر سر مضانش نظر افتاد | وله | چون دید او ز رو قمر ابر کشید تیغ
ناز حسنت را نیاز عشق می آرد جواب | وله | گر ترا شمشیر در دست است ما را سر بکف
حکایتیست که گفتم ز جور سیمبران | وله | تو بر غضب مشو از من ترا نمی گوئیم
دلت کجاست که هر وقت نام من پرسی | وله | هزار مرتبه گفتیم که من غلام تو ام
نگذاشت ادب تا ز جگر آه بر آریم | وله | رفتیم و کسی را ز خود آگاه نکردیم
من بجان بنده آن طرز تکلم کردن | وله | سخنی گفتن و از ناز تبسم کردن
با من سخن ز خشم برای خدا مگو | وله | چیزیکه گفتنی است بخود گو مرا مگو

۱۳۲۲

در حق من ہرچہ از جور و جفا فرمودہ ولہ من مقرر قابل آنم بجا فرمودۂ

عمر یہ چہا نم باین تیرہ بختی ولہ بنوعی کہ بر جبہہ مہ سیاہی

رسی بدرد دلم گر فدائے خویش شوی ولہ خدا کند کہ چو من مبتلائے خویش شوی

اے محتسب بمیکدہ کشتی سبو زدی ولہ کردی غلط کہ تشنہ لب کوثر آمدی

می خواستم کہ مرگ تمنا کنم ز حق ولہ بسیار خوب شد کہ تو ام بر بسر آمدی

من اشعارہ الہندی

تجھے کیا یاد ہے ساقی دو عالم بیحجابی کا ولہ ادہر تو جام کا ہنسنا اودہر رونا گلابی کا

کیا ہے عزم اوس نازپرور نے سواری ہی ولہ پر سنوار ہیگا آئینے نے عہدہ آفتابی کا

اے ساقی دلمین پہر آتا ہے خیال اُن بیحجابی کا ولہ وہی ساغر کا چلنا اور کہڑے رہنا گلابی کا

کرتا ہے حشر برپا ساقی سے جلد کرنا ولہ گردن اُٹہا اُٹہا کر شیشے کا دیکہہ رہنا

دیکھتے ہے اُسکے خط کی شان دل مُرجہا گیا ولہ اس بہو مین کو دیکہہ آنکہوں مین اندہارا چہا گیا

رہ گیا ہے اتنو باقی ایکدم کا اشتیاق ولہ ناک مین جی آرہا ہے دیکھنے اُسکی بلاق

اُدہر تو تم بہو ونکو تان کر تیوری چڑہاتے ہو ولہ ادہر مین دلمین بسم اللہ بسم اللہ کہتا ہون

رنگ اُڑ گیا سمن کا نرگس بہی تک رہی ہے ولہ گلشن گلبدن بن کہڑی سی پک رہی ہے

اے ساقی عجم کی مار ونکی تو تسلی کر شتابی سے ولہ گلابی کا بہر آتا ہے ہندو بی حجابی سے

تیری آنکہونکو ساقی دیکھنا یہ جان جاتی ہے ولہ گلابی منہہ مین بیٹہی جام پانی چواتی ہے

ضیا۔ میر محمد علی دکنی

ضیا تخلص۔ میر محمد علی نام۔ صفدر علیخان خطاب۔ آپ میر عسکر علی خان

ہمشیرزادہ تربیت خان عالمگیری کے صاحبزادہ ہین۔ آپکی نسب کا سلسلہ سلطان حسین مرزا بن بہرام مرزا ابن شاہ اسمعیل صفوی والی ایران سے پہنچتا ہے آپکے والد دہرپ گن کی قلعداری پر مامور تھے۔ بہرہند گانعالے نواب آصفجاہ نے بلحاظ خاندان آپکو حضور مین بلاکر کہا جاگیرات کی متصدی گری اور سرکار خاص کی دیوانی پر مقرر فرمایا۔ چندروز کے بعد فوت ہوے۔ میر ضیا کی ولادت قلعۂ مذکور مین ہوئی۔ اور آپنے والد ماجد کے سایۂ عاطفت مین تربیت و تعلیم پائی تھی۔ ذہن استعداد صاحب سواد تھے۔ شعرگوئی مین درست فکر و خوش خیال تھے سرکار آصفجاہی کے منصبدارون مین شریک تھے۔ آخر آپ سنہ ۱۱۵۹ ہجری مین فوت ہوئے

من اشعارہ الفارسی

غنچه سان بهر نیاز تو بهار جلوه اش		در بساط خود همین یک مشت زر دارد بهم
گرد باد م در هوا صد ناقه خرمن می کند	ولہ	بر غبار م تا نسیم گیسوی مشکین گذشت
بی تواضع کی توان بالا نشینی ها نمود	ولہ	آسمان را رفعت قدر از خم پشت دو تا ست
از فروغ تو گرد خانه ما	ولہ	همچو صبح است آفتاب فروش
چشم تر مانند شبنم زین چمن بر داشتم	ولہ	خون دل چون لعل با خود از وطن بر داشتم
زبس است نامه ام تا برگ گل گردد در انگشتم	ولہ	حنائی میشود چون پنجه مژگان بر انگشتم
چو نرگس تا رقم سازد ز چشم دلبر انگشتم		بود آئینه در یک گلستان ساغر انگشتم
بشرح سوز هجران ها تهی ترسم که وا سوزد		بتحریرش حنا شد شعله شمع آسا سر انگشتم
بدستم جام می سوزد ز بس و راز لب لعلش		بود چون شاخ گل آئینه دار از اخگر انگشتم
اگر شرح گداز سوز هجرانت رقم سازد		کند مانند شمع ایجاد چشم تر انگشتم

زبس تبخالہ خرمن کرد برق حسرتم ہر شب
زدم دست تاسف بسکہ در زلف سخن ہر شب
سراپا یک چمن گلدستۂ خرمن تماشایم
نویسم تا شکفتم تا نامہ حیرانی خود را
ضیا از ہیچ سلیمان صفا خاتم نگین پشت پا

برنگ شانہ دارد یک بیک بانی ہنر انگشتم
بود چون رشتۂ تسبیح عقد گوہر انگشتم
بسان شاخ نرگس چشم بد مبادا در سر انگشتم
چو شاخ نرگس از چشم حیران یکسر انگشتم
اگر سر حلقہ گیسوے او آید در انگشتم

ضیغم - محمد عبد اللہ خان لکھنوی

ضیغم تخلص - محمد عبد اللہ خان نام - آپنے اپنا حال تذکرہ شعرا مین جو آپکی تالیف سے ہے لکہا ہے - ہم اسی سے اخذ کر کے لکہتے ہین آپ صالح خان لکہنوی کے فرزند ہین - آپکا مولد و منشا شہر لکہنو ہے - آپکے آبا و اجداد شاہان اودہ کی ریاست مین معزز عہدون پر مامور رہے ہین - اور حسن خدمات کے صلہ مین جاگیرین اور انعام لئے ہین - آپکے جد اعلی نواب مصطفی خان قندہاری شاہ اودہ کی فوج کے رسالدار تہے - اور بارگاہ شاہی کے مصاحب - آپکے عم بزرگوار محمد احمد حسین خان بہادر بیس ہزار روپیہ سالانہ کے جاگیردار ہین - آپکے خالو محمد صفی اللہ خان بہادر المخاطب بہ شرف الامرا بہادر سرکار عالی نظام کے ریاست مین عمدہ منصب سے ممتاز تہے - اور اسی ریاست کے سایۂ مرحمت مین سکونت پذیر تہے - نواب صاحب اصل مین کرناٹک کے رؤسا مین سے تہے جسوقت سرکار انگریزی نے ملک مذکور پر قبضہ کیا تو اسوقت آپکے خالو صاحب کے لئے سرکار انگریزی سے تا بحین حیات تین ہزار روپئے ماہوار مقرر ہوئی تہی - اور مدراس کی کونسل کے رکن بہی ہوئے تہے - اور انکو سرکار انگریزی سے شرف الامرا کے - سی - ایس - آئی - نصیر الدولہ نصرت جنگ کا خطاب ملا تہا - سرکار ممدوح

نوابصاحب کی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے - آخر آپکے خالو صاحب نے سنہ ۱۲۹۰ ہجری مین اس دار فانی سے رحلت کی -

آپنے نشو و نما کے بعد اوائل شباب مین کتب درسیہ فارسیہ علماء لکھنو سے تحصیل کین انشا پردازی و عبارت نویسی مین اچھی لیاقت و مہارت پیدا کی - پھر آپ سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن مین آئے - خالو صاحب کے دولتخانہ پر فروکش ہوئے - چند روز کے بعد آپکے خالو صاحب نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی آپسے کردی - آپ اس تعلق کی وجہ سے حیدرآباد مین متوطن ہوگئے - حیدرآباد دکن مین آپکو شعرگوئی کا شوق ہوا - نواب عباس حسین خان ششدر کی خدمت مین مشق کرنے لگے - چند مدت تک یہی سلسلہ جاری رہا - نواب صاحب کی توجہ سے آپکا کلام درست ہونے لگا - اسی عرصہ مین نوابصاحب کسی مقام پر تشریف لیگئے - آپکی مشق و اصلاح سخن مین ہرج واقع ہوا - آپ متردد ہوئے کیونکہ آپ شعرگوئی کے فریفتہ مین - مولف فقیر کو آپکا تذکرہ دیکھنے سے یقین ہوا کہ آپ شعرگوئی اور شاعرون کے کلام کی جستجو مین بڑی جانفشانی و دلسوزی فرماتے ہین آپکو اس فن سے نہایت ہی خوب مناسبت ہے - مجکو آپکے تذکرہ سے دکنی و ہندی شعراء معاصرین کے نام و کلام کا نشان و پتا ملا - مین غائبانہ آپکا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہون - اور آپکی ملاقات کا ہمہ تن مشتاق ہون - بمصداق کل امر مرہون باوقاتہا کسی وقت ضرور مشرف ہونگا - جن دنون مین آپکے استاد ششدر کہین باہر رونق افزا تھے انہین دنون مین حسن اتفاق سے جناب حکیم مولوی نواب نیاز احمد خان صاحب ہوش جو حافظ رحمت خان المخاطب نواب مکرم الدولہ حافظ الملک والی روہیلکھنڈ کے بنائر سے ہین اس شہر مین رونق افزا ہوئے - آپ حکیم صاحب ممدوح کی خدمت مین

اپنا کلام پیش کرنے لگے - آپ حکیم صاحب ممدوح کی عنایت و مرحمت کے شکرگزار ہین آپکے کلام سے پختگی و شستگی نمایان ہے - آپ خوش مزاج و خوش خلق ہین شگفتہ طبع و خندہ پیشانی ہین - یاران ہم مشرب کے جلسے کے رونق ہین ظریف و لطیفہ گو و لطیفہ و بذلہ سنج ہین - سخندان و سخن فہمی ہین بے نظیر - اب ہم آپکے چند اشعار آبدار ہدیہ ناظرین کرتے ہین تاکہ مطالعہ سے حظ و لذت اٹھائین - فی الحال آپکی عمر تخمینا چالیس کے قریب ہوگی - طال اللہ بقاہ -

من اشعارہ الہندی

جب سے ہوا ہے عشق رسالت پناہ کا — رحمت سے ہے بھرا ہوا دامن گناہ کا
گھائل ہوا ہوں کسکی میں تیغ نگاہ کا — گردون جو بنگیا ہے دہوان میری آہ کا
جس نور نے کہ سرمہ کیا کوہ طور کو — اڑتا تھا پرتوہ وہ تری جلوہ گاہ کا

ولہ

گم زیست نے کیا تھا خیال کمر میں جو — ملتا نہیں نشان ہمارے مزار کا
بستر کا تار تار تھا نشتر مرے لئے — کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا

ولہ

ہے شرط عشق یہ کہ کسی پر عیان نہو — فرقت بھی ہو نصیب تو لب پر فغان نہو
کیون خط نہو نہو و نہ کیونکر لٹے بہار — وہ گل نہیں جو مورد جور خزان نہو
گردش سے بخت کی یہی ضیغم ہے مجکو خوف — کوئے زمین یار کہین آسمان نہو

ولہ

دربدر اتنو پھراتی ہے محبت تیری — خاک چھنواتی ہے اے یار کدورت تیری
ڈالدی صبح شب وصل جو رخسار پہ زلف — بول اٹھی یہ تو کہ کیون آئی ہے شامت تیری
شکل آئینہ ہوں میں محو تحیر جب سے — میری نظروں میں پھرا کرتی ہے صورت تیری
نکلے کیون صورت سیماب تڑپ کر زار زار — جب کسی طرح نظر آئے نہ صورت تیری

حرف طاء

طالب مولوی شاہ وجیہ اللہ

طالب تخلص ۔ شاہ وجیہ اللہ نام ۔ آپ محمد حبیب اللہ عظیم آبادی کے فرزند دلبند ہین ۔ آپکے والد سوداگران متمول سے تہے ۔ طالب صاحب ترجمہ کی ولادت شہر مذکور مین ہوئی ۔ نشو و نما بہی وہان کی آب ہوا مین پائی ۔ جب صاحب عقل و شعور ہوا وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوا ۔ چند مدت کے بعد فارغ التحصیل ہو کے حضرت شاہ منعم دہلوی کی خدمت مین شرف بیعت سے مشرف ہوئے ۔ پہر آپکے والد با جداس دار فانی سے عالم جاودانی کے طرف روانہ ہوئے آپنے والد کے فوت ہونے کے بعد تمام مال و اثاث البیت مساکین و غربا کو دیدیا ۔ اور خود عازم حرمین شریفین ہوئے ۔ حرمین شریفین پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہو کے سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین وارد مدراس ہوئے ۔ نواب نصیر الدولہ بہادر کی خدمت مین ملازم ہوئے ۔ بارہ برس تک نواب کی خدمت مین سکونت پذیر رہے ۔ نواب صاحب آپکی بہت عزت و آبرو فرماتے تہے ۔ پہر دوبارہ آپکے دل مین حج و زیارت کا شوق پیدا ہوا نواب صاحب سے رخصت لیکر حرمین شریفین روانہ ہوئے ۔ پہر حج و زیارت سے مشرف ہو کے اسی ملک مین واپس آئے اور ترچناپلی مین سکونت پذیر ہوئے پہر چند مدت کے بعد عازم زیارت ہوئے ۔ اور حرمین شریفین روانہ ہوئے ۔ پہر آپ حسب الطلب نواب صاحب آئے ۔ نواب صاحب کی تعلیم مین مصروف ہوئے ۔ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی تہی خود بہی موزون الطبع تہے کبہی کبہی کلام موزون فرماتے تہے

آپکا کلام صاف و شستہ ہوتا ہے - آپ صاحب دیوان تھے - آپکا دیوان کثیر الحجم ہے شہر حیدرآباد مین بطور سیر و سیاحت آئے تھے - چند روز سکونت کرکے مدراس چلے گئے آخر آپ ۱۲۳۹ ہجری مین اس دار ناپائدار سے دار البقا روانہ ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون آپ خوش خلق و غربا دوست تھے - اور مہمان نوازی ور آشنا پرستی مین مشہور تھے جو کچھ پیدا کرتے تھے دوست احباب کو تقسیم کردیتے تھے - اللھم اغفر لہ

من اشعارہ الفارسی

بسعی دست نبود جا جنسے مرد سخن گو را		کہ روزے از زبان چون جامہ بر ہم میرسد اورا
کجاست طالع بیدار تا شبے سازم	وله	چو شمع گرم ببزم تو اے صنم جا را
تکیہ بر زندگی خویش مکن ہمچو حباب	وله	کہ بیک چشم زدن کار تمام ست اینجا
بہار حسن را ہر دم تماشائے دیگر باشد	وله	گلے گر میرود زین گلستان دیگر شود پیدا
حدیث شوق گر سازم رقم بر صفحہ کاغذ		چو مرغ نامہ بر از نامہ بال و پر شود پیدا
رنجم بسے ز قول رقیبان ببزم یار	وله	در صحن باغ خوش نبود شور زاغہا
شبے کہ در جلوہ کہ حضرت جانان رفتم	وله	شمع سان داغ بدل تنک بدامان رفتم
شبے کہ دل شوق دیدار رخت بیتاب بود	وله	موئے زلفش تا بروئے آستینش دیدہ ام
دست از حنا مساز نگارین نگار من	وله	آتش مزن بجان و دل بیقرار من
شبے حال دل پر داغ را طالب رقم کردم	وله	بدستم صفحہ کاغذ شد چون بال طاؤسے

طپش - میر محمد اکبر

طپش تخلص - میر اکبر نام - آپکے بزرگ بدخشان سے شاہرخ مرزا شاہزادہ کے ہمراہ

وارد ہند ہوئے - بادشاہی خدمات پر سرفراز و ممتاز رہے - شاہرخ مرزا سے بھی علاوہ خدمات سرکاری تعلق رہا - آپکی ولادت ہند مین ہوئی - آپ بھی سن شعور کے بعد آبائی موروثی خدمات پر مامور رہے - اور شاہرخ مرزا کی اولاد کیلئے بھی بدستور وطنی تعلق رہا - یہانتک کہ نواب فتح یاب خان شہید جو شاہرخ مرزا کی اولاد مین شاہی امرا سے تھے ان کی خدمت مین بخشیگری کے عہدہ پر مقرر تھے - نواب کی شہادت کے بعد قصبہ نند یا خاندیس آ رہے اور حضرت شاہ یسین قادری کے مرید ہوئے - اور نندربار مین پہر کیو جد سکونت پذیر ہوئے - لچھمی نرائن اورنگ آبادی تذکرہ شعرا مین لکھتے ہین کہ آپ چالیس برس سے شعرگوئی کی مشق کرتے ہین - کلام کو مرتبہ کمال پر پہنچایا - فارسی و ہندی دونون زبان مین پختہ کلام ہے - آپ صاحب دیوان تھے - فارسی دیوان مین تقریبًا چھہ ہزار اشعار ہین اور ہندی دیوان ڈھائی ہزار - علم حساب و سیاق مین کامل قدرت رکھتا تھا - عربی و فارسی مین بھی عمدہ استعداد و مہارت رکھتا تھا - باوجود تمام کمالات نہایت متواضع و منکسر المزاج تھا - ذکی الطبع و ذہین تھا - میر عبد القادر مہربان اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تہا - میر صاحب طپش کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے اور فقیر سے بھی حسن اخلاق و محبت سے ملتے تھے انتہی کلامہ -

سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین طپش اورنگ آباد مین بطریق سیر و سیاحت رونق افزا ہوا تھا - میر عبد القادر مہربان کے مکان پر فروکش تہا - چند مدت رہا یاران ہم مشرب کے ساتھہ خوب مشاعرے و جلسے ہوتے رہے - پھر نندربار مراجعت کی سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین فوت ہوا -

من اشعارہ الہندی

نہین میں ہون شکستہ مین گو اورون کی ستلی کا	مرا داغ جگر اب سون ہوا ہے ایک پتلی کا

سرپہ ہر آہ حسرت ہین مری الرشیان	بس کیا ہون پہکے پلکون سے گناہ خونفشان
کس گلے مین نہین تمہاری نف کا زنار کفر	تم کس سے بن آتی ہین یہہ کافر کیشیان

طاہر - محمد طاہر بیدری

طاہر تخلص - محمد طاہر نام - آپکا مولد و منشا شہر بیدر دکن ہے - آپ علم و فضل سے آراستہ تہے طبیعت کی تیزی اور ذہن کی جولانی سے شعرگوئی و سخن فہمی مین یگانہ روزگار تہے - شاہ حبیب اللہ نبیرۂ شاہ نعمت اللہ کے مصاحب تہے - صوفی المشرب زندہ دل تہے - خوش خلق و خوش کردار تہے - افسوس کہ ہمکو آپکا کلام نہین ملا صرف ایک تاریخ جو آپنے شاہ حبیب اللہ کی کہی وہ ملی ہم اُسکو ذیل مین نقل کرتے ہین - آپ ہمایون بہمنی کے زمانہ مین زندہ تہے نظیری و شہیدی کے ہم طرح رہے ہین - دونون مین نہایت اتحاد تہا - آپکا انتقال ۸۶۷ ہجری مین ہوا - من اشعارہ

تاریخ شہادت شاہ حبیب اللہ

مہ شعبان شہادت یافت در ہند	حبیب اللہ غازی طاب مثواہ
روان طاہر شس تاریخ می جست	برآمد روح پاک نعمت اللہ

طوبی - آقا سید علی الموسوی شوستری

طوبی تخلص - آقا سید علی نام - افضل العلما سنا والملک خطاب - آپ سید ابوالحسن شوشتری الموسوی کے فرزند رشید ہین آپکے والد وطن مالوف شوستر سے حیدرآباد دکن مین آئے - سرکار عالی نظام مین خلد اللہ ملکہ اہل مناصب کے سلسلہ مین مقرر ہوئے

یہاں عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے رہے نواب سر سالار جنگ مختار الملک بہادر مدار المہام
سابق نے آپکے علاوہ منصب مدرسہ دار العلوم مین صدر مدرس فارسی کی خدمت بھی
عطا کی تھی - آپ تا بزندگی صدر مدرسی پر مامور رہے - فارسی عربی کی تحریر و تقریر
مین علامۂ عصر و فہامۂ زمان تھے - حضرت استادی طوبی صاحب ترجمہ کی ولادت
با سعادت اسی شہر حیدر آباد دکن مین ہوئی - اور نشو و نما بھی یہین کی آب و ہوا مین ہوئی
جب آپکی عمر چار سالہ ہوئی تب والد ماجد نے آپکو دکن سے شوستر تربیت و تعلیم
کے لئے بھیجدیا - آپ کی نشو و نما کی پوری تکمیل علوم و فنون کی تحصیل شوستر کے
علما و فضلا کی خدمت مین ہوئی - فارغ التحصیل ہو کے حیدر آباد دکن مین آئے
عالم شباب کا ابتدا تھا - آپکی طبیعت بحر علوم مین مواج تھی - آپ ایوان فصاحت و بلاغت
کے سراج تھے - آسمان تحریر و تقریر کے آفتاب تھے - آپ جامع العلوم و مجمع الکمال
والفنون تھے اور خاص علم ادب کے میدان مین ایسی جولانی کی تھی کہ تمام اپنے امثال
و اقران سے سابق قدم ہو گئے تھے - نظم و نثر کے لکھنے و موزون کرنے کا ملکہ تامہ
رکھتے تھے کلام منظوم و کلام منثور کا لکھنا اُن کے نزدیک سہل الوصول تھا - جب
ارادہ کرتے تو منثور و منظوم فوراً موزون فرماتے تھے - صبح سے چاشت تک
ساٹھ ستر اشعار کا موزون کرنا مشکل نہ تھا - نواب سالار جنگ نے آپکو اولاً مکرم الدولہ
کی اتالیقی پر مقرر فرمایا - پھر چند مدت کے بعد قضایائے ساہوکار کی عدالت مین
مامور کیا - بعد ازان خدمت عدالت سے علیحدہ ہو گئے گوشہ گزین و خانہ نشین ہوئے
کبھی کبھی وزرا و امرا سے ملتے تھے - آپ نواب مختار الملک ثانی و منیر الملک ثانی کے
بھی ایک زمانہ تک استاد و اتالیق رہے ہین - پھر آپ عالیجناب فلک احتشام اعلیحضرت بندگانعالی

دامن ظلہ کی مقاربت و مصاحبت مین چند روز عزت و آبرو سے بسر کیے۔ حضور کی
مدح مین اکثر قصائد موزون فرمائے ہین۔ آپ شاعری مین ماہر کامل تہے اور علم ادب
مین بہی صاحب کمال تہے۔ آپ عربی و فارسی دونون زبان مین شعر موزون فرماتے تہے
آپکے قصائد قاآنی کی طرح بلاغت و فصاحت مین ڈوبے ہوئے ہوتے ہین۔ آپکی غزلین
و قطعات و مخمسات بہی لطف و مزہ سے خالی نہین ہین۔ اسیطرح آپ نثر عبارت
لکہنے مین بہی قوت کاملہ و ملکۂ تامہ رکہتے تہے

آقا سید علی کے اخلاق و عادات کا ذکر

آپ اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ سے موصوف تہے ہر کس و ناکس کو دام خلق مین
مسخر کر لیتے تہے۔ اگرچہ امامیہ مذہب کے پیرو تہے لیکن تعصب مذہبی سے علیحدہ تہے
آپکے نزدیک امامیہ و سنیہ مساوی الدرجہ تہے بلکہ آپ سنیون کی بہت خاطرداری
و مدارات کرتے تہے۔ اسی حسن خلق کی وجہ سے دونون فریق باہم شیر و شکر کیطرح
زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ مہمان نواز و غربا پرور تہے۔ اکثر غربا ایران کے لئے
آپکا دولتخانہ مسافر خانہ و آرام گاہ تہا۔ مہمان نوازی مین بے نظیر فرد تہے۔ کوئی وقت
ایسا نہین ہوتا تہا کہ آپکے مکان پر دس بیس غربا جمع نہون آپ ہر ایک غریب کو
سعی و کوشش کرکے بادشاہ و امرائے دکن کی خدمت مین پہنچاتے تہے۔ اور
سفارش کرنے مین نہایت چست و چالاک تہے۔ امرا و وزرا کی خدمت مین آپ کی
سفارش موثر ہوتی تہی۔ آپکی طبیعت درویشانہ تہی دنیا و مافیہا سے تعلق نہین رکہتے
تہے۔ ہزار روپیہ ماہوار پاتے تہے۔ تنخواہ آتے ہی ایک ہفتہ تک خوشی سے بسر کرتے
ایک ہفتہ کے بعد تہیدست و دست نگر غلہ فروش ہوتے تہے جو کچہہ مطلوب ہوتا تہا

قرض منگوا لیتے تھے۔ مدت العمر تنگدست و تنگ حال رہے تنگدستی
و تنگ حالی بسبب غربا پروری و دستگیری بینوایان تھی۔ جو کچھ آمدنی ہوتی تھی فقرا و غربا
پر صرف فرماتے تھے۔ آپ خوراک و پوشاک میں تکلف و زیبائش پسند نہیں کرتے
تھے۔ بقدر ضرورت استعمال فرماتے تھے۔ اسیطرح فرش و فرنیچر کی بھی خواہش
نہیں رکھتے تھے۔ آپکا فرش بوریا تھا۔

آپ کی درس و تدریس کا ذکر

آپ علامہ عصر و فہامہ دہر تھے۔ جامع کمالات صوری و معنوی۔ درس و تدریس کے
شائق اکثر طلبہ آپکے چشمہ فیض سے سیراب و تازہ ہوئے تھے۔ آپ حکمت کے استاد
مشہور تھے۔ آپکے تلامذہ امرا و شرفا غربا و فقرا زادے ہوتے تھے۔ شعر و شاعری
میں استاد کامل تھے۔ ہزارہا شعرائے ہند و عجم کو آپکے تلمذ تھا آپکے تلامذہ مستند
ہیں۔ خاص آپکی طبیعت سخن سنجی و بذلہ گوئی کے مناسب تھی مضامین تازہ آپکی
خدمت میں جوق جوق آتے تھے۔ آپ مضامین تازہ و رنگین کو با محاورہ عبارت عربی
و فارسی میں بداہتہ موزون فرماتے تھے۔ آپ کی ذات میں مضامین تازہ کی آمد تھی
نہ آورد۔ فقیر مولف آپکے چند اشعار آخر میں گزارش کریگا۔ آپکے قصاید عربی
و فارسی بے انتہا ہیں۔ ہر ایک قصیدہ اپنا نظیر آپ ہی ہے۔
افسوس کہ آپکے تمام قصاید کسی نے ایکجا مدون نہیں کئے آپکے ایک شاگرد رشید
میرزا محمد تقی نے آپکے نتایج طبع کا ذخیرہ جمع کیا تھا۔ ذخیرہ نظماً و نثراً عربی فارسی
زبان کا تھا۔ یہہ ذخیرہ موسی ندی کی طغیانی میں نذر سیلاب ہوگیا۔ میں نے آقا صاحب
کے فرزند بزرگ مولانا سید عبداللہ المخاطب بہ نہنگ بہادر سے کہ اب مرحوم کے

حالات ونتائج طلب کئے۔ امروز فردا کا وعدہ کیا۔ لیکن وعدہ کو ایفا نہیں فرمایا مجھے بہت تلاش وجستجو کے بعد قصائد عربی وفارسی دستیاب ہوئے۔ انہیں قصائد سے بطور مشتے نمونہ چند اشعار ہدیہ ناظرین گزارش کرتا ہوں۔

آقا سید علی صاحب ترجمہ کی تصنیفات سے مخمس قصیدہ بردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ میں قصائد کے دیکھنے سے آپ کی فصاحت وبلاغت کی تصدیق ہوتی ہے۔ اشعار کے محاورات وخوبی بندش سے ثابت ہوتا ہے کہ آقا صاحب ترجمہ عربی الاصل والنسل ہیں۔ وفصحائے ادب بلغاء عرب آپ کے قصائد ومراسلات ادبیہ کے مضامین با محاورہ عربیہ کو دیکھ کے کہتے ہیں واللہ ہذا عربی لیس بعجمی

آقائے طوبی صاحب ترجمہ کی وفات

سنہ ۱۳۲۴ ہجری میں آقائے طوبی بعارضہ بخار بیمار ہوئے۔ یونانی معالجہ شروع کیا گیا اطبائے یونانی متواتر دوائیں استعمال کراتے تھے۔ لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوتا تھا بلکہ مرض بڑھتا جاتا تھا۔ آخر ڈاکٹری علاج کے طرف رجوع ہوئے۔ کوئی دوا مفید نہیں ہوئی۔ طبیعت میں ضعف وناتوانی بڑھ گئی۔ آخر آپ اسی مرض الموت میں بتاریخ ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۴ ہجری میں اس دار فانی سے بہشت بریں روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اعزہ واقارب واحبا کو آپ کی رحلت سراپا مصیبت کا نہایت رنج وغم لاحق ہوا۔ اور شہر کے علما وفضلا وطلبہ پر آپ کی رحلت کا سخت صدمہ واقع ہوا۔ آپکی تجہیز وتکفین میں شہر کے اکثر امرا وعلما وطلبہ شریک ہوئے۔ تمام آپکی رحلت پر آہ ونالہ وشور وغوغا کرتے تھے۔ تلامذہ کی یہ حالت تھی

زار زار روتے تھے اور دامن دل کو رنج والم کے ہاتھون سے چاک کرتے تھے اور سر و منہ پر خاک اُڑاتے تھے۔ آ عزہ و اولاد کی بیقراری و دل گدازی دیکھکے اہل مجلس کے قلوب ہل جاتے تھے۔ عاقبۃ الامر تمام اعزہ و اقارب احباب نے ذوی المعارف نے اُس علوم و فنون کے خزینۂ بے بہا کو کوہ موہلے کے خاک مین دفن کئے۔ شعرائے زمانہ نے آپکے رحلت کی تاریخین موزون کئے۔ منجملہ تواریخ فقیر مولف کے آپکے شاگرد حکیم میر نوازش علی لمعہ کی تاریخ دستیاب ہوئی **ھو ھذہ**

ازجہان رفت حضرت طوبیٰ — منزل و بہشت و ماوے ہست
زد رقم کلک لمعہ سال وفات — جائے طوبیٰ بہشت اعلیٰ ہست

ولہ ایضًا

رفت ادیب و فاضل بے مثل صد حیف از جہان — شد جہانے را دگرگون حال ازین رنج و ملال
ہاتف غیبی بگوشش لمعہ محزون بگفت — راہیٔ گلزار جنت شد ادیب الدولہ سال

ولہ ایضًا

واے ویلا و دریغا رفت از دار محن — عالم و فاضل فرید عصر و یکتائے زمن
خوانم اشعار سنائی را کہ بس مشکل بود — کاسمے گر رفت از ینجا مثل او پیدا شدن
روزہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش — زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ہفتہ ہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ زاب و گل — شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
ماہہا باید کہ تا گردون گردان یک شبے — عاشقی را وصل بخشد یا غریبی را وطن
دورہا باید کہ تا یک سنگ خارا ز آفتاب — لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن
قرنہا باید کہ تا یک مرد صاحبدل شود — بایزید اندر خراسان یا اویس اندر قرن

عهد بابا یدکه باز آید ز ششتر زود کن — چون سناد الملک طوبی کامل استاد فن

گفت سال رحلتش بسعادت نیک حسب حال — شد سناد الملک یکتا واسطه امروز از دکن

١٣٢٤ھ

ایضاً

قد مضی سید سناد الملک — بروض الجنان مربعه

انا الرحمت عام رحلته — قلت - دار النعیم مضجعه

١٣٢٤ھ

من قصائده الفارسی

ای روئے تو وے برائے تو دلال وسائل — وے جود تو و بود تو حلال مسائل

ایوان صدارت ز تو چون کاخ خورنق — دیوان وزارت ز تو چون برج سلاسل

ختم تو چنان کرده که آواز چه پوشی — در گوش نیاید همه گر بانگ لازل

عدل تو رسیده ست بجائے که بگلشن — بر منبر هر شاخ بود عظمت بلابل

گر کار نعیم ست بدرک و نکیاست — بس از چه گرا بیند بجو بی شمائل

از راه نمل مخضوبه و از چشم مکحل — در حد صفا داده و فتد متمائل

رنگین نگه و شی چو مشاطه ممتاز — سنگین نگه مستی چو عادات حوامل

آنجا که بود هر کسے از جهد معاون — آنجا که شود هر کسے از سعی معامل

پس چون نشود شکل منی آمر و ناهی — پس چون نشود همچو منی فاعل و جاعل

من کیستم آنم که اگر روئے زمینم — گردند مخالف نگرایم بزلازل

هر مشکلے آسان کنم از روی متور — هر بستم از دوده حلال مشاکل

فخر همه ارباب فضائل ز فضائلش — یک قطره از بحر بود کل فضائل

اصل کرم و فرع همه علت ایجاد — چون ذات خداوند منزه ز رذائل

در دروازهٔ علم نبی و عالم عالم ‌‌ ‌ختم است بر او بعد خدا حل معاضل
او صنع خداوند و خداوند همه صنع ‌‌ ‌مخلوق وی است آنچه خدا راست مجاعل
حق وی آن یازده تن کش ولد ستند ‌‌ ‌بر عزت این صدر فزاید حق باذل
طوبی است چو تدراج تو از دل بنجد باش ‌‌ ‌ای صدر تو هم راحم احوال وی از دل

وله

صباح عید بصد رنگ بود غنج و دلال ‌‌ ‌در آمد از درم آن ماه آفتاب جمال
شکسته تر ز دل زار عاشقانش زلف ‌‌ ‌سیاه تر ز شب هجر دلبرانش خال
گل شمایل او آفتاب عنبر چتر ‌‌ ‌لب تکلم او طوطی خجسته مقال
ز پای تا سر ناز و کرشمه و خوبی ‌‌ ‌ز فرق تا پا غنج و دلال و حسن جمال
در آسمان صباحت ز غیرت رویش ‌‌ ‌فتاده در دل خورشید شعلهٔ جوال

وله

ای هزاران فاضلت بر آستان ‌‌ ‌صدر کل مختار ملک راستان
چون خدا خلقی بعزت کرد جفت ‌‌ ‌چون تو فردی را بر اینان صدر گفت
گرد رایت سد اسکندر بنا ‌‌ ‌دشمن ار یاجوج باشد گو بیا
داده تدبیرات تو داد همه ‌‌ ‌از تو محکم کار و بنیاد همه
رای تو صایب تر از رای حکیم ‌‌ ‌در همه امری کلامت مستقیم
شکر کند که همه روی زمین ‌‌ ‌جای تو دار و ستر مها بالمکین

وله

ای از تو منهدم شده بنیاد کار ظلم ‌‌ ‌وی عدل تو خزان زده اندر بهار ظلم
از نصفت تو رفته بهر جا قرار جور ‌‌ ‌در حکمت تو خفته بهر سو مدار ظلم
یا شد چنان شعار عدالت شده بدهر ‌‌ ‌گوئی که نام نیست گر از شعار ظلم

مختار ملکی و ہمہ در اختیار تست
آن شد مرا نہادہ تو در اختیار ظلم

گر ظلم کس کند بکسے انتقام ازو
من میکشم ز لطف تو نے غبار ظلم

ولہ

الم کشیدہ مصیبت رسیدہ حیرانم
زجان جمعم اگرچہ دلے پریشانم

ہمیشہ خون خورم از غصہ و بخانہ خویش
ز دوری تو شبہا گو بیا بزندانم

شبم بگریہ و روزم بآہ و نالہ و افغان
بتنگ آمدم آخر مگر نہ انسانم

تفقدے نکنی اے خدایگان آخر
مگر نہ من ہم از خیل زیر دستانم

بجز تو کیست ز بعد خدا مرا یاور
بغیر درگہ تو درگہے نمی دانم

طاہر - میرزا محمد طاہر

طاہر تخلص - میرزا محمد طاہر نام - صفاہانی الاصل ہے - سلاطین صفویہ کے امرا سے تہا علم و فضل کے زیور سے آراستہ - مع برادر محمد علی خلد مکان عالمگیر بادشاہ کے عہد مین صفاہان سے دکن مین پہنچا - میرزا محمد طاہر صاحب ترجمہ اور میرزا محمد علی دونون بہائی عالمگیری دربار مین خطاب و منصب سے سرفراز ہوئے برادر اول صاحب ترجمہ التفات خان دوم ملتفت خان خطاب سے ممتاز ہوئے - التفات خان بہیر ضلع اورنگ آباد مین مدت تک خدمت فوجداری پر مامور رہا - بعد ازان گجرات ٹہٹہ وغیرہ مقامات مین بہی خدمت پر معین رہا امور مفوضہ کو نہایت ہوشیاری سے انتظام کرتا تہا - آخر صوبہ مالوہ سے دہلی جاتا تہا جب گہرکون کے اطراف مین پہنچا وہان رہزنون کے ہاتہ سے سنہ ۱۱۲۹ ہجری مین مقتول ہوا ذکی الطبع و صاحب تہا و خدا داد انشا نثر نویسی مین بہی قدرت کاملہ رکہتا تہا

مین تین منشیون کو خود عبارت لکھاتا تھا - اور فقرات لاحقہ ہر ایک کو بدون غور و تامل کہتا تھا - اور کلام کے ربط و ضبط مین خطا نہین کرتا تھا - اور اسی حالت مین آپ بھی کتابت مین مصروف ہوتا تھا - شعر گوئی سے بھی دل چسپی رکھتا تھا کبھی کبھی موزون کرتا تھا - کلام صاف و شستہ و پاکیزہ ہے -

من اشعارہ

شہیدم یکسیم پوشیدہ ام بعد فنائی خود	برنگ مردہ فیروزہ نیلی در عزائے خود
شہرت حسن تو شد از گشتہ دیدار تو	از نسیم بال بلبل بشگفد گلزار تو

طغرا - ملا طغرا مشہدی

طغرا تخلص - ملا طغرا نام مشہدی الاصل ہے - نثر نویسی مین طرز جدید کا موجد ہے - اور عبارت تازہ کا مخترع ہے وطن مالوفہ سے رخصت ہو کے ہندمین آیا - چندمدت شاہزادہ مراد بخش بن شاہ جہان بادشاہ ہند کی ملازمت مین رہا - شاہزادہ کے ہمراہ ممالک دکن کی سیر مین مشغول ہوا - آخر کشمیر بہشت نظیر مین پہنچا - گوشہ نشینی اختیار کی - چند روز خوشی سے بسر کرکے مقام اصلی کے طرف روانہ ہوا - ابوطالب کلیم کے قبر کے قریب مدفون ہوا - طغرا کی انشا پردازی مشہور ہے - اسکی انشا نہایت رنگین و شیرین ہے - طلبائے درجۂ منتہی شوق سے پڑھتے ہین - طلبہ کی استعداد طغرا کے پڑھنے سے درجۂ کمال کو پہنچ جاتی ہے - نظم مین بھی ایسا ہی نازک خیال ہے - نئے نئے مضامین خوش اسلوبی و خوبی کے ساتھہ موزون کرتا ہے - **من اشعارہ الفارسی**

زجعد پر شکنت دل بصد فغان افتد	چو کودکے کہ ز بالائی نردبان افتد

دلا چو شمع رگ گردنے ملایم کن | وله | ز مہر دادن سر پائے خویش قایم کن
کجی نباید کام دل بے اتفاق راستان | وله | تا بقربانت شود با تیر پیماز و کمان
اگر چو آئینہ سرتا قدم شوی یک چشم | وله | بسوے دوست نگر سوئے خود نگاہ مکن
عروسان را بسوے حجلہ تیتان بر دبے ساز ی | وله | بآواز دف و نی دختر رز را ببینا کن
باید چو برق خندہ زنان از جہان گذشت | وله | نتوان چو ابر بر سر دنیا گریستن
سوے سر کافتد ز سر ہرگز نمیگردد سفید | وله | عیش غربت کی کند پیری تصرف در جوان
سایہ می افتاد از طغرا در ایام شباب | وله | پیر چون شد مجو روا ز سایہ طغرا بر زمین
بینا بپائے ساغر چون سر نہد بسجدہ | وله | چیزی دگر نخواہد غیر از دعائے یاران
در فصل عمر باید بے غم گذشت | وله | تا توانی ہمچو گل یک فصل خندان زیستن
شاید بہ بیند آنچہ با کرد آسمان | وله | از دود آہ سرمہ بچشم ستارہ کن
خوش آن ساعت کہ بزم آرائشی بر سر جو | ” | خیالش پیش لبت چشم قدح را گرددا برو
سیان می بینم و چیزی بچشم در نمی آید | ” | بدان ماند کہ در آئینہ باشد سایہ موئے
زبس آب نزاکت خوردہ لالہ | ” | شدش خط نظر موسے پیالہ

طاہر شاہ طاہر

طاہر تخلص، و شاہ طاہر نام۔ تذکرہ ہفت اقلیم کے مؤلف نے لکھا کہ آپکے آبا و اجداد سلاطین ... کی خدمت میں ہمیشہ مکرم و معزز رہے۔ اکثر اوقات روزبازار ... میں انا ... گذشتے تھے۔ جب شہر سلطانیہ کو الجایتو خان نے آباد کیا آپکے بزرگان سادات کو ... کی جا ... ہی حسب الامر آپکے بزرگان سلطانیہ میں

سکونت پذیر ہوئے۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ سلطانیہ مین متولد ہوا۔ ابتدائے سن تمیز مین تحصیل علوم و فنون کے لئے کاشان مین آیا۔ چند مدت مین جامع الفنون و حاوی العلوم ہوا

در جہان چون وندیدی ہمجلیس در شرع شعر
قاف تا قاف ار بجستی قیروان تا قیروان

جب شاہ طاہر کی لیاقت و قابلیت کی حقیقت شاہ اسمعیل ماضی صفویہ کو معلوم ہوئی چاہا کہ اسکو خلعت صدارت سے سرفراز کرے۔ حاسدین نے اسکو مذہب باطل سے متہم کیا بادشاہ کو غرض آمیز و فتنہ انگیز باتون سے ورغلایا اور اسکی ذلت و خواری کی پیروی کرنے لگے۔ وکیل السلطنت شاہ حسین نے جو اسکے معتقدین سے تہا۔ شاہ طاہر سے کہا کہ اسوقت مناسب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہان سے چلے جائیے اور ایسے مقام مین سکونت اختیار کیجئے کہ وہان مخالفین کی دست اندازی نہو سکے۔

شاہ طاہر ہو اسنہ ۹۲۱ ہجری مین کاشان سے ہند روانہ ہوا۔ تہوڑے دنون مین برہان نظام شاہ بحری والی احمد نگر دکن کے پاس پہنچا۔ بادشاہ کے نزدیک ایسی ترقی پائی کہ ارکان دولت و اعیان ریاست سے بڑہ گیا۔ رفتہ رفتہ درجہ وکالت سلطنت کو فائز ہوا۔ تمام مہمات کا مدار المہام ہوا۔ اہل دکن و اہل عجم و عرب اُس کے آستانہ بلند پایہ کو اپنا ملجا و ماوی سمجھتے تہے اور شاہ کے توجہ سے بہرہ مند ہوتے تہے۔ مذہب امامیہ کا شیوع ملک دکن مین آپ ہی کی بدولت ہوا۔ اور برہان نظام الملک بحری کو شاہ طاہر کی کوشش سے منجانب سلطان بہادر گجراتی نظام شاہ خطاب ملا۔ باوجود شغل مہمات سلطنت اہل علم کی صحبت و مجالست سے محروم نہین ہوتا تہا۔ اور ہمیشہ اسبات کی فکر کرتا تہا کہ مذہب امامیہ کی اشاعت کامل ہو جائے۔ اور اہل دکن علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہو جائین اس کام کے لئے

عرب و عجم سے اکثر افاضل علامہ کو بلایا۔ احمد نگر کو دار العلوم بنایا۔ بادشاہ کو ترغیب دیکے ایک مدرسہ عالی شان بنوایا۔ اور مدرسہ کے اخراجات کے لئے متعدد دیہات و بلوکات التمغا مقرر کرایا۔ مدرسہ کی عمارت و درسگاہین و طلبہ کے حجرے متعدد بنائے منجملہ عمارات فی زماننا احمد نگر مین مسجد متعلقہ مدرسہ وغیرہ موجود ہے فی الحال سمین ایام عاشورہ محرم مین علم قائم کیا جاتا ہے۔ اور کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے۔ فقیر مولف نے محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن کے حصۂ اول مین مدارس کے ذکر مین مدرسہ احمد نگر کا ذکر کیا ہے یہان اعادہ کی ضرورت نہین۔ انتہی کلام ہفت اقلیم

ہفت اقلیم کے مولف نے شاہ طاہر کا حال مجملاً لکہا جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔ لیکن ماثر رحیمی کے مولف و فرشتہ نے شاہ موصوف کا حال بہ نسبت ہفت اقلیم شرح و مفصل لکہا ہے بنائے علیہ مین یہان بجنسہ نقل کرتا ہون اگرچہ ناظرین کے نزدیک بیان مکرر ہے لیکن لطف وغیرہ مین قند مکرر سے کم نہین ہے۔ شائقین مطالعہ سے مستفید ہون گے۔

شاہ طاہر علوم ظاہری و باطنی مین بزرگان سلف سے مقدم تہا۔ اور مرتبہ مین تمام سے بڑہ گیا تہا مصر و بخارا و سمرقند و قزوین وغیرہ بلاد کے گروہ شیعہ اسکی بیعت کرتے تہے۔ تمام ایران مین شہرت عظیم پائی۔ شاہ اسمعیل صفوی جو پیری و مریدی کی بدولت درجہ سلطنت کو پہنچا تہا۔ چاہتا تہا کہ تمام مشائخ خاصہ مشائخ خوندیہ کے سلسلہ کو ممالک محروسہ سے منقطع کرے میرزا شاہ حسین اصفہانی ناظر دیوان شاہ اسمعیل نے جو شاہ طاہر سے حسن اعتقاد رکہتا تہا۔ ایک شخص شاہ طاہر کے پاس بہیجا اور بادشاہ کے ارادہ سے آگاہ کیا۔ شاہ طاہر سجادہ نشینی کے بستر کو طی کر کے سنہ ۹۲۶ ہجری مین سلطانیہ مین آیا۔ میرزا کی وساطت سے بادشاہ کے مقربین مین داخل ہوا۔ بادشاہ کبہی کبہی اسکی طرف عزت سے دیکہتا تہا۔

پس شاہ طاہر میرزا کے ذریعہ سے کاشان کے مدرسہ مین منصب تدریس پر مقرر ہو کے وہان چلا گیا - وہان اتفاق سے طالبین و مریدین جمع ہو گئے تعلیم و تعلم کا بازار گرم ہوا اور اطراف کے مریدین بھی کاشان مین آنے لگے - شہر کے معززین حکام نے از روئے حسد ایک عریضہ بادشاہ کی خدمت مین بھیجا - اور لکھا کہ فرقہ اسمٰعیلیہ کا مانند حسن صباح یہان غلبہ ہو رہا ہے اور شاہ طاہر اس فرقہ کا مقتدی و امام ہے - مذہب کے رواج مین کوشش کرتا ہے اکثر ملاحدہ و زنادقہ مجتمع ہو گئے ہین فی زماننا یہان شریعت محمدی کا بازار سرد ہے اور سلاطین اطراف سے بھی مکاتبت جاری ہے شاہ اسمٰعیل بہانہ جو و قابو طلب تہا فوراً حکم دیا کہ اس کے قتل کا پروانہ لکھین - میرزا حسین اس قضیہ پر مطلع ہوا اور دیکہا کہ یہہ معاملہ اصلاح پذیر نہین ہے - بہ عجلت تمام ایک معتبر شخص کو کاشان روانہ کیا - اور پیغام بہیجا کہ ابہی آپ کے قتل کا پروانہ پہنچا ہے اب مناسب یہہ ہے کہ آپ خود فوراً اس ظالم بادشاہ کے ملک سے کہین باہر چلے جائیے شاہ طاہر نے بیقرار ہو کے تمام مال و اسباب ترک کر کے تن تنہا مع عیال و اطفال سنہ مذکورہ مین فرار کا راستہ اختیار کیا - آخر سنہ مذکورہ مین سخت جاڑے کے موسم مین ہند کی طرف روانہ ہوا - بندر جرون مین پہنچا - حسن اتفاق سے ہندوستان کی کشتی تیار تہی - نماز جمعہ ادا کر کے کشتی مین سوار ہو گیا - جمعہ دیگر بندر گووہ مین پہنچا مورخین نے لکہا کہ بادشاہی سپاہ کاشان مین پہنچی - اور سنا کہ شاہ طاہر فرار ہو گیا تعاقب مین برق و باد کی طرح دوڑے - شاہ طاہر ان کے پہنچنے تک بلاد دکن مین پہنچ گیا کہتے ہین کہ شاہ طاہر بندر گووہ سے بیجاپور مین آیا - اسوقت وہان اسمٰعیل عادل شاہ حکمران تہا - اسمٰعیل اہل السیف و العلم سے زیادہ دلچسپی رکہتا تہا - بنا بر علیہ شاہ طاہر

کے طرف ملتفت نہین ہوا - پس شاہ طاہر نے عزم جزم کیا کہ حرمین شریفین و دیگر مشاہد مقدسہ کی زیارات و حج سے مشرف ہونا چاہیئے - وہان سے حرمین شریفین روانہ ہوا بندر چیول مین کشتی مین سوار ہوا - حرمین شریفین و دیگر مقامات متبرکات کی زیارت و حج سے فارغ ہوکے اس ارادہ مین تہا کہ اطمینان کے ساتہہ وطن مالوفہ مراجعت کرے لیکن بمقتضائے آب خورش قلعہ پرینڈہ دکن مین وارد ہوا - مخدوم جہان دکنی سے جو امرائے بہمنیہ سے تہا ملا خواجہ نے مولانا کی تعظیم و تکریم کی و بمبالغہ تمام توقف کی التماس کی - شاہ موصوف نے مخدوم کے اصرار سے توقف کیا - مخدوم کے فرزند شاہ موصوف سے کتب علمیہ پڑہنے لگے - اتفاقاً انہین ایام مین برہان نظام شاہ بحری نے اپنے استاد ملا پیر محمد شروانی کو سفارةً مخدوم خواجہ جہان کی خدمت مین بہیجا - ملا وہان شاہ طاہر کی ملازمت فیض بخش سے مشرف ہوا - اور دیکہا کہ مولانا صورةً آدمی سیرةً فرشتہ ہین - اور عالم جامع العلوم والفنون ہین ؎

عیسیٰ گاہ دانش آموزی ... یوسفی وقت مجلس افروزی

مولانا کے وجود فایض الجود کو نعمت غیر مترقبہ و دولت مغتنمہ جان کے تقریباً تا بہ یکسال تحصیل علوم کی تکمیل مین مشغول ہوا کتب ہیئت مثلاً مجسطی وغیرہ مولانا کی خدمت مین ختم کین - پس دکن مین یہہ شہرت ہوئی کہ پرینڈہ مین ایک ایسے علامۂ دہر وارد ہوئے ہین کہ ملا پیر محمد استاد اُن کی شاگردی سے فخر کرتا ہے - جب ملا پیر محمد نے احمدنگر مین مراجعت کی - اور برہان نظام شاہ سے ملا - بادشاہ نے ملا سے سبب تاخیر دریافت کیا - عرض کیا کہ مین اس سفر مین ایک ایسے علامہ متبحر سے ملا کہ مین نے مدة العمر اسکا نظیر ہندوستان و ایران مین نہین دیکہا تہا - لہذا - علامہ کی خدمت مین مستفید ہوا

اور کتاب مجسطی کو ابتدا سے انتہا تک پڑھا۔ مجکو مولانا کی توجہ سے بیشمار اسرار مخفیہ معلوم و منکشف ہوئے۔ رباعی

در وصف کمالش عقلا حیرانند | بقراط حکیم و بو علی نادانند
با این ہمہ علم و حکمت و فضل و کمال | در مکتب علم او الف بے خوانند

برہان نظام شاہ جو علما و فضلا کی صحبت کا جویا رہتا تھا مولانا کے دیدار فایض الانوار کا سراپا مشتاق ہوا اسیوقت ایک خط شوق آمیز و محبت انگیز لکھکے بدست ملا پیر محمد مولانا شاہ طاہر صاحب ترجمہ کی خدمت مین قلعہ پرینڈہ روانہ کیا۔ فرد۔ چو باد صبح گذر کن سوئے حدیقۂ انس ٭ چو سرو ناز قدم رنجہ کن باین گلزار ٭ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے خواجہ جہان سے اجازت چاہی۔ خواجہ جہان نے طوعاً و کرہاً اجازت دی۔ اور سفر کا سامان مہیا کر دیا اور ۹۲۸ ہجری مین مع ملا پیر محمد احمد نگر روانہ ہوا۔ جب مولانا اس مقام مین پہنچے کہ شہر احمد نگر وہان سے تخمیناً چار کوس کے فاصلہ پر تھا۔ ارکان سلطنت و اعیان مملکت استقبال کیلئے آئے شاہ موصوف کو با عزاز و اکرام کے ساتھ شہر مین لائے۔ برہان شاہ آپکی ملازمت سے بہت خوش ہوا۔ آپکو عنایات شاہانہ سے سرفراز فرمایا۔ اور یہ تقریب یہ شعر پڑھا۔ شعر

توچون گوہر قیمتی غم مدار | کہ ضایع نگرداندت روزگار
اگر زیرہ رہ زند ان گاز | بیفتد بہ شمعش بجو بیند باز

چند روز کے بعد برہان نظام شاہ نے مولانا سے درخواست کی کہ آپ مسجد جامع مین جو قلعہ مین واقع ہے مجلس درس منعقد فرمائیے۔ مولانا حسب الحکم ہفتہ مین دو روز وہان جاکے درس فرماتے تھے۔ علمای پایہ تخت درس مین شریک ہوتے تھے علمی مذاکرہ و مباحثہ خوب ہوتا تھا۔ طلبا و علما مستفید ہوتے تھے۔ برہان نظام شاہ بھی اکثر اوقات جلسہ مین شریک ہوتا تھا۔ اور ادب سے بیٹھتا تھا۔ جبتک درس تمام نہین ہوتا تھا نہین

اٹھتا تھا۔ ایکروز مباحثہ دیر تک ہوتا رہا۔ برہان شاہ مباحثہ کے تمام ہوتے ہی
شدت ضرورت بول کی وجہ سے فی الفور حرم سرا میں گیا۔ اور دایہ سے کہا کہ
مجکو کلام مرغوب سننے کا اسقدر شوق ہے کہ اگرچہ ضرورت بول کی شدت سے بدن میں
بیقراری پیدا ہو جائے لیکن تا وقتیکہ کلام تمام نہو جائے میں جلسے سے نہیں اٹھتا ہوں
بادشاہ کی قدردانی علم و ہنر آفرین و تحسین کے لایق ہے۔ بادشاہوں کی شان ایسی ہی
ہونی چاہیے علم و فضل کی ترقی بادشاہوں کی توجہ سے درجہ عروج کو پہنچتی ہے۔
شاہ طاہر کی توجہ سے احمدنگر دارالعلوم بنگیا تھا۔ مدت تک درس تدریس کا دور چلتا رہا
اکثر علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہو گئے شہر کے کوچہ و بازار میں علمی مذاکرہ کا بازار
گرم تھا۔ ہر ایک مبحث ملت کی تحقیق کرتا تھا۔ اس عہد میں فرقہ مہدویہ جونپوری کو
جو وہان عہدہاے جلیلہ پر مامور تھے سلطنت و سلطان پر اسقدر مسلط ہو گئے تھے کہ بادشاہ
نے اپنے خاندان کی ایک لڑکی انکے خاندان میں کسی ایک بزرگ سے منسوب کر دی تھی
پس گروہ مہدویہ مذکور شاہ طاہر کی حسن سعی و حکمت عملی سے خارج البلد ہوئے۔ اسی
اثنا میں شاہزادہ عبدالقادر برادر حقیقی شاہزادہ حسین علیل ہو کے تپ محرقہ میں گرفتار
ہو گیا۔ برہان شاہ شاہزادہ سے نہایت ہی محبت رکھتا تھا۔ لخت جگر کی حالت
دیکھکر مضطرب الحال ہوتا تھا۔ حکیم قاسم بیگ و دیگر حکماے اہل اسلام و اہل اصنام کو
بلایا کہ میرے لخت جگر کے معالجہ میں کوشش بلیغ کریں۔ اگر معالجہ کے لئے جگرپارہ
مطلوب ہو تو میں دینے میں کوتاہی نہیں کرونگا۔ آؤ میرا پہلو چیر کے جگرپارہ نکال کے
اس لخت جگر کا علاج فرمائیں۔ میں اسکی زندگی اپنی زندگی پر مقدم سمجھتا ہوں
ہر چند کہ علما علاج میں کوشش کرتے تھے کوئی دوا موثر نہیں ہوتی تھی۔ روز بروز

مرض بڑھتا جاتا تھا۔ برہان شاہ نہایت بیقراری سے براہمہ کی تحریک و ترغیب سے
نذر و صدقات بتخانون مین بھیجتا تھا۔ اہل سلام و اہل اصنام سے کوئی فرد نہین چھوڑا کہ
اس سے دعاے خیر کی درخواست نہ کی ہو۔ شاہ طاہر ہمیشہ اس فکر مین رہتا تھا کہ مذہب
اثنا عشری کو رائج کرے۔ اسوقت موقع پاکے عرض کیا کہ شاہزادے کے شفا کیلیے میرے
دل مین ایک بات گذرتی ہے لیکن اسکے اظہار مین خوف و خطر کو دیکھتا ہون۔ برہان
فرزند کی صحت کا جویا تھا۔ اس کلام کے سنتے ہی شاہ طاہر سے اصرار کیا فرمایئے وہ کیا ہے
مین اسوقت اسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرونگا۔ اور ایسا بندوبست کرونگا کہ کوئی
آپکو تکلیف نہین دیگا۔ شاہ طاہر نے کہا مین کسی بیگانہ سے نہین ڈرتا ہون بلکہ مجھے
خوف اس بات کا ہے کہ شاید بادشاہ کو پسند نہ آئے اور مجکو ماخوذ کرے اور آپسے
جدا ہوکے مخالفین کے لعن و طعن مین مبتلا ہو جاؤن۔ برہان شاہ فرزند کی صحت
و شفا کی خبر و تجویز سننے کا مشتاق ہوا۔ شاہ طاہر نے جرأت و دلیری کرکے کہا
عہد و نذر فرمایئے کہ اگر شاہزادہ آج کی رات شفا پائے تو مبلغ بیشمار حضرات آئمہ
کی نذر کرونگا۔ برہان شاہ نے کہا آئمہ کون ہین۔ شاہ طاہر نے بیان کیا۔ اول
علی مرتضی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد و برادر چچازاد ہین۔ و امام حسین ع امام حسن ع وغیرہ
ہین۔ اور باقی ائمہ کے بھی نام اور صفات بیان کیے۔ برہان شاہ نے کہا کہ مین ایام
طفلی مین بھی اپنی والدہ سے دوازدہ ائمہ کے اسما سنتے تھے۔ پھر اسوقت سے اب تک
کبھی یہ ذکر نہین سنا تھا۔ مگر آپنے اسوقت بیان کیا۔ بمقتضاے محبت فرزند
میری حالت ہے کہ بتخانون مین زر نیاز بھیجتا ہون اور فرزند کی صحت چاہتا ہون
پس ممکن نہین کہ نیاز و نذر فرزندان حضرت مرتضی ع و بی بی فاطمۃ الزہرا بجا نہ لاؤن

شاہ طاہر نے بادشاہ کو معتقد و مطیع دیکھکے کہا کہ میرا مقصود محض انکے نام سے نذر و نیاز کا بجالانا نہین ہے بلکہ میرا مدعا دوسری چیز ہے۔ اگر بادشاہ عہد و پیمان کرے جو کچھہ مین عرض کرون اگر پسند طبع نہو تو مجھکو امان جان ہو مجھکو اور میرے عیال و اطفال کو حرمین شریفین روانہ کرین۔ برہان شاہ نے قبول کرکے عہد و پیمان کیا۔ اور قرآن مجید کی قسم کہائی کہ مین آپکو ہرگز تکلیف ندونگا۔ اور اسبات کو بہی جائز نہین کہونگا کہ کوئی دوسرا آپکو تکلیف پہنچائے۔ مثنوی

بدارندہ آسمان و زمین کزو مایہ دارد جہان و ہمین
خدائے کزو ہر کہ آگاہ نیست خرد را بدان جز درِ راہ نیست
کرا زمانہ بینی بجز لطف و مہر اگر از روش باز ماند سپہر

جب شاہ طاہر کو اطمینان کامل ہوگیا۔ بادشاہ کو دعا دیکے کہا کہ آجکی رات شب جمعہ ہے بادشاہ منت مانے اور نذر کرے کہ اگر خدائے تعالی بہ برکت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دوازدہ ائمہ علیہم السلام آجکی رات مین شاہزادہ عبد القادر کو صحت عطا کرے تو احمد نگر مین دوازدہ ائمہ کے اسما کا خطبہ پڑہاؤنگا۔ اور مذہب امامیہ کو رائج کرونگا برہان شاہ فرزند کی صحت سے ناامید ہوچکا تہا۔ شاہ طاہر کا کلام سنکے خوش ہوا۔ اور اُسیوقت حسب ہدایت شاہ طاہر عہد و پیمان کیا۔ اسوقت شاہ طاہر شاہزادے کے پلنگ کے قریب بیٹہہ گیا۔ اور شاہزادے پر لحاف ڈالا کہ ہوا شاہزادے پر تصرف نکرے۔ شاہزادہ لحاف کو حرارت کی وجہ سے پہینکتا تہا۔ برہان شاہ نے کہا مولانا معلوم ہوتا ہے کہ عبد القادر آجکی رات ہمارا مہمان ہے لحاف دور کرو تاکہ ایک دو ساعت دنیا کی ہوا سے خوشحال ہوجائے۔ پہر شاہ طاہر دولتخانہ پر آیا اور بادشاہ صبح تک غمگین پلنگ پر

سرپر کہے ہوئے سوگیا۔ اسی خواب مین دیکہا کہ ایک نورانی بزرگ سامنے آتا ہے اور
اُسکے جانب یمین و یسار مین چہہ چہہ بزرگ ہین۔ برہان شاہ نے آگے بڑہ کے
بزرگ نورانی کو سلام کیا۔ اور اُنکے ہمراہی بارہ بزرگون ہین سے ایک نے کہا یہہ بزرگ کون
ہین۔ یہہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور آپکے دہنے اور بائین
طرف دوازدہ امام ہین۔ پس حضرت نے فرمایا اے برہان علی اور اُسکے اولاد
کی برکت سے خدائے تعالے نے عبدالقادر کو صحت عطا کی۔ میرے فرزند طاہر کے
کے کہنے سے خلاف نہین کرنا چاہیے۔ برہان شاہ خوش خرم خواب سے اوٹہا۔ دیکہا کہ
شاہزادے پر لحاف ہے اور آرام سے سویا ہوا ہے۔ شاہزادے کی والدہ و دایہ سے پوچہا
کہ ہم نے لحاف دور کئے تہے کس نے اوڑہایا۔ تمام نے کہا کہ ہم نے نہین اوڑہایا۔ خود بخود
شاہزادے نے اوڑہ لیا ہے۔ برہان شاہ نے شاہزادے کو دیکہا کہ بخار کا اثر باقی نہین ہے
آرام سے سویا ہے۔ بہت خوش ہوا اور خدا کا شکریہ ادا کرکے شاہ طاہر کو بلایا۔ شاہ طاہر
اسی دعا مین مشغول تہا کہ خدا شاہزادے کو صحت عطا کرے۔ بادشاہی نقیب کے
آتے ہی گہبرایا۔ کہ شاید بادشاہ میری ہدایت سے ناخوش ہوا ہے یا عبدالقادر فوت ہو گیا
ہے۔ اسی تردد مین تہا کہ دوسرا نقیب آیا۔ شاہ طاہر کے دل پر زیادہ خوف ہوا۔ چاہتا تہا
کہ فرار کا راستہ اختیار کرے۔ اسی طرح متعدد اشخاص یکے بعد دیگرے آئے۔ شاہ طاہر
راضی بہ قضا ہو کے اہل بیت کو وصیت کرکے بادشاہ کی خدمت مین پہنچا۔ بخلاف
عادت برہان شاہ استقبال کے لئے آیا۔ اور مولانا کو شاہزادے کے پاس لایا۔ کہا
مذہب اثنا عشری کے جو کچہہ قواعد و اصول ہین ہدایت کیجئے تا مین اُنپر عمل کرون
شاہ طاہر نے کہا اولاً واقعہ بیان کیجئے اُسوقت جو کچہہ اصول و فروع مین ہین عرض کرونگا

برہان شاہ نے خواب لحاف کا قصہ پورا بیان کیا پھر شاہ طاہر نے دوازدہ ائمہ کے اسما و صفات و قواعد مذہب اثنا عشری بیان کیے۔ برہان شاہ اہل بیت کی محبت میں مست ہوا اور یہہ شعر پڑہا ؎

چہ مبارک سحرے بود چہ فرخندہ شبے　　آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند

شاہزادہ عبدالقادر حسین اور انکی والدہ بی بی آمنہ وغیرہ اہل حرم بشرف اعتقاد و محبت اہل بیت سے بہرہ ور ہوئے۔ صبح ہوتے ہی برہان شاہ نے چاہا کہ ائمہ اثنا عشری کا خطبہ پڑہائے اور خلفائے ثلاثہ کے اسما خطبہ سے نکالے۔

حکمت عملی

شاہ طاہر نے منع کیا کہ جلدی نہ کیجئے مصلحت یہہ ہے کہ ابہی اس ارادہ کو فاش نکریں اور چارون مذاہب کے علما حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی جمع کریں اور کہیں کہ میں مذہب حق کا طالب ہوں۔ تمام علما ان چار مذاہب سے ایک اختیار فرمائیں تاکہ میں مذہب حق کو پسند کرون اور دیگر مذاہب سے دست بردار ہو جاؤن۔ برہان شاہ نے حسب فرمودہ شاہ طاہر ملا پیر محمد شروانی استاد و افضل خان شیرازی و ملا داؤد دہلوی وغیرہ علما کو شاہ طاہر کے درسگاہ میں جو اندرون قلعہ تہے جمع کیا۔ تمام علما باہم بحث و تکرار کرتے تہے ہر ایک اپنے مذہب کی حقیقت بہ دلائل براہین بیان کرتا تہا۔ اور دوسرون کے دلائل کو رد کرتا تہا۔ برہان شاہ بہی اکثر مجلس مباحثہ میں شریک ہوتا تہا۔ اسیطرح چہہ مہینہ تک مباحثہ ہوتا رہا۔ برہان شاہ نے شاہ طاہر سے کہا کہ عجب مباحثہ ہے کہ چہہ مہینے سے ہو رہا ہے ہر ایک اپنے مذہب کو مرجح کہتا ہے اور ہر ایک مدعی ہے کہ ہمارا مذہب صحیح ہے۔ فرمائیے میں چارون میں کونسا اختیار کرون۔ اگر کوئی مذہب برا ہو تو

پیش کیجئے تاکہ مین اسکی راستی و ناراستی بہی دیکہون ۔ طاہر نے کہا ایک دوسرا مذہب ہے کہ اسکو اثنا عشری کہتے ہین اگر حکم ہو تو انکی کتابین پیش کرون برہان نے فرمایا لائے ۔ شیخ احمد نجفی کو بلایا ۔ وہ آیا اور علمائے مذاہب اربعہ سے معارضہ کیا اور شاہ طاہر شیخ کی تائید کرتا تہا ۔ جب علمائے احمد نگر نے دیکہا کہ شاہ طاہر امامیہ ہے تمام نفاق کرکے شاہ طاہر سے مخالفت کرنے لگے ۔ پس شاہ طاہر نے خلیفہ اول کی خلافت و باغ فدک وغیرہ کا ذکر کیا ۔ برہان نے دیکہا کہ شاہ طاہر تمام علما پر غالب ہے ۔ موقع سے عبدالقادر کی بیماری خواب قصہ لحاف بیان کیا ۔ اسی مجلس مین اکثر علما و مقربان بادشاہ و امیران و منصبداران تخمیناً تین ہزار اشخاص نے مذہب اثنا عشری اختیار کیا ۔ اور خطبہ سے خلفائے ثلاثہ کے اسما نکالے ۔ اور دوازدہ آئمہ کے اسما داخل کئے ۔ اور چتر سفید کو برنگ سبز تبدیل کیا ۔ ملا پیر محمد و دیگر علما و امرا و اہل مناصب آشفتہ ہوکے مجلس سے برخاست کرکے چلے گئے ۔ احمد نگر مین شور و غوغا واقع ہوا ۔ اکثر امرا انکو ملا پیر محمد کے دولتخانہ پر گئے اور کہا ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست + یہہ سید جو ہمارے دل و دین کی بلا ہے کہان سے لایا ۔ یہہ عالم متبحر ہے علوم غریبہ فنون عجیبہ سے ماہر ہے ہمارے مالک بادشاہ کو گمراہ کیا اور ہمارے علما کی زبان افسون و حیل سے بند کردی ۔ اب کیا تدبیر کرنا چاہئے ۔ بعض نے کہا کہ حملہ کرکے شاہ طاہر کو قتل کرنا چاہئے ملا مذکور نے کہا تاوقتیکہ برہان شاہ زندہ رہیگا ۔ آپ اس ارادہ مین کامیاب نہین ہونگے ۔ مناسب بہتر یہہ ہے کہ برہان شاہ کو معزول کرکے شاہزادے عبدالقادر کو تخت نشین کرین ۔ شاہزادے کے جلوس کے ہی شاہ طاہر کو عبرتاً قتل کرینگے ۔ پس بارہ ہزار سوار و پیادہ باہم جمع ہوکے مع ملا پیر محمد مقابل

دروازہ قلعہ و قریب کا لا چبوترہ حاضر ہوئے - محاصرہ کی تیاری کئے - اور شاہ طاہر کا دولتخانہ مع فرزندان سپاہ کے حوالہ کرکے فتنہ عظیم برپا کیا - برہان نظام شاہ نے حکم دیا کہ قلعہ کا دروازہ بند کریں - اور اہل قلعہ برج و بارہ پر چڑہ کے مخالفین کی مدافعت مین کوشش بلیغ فرمائین - جب فتنہ عظیم و شور و غوغا برپا ہوا تب بادشاہ نے شاہ طاہر سے کہا اسکا انجام کیا ہوگا - شاہ طاہر نے جو علم رمل و جفر مین ماہر کامل تہا - قرعہ ڈال کے حکم کیا کہ قلعہ کا دروازہ کہولدیجئے - اُسیوقت فتح ہوگی اور معاندین متفرق و پراگندہ ہوجائینگے برہان نظام شاہ فی الفور مسلح ہوکے مع چارسو سوار و ایک ہزار پیادہ و پانچ ہاتی با چتر سبز و علم شاہ طاہر کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہوا - شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے ایک آیت پڑہ کے مشت خاک پر دم کیا اور مخالفین کے طرف پہینکا - اور سپاہ کی ایک فوج کا حصہ منتخب کرکے فرمایا کہ مخالفین کی فوج مین پہنچ کے منادی کرائین اور فرمائے جو کوئی بادشاہ کا خیرخواہ ہو بادشاہ کے تحت مین حاضر ہوجائے - اور جو کوئی حرام خوار و بدخواہ ہو ملا پیر محمد کے طرف مراجعت کرے اور پاداشاہی سیاست کا منتظر رہے - جب سپاہ نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی - تہوڑی دیر کے بعد امرا و افسران سپاہ آمان نامہ طلب کرکے بادشاہ کے ہمراہ ہوے - ملا پیر محمد بادشاہ کا مقابل نہین ہوا مع چند سپاہ اپنے دولتخانہ پر واپس آیا برہان شاہ نے ملک احمد تبریزی کو جو مصاحبین سے تہا اور خواجگی محمود کو جو میرزا جہان شاہ کا نواسہ تہا مع فوج کثیر ملا پیر محمد پر حملہ آور فرمایا - برہان شاہ نے فرمایا کہ ملا پیر محمد کو قتل کرو - شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے معافی کی سفارش کی بادشاہ نے اگرچہ اُسکو قتل نہین کیا لیکن قید کردیا تہا چار سال تک قید خانہ مین رہا - شاہ طاہر کی درخواست و سفارش سے ملا کو رہا کرکے منصب سابق پر بحال فرمایا -

جس مقام مین برہان نے خواب دیکھا تھا وہان ایک عمارت عظیم الشان بنا کی اور اُسکا نام بغداد رکھا۔ اور جس مقام مین شاہ طاہر کا مدرسہ تھا وہان حسین نظام شاہ نے اپنے زمانہ مین ایک مسجد کی بنا رکھی۔ مرتضی نظام شاہ کے عہد مین باہتمام قاضی بیگ طہرانی اتمام کو پہنچی۔

فرشتہ نے برہان شاہ کے خواب کا پورا قصہ لکھکے آخر مین لکھا کہ یہہ قصۂ خواب غلط ہے اکثر اہل مذہب امامیہ اپنے مذہب کے رواج و شیوع کے لئے ایسے قصّے بناتے ہین و العلم عند علام الغیوب انتہی کلامہ۔

پھر برہان نظام شاہ نے اہل سنت و جماعت کے وظائف موقوف کرکے اہل امامیہ کے نام پر جاری کئے۔ اور قلعۂ احمدنگر کے مقابل مین ایک احاطہ چار دیواری کچے پتھر سے قائم کرکے ایک مدرسہ بلند بنایا۔ اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام رکھا۔ اور چند دیہات مدرسہ کے لئے وقف کئے۔ ہر روز چاشت کے وقت مومنین کو آش پختہ دیتے تھے۔ شاہ طاہر نظام شاہ کی بہتری و ملک کی آبادی چاہتا تھا۔ محبان خاندان حضرت رسالتمآب کو اطراف و اکناف سے بلاتا تھا۔ اکثر شرفا جمع ہوگئے تھے۔ بادشاہی خزانہ سے بیشمار زر عراق عجم و خراسان و فارس و گجرات و آگرہ بھیجکے اہل تشیع کا طالب ہوتا تھا لالچ دوازدہ ہزار ہن برہان سے لیکے مولانا اسمعیل صفوی و خواجہ معین صاعدی کو گجرات سے یہان بلایا۔ اور شاہ حسن انجو کو بھی بلدہ احمدنگر مین لایا۔ اور برہان نظام شاہ سے ملایا۔ مقربین کے زمرہ مین داخل کیا۔ اسیطرح شاہ جعفر برادر شاہ طاہر و ملا شاہ محمد نیشاپوری و ملا علی گل استرآبادی و ملا رستم جرجانی و ملا علی مازندرانی و ایوب ابو البرکہ و ملا عزیز اللہ گیلانی و ملا محمد امامی استرآبادی وغیرہ افاضل و اکابر دکن مین آئے

اور احمد نگر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلستان ارم کیا۔ اور سید حسن مدنی جو نقبائے مدینہ سے تھا بادشاہ نیک نہاد کی دامادی سے مشرف ہوا۔ بیشمار زر و مال و دولت و جاگیر سے سرفراز ہوا۔ اور کربلائے معلی و نجف اشرف کو زر خطیر بھیجکے روضات متبرکہ کے مجاورین و زوارین کو احمد نگر میں بلایا۔ اکثر جہال مذہب امامیہ و تبرائیان فرقہ اثنا عشریہ خلفائے راشدین کی نسبت زبان دراز کرنے لگے۔ بناءً علیہ سلطان محمود گجراتی و میران مبارک شاہ فاروقی و ابراہیم عادل شاہ و عماد الملک نے باہم عہد و پیمان کرکے عزم جزم فرمایا کہ مملکت احمد نگر پر لشکر کشی کرنا چاہیے۔ اور کامیابی کے بعد باہم تقسیم کریں۔ جب برہان شاہ اُن کے ارادہ سے واقف ہوا تب راستی خان نام عرب کو ہمایوں بادشاہ ہند کے پاس سفارۃً بھیجا۔ اور عرضداشت بھیجی جس میں درخواست کی کہ آپ گجرات کے طرف فوج کشی فرمائیں۔ چونکہ ہمایوں اُسوقت شیرشاہ کے فتنہ میں پریشان تھا۔ عرضداشت سے کسی قسم کا فائدہ میسر نہیں ہوا۔ راستی خان بدون کامیابی ہندوستان سے دکن میں آیا۔ پس برہان شاہ نے حسب فرمودہ شاہ طاہر سلطان گجراتی و والی برہانپور کی خدمت میں تحائف بھیجکے دونوں کو ہموار و مددگار بنایا۔ اور سپاہ مغل غربا کو جنکو ابراہیم عادل شاہ نے برطرف کرکے شہر بدر کر دیا تھا۔ اپنی فوج میں نوکر رکھا اور اکثر عہدہ داروں کو عطیۂ جاگیر سے ممتاز فرمایا۔ اور مغلوں کی اعانت و ہمت سے بیجاپور پر فوج کشی کی۔ جنگ و جدال کے بعد برہان شاہ غالب ہوا۔ عادلشاہی توپخانہ و چند زنجیر فیل پر متصرف ہوا۔ سالماً و غانماً احمد نگر میں مراجعت کی۔ اس فتح و فیروزی کا آوازہ بلند ہوا۔ باہم چار سال تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر جنگ میں برہان ہی غالب رہا آخر شاہ طاہر نے باہم صلح کرائی۔ برہان شاہ نے پنج پٹیہ مفتوح مقبوضہ شدہ ابراہیم

عادلشاہ کو واپس دیئے۔ یہہ صلح سنہ ۹۴۹ ہجری مین ہوئی۔ اور سنہ ۹۵ ہجری مین برہان شاہ نے شاہ طاہر کو جمشید قلی قطب شاہ کی خدمت مین اپنی تقویت کیلئے بہ بہانہ تہنیت جلوس بہیجا۔ قطب شاہ شاہ طاہر کی آمد آمد سنکے بہ بہانہ شکار اس تالاب پر جو گولکنڈہ سے سولہ کوس کے فاصلہ پر تہا پہنچا۔ اور وہان شاہ طاہر کی ملاقات سے مشرف ہوا مولانا کا اعزاز و اکرام بے انتہا بجا لایا۔ اور پیری مریدی کے طریقہ کو منظور کیا۔ اور مولانا کو تعظیم و تکریم کے ساتہہ دار السلطنت گولکنڈہ مین لایا۔ پہر اسی زمانہ مین برہان شاہ نے عہد شکنی کی۔ اور صلح سابقہ کو بالائے طاق کہا۔ اور عادل شاہ سے انتقام کے لئے مستعد ہوا رام راج و قطب شاہ کو ممالک عادلشاہ کے تسخیر کی ترغیب دی شاہ طاہر نے گولکنڈہ سے مراجعت کی۔ برہان شاہ کی چہاونی واقع شولاپور مین پہنچا عادلشاہ نے دیکہا کہ مخالفین کی فوج جرار ممالکت پر حملہ آور ہے مصلحتہً پنج پٹہ نظام شاہ کو دیدے اور رام راج کو تحائف دیکے راضی کرلیا۔ بہرحال دونوں کو روانہ کیا۔

سفیر ایران کا برہان شاہ کے پاس آنا

ماثر برہانی و فرشتہ کے مولفین نے لکہا کہ شاہ طاہر کی بدولت برہان نظام شاہ کو وہ رتبہ حاصل ہوا کہ شاہ اسمعیل صفوی نے رسالت و سفارت کا سلسلہ نظام شاہ سے قائم کیا۔ سنہ ۹۵ ہجری مین شاہ اسمعیل صفوی نے سنا کہ برہان نظام شاہ نے احمدنگر دکن مین اہل بیت کی محبت اختیار کی اور مذہب امامیہ کی اشاعت مین ہمہ تن مصروف ہے۔ آقا سلمان طہرانی عرف مہر جمال جو ایلچی ہاشمی کو مذہب کی مبارکباد کے لئے احمدنگر مین بہیجا اور اسکے ہمراہ ایک غلام شاہ قلی نام و ایک عدد الماس بزرگ قیمتی ہمایونی اور ایک قطعہ زمرد جس پر مستعصم باللہ خلیفہ عباسی کا نام منقش تہا۔ اور دیگر تحائف و ہدایائے ایران

برہان شاہ کے لئے بہیجے - اور ایک انگشتری عقیق جسپر کلمہ (التوفیق من اللہ) نقش تہا شاہ طاہر کے لئے بہیجے - مہتر جمال احمدنگر مین پہنچا - اور شاہ ایران کا نامہ و تحائف پیش کئے نظام شاہ نے اولاً سفیر کی تعظیم و تکریم پورے طور سے ادا کی - آخر سفیر سے بہت ناخوش ہوا - ناخوشی کا سبب یہہ تہا کہ سفیر تند مزاج و بدخو تہا نظام شاہ کی محفل مین زبان درازی کرتا تہا - اور شاہ طاہر سے بی ادبانہ پیش آتا تہا - اور اکثر باتین وحشت آمیز کہتا تہا نظام شاہ نے باریابی سے ممانعت کی - اور سفیر کو چند روز کے بعد روانہ کردیا - اور شاہ ایران کے لئے کوئی تحفہ و ہدیہ نہین بہیجا مگر شاہ طاہر نے اپنے فرزند شاہ حیدر کو جو علم و فضل سے موصوف تہا مع تحائف ہند اپنے جانب سے شاہ ایران کی خدمت مین بہیجے - اور مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ جاری کیا -

شاہ طاہر کا سفارۃً علی برید کے پاس جانا

جب عادل شاہ و نظام شاہ مین جنگ واقع ہوا - عادل شاہ غالب نظام شاہ مغلوب ہوا پس برہان شاہ نے شاہ طاہر کو علی برید کے پاس بہیجا اور استعانت کی - علی برید نے اعانت سے پہلوتہی کی - خان جہان عم علی برید جو موزون الطبع و شوخ مزاج و خفیف المذہب تہا تمسخراً مجلس مین شاہ طاہر سے پوچہا - طین البخارا طاہر یعنے بخارا کا گل و سرگین طاہر ہے یا نجس - شاہ صاحب نے فرمایا اس مسئلہ کی تحقیق حافظہ کے خزانہ مین نہین ہے جب احمدنگر مین جاؤنگا تو از روئے کتاب آپکو مطلع کرونگا - خانجہان و حاضرین مجلس شاہ طاہر کے کلام کو سمجہہ گئے کہ یہہ تہدید ہے لیکن تغافلاً باتون مین مشغول ہوگئے

قصہ سرگین بخارا کی تحقیق

مشہور ہے کہ موسم بارش مین شہر بخارا مین بہت کیچ ہوتا تہا - اہل بخارا آمد و رفت مین

تنگ ہوتے تھے۔ اور طہارت جامہ میں حرج واقع ہوتا تھا۔ کثرت بلوے سے علمائے اتفاق کیا کہ بخارا کے گل و سرگین کو طہارت کا حکم دینا چاہیئے پس تمام نے کہا طین بخارا طاہر است۔ خانجہان نے یہہ روایت سنی تھی۔ بے ادبانہ عمداً کہا۔ فرشتہ نے اس روایت کی نسبت لکھا کہ شہر بخارا دارالاسلام و معدن العلوم تھا بزرگان دین و مشائخ یقین کا مقام تھا۔ وہاں رافضی و خارجی کا نام و نشان نہیں تھا۔ محض تعصب و عداوة و تصنعاً اس شہرت کو بلند آوازہ کیا انتہی کلامہ۔ واقع میں جبکہ علما صریح نجس و ناپاک کو طاہر قرار دیں گے یہہ بات ہر ایک جاہل عالم کے نزدیک مستبعدات سے ہے فقیر مولف نے کہیں اس روایت کو نہیں دیکھا۔ لا اصل لہا۔

برہان شاہ نے احمد نگر میں خواجہ کی شوخی و گستاخی بنسبت شاہ طاہر کے انتقام کے لئے آمادہ ہوا علی برید کے ملک کو مسمار کر دیا۔ فرشتہ میں مفصل مذکور ہے۔ دیکھو اسوقت کے سلاطین علما کی قدردانی و عزت افزائی کا کسقدر خیال رکھتے تھے۔ ان کے اعزاز و اکرام کے بحال و برقرار رکھنے کے لئے ممالک درہم برہم کر دیتے تھے یہی وجہ تھی کہ اسوقت علم و فضل کا بازار گرم تھا۔ دانش و دانائی کا دائرہ وسیع تھا۔ طلبہ ذوق و شوق سے تحصیل علوم میں ہمہ تن مصروف ہوتے تھے۔ فی زماننا علم کی کسادبازاری ہے۔ عالم و فاضل کو کوئی وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ بلکہ حقارة بلائے بیجا تصور کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں کوئی تحصیل علم و کمال کیطرف توجہ نہیں کرتا ہے عنقریب وہ زمانہ آئیگا کہ علم کا نام ہی نام رہجائیگا۔ علی ہذا القیاس علما بھی نام ہی کے ہوں گے۔ خدا ہم سبکو ہدایت کرے۔

اخلاق و اوصاف شاہ طاہر

فرشتہ نے لکھا کہ شاہ طاہر دینداری و پرہیزگاری و مروت و سخاوت و تواضع و
انکساری مین معروف تہا اور علوم و فنون مثلاً تفسیر و حدیث و فقہ و اصول
و ریاضی و سائر حکمیات و رمل و جفر مین اپنے نظیر و بےمثل تہا۔ صاحب تالیف و تصنیف
تہا۔ من تصانیفہ شرح باب حادی عشر علم کلام شرح جعفریہ در فقہ امامیہ
و حاشیہ تفسیر بیضاوی و شرح تہذیب اصول و حاشیہ شرح اشارات و حاشیہ
شرح محکمات و حاشیہ شرح مجسطی و حاشیہ شفا و حاشیہ مطول و شرح گلشن راز
و شرح تحفہ شاہی۔ و رسالہ پالکی وغیرہا۔

شاہ طاہر کا احمد آباد بیدر مین آنا

شاہ طاہر برہان نظام شاہ بحری کے طرف سے احمد آباد بیدر مین آیا۔ ارکان دولت
و اعیان سلطنت نے شاہ موصوف کا استقبال عظمت و شان سے بجالایا۔ اور علی برید
نے آپکی بہت تعظیم و تکریم کی۔ شہر کے طلبہ بہی آپکے زیارت سے مشرف ہوئے مگر ایک
بزرگ جو علمائے دکن سے تہے۔ اور اپنے کو اعلم العلما سمجھتے تہے کمال غرور سے
شاہ موصوف کی فرودگاہ پر ملاقات کے لئے نہین آئے۔ چند روز کے بعد ارادہ کیا
کہ شاہ طاہر کی ضیافت کرنی چاہئے۔ اور اپنے مکان پر بلانا۔ پس ایک شخص کو شاہ
موصوف کے پاس بہیجا۔ اور رقعہ مین لکہا۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الاجابۃ
سنۃ موکدۃ الخ جب شخص مذکور نے شاہ موصوف کی خدمت مین رقعہ پیش کیا
شاہ موصوف نے رقعہ مین قال النبی الخ کے تحت مین لکہا کہ زیارۃ القادم فاذا
تعارضا تساقطا۔ یعنے دعوت قبول کرنا موکدہ ہے۔ اور مہمان آنیوالے کی زیارت
کرنا سنت موکدہ ہے۔ فاضل ہندی شاہ طاہر کے جواب سے سمجہہ گیا کہ وہ علامۂ عصر ہے

خود شاہ طاہر کے ملنے کیلئے آیا۔ اور ملاقات سے مشرف ہوا۔ مصافحہ و دست بوسی کر کے عذر خواہی کی۔ اور اپنے کو شاہ کے مقابلہ مین ایسا دیکھا کہ ایک قطرہ دریا کے مقابلہ مین ہے۔ نہایت ہی شرمندہ ہوا۔

شاہ طاہر کی وفات

بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت ۹۵۲ھ ہجری مین شاہ طاہر بعارضہ بخار مرض الموت مین مبتلا ہوا۔ اطبائے یونانی و ہندی و مصری معالجہ مین مشغول ہوئے۔ لیکن کسیکا علاج موثر نہین ہوا۔ بخار بدستور رہا اطبا عاجز ہو گئے۔ آخر شاہ موصوف سنہ مذکورہ مین اس دار فانی سے عالم جاودانی روانہ ہوا۔ بادشاہ و اہل شہر کو نہایت رنج و غم غابد حال ہوا۔ امانتاً احمد نگر مین مدفون کئے چند ماہ کے بعد مرحوم کی استخوان بوسیدہ کو کربلائے معلی روانہ کر دئے۔ حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے گنبد کے قریب بفاصلہ یک و نیم گز دفن کئے۔

شاہ کی اولاد

چار پسر تین دختر تھین۔ اسامی پسران شاہ حیدر۔ شاہ رفیع الدین حسین شاہ ابو الحسن۔ شاہ ابو طالب۔ چونکہ شاہ موصوف کی اولاد مین جامع علم و فضل شاہ حیدر عراقی المولد تھا والد ماجد کی رحلت کے وقت ایران مین شاہ طہماسپ بادشاہ ایران کی خدمت مین تھا ایران سے مراجعت کے بعد حسب الوصیت والد مرحوم سجادہ نشین ہوا۔ اور صاحبان ارادت کا پیشوا ہوا۔ اور دوسرے فرزند دکنی المولد تھے۔ شاہ موصوف کے چارون فرزند پڑہے لکھے تھے۔ لیکن شاہ حیدر فاضل متبحر تھا متقی و صاحب استعداد تھا اس لئے باپ کا جانشین ہوا۔

تنبیہ

فرشتہ و ماثر برہانی کے مولفین نے شاہ طاہر صاحب ترجمہ کو لکہا کہ اسمعیلیہ طریقہ کا پیرو تہا - اور اُسی فرقہ کا مقتدی و امام مانا جاتا تہا اور اُسی فرقہ کا سجادہ نشین فرقہ مذکور کی اشاعت مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا - پیری مریدی کا بازار گرم رکہتا تہا شاہ اسمعیل صفوی بادشاہ ایران و علماے اثنا عشری اس فرقہ کو دشمن جانتے تہے اور اس فرقہ کے آئمہ کو زندقہ و الحاد سے منسوب کرتے تہے - جب شاہ طاہر کی پیری مریدی کا بازار کاشان مین گرم ہونے لگا - اسوقت حاسدین و مخالفین نے بادشاہ صفوی کی خدمت مین عرضداشت بہیجی کہ شاہ طاہر کی وجہ سے ملاحدہ و زنادقہ ترقی کر رہے ہین خوف ہے کہ آیندہ اس فرقہ کی مدافعت مشکل ہو گی - پیش از وقوع واقعہ کا بند و بست کرنا چاہئے الخ پس بادشاہ عرضداشت کے دیکہتے ہی درہم و برہم ہوا فوراً طاہر کے قتل کا فرمان جاری کیا - فرمان جاری ہوتے ہی ناظر دیوان نے جو شاہ مذکور سے عقیدت رکہتا تہا - شاہ طاہر کے پاس ایک معتبر شخص روانہ کیا اور پیغام بہیجا کہ آپکے لئے قتل کا فرمان صادر ہو چکا ہے اب پہنچتا ہے آپ فوراً کسی دوسرے مقام مین چلے جاے شاہ طاہر فوراً وہان سے مع عیال و اطفال برآمد ہوا - نہایت پراگندہ حال و حواس باختہ تہا - اتفاق سے بندرگاہ ہند پہ پہنچا - دیکہا کہ کشتی تیار ہے سوار ہو کے ہند مین آیا چنانچہ صدر مین مذکور ہو چکا ہے ..

اور مولفین مذکور نے شاہ طاہر کو احمد نگر دکن مین مذہب اثنا عشری کا بانی بنایا اور اسمعیلیہ مذہب کی بابت سکوت کیا - کیا وجہ ہے؟ کہ شاہ طاہر نے جو اسمعیلیہ مذہب کا امام منصب مانا جاتا تہا - اپنے اصلی مذہب کی اشاعت موقوف کی

ایران مین باوجود موانع اشاعت سے باز نہین رہتا تہا اسی اشاعت کی بدولت جلاوطن ہوکے ہند مین آیا۔ یہان اسکو کامل آزادی ملی کسی قسم کی روک نہین تہی۔ پس مولفین اثنا عشری کا بیان دو حال سے خالی نہین۔ ایک یہہ کہ شاہ طاہر نے یہان اسمعیلیہ طریق کو ترک کیا ہو۔ یا تقیتہ مذہب کا اخفا کیا ہوگا۔ دوسرے یہہ ہے کہ مولفین اثنا عشری نے خلاف واقعہ لکہدیا مولفین مذکور شاہ طاہر کے ایک صدی بعد مین گذرے ہین۔ مولف فقیر کو کوئی ایسی تاریخ دستیاب نہین ہوئی جس سے یہہ امر معلوم ہوتا کہ شاہ طاہر نے دکن مین ابتداءً اسمعیلیہ طریق کی اشاعت کی تہی لہذا قطعی طور سے قول فیصل نہین لکہا واللہ اعلم بالصواب۔

قاضی نوراللہ شستری نے جو فن شیعہ گری مین مشہور ہے مجالس المومنین مین لکہا کہ شاہ طاہر صاحب ترجمہ خلفاے علویہ اسمعیلیہ کی اولاد سے ہے۔ اور وہ واقع مین بخلاف آباو اجداد مذہب اثنا عشری کا پیرو تہا۔ اور اہل ایران اسکو اسمعیلیہ سمجہتے تہے اور رشک و حسد سے اسکو زندیق و ملحد کہتے تہے۔ اور بادشاہ کو اسکی نسبت غیر واقعہ سمجہاکے قتل پر آمادہ کرتے تہے۔ بناءً علیہ شاہ ایران کے خوف سے جلاوطن ہوکے دکن مین آیا۔ علم و فضل کے ذریعہ سے نظام شاہ والی احمدنگر دکن کے دربار مین درجہ ترقی پر عروج کیا۔ بخلاف اعتقاد اہل ایران جو اسکی نسبت کرتے تہے مذہب اثنا عشری کو شایع کیا۔ شاہ موصوف کی ہدایت سے تمام دکن مین مذہب اثنا عشری رائج ہوا انتہی کلامہ۔ میرے نزدیک قاضی صاحب کی تحریر تکلف و تصنع سے خالی نہین ہے۔ اگر قاضی صاحب فرشتہ و مآثر کے موافق اسمعیلیہ کیطرح یہہ فرماتے کہ دکن مین آکے تائب ہوگیا اور مذہب امامیہ اثنا عشریہ کیطرف رجوع ہوا۔ تو بہتر ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

شاہ طاہر کی شعر وشاعری کا ذکر

شاہ طاہر صاحب ترجمہ فارسی وعربی زبان مین ادیب کامل ومنشی فاضل تہا۔ دونون زبان مین نظماً ونثراً مضامین شیرین بیان کرتا تہا۔ آپکی نظم کیا تہی گویا لآلی منظوم تہی۔ اور نثر درر منثورہ۔ آپکا کلام بلاغت وفصاحت مین ڈوبا ہوا۔ اور لطافت ونزاکت مین بہرا ہوا ہوتا تہا۔ آپکو شعر وشاعری سے دلچسپی وشگفتگی تہی۔ اکثر ائمہ علیہ السلام وسلاطین عظام وامرائے کرام کی شان مین قصائد نعتیہ ومدحیہ لکہے اور آپکا کلیات قصائد وغزلیات ورباعیات کا مجموعہ ہے میرے پاس موجود تہا موسی ندی حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوکے تلف ہوگیا۔ ایسا ہی نثر مین آپکے مکاتبات نصیحت آمیز ومراسلات بلیغہ کا ایک مجموعہ مسمی بہ مکاتبات نظام شاہیہ تہا وہ بہی کلیات کے ساتھ غرق آب ہوگیا۔ اب مین آپکے چند اشعار جو میری یادداشتون مین محفوظ تہے گزارش کرتا ہون۔ وہو ہذا

چو عندلیب بہ آہنگ صبح نالہ زار — ز خواب ناز کند غنچہ را بیدار
صبا نہد لب غنچہ از غایت شوق — شمال دست زند از طرب بشاخ چنار
بدہ زبان کند آیات صنع را تفسیر — اگر کنند حدیثے ز سوسن استفسار
ہزار قطرہ شبنم درون غنچہ نہان — چنانکہ در دل دانا جواہر اسرار
برہنہ گشتہ سمن گویا ز عطائے برف — نگر بماتم برزمین نزدہ دستار
ز بید مشک شکستہ ست قدر نافہ مشک — خجل ز گریہ پیداست آہوئے تاتار
بسبزہ و سمن سایبان اطلس و بید — ز تاب مہر بہر جا ہمی گرفتہ قرار
پری وشان ملائک فریب مردم کش — سہی قدان صنوبر خرام خوش رفتار

همه سمن بر و سیمین تن و سمن ساعد   همه شکر لب و شیرین زبان و شیرین کار
درین زمان که زمی لاله را پیاله بدست   پیاله گیر بروی بتان لاله عذار
فلک بکام دل راستان نمیگردد   فغان ز کج روشیهای کجرفتار
بهر طرف که روی زیر این سپهر دو رنگ   ز شش جهت شودت کاروان غصه دوچار
اگر سلوک ره راست آرزو داری   براه کعبهٔ صدق از صفا قدم بردار
کدام ره ره شرع پیمبر مرسل   محمد عربی کان حلم و بحر وقار
مهی که چرخ کند با هزار مشعل نور   ز آفتاب رخش استفادهٔ انوار
گلی که در چمن جان بوصف او هردم   شوند نغمه سرا بلبلان نکته گزار
نه در قواعد امرش کثافت اکراه   نه در ضوابط نهیش کراهت اجبار
بنور شمع خیالش برون توان بردن   ز ملک دل پی جاسوس وهم در شب تار
زهی بشبنم لطف تو تازه باغ ربیع   بشیر ابر نوال تو تازه طفل بهار
به پیش روی تو گر گل نقاب بگشاید   عیان شود همه را کو چه دارد اندر بار
همیشه مرغ دلم در کمند ساحل شوق   نشسته غمزده و تشنه لب چو بوتیمار
درین خیال که باید بدستیاری فکر   ز بحر نعت و ثنای تو تر کند منقار
ز خوی زشت خود آزرده خاطرم بیحد   بلوث معصیت آلوده دامنم بسیار
مرا ز نقد بصیرت تهیست دیده و دل   مرا ز اشک ندامت پرست جیب و کنار
بنوک خامهٔ تصویر مبدع قیوم   بصدر نامهٔ تقدیر احمد مختار
بروز پنجه خیبر گشای شیر خدا   بحرمت کف نیاز حیدر کرار
بحق عزت مهد مطهر زهرا   بنور عصمت ذات ائمهٔ اطهار

گر نامهٔ عملم گرچه از گنه سیه است — بدرد کسی که بشویدم به آب استغفار
بازوقت است که بر طبق تقاضای فلک — وله — افگند بر سر دیوان چمن گل توشک
لشکر وی صبح شبیخون آرند — تنگ چشمان شگوفه چو سپاه ازبک
مجلس دلکش گل تا شود همه طرب — کشته بلبل چچگی شاخ گل غنچه چچک
ساختی خانهٔ معمور فلک را ویران — بر سر فیل سحاب ار نزدی برق کچک
شاهد باغ لطیف است ولی خوش بودی — وله — گر نگشتی روی آن جسم لطافت عینک
هر کمالی که همین بود از نقص و زوال — باشد آن در نظر همت دانا اندک
عنقریب است که چون بگذرد ایام خزان — میزند بر در دروازهٔ گلشن چوبک
بهر پیران ستمدیده ایام خزان — سازد از شیشهٔ شبنم شگفته گری عینک
عاقل آن به که کند عزم طواف چمنی — که خزان را نتوان برد بآنجا کتک
آنچنان گلشن مدح شه عالیقدر است — کز فلک بهر طواف درش آید ملک
مرتضی پادشه صورت و معنی که درو — نشأهٔ رابطهٔ صوری و معنی بیشک
او با غیار جفا پیشه چه نسبت دارد — می شناسیم حریفان گر از یک یک
عدل تقدیری تقدیر عمدا غلط است — زانکه تحقیق شد این مسئله در باب فدک
ای حکیمی که بود پیش تو دانش نو — حکمت فلسفه بازی ارسطو کودک
هر کسی را طلبی دست توسل محکم — لیس الا بشد سوی جنابک لی متمسک
طاهر از ذلت عصیان شو آور د پناه — که اگر تکنی کان من الذل هلک
دست گیر و شر زره لطف که تا روز جزا — در لکدکوب معاصی نشود مستهلک
مشعل مهر چو آید به شبستان حمل — وله — لاله فانوس برافروزد و نرگس مشعل

گل چو خورشید برآید سحر از مطلع شاخ — چون شفق جلوه کند لاله در اطراف جبل
کوه از ورد سہر سہمن دمی رست کنون — شود از ناصیہ اش بر بہاری صندل
شد ز دیوان بہار از پی آرایش باغ — قاصد باد صبا سوی با چین مرسل
فلک آہنگ تماشای گلستان دارد — حضرت شاہ فلک زینت خورشید عمل

ولہ

کجا شد فریدون فرخندہ سیرت — کجا رفت کیخسرو آن شاہ عادل
روانست پیوستہ از شہر ہستی — بملک عدم از پی ہم قوافل
ہمان گیر کز فیض فضل الہی — شدی بہرہ مند از قبول فضائل
بفلک بدیع البیان معانی — در اقسام حکمت نوشتی رسائل

رباعی

گر کسب کمال میکنی می گذرد — در فکر محال میکنی می گذرد
دنیا ہمہ سر بسر خیال است محال — ہر نوع خیال میکنی می گذرد

ظل اللہ - سلطان محمد قطب شاہ

ظل اللہ تخلص - سلطان محمد قطب شاہ نام - قطب شاہی کے مولف نے لکھا کہ آپ کی ولادت بروز چارشنبہ بست و سوم رجب سنہ ۱۰۰۰ ہجری مین واقع ہوی - آپکا مسقط الراس گولکنڈہ ہے۔ آپ محمد امین ولد ابراہیم قطب شاہ کے فرزند و محمد قطب شاہ بانی حیدرآباد کے برادرزادے ہین - محمد قلی قطب شاہ کو اولاد صرف ایک دختر نیک اختر مسماۃ حیات النسا بیگم عرف حیات بخش تہی - کوئی فرزند نرینہ نہین تہا - برادرزادہ کی ولادت کی خبر سنکے بہت خوش ہوا - اور اپنے برادر سے فرمایا کہ یہہ فرزند دلبند مجکو عطا کیجئے تاکہ مین شاہزادے کی تربیت و تعلیم کرون اور اسکو اپنا ولی عہد بناؤن - محمد قطب شاہ کے والدنے

قبول کیا۔ تا ایام رضاعت اپنے پاس رکہا۔ جب شاہزادہ چار برس کا ہوا والدہ ماجدہ نے اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت کی۔ پس محمد قلی قطب شاہ نے برادرزادے کو اپنے محل خاص مین لایا۔ اور آپکی تربیت و تعلیم مین مشغول ہوا۔ قاضی محمد سمنانی کو جو پرہیزگاری کے زیور سے آراستہ تہا تعلیم و تربیت کیلئے مقرر فرمایا۔ اور چاند میان یوسف دکنی کو بہی جو شمشیربازی و تیراندازی وغیرہ فنون سپاہگری مین استاد مانا جاتا تہا مقرر کیا۔ دونون استاد آپ کی تعلیم مین بہت مصروف رہتے تہے۔ آپکی طبیعت نہایت ہی ذکی و تیز تہی۔ آپ عالم شباب مین علم و ہنر و فن سپاہگری مین ماہر کامل ہوئے۔ بادشاہ نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی برادرزادے سے کردی اور آپکو ولیعہد کیا۔ چنانچہ میر معین سبزواری سفیر حسین نظام شاہ بحری نے ایک قطعہ عقد مبارک کی تاریخ مین کہا ہو و ہذا

دوش کردہ خیالم رہ بزمی چو بہشت | اہل آن بزم چو حوران ہمہ نورانی چہر
بزم عیشی کہ ملایک بتماشا شدہ چشم | سہ برون کردہ چو انجم ہمہ از جیب سپہر
گفتم این بزم گہ عیش چہ بارستن چیست | کز افلاک برایام ہمی بارد مہر
عقل گو بود چو من مست می حیرت گفت | عید مولود شہ بزم شہ و عقد مہ مہر
چاہتے مکن این قطعہ معین بیشایہ | در چنین نظم ترا برگندر و قافیہ سحر

جب سلطان محمد قلی قطب شاہ نے سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی دفن و کفن کے بعد حسب وصیت مرحوم میر مومن استرآبادی وکیل السلطنت وامرائے دولت نے آپکو بتاریخ ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری تخت نشین کیا۔ تمام امرا و خوانین اکابر دولت نے مبارکبادی کی نذرین دین۔ بادشاہ نے تمام اعیان دولت

وارکان سلطنت کو شاہانہ عنایت و خلعت سے سرفراز فرمایا۔ اور عدل و انصاف و رعایا پروری کی طرف متوجہ ہوا۔ ملک مین امن و امان قائم کیا۔ یہہ واقعہ یعنی جلوس مبارک روز شنبہ ۱۱ ماہ ذیقعدہ سنہ ۲ ہجری مین واقع ہوا۔ بادشاہ عدالت گستر جلوس میمنت مانوس کے بعد رعایا کی رعایت اور ملک کی حفاظت کی طرف ہمہ تن مشغول ہوا۔ اور ابر نیسان کی طرح خلائق کے دلون کے دامن کو پر در کیا۔ اور ان کے امیدون کے باغات کو بذل و نوال کے پانی سے سیراب و تازہ فرمایا۔ مہمات ملکی کے انتظام مین صائب الرائے تہا۔ صواب آپکی رائے صائب کے ساتہہ مثل عرض با جوہر لازم تہا اور خطا آپکے گمان سے مثل سیاہی تاریکی کہ چشمہ آفتاب سے منفک قطب شاہی کے مولف نے لکہا کہ یہہ بادشاہ نوجوان متقی و پرہیزگار رہتا۔ باوجود عالم شباب لذات نفسانی کے طرف راغب نہین ہوتا تہا۔ و باکثرت مشاغل سلطنت کبہی احکام شرع محمدی سے غفلت نہین کرتا تہا۔ دینی معاملات کو دنیوی معاملات پر مقدم رکہتا تہا۔ صوم و صلوۃ کا پابند تہا۔ آپکے اوصاف پسندیدہ بیشمار ہین اگر انکا عشر عشیر بہی لکہا جائے تو مرتبہ انتہا پر نہین پہنچیگا۔ لہذا مذکورہ صدر پر اکتفا کر کے اس قصیدہ کے چند اشعار جسکو سیادت پناہ میر محمد مومن استرآبادی وکیل السلطنت نے جلوس مبارک کی تہنیت مین لکہا بطور نمونہ گزارش کرتا ہون وھو ھذا

بو العجب باز بستم عقد پیمان نوئی — کہنہ جانی میفشانم پیش جانان نوئی

خستہ جانم کہنہ لیکن جانفشانی تازہ است — عہد سلطان نو ست و عید قربان نوئی

بہر دفع چشم بد در پیش چشمان خوش — ایدریغا کاش بودی ہر دمم جان نوئی

چرخ اگر چہ آتشی ورزد بعالم ناگہان — باز جنبت شاہ جہان از فیض باران نوئی

گرچہ از حکم قضا جان جہان برباد رفت | یافت عالم از مسیح تازہ جان نوی
یادگار جد و عم سلطان محمد قطب شاہ | آنکہ ہندوستان ز فیضش گشتہ ایران نوی
وہ چہ ایران آنچنان ایران کہ آید در نظر | رو بہر جانب کہ آری باغ رضوان نوی
سرمہ شد خاک تلنگانہ ز فرخ پائے تو | اے فدائے خاک پایت ہزاران جان نوی
کز صفاہان نو شد از شاہجہان عباس شاہ | حیدرآباد از تو شد شاہا صفاہان نوی
خواستم تاریخ فرخندہ جلوست عقل گفت | جملہ عالم نوبہاری شد ز سلطان نوی

بادشاہ کی بذل و سخاوت کا ذکر

تخت نشینی کے بعد بادشاہ نے ملازمان اخلاص کیش کو دوچند اضافہ مشاہرے سے سرفراز فرمایا۔ قطب شاہی دفترخانہ مین یہہ رسم تھی تمام خاصہ خیل کی تنخواہ سالانہ دو ماہ وضع ہوتی تھی اور رقم منہا شدہ خزانہ شاہی مین جمع رہتی تھی۔ چنانچہ بترابا روکے دو لاکھہ پچاس ہزار ہون جمع تھے آپنے معاف فرمایا۔ اسیطرح دیگر امراکو بھی حسن سلوک و عطیہ بزرگ سے سربلند کیا اور ۱۰۲۱ سنہ ہجری مین میرزا محمد امین میر جملہ نے زیارت کربلائے معلی کے لئے رخصت کی درخواست کی۔ آپنے منظور کی اور میرزا کو دس ہزار ہون خرچ راہ دیکے رخصت فرمایا۔ آپ کو تعمیر عمارات کا بہت شوق تھا۔ اکثر عمارتین آپکی یادگار ہین فی زماننا از آنجملہ بعض موجود و بعض معدوم۔ عمارات الٰہی محل۔ باغ محمد شاہی جامع مسجد المشہور بمکہ مسجد۔ شہر سلطان نگر۔ محمدی محل۔ داد محل جدید

مکہ مسجد کی بنا کا ذکر

محمد قطب شاہ پابند صوم و صلوٰۃ تھا۔ سن تمیز و شعور سے کبھی نماز تہجد قضا نہین کی تھی

برابر ادا کرتا تھا۔ جب سنہ ۱۰۲۷ ہجری مین کہ مسجد کی بنا شروع کی۔ بادشاہ نے بنیاد کا پتھر رکھتے وقت تمام اراکین دولت و سپہ سالاران و سپاہ مملکت سے با آواز بلند کہا کہ اس مسجد کا سنگ بنا وہ شخص رکھے جسکی نماز تہجد کبھی قضا نہوئی ہو۔ تمام امرا و افسران سپاہ و حشم خاموش ہوئے کوئی بنیادی پتھر رکھنے کیلئے مستعد نہین ہوا۔ اسوقت بادشاہ نے کہا خدا اور رسول اللہ گواہ ہین کہ بارہ برس سے آج تک کبھی میری نماز قضا نہین ہوئی۔ مین اس عمارت متبرکہ کا بنیادی پتھر رکھتا ہون۔ مسجد کے پایہ کی بنا نہایت عمیق کھودی گئی تھی خود بدولت بادشاہ نیچے اوترا اور اپنے دست مبارک سے بنیادی پتھر رکھا پھر مسجد کی تیاری کا حکم دیا۔ مسجد کی تاریخ سنہ ۱۰۲۷ ہجری ہے۔ اور عبداللہ قطب شاہ و تانا شاہ ابو الحسن خاتمہ سلاطین قطب شاہیہ تک مسجد کی تعمیر جاری رہی۔ آخر عالمگیر نے تکمیل کردی

طواف کعبہ شرف میسرت گر نیست ۵ بیا بہ کعبہ ملک دکن عبادت کن

اور آپکے تعمیرات سے ہے قصبۂ سلطان پور۔ و باغ محمدی۔ و آلہی محل و محمدی محل۔ و امان محل و نہی باغ وغیرہ

مولف گل رعنا وغیرہ تذکرہ نویسون کی غلطی

گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص ظل اللہ ہے الخ واقع مین یہ سلطان محمد قطب شاہ کا تخلص فارسی مین ہے اور اردو مین قطب شہ ہے اور سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص قطب شاہ فارسی مین اور ریختہ مین معانی ہے۔ فقیر مولف کو یہہ تحقیق خاص دونون بادشاہون کے دواوین سے ہوئی ہے۔ میرے نزدیک دونون کے دواوین فارسی ریختہ قلمی خوشخط

دیرینہ موجود تہے۔ طغیانی حیدرآباد میں غرق ہوگئے۔ ان کے منتخبہ اشعار میری یادداشتوں میں موجود ہیں۔ انہیں سے بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ فی زماننا دونوں دواوین نخبتہ عالیجناب نواب سرسالار جنگ مرحوم کے کتب خانہ مین خوشخط قلمی قدیم موجود ہین۔ فارسی اشعار قطب شاہی کلان مولفہ خورشاہ کے تکملہ قطب شاہی خورد مین مرقوم ہین۔ اسوقت فارسی دواوین نادرالوجود ہین۔ شاید اگر کسی معتبر امور کے کتبخانہ کے گوشہ مین پڑے ہون گے۔ حیدرآباد مین اکثر کتب نادرالوجود امراکی بی توجہی سے گوشۂ گمنامی مین خورد و برد و ہلاک ہوتی ہین یا پڑے پڑے تلف ہو جاتی ہین۔ کاش اگر امرائے دکن کتب قدیمہ کتبخانہ آصفیہ مین داخل کردین تو ملک و قوم کو اُن سے نفع عام پہنچے۔ اور معطی کا نام نامی یادگار باقی رہے خدائے تعالی ہمکو ایسے کار خیر کی ہدایت کرے آمین

فائدہ محمد قلی قطب شاہ و محمد قطب شاہ و عبداللہ قطب شاہ کے دواوین دکنی فارسی امیز سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ دکن مین اردو زبان مین ولی دکنی سے ایکصدی قبل دیوان مرتب ہو چکے۔ چنانچہ تینوں دواوین ہمارے پاس موجود ہین پس صاحب آبحیات و دیگر تذکرہ نویسان ہند کا یہہ قول کہ ولی ترتیب دیوان مین تمام شعرائے ناظمین ریختہ سے مقدم ہے اور عالم ترتیب نظم کا آدم ہے الخ پایۂ اعتبار و تحقیق سے ساقط ہے۔ علاوہ دواوین ایک کتاب تاریخ منظوم مسمی علی نامہ مولفہ نصرتی شاعر ملک الشعرا جو علی عادل شاہ کے عہد مین گذرا ہے میرے پاس موجود ہے۔ چنانچہ فقیر مولف اس تذکرہ مین بضمن ترجمہ نصرتی کتاب مذکور سے چند اشعار بطور نمونہ لکھیگا۔ تاکہ ناظرین بالانصاف

نزدیک ہمارے قول کی تصدیق ہو جائے۔ کسی کو انکار کا موقع باقی نہ رہے۔ فانظروا کو نوامن الشاکرین۔

شعر و شاعری کا ذکر

تاریخ قطب شاہی کے مولف نے لکھا ہے کہ قطب شاہ صاحب ترجمہ تحریر نظم و نثر مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ فارسی و دکنی زبان مین کلام موزون کرتا تہا کلام کی بندش و ترکیب اہل زبان کی طرح ہے۔ اور محاورات فارسی کو بہی اہل زبان کی مانند استعمال مین لاتا ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکے دو دیوان ایک فارسی زبان مین۔ دوسرا دکنی زبان مین ہے دکن کے کتبخانون مین دائر و سائر تہے۔ فی زمانہ نادر الوجود ہین۔ اب مین آپکے دونون دواوین سے ذیل مین اشعار منتخبہ گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مستفید ہو جائین۔

وفات محمد قطب شاہ صاحب ترجمہ

روز چہارشنبہ سیزدہم جمادی الاول ۱۰۳۵ھ ہجری اس جہان فانی سے بملک جاویدانی رحلت کی۔ آپ کی عمر ۳۴ سالہ تہی۔ مدت سلطنت ۱۴ سال۔ لنگر دروازہ امام کے باغ مین جو بیرون قلعہ گولکنڈہ ہے مدفون ہوا۔ گنبد بلند یادگار ہے۔

من کلام سلطان محمد قطب شاہ متخلص بہ ظل اللہ
دربیان توحید

یارب چہ برتری کہ ز وصفت لسان ما	پنہان شدہ ز شرم زبان در دہان ما
در حضرتت یقین و گمان را چہ نسبت	حیران وصفت یقین گمان ما

هدهد چگونه شرح دهد طول و عرض بحر
دریائے وصف تو ز کجا و بیان ما

جائے بود مقام خداوندیت که هست
صد خنده عقل را ز چنین و چنان ما

تا لب بشهد ذکر تو کردیم آشنا
تلخ است شهدهائے جهان بر دهان ما

جز بے نشانی از تو نشانی نیافتیم
بر درگه تو نیست بجز این نشان ما

بر عجز ما ببخش ایا قادر رحیم
معلوم تست غایت تاب و توان ما

بخشائے بر عیان و نهانم که آگهی
بر تست آشکاره عیان و نهان ما

ظل شد از شر و بدان در پناه تست
ای درگهٔ جلال تو دار الامان ما

نعت و مدح

مصطفی و مرتضی چون نیستند از هم جدا
نعت و مدح هر دو شه را میکنم با هم ادا

آن یکے فرمان روائے هر نبی و هر ولی
وان دگر مسند نشین بارگاه کبریا

آن یکے کان مروت وین دگر بحر کرم
نعت آن از خلق لعمرک مدح این لا فتی

هر یکی را گر بسنجی با دگر خاصان حق
نیست جائے اینکه گویند این کجا و آن کجا

همچو ظل شد یابی شاه ره از بهشت
گر بدانی بعد پیغمبر علی را مقتدا

من غزلیاته

از التفات دلبر عالی مقام ما
گردون زده ست سکهٔ شاهی بنام ما

شام و صباح ماست چو شام و صباح عید
بریاد دوست خوش گذرد صبح و شام ما

شبها بسال شادی وصلت غم فراق
دوران چه خوش کشیده بزنجیر انتظام ما

در شرع عشق نیست روایات دوست
زاهد تو غافلی ز حلال و حرام ما

ترسم ز رشک تا نه خورم نشترے دگر
قاصد بگوش یار چه گوئی پیام ما

آن خوش سخن که وصف قد یار خویش کرد   مسکین ندیده سرو صنوبر خرام ما
ظل الله احترام چو از دوست یافتم   زان خلق عالم از پی احترام ما

ولہ

شمهٔ از درد دل ز دردمندی گوش کن   اینقدر درد سر افسانه‌ها می‌باید ترا
نسبت همخانگی دل بجانان امروز نیست   زین سبب گویم که دل همخانه می‌باید ترا
خانهٔ دل رشک صد خورشید تابان شد ز تو   پرتوی زین خانه در کاشانه می‌باید ترا
سکهٔ شاهی طلب سلطان بازار الملک عشق   سروری چون مردم آزادانه می‌باید ترا

ولہ

یافت وصل تو دلم صدق و صفا را دریاب   اثر مهر نگر فیض وفا را دریاب
میروی جانب گلزار به بوی تو صبا   خیز و گم کرده بی سر و پا را دریاب
تا بتعبیر رسی غرقهٔ طوفانی را   در شب هجر دل خسته ما را دریاب
ره نمایان همه در عشق تو ره گم کردند   که ازین ره دل بی راه نما را دریاب
سخن از دشمنی مهر فزا میگذرد   حرف بیمهری دلدار جفا را دریاب
تا نهی در ره جانان قدم مردانه   شور کیفیت مردان خدا را دریاب
چون نهادی بره عشق قدم ظل الله   اندرین ره روش شاه و گدا را دریاب

ولہ

دلم نالان ز دست دوری تست   هنوز از حسرت مهجوری تست
تو خورشیدی و من چون ذره زان رو   دلم لرزان ز تاب دوری تست
به بیداری نبینم لیک در خواب   دلم فرخنده از مسروری تست
چو ظل الله ز ستانم و لیکن   همه حرفم ز دستوری تست

ولہ

قرب یارم ز عشق و دولت اوست   زینهمه حشمتم همیشه با وست
پادشائی کجا و شوکت عشق   شوکت جم غلام شوکت اوست

عشق محمود کرده صید ایاز — نه مطیعش بمحض قدرت اوست
مست از باده نیست ظل الله — سرخوش از باده های صحبت اوست

وله

در محبت خسروانرا از اطاعت عار نیست — ملک عشقست این اینجا حاکمی جز یار نیست
بسکه از حد بیش می خواهیم بلبل مهر ترا — صد جهان مهر تو در دل دارم و بسیار نیست
در گلستان محبت گر در آئی چون خلیل — روشنت گردد که از آتش ترا آزار نیست
تا تو در دل مدعی غیری ندارد ره درو — در حریم خاص و نامحرمان را بار نیست
تشنه بیشتر دوستی دان قصه موسی و خضر — غافل از سر محبت واقف اسرار نیست
لذت خواب سحر در پیش چشمی لذتیست — گر خیال او شبها تا سحر بیدار نیست
مدعی گر دعوی دارد مسلم داشتیم — روشنش با داکه ظل الله دعویدار نیست

وله

کار من و دل همین بیار است — مارا بکسی دگر چه کار است
هر دست بدامن ست در خورد — دست من و دامن نگار است
هر چند بچار حد گردون — هر سو نگرم کارزار است
بر خصم مظفرم سلطان — با ما نظرت ز هشت و چار است

وله

خوش شوا بدل خوش که کارت را نکو خواهیم ساخت — یار اگر با ما نسازد با او خواهیم ساخت
ما سپه از خود مکن الا پس چندان ایستاد — گر نسازی کار او باری بگو خواهیم ساخت
گفت و گوئے زلف او داریم سلطان درمیان — زین بهانه چین جهان را مشک بو خواهیم ساخت

وله

خواهیم بیار درد دلم مختصر رسد — تا گفته به سخن که از آن درد سر رسد
غافل مشو ز ناله و آه ضعیف دل — شبها که وقت ناله مرغ سحر رسد
سلطان اگر چه سوختن شوق نگاه تو — سوی بیش نظر مکن که مبادا نظر رسد

لاله رویان زغم دهر نجاتم دادند
نشئه باده ز آتش بلبم افشاندند
ظلمت سینه شده محو تماشای صفا
بریاض سخن آن طفل الهی که زغیب
لعبتان فلک از فتنه نجاتم دادند
مرغ آن تازه بهشتم که زمنقار سخنم گیتی
شکر ایزد و بزبان دارم چون طفل الله
بتی دارم که از لعلش شراب زندگی بارد
تو آن گلی که در بهارستان رنگینی
چو طفل سه خیال عارضش در دیده چون بنهم
گاه در صومعه گه دیر مغان گردیدیم
از همه راه و روش هست چنین یارا را
پیش ما سود و زیان همه عالم هیچ است
بسکه دل را هوس شرح غمی بود بدوست
مستی عشق ز ما برده نهان کردن راز
که جوان گشت زلیخا بدعای یوسف
پیر تو دوست چه تابید بما طفل الله
عجب رعنا و زیبائی چه گوییم
منور از تو گردیدست چشمم

وله
از شراب لب خود آب حیاتم دادند
وز طرب خانه دل نقل صفاتم دادند
گل گلزار فرح حسناتم دادند
عندلیب آسا ز رنگین نغماتم دادند
بر گلستان ارم تازه براتم دادند
شکر گو نیز ز لب آب حیاتم دادند
شاهی و دانش و دین از برکاتم دادند

وله
زگلبرگ رخ رنگینش آب زندگی بارد
گل از رخسار در عین شبابش زندگی بارد
بجای عکس و نقش از قبایش زندگی بارد

وله
سر کجا در طلب دوست توان گردیدیم
عمرها بهر همین گرد جهان گردیدیم
گرد عالم نه پی سود و زیان گردیدیم
همچو سوسن ز سراپای زبان گردیدیم
آه گر دوست بداند که چسان گردیدیم
پی دعا ز وصال نوجوان گردیدیم
بر همه خلق جهان نورفشان گردیدیم

وله
بخوبی عالم آرائی چه گوییم
تو نور چشم و بینائی چه گوییم

بفکر هیچ دانا در نیاید
عجب نازک معمائی چه گویم

ز تعریفت زبان در کار مانده
چه از تعریف بالائی چه گویم

بظل الله اگر بر سر نیائی
چو حسن خوبش خودرائی چه گویم

وله

چاره تلخ نگاهت لب خندان کرده
ز بهر نوش لب چشمه حیوان کرده

ترک چشمت که شکست همه شاهان داده
من چه گویم که چه با جان عزیزان کرده

غرق موجیست بدریای تو صد کشتی نوح
بحر حسن تو چگویم که چه طوفان کرده

غم ز دشوار فلک نیست مرا ظل الله
لطف حق مشکل ما سر بسر آسان کرده

ترکیب بند در مرثیه حضرت سید الشهدا امام حسین علیه السلام

آن دور ماتم است که از غم امان نماند
آن عهد غم که طاقت تاب و توان نماند

آن روزگار تلخ که هرچند بنگری
از شهد های عیش بعالم نشان نماند

آشفتگی دهر ز ماتم عجب مدار
در عهد ماتمی که سر سروران نماند

عهد مصیبت است که شاه پیمبران
بی سوز گریه یکنفس و یکزمان نماند

دوران محنتی است که سلطان اولیا
یک لحظه خالی از الم بیکران نماند

آن صعب ماتمی است که خیر النسا از آن
فارغ دمی ز نوحه و آه و فغان نماند

پیر و جوان دهر چو طفلان بگریه اند
لذت ز زندگانی پیر و جوان نماند

از زندگی خلق جهان در تعجبم
بعد از چنان قضیه که جان جهان نماند

ظل الله آنچه گفت ازین درد شمه ایست
کز سوز و درد قدرت شرح و بیان نماند

من مراثیه

دوران غم ز ماه محرم رسیده است
هنگام آه و ناله و ماتم رسیده است

وله

نزدیک شد کہ دود برآید زنہ فلک — بر چرخ بسکہ آہ دما دم رسیدہ است
ظل شد از مصیبت سلطان کربلا — تاب سخن نماند بس غم رسیدہ است
واحسرتا کہ فتنۂ دوران زحد گذشت — رنج و بلا شاہ شہیدان زحد گذشت
واحسرتا کہ بر شہ دنیا و دین حسین — بیداد اہل فتنہ و طغیان زحد گذشت

من اشعارہ الهندی

چلی چندنی مین جب لٹک ہو ہمارا — اُو تن عکس دیپی چندر تہی آیا را
ریسی جس سیا مین پریت ہم سجن کے — بن اُسکی پریت کچ نہین اُس پیا را
جنے سائین کی عشق کا مد پیا ہے — نکر سی اُو سی ہور مستی اُو تارا
جلوی مانی ہے سائین کے حسن جہت تہے — اُسی نین نہ نپنتہ مین جگت سارا
پیا نور بستا ہے منج دل جہک مین — کہ جس نور رہتی ہے سورج آ اُسکا را
سکی ہیو چنتا لگتا ہے ہمن کو — سجن بن نکر سی ہے ہور کوئی نوا را
نبی صدقے قطبا کا من تج سون لاگیا — کہ آپ جیو مین تیرا کیتا ہے ٹہا را

وله

پیا سانولا من ہمارا بہو لایا — نزاکت عجب سبز رنگ مین دکہایا
رنگیلی دھڑی ادہریون سہائے — کہ آپے نک سون جگ کنگیلیان ریجہایا
تہسی اُس کنول مکہ تہی جہڑتے بین ہو تی — تو اُس شاب ہوتی سون جگ جگ جگایا
نبی صدقے قطبا سون مل مد سجن جب — پیو آپ شیانسون نو گل پانہ بایا

وله

سوا آئی ہے لنکہ بہی ٹہنڈکا لا — پیا بن سننا تا مدن بالی بالا
رہن باسکی سن پیا باج دیکہی — ہووے تن کون سکہ جب ملے پیو بالا
سجن مکہ ششی باج اُو جالا نہ بہاوے — بہلایا ہے منج جیو کون اُو اُجالا

جو رات آوے چند نکی منجکو ستاۓ
کہ چندنا منجی نین نین سوں لالا

نبی صدقے قطبا انند آنسوں رلکر
اپس سائیں سوں ہوی جم مد پیالا

ولہ

سجن سیری چنچل آہی پیم ما تا
سکلیاں کوں پیا بات رنگین سنو بہاتا

میری چنت کرتے ہیں ساجن پیرت سوں
اُسیتی سا اپرہ سوں ہیں سنا تا

ولہ

چندا ہیں عید کی بشارت دکھایا
بہوان سیتی ساقی اشارت دکھایا

آ ہر ید کی گھر کوں کلف تہا سو نگر
سو کی کیلی کھل دل عبارت کہایا

گھروں سیوہ یک چیت سوں مد پیکایں
کہ منجانے کا شیخ اجازت دکہایا

محمد نبی فیض تھی عید آ کر
محمد قطب کوں صدارت کہایا

ولہ

سو مناں خوشیاں کرو ہی آج دن بہبود کا
مرتضی بارہ اماماں عید ہے مسعود کا

مصطفے ہور مرتضی اس دن میں کینے ہیں ظہور
جن کرے یو عید او طالع مسعود کا

جوش ابر رحمت اس جگہ پہ ہوا فیض بار
شیعیاں کی تیں اتہا وو دن بکر بہبود کا

جب نبوت کا علم سیدا ہوا انت ہت جھڑے
طاق کسری تب نشان لیتا عدم مفقود کا

فارس کا آگن بوجہا جب میگہ رحمت برسیا
شرک تن کیتا جگت تیں آگن نمرود کا

چاردہ معصوم کی ہیں داس جتنی تہی نبی
پیشوا حضرت نبی کا تہا سو تیں داود کا

جب نبی صدقے ہوا ہے داس قطب شہ کا
دو جگت میں ترکماں کا قبلت محمود کا

ولہ

خوشیاں کرو سوالیاں سنت سوں آیا
پیہو دہات انند سوں عشقنا سنگات لیا

اوّل برات روزی روز ید فیر دو نہی
اس بعد عید قرباں جس تہی دو جاگ اگہایا

شاہاں میں تہ عالی قطب شہی ہوا لی
سنت رسول عالی چہند بند سوں گنایا

صدقے نبی ترکماں جم راج کر تون بہشتان
شاہ علی نبی تہے منگ تیج شہی دلایا

ولہ

جو شبرات جھلک سون جگمین آیا — تو سب جگ اُس جھلک تھی جگمگایا
شرف شبرات تھی سب رات پائی — شرف سب رات تھی شبرات آیا
تجلی یون دیا حق قطب شہ کون — کہ تسکون دنتھی روشن کر پایا

ولہ

خدا کی کرم سیتی شبرات آیا — خوشیان کا اجالا جگت مین دکھایا
براتان لکر آیا سارے یانکی خوش ہو — خوشیان عشق تا نسون کہ جگ جاب جگایا
اماماں مہیا ہے محمد قطب پر — نبی ہور علی کے دریا سون سُہایا
نبی صدقے امرت سرا قطب شہ کون — سو ساقی کوثر پیالی پلا یا
کھٹو رپر سدا ہے سبحان کا اُجالا — تو خلق سر کرے رحمان کا اجالا
اُس طور کا سو تھا را مانند بہشت ہے — اُس نور تل چھپیا ہے اسمان کا اجالا
اس محل کون سو دیکھت بہک پیاس کا جاوے — جا تو جھلکتا وان شہ مردان کا اوجالا
قطبا نبی کے صدقے آنند کر اُس محل مین — بستا ہے اسمین شیر یزدان کا اوجالا

ولہ

چھبیلی سون لگیا ہے من ہمارا — کہ اس بن نہین ہمن یک تل قرارا
صبوری کو نہین ہے ٹھار دل مین — صبوری کیون کرے سو کر تہارا
سیا کرنا کرے معشوق آپے ہو — کہونا کیا کرے عاشق بچارا

ولہ

اُٹھو آئی مدن سو ہمن پیارا — پیرم سو کھینچتا انچل کنارا
پیا کون پاوون پر جیا منا وون — نہین دوما نتا کہیا ہمارا
بسنت کھیلین عشق کے آ پیارا — تمھین ہین چاند مین ہون جون ستارا
بسنت کھیلی ہمین ہور ساجنا یون — کر آسمان رنگ شفق پایا ہے سارا
نبی صدقے بسنت کھیلیا — رنگیلا ہور رتیا ترلوک سارا

صباحی او مکھ دیکھہ پینا شراب
فرح بخش ساعت مین لینا شراب

تیری حسن تھی دان دی شاہ کون
او مکھ کی عرق تھی سو پینا شراب

عشق ساز کی تار مطرب بجاو
کہ قانون تانان مین لینا شراب

وله

ازل تھی نبی جب قطب پیو تا
تیہری پیالی سون ساقی دینا شراب

وله

جب سجن دیکھو تون آتا میرے خواب
راتدن نہ سون کم اتا میرے خواب

میرے رون رون تھی بدل نم دو مین
چاند سورج تون دیکھا تا میرے خواب

وله

جگت حسن مین ہے تیرا حسن محبوب
مین طالب تیرا ہون پیارا تون ہے مطلوب

تیرا حسن یوسف سون کرتا ہے لاف
تیری آرزو مین ہین عاشق جو یعقوب

مدن مست بدن مست سجن مست پڑی
ہوی مست کیون مست لگن مست پڑی

نظر تجھ ہے کیا تماشا کا حاجت
نہین سبز خط آنگی خضر کا حاجت

میرا دل ہے زر الفت کا کارخانہ
نہین مجکون بازار والا کا حاجت

ہمن مدعا مدعی نا بوجھے کچھ
نکو بحث کر نہین ہے غوغا کا حاجت

قطب شہ تیرا زرگری کوئی بوجھیں
کہ اس علم مین نہین ہے دانا کا حاجت

نہنی کے ناز مستی یکلکہ سر تھی ہوا آسیت
بہوت نیکا برا کا مدعا کا کام اسیچ ہے ست

قطب شہ شہان مین ہے شہنشاہ خدا کا
گھڑے ہین رشتہ انس جان دو و زبان یک

اس بہمنی ہندو کا کس پر سر کرون شکایت
نین لیکھی ہین مورخ تاریخ اس حکایت

بیدام اسکا خدمت کرتا تھا ہوا اپنی دیس سون
دیتی ہین دام انکون ہور کرتی ہین عنایت

وله

بدن مست بدن مست سجن مست پڑی
ہوی مست نین مست لگن مست پڑی

میرا دل ہے زر الفت کا کارخانہ — نہیں منجکون بازار روا لا کا حاجت
ہمن مدعا مدعی نا بوجھے کچھ — تمکو بحث کر نہیں ہے غوغا کا حاجت
قطب شہ تیرا زرگری کوئی نہ بوجھین — کر اس عالم مین نہیں ہے دانا کا حاجت

وله

نھنی کی ناز مستی دیکھہ کر سر نہی ہوا مست — بہوت بیکارا کا مدعا کا کام منج مست
قطب شہ سب جہان مین ہے شہنشاہ ہے خدا کا — کہڑے ہین جگ مست انس جان و وریان بید

وله

اس نھنی ہندو کا کس پر کرون شکایت — نین لیکھی ہین مؤرخ تاریخ اس حکایت
بے دام اُسکا خدمت کرتا ہون ہی دل سون — دیتی ہین دام انکون ہر کرتی ہین عنایت

وله

منج جیو منی ازیتی ہے جانا کا احتیاج — غم کی جنگل منی آہی رضوان کا احتیاج
دو جہان مین حق حبیب اپنا تمن مین نبیا — قطب شہ مسکین کون دیون ہمت پکڑ شاہان کا تاج
نبی صدقے محمد قطب شہ سیس — تہی برجیس اپیا بخت کا تاج

وله

سکی آج پیالا انند کا پلا منج — دیا قوت او بہار کی مستی خدا منج

وله

ہویدا ہی ہوا جون جان بکر ید — کیا سب جگ سون آباد ان بکر ید
جنت سکی سو لالان نعمتان سون — کیا تازہ جگت کا جان بکر ید

وله

ور سنی ہوا ئی ہے پریان کی عید — شہ ور رس نگت ہوئی حوریان کی عید

وله

صحبت پیالا پریان لی کھڑیان — دیسی یون آسمن مین جیون سور جمشید

وله

بکر ید عید آیا صلوات بر محمد — آنند علم اُچایا صلوات بر محمد
بارا امام پنجتن کا مہر جم ہما ہو — منج سر پچھا تو چھایا صلوٰۃ بر محمد

وله

شہد و شکر نبات تھے ہے تج ادھر لذیذ — لاگی تو قند سر کون سو جون شکر لذیذ

وله

سکی تج زلف ہے جیوان کی آخذ — درسن تیرے کی ہین رتنان کی آخذ

علی ناماں سو کھیا یو غزل قطب   علی ناداں بہی سب کا ناں کی اخذ

وله

سورج چاند کوں کیوں کروں تج برابر   ہمن نین کا نور ہے توں پریوش

نبی صدقے قطب سوں راستی ہے   اگرچہ ہے آدک اُو نارا و باش

وله

منج تج مین جیکیچ از ہے کس سعن بکراہی فاش   ابرار ایسا نین جو کین کی چاکری ٹہہار فاش

ازبس اکت مین آہین نازک تیری تو نون اوسر   سبو سیانکی نشانیاں کئی او لعل شکر پاش فاش

ہوئی تج نین تپلی دل مین رقاص   سدا منج نین کے منزل مین رقاص

قطب شہ پایا ہی ہے بہادر   ہوئی آپ ناچ تہی کا ل مین رقاص

دلی دکن کی شاہی پنجتن خاص   نبی صدقے ترکمان کو میا تہی خاص

وله

ازل تہی ہے مجھے خوباں سوں خلاص   ابد لگ مج ہے محبوباں سوں خلاص

نبی صدقے قطب شہ یکجہت ہے   سدا دہرتا ہے تو خوباں سوں اخلاص

وله

سکی تو ہر گھڑی منج پر نکر غیظ   محبت پر نظر رکھہ کر بسر غیظ

نبی صدقے تجی سوں ہے خدا کی   قطب سوں آگلے لگ چھوڑ کر غیظ

وله

عشق پچھوالانوں گوندہی ہے مرصع   توہی چو نیا تسوں کیتی ہے مرصع

نبی صدقے سو ترجگ دیکھہ کہتی   قطب شہ کا سو مجلس ہے مرصع

وله

ہمارے دوستاں کوں توں بہتاوے جنت   ہمارے دشمن کوں اگن یا سمیع

وله

چنچل مکہ تیرا دیکھہ ڈہلتا شمع   سو عاشق تیرا ہو کہ ڈولتا شمع

تیرے حسن کوں دیکھہ شرموں سیتی   غش کے بہانے تہی گلتا شمع

وله

مروت میٹھی زبانی ہے یار کا متاع   خوش شکل خوبصورت بدار کا متاع

وله

انی بار ہے اس جگمتی تج مکہ عجب روشن چراغ   دیکھی نہیں جنوں کہیں اس بانکا نہ کہیں چراغ

اندان سیتی بہی آیا مرگ سال
دندان پامال عزیزان ہوے خوشحال

کنارے آسمان کے ہین شفق رنگ
دندان ماری گئی اچھلیا رگت لال

نبی صدقے نکو کر غم توں قطبا
علی ہور آل دائم تیری رکھوال

قطب مولود کرتا دیکھ امنگ سون
نبی سہیلا پی گا یا مرگ سال

تیری دو نین ہین مدمست متوال
تیری دو گال ہین خوبی کے گلال

جہان ہے سیمیا کا نقش اس تے
کہے ہین عارفان سب اس کون تمثال

نبی صدقے قطب ہم عیش کر عیش
کہ تج دربر کہڑے ہین فتح و اقبال

ولہ

ہونگ آرسی مین دیساہی سچ آپ نام
جسکو نجہا یقین سون لکھی من کے پائے کام

ستان کون جاگے چہو تین اسنی
نہین غلط یہہ بات انوکن ہی رہا جام

انجانی مین جوانی گیا پند نا سنا
قرآن ہور حدیث سون کہیے کر کلام

ولہ

نبی کے صدقے سرو تازا ہے جم
او جایا ہے یا نو چمن مین علم

سکندر کون تہی آرسی جم کون جام
تیری ہمت ہی دریپن ہور جام جم

ثابت رہ آپ کام مین دنیا کون نہین وفا
آدم کیا ہے کوہ سراندیپ پر مقام

ولہ

مرتضی سو لود آیا ہے بہوت نور استین
جبریل نے وار طبقان لیائی حوران استین

شاعران بیچارے تیرا وصف کہنی کان سکین
مین بندہ عاجز ہون تم وار و کربان تین

ولہ

ساقیا آ شراب ناب کہان
چند کی پیالی مین آفتاب کہان

مد کی پیالیان کا دور پہرتا ہے
نقل مد کا کہان کباب کہان

ولہ

پیا تج آشنا ہون نین تو بیگانہ نکر مجکون
رتی نین نکر تی تج یاد بن توں تا بسر مجکون

نبی صدقے قطب شہ کون نہیں آدہار کا حاجت
کہ دو تو جگمگتی آو صار ہے خیر البشر مجکون

ولہ

دنیا و دین کا حق سنگار یا علی تون
سب اولیا کی سنگا اسرار یا علی تون

ولہ

دو لب تیرے رنگیلی یاقوت کون دے رنگ
لی بھیک رنگ عقیقاں نگین ہوئی یمن میں
باریک تج کمر دیکھ باریک ہوا ہون جون بال
ویسا نہیں کوئی تار باریک پیرہن

ولہ

سنو لوگ میری پرم کی کہانی
کہ پیلا ہے رنگ عاشقی کی نشانی
تمن عشق میہ پایا ہے منج بالی بالا
کہ ہوی ہون تمن پیم ہون دیوانی
محبت کے لذت فرشتاں کو نہیں ہے
بہشت سعی ہون مین سو لذت پچھانی

ولہ

خدا داد و محل کون محمد سنوارے
تو اُس میں جنت کی نگاران نگاری
بلندی محل کا ہے آسمان جیسا
سورج چاند تارے سو اس ستی نگاری
نہ اُس جگ میں دیکھی کوئی ایسی محل کون
مگر دہرت پر قدسیاں لیا کہ تہاری

ولہ

پہل بن رخ یار خوش ندیسی
بن مد پچھلی جہاڑ خوش ندیسی
گشت چمن و ہوائے کلیاں
بن پیالہ کنار خوش ندیسی

ولہ

عشق کی پتلی ہے گوری رنگیلی
چتر ناریاں نین رستی ہے چھبیلی
نبی صدقے قطب شہ سون او پیارے
پیرا او حسن کا کر آکہ سہیلی

ولہ

پیارے پرم ناز سستی سہاتی
آپس حسن سون عاشقاں دل بہلاتی

رباعی

اے بار خدا اپنی درویش کون بخش
مجکون سو محمد علی کے کیش سون بخش
دشمن کون تون توڑ دوستاں کون تون نواز
دشمن کو نکر رحم سبہی خویش کون بخش

ظل اللہ ۔ محمد قلی قطب شاہ

بقول مولف گلزار عنا و صبح گلشن وغیرہ محمد قلی قطب شاہ بانی شہر حیدرآباد کا

تخلص ظل اللہ ہے ۔ مولفین کا قول خلاف واقع ہے اسلئے کہ فقیر مولف کے پاس سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی و والی حیدرآباد کا دیوان فارسی و ریختہ موجود ہے دیوان مذکور قلمی قدیم خوشخط ہے اس سے معلوم ہوا کہ موصوف الیہ صاحب ترجمہ کا تخلص فارسی مین قطب شاہ و ریختہ مین معانی ہے ۔ چنانچہ اشعار ذیل فارسی ریختہ سے واضح ہوگا ۔ اور واقع مین محمد قطب شاہ برادرزادہ محمد قلی قطب شاہ کا تخلص فارسی مین ظل اللہ ۔ اور ریختہ مین قطب شاہ ہے چنانچہ قبل مین مذکور ہو چکا ہے ۔ نہین معلوم مولفین کس وجہ سے غلطی کے گڑھے مین گرے ہین شاید محمد قلی قطب شاہ و محمد قطب شاہ مین تمیز نہین کیا ہوگا ۔ دونون کا مصداق ایک ہی ذات کو سمجھا ہوگا یا مولفین کو دونون کے دواوین ریختہ و فارسی دستیاب نہوئے ہون گے نہین تو ایسی غلطی نکرتے ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔ پس صاحب ترجمہ کا ذکر حرف قاف مین بیان کرنا چاہیئے تھا لیکن فقیر مولف نے اظہار غلطی کے لئے یہان گزارش کیا ۔ معذور سمجھکے نشانۂ ملامت نہ بنائین ۔ واقع مین صاحب ترجمہ کا تخلص فارسی مین قطب شاہ ہے کبھی کبھی غزل مین تخفیفاً قطب ہی پر اکتفا کرتا ہے ۔ اور ریختہ دکنی فارسی آمیز مین معانی تخلص لاتا ہے ۔ آپ یعنی صاحب ترجمہ ابراہیم قطب شاہ کے فرزند بزرگ ہین ۔ والد کے فوت ہونیکے بعد بارہ برس کی عمر مین تخت نشین ہوئے ۔ ملک تلنگانہ کو عدل و انصاف سے آباد کیا ۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ تھا ۔ علم دوست و ہنر پرور تھا باوجود انتظام امور سلطنت تحصیل علوم کے شغل سے باز نہین رہتا تھا ۔ علمائے دربار سے درس جاری رکھتا تھا ۔ رات دن مین ایک خاص وقت علمی مذاکرہ کے لئے مقرر کیا تھا ۔ اسی سلطنت کے زمانہ مین تحصیل علوم

وفتوحات ممالک سے فارغ و فائز المرام ہوا۔
فرشتہ و مولف قطب شاہیہ نے لکہا کہ ابتدائے سلطنت مین بمقتضائے عالم شباب
بہاگمتی طوائف پر فریفتہ و شیفتہ ہوا تہا۔ ہزار سوار اُسکی پیشی مین ملازم رہتے تہے
وہ روزانہ دربار مین تجمل و طمطراق کے ساتہہ آمد و رفت کرتی تہی۔ اسکی شان امیرانہ
تہی۔ اسکا دربار شاہانہ ہوتا تہا۔ امرائے دولت و اعیان مملکت اسکی خدمت مین
سلام و مجرا ادا کرتے تہے۔ عقیلہ و فہیمہ تہی۔ حسن و جمال مین رشک زہرہ و مشتری
ناز و انداز مین غیرت حور و پری تہی۔ فقیر مولف نے اسکی تصویر سلطان محمد قلی صاحب
ترجمہ کے دیوان مین دیکہی واقعی تصویر کے دیکہنے سے مورخین کے تحریر کی تصدیق
ہوتی ہے۔ اسکے حسن و خوبی کے بابت جسقدر قلم فرسائی کی ہے واقع کے مطابق
ہے جس نے تصویر دیکہی مولفین کے مبالغہ و اغراق کو خلاف واقع پر حمل نہین کیا
تاریخ نظامی و قطب شاہی کے مولفین نے لکہا کہ صاحب ترجمہ نے اپنی محبوبہ بہاگمتی
کی فرمائش سے گولکنڈہ سے چار کوس کے فاصلہ پر موسی ندی کے کنارے ایک شہر
آباد کیا اور اسکو اپنا دار السلطنت بنایا اور اسکا نام بہاگ نگر رکہا۔ محبوبہ جب تک زندہ رہی
بہاگ نگر نام بہی زندہ رہا۔ جب وہ فوت ہوگئی علما و فضلا کی نصیحت سے اس نام
کے رکہنے سے پشیمان و شرمندہ ہوا۔ نام مذکور کو بادشاہی حکم سے منسوخ کرکے
حیدرآباد نام رکہا۔ اور منادی کردی کہ کوئی نام سابق کو زبان پر نہ لائے۔ نہ فرامین
و نقاویم مین قلم سے لکہین۔ اگر کوئی خلاف حکم کریگا مستحق سزا ہوگا۔ لیکن زبان
خلائق نقارہ خدا ہے خلائق مین بہاگ نگر ہی رہا نہ حیدرآباد۔ فی زماننا بہی
ہنود تلنگے و کہنڑے اپنی پوتہیون و بہاشون مین حیدرآباد کو بہاگ نگر ہی

لکھتے ہیں۔ سرکاری دفاتر قطب شاہی میں بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور اہل اسلام
بجائے بھاگ نگر حیدرآباد لکھنے و کہنے لگے۔

یہہ بادشاہ نہایت ہی خوش اخلاق و نیک صفات تھا۔ اور رحیم و رؤف تھا۔ بخلاف
شاہان سلف بھائیوں و قرابتداروں کے ساتھہ حسن سلوک کرتا تھا۔ اور ان کو
اپنی مصاحبت و مقاربت میں رکھتا تھا۔ اور مصاحبانہ سلوک فرماتا تھا۔ اعزہ
واقارب بھی شکریہ ادا کرکے مطیع و فرمانبردار رہتے تھے۔ مدۃ العمر کبھی کسی نے
بادشاہ کا خلاف نہیں کیا۔ یہہ ایسی عطیہ الٰہی تھی کہ شاید کسیکو نادر نصیب ہوئی ہوگی
شاہ میرزا میر جملہ کو موقوف کیا۔ چند روز قید میں رکھہ کے وطن مالوفہ اصفہان
روانہ کیا۔ میرزا کشتی میں سوار ہوا۔ ابھی منزل مقصود کو نہیں پہنچا تھا کہ کشتی
میں فوت ہوا۔ یہہ واقعہ سنہ ۹۵ ہجری میں واقع ہوا۔

میر جملہ مرحوم نہایت ہی لائق عالم فاضل تھا۔ شہر حیدرآباد میں چوک اُسکے ہی نام سے
آباد ہوا تھا۔ اس لئے بنام میر کا چوک مشہور ہے اُسی چوک کے قریب میر کا عالیشان
دولتخانہ تھا۔ فی زمانہ وہ اصلی دولتخانہ باقی نہیں رہا۔ لیکن دولتخانہ کی صرف کمان
موجود ہے جو بنام شاہ میر کی کمان مشہور تھی عوام کثرت استعمال سے اُسکو
سوکھے میر کی کمان کہتے ہیں۔ شاہ میر مرحوم کے بعد میر مومن استر آبادی کو جو قدیم سے
وکیل السلطنت تھا مختار کل کیا۔ تمام مہمات کا انتظام میر کی رائے پر چھوڑ دیا اور خود
فراغت سے عیش و عشرت میں مصروف ہوا اور اس شعر کو زبان حال سے پڑھتا تھا۔

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

اغریو سلطان سفیر شاہ عباس بادشاہ ایران کی تشریف آوری کا ذکر

سلطان محمد قلی قطب شاہ مثل جد و پدر شاہان صفویہ سے حسن اخلاق و اعتقاد رکھتا تھا۔ بنائے علیہ شاہ عباس صفوی بادشاہ ایران نے اپنے معتمد اغریو سلطان کو سنہ ۱۰۱۲ ہجری مین سفارۃً قطب شاہ کی خدمت مین مع نامہ و تحائف روانہ کیا جب مشارالیہ گووہ بندر مین پہنچا تب مخبرین نے اسکے تشریف آوری کی خبر معروض کی۔ قطب شاہ تشریف آوری کی خبر سے نہایت خوش ہوا۔ سیادہ پناہ میر ضیاء الدین محمد نیشاپوری کو سفیر کے لانیکے لئے مع تشریفات شاہانہ و مدد خرچ لائق بندر مذکور روانہ کیا۔ سیادت پناہ نے بندر مین پہنچ کے سفیر سے ملاقات کی۔ اور سفیر مذکور کو ہمراہ لیکر قطب شاہی دربار کے طرف متوجہ ہوا۔ ہر منزل و مقام مین سفیر کی تعظیم و تکریم ہوتی تہی۔ اور ضیافت و مہمانی کے رسوم تکلف کیساتھ ادا کئے جاتے تہے۔ جب دارالسلطنت کے قریب پہنچے۔ قطب شاہ مع لشکر و امیران سلطنت استقبال کے لئے برآمد ہوا۔ محمد نگر کے قریب اغریو سلطان سے ملاقات کی۔ سفیر نے شاہ ایران کے طرف سے محبت و اتحاد کا اظہار کیا۔ اور بادشاہ کا محبت نامہ و تحائف نفائس پیش کئے۔ تحائف ذیل تہے۔

ایک تاج مرصع۔ و کمر مع خنجر مرصع و چالیس عربی گھوڑے بازین و لجام مرصع و چند عباہائے زربفت اور پانسو طاقہ مخمل و اطلس زربفت و بارہ جوڑ قالین اور بارہ زرہ وغیرہ تحائف ایران۔ قطب شاہ بہت خوش ہوا اور شاہ ایران کی عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ اور سفیر کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ مکان

پر فضا میں اعزاز سے اُتارا۔ اور سفیر کے ہمراہیوں کو بھی تشریفات لائقہ سے
سربلند کیا ہمراہی سو سوار تھے۔ اتفاقاً سفیر کو چھہ سال تک مہمان رکھا۔ سالانہ
دو لاکھہ ہن سوائے انعام خرچ دیتا رہا۔ اور قنبر علی خادم معتمد کو مع تحائف و ہدایای
لائق شاہ ایران کی خدمت میں بھیجا۔ پھر اغرلو سلطان کو مع سلطان قلی طالش
کو باتحائف و اقسام مرصع آلات بھی روانہ کیا۔ اور صفویہ سے محبت و اتحاد
کی بنا مستحکم کی۔

عمارات قطب شاہی کا ذکر

قطب شاہی کے مولف نے لکھا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ صاحب ترجمہ تعمیر
عمارات کا شیفتہ تھا۔ اور اُسکو محلات رفیعہ کے بنانے سے نہایت ہی دلچسپی
تھی۔ مندرجہ ذیل عمارات بنا کیا تھا۔ فی زماننا اُنمیں سے بعض موجود اور
بعض معدوم ہیں۔

الٰہی محل۔ باغ محمدی۔ نبات گھاٹ۔ عمارت کوہ طور۔ ندی محل۔ لنگر دوازدہ آئمہ
و مسجد جامع و مدرسہ و خانقاہ و دار الشفا۔ و حمامات وغیرہ
مسجد جامع و مدرسہ و خانقاہ موجود ہے۔ اور دار الشفا و حمام کا نام بھی
باقی ہے۔ میر ابو طالب ناظر الممالک نے گوشوارۂ دکن میں لکھا کہ تمام عمارات
کی تعمیر میں ستر لاکھہ ہن خرچ ہوئے۔

خیرات کا ذکر

مساجد و مدارس و خوانق و لنگر دوازدہ آئمہ کے اخراجات کے لئے ساٹھہ ہزار
ہن سالانہ وقف کردیا تھا۔ یہہ رقم محرم کے بعد مجاورین و خدام و طلبہ کو

تقسیم ہوتی تھی۔ علاوہ وقت سالانہ غرہ محرم مین طلبہ و علما کو بارہ ہزار ہن عطا کرتا تھا۔ اور تمام افسران سپاہ و رعایا و لشکر کو ماتمی سیاہ لباس سرکار شاہی سے دیا جاتا تھا۔ اور دو مقام مین الاوہ ہزار طاقی آباد کیا تھا۔ ہر الاوہ پہ علما و ارکان سلطنت گریہ و ماتم کرتے تھے۔ اہل ماتم کو دس روز تک کہانا اور ہر ایک کو ایک ایک ہن دیا جاتا تھا۔ خوب ماتم ہوتا تھا۔ واویلا واحسرتا کا شور و غوغا زمین سے آسمان تک پہنچتا تھا۔ قطب شاہی بزرگ کے مولف نے لکھا کہ اسی بادشاہ تخت نشین ہونیکے بعد کروڑ گیری و زکوٰۃ معاف کردی تھی۔ سالانہ تخمیناً دو لاکہہ ہن کی آمدنی ہوتی تھی۔

بادشاہ کے اخلاق کا ذکر

یہہ بادشاہ نیک سیرت و نیک محضر تھا تینتیس ۳۳ برس سلطنت کی مدۃ العمر کسیکو اپنے ہاتہہ سے قتل نہین کیا۔ معاملات قتل و قصاص کو قضاۃ کے سپرد کر کے حکم دیتا تھا کہ خوب غور و فکر کے ساتہہ حسب الحکم شرع شریف قتل و قصاص کا حکم نافذ کرین۔ بادشاہ کے زمانہ مین ایسا عدل و انصاف تھا کہ زن پیر دیرینہ سال بیخوف و خطر بالائی زر ہاتہہ مین لئیے ہوئے جنگل و صحرا سے گذر جاتے تھے۔ کوئی رہزن و ڈاکو مزاحم نہین ہوتا تھا۔ علما و فقرا کو بہت چاہتا تھا۔ اور اُن کے علم و فضل کی بہت قدر کرتا تھا۔ اُسکے زمانہ مین اکثر علمائے ایران جمع ہوگئے تھے۔ بادشاہ کے حسن اخلاق نے عرب و عجم مین ایسی شہرت پائی کہ اکثر علمائے فرس و عرب دکن مین آئے اور متوطن ہوگئے۔ بادشاہ کی عنایت سے وطن کو غربت اور غربت کو وطن بنا لیا دکن مین ایسے جمے کہ مرکے اُٹھے۔ فی زماننا اُن بزرگان سلف کے باقیات الصالحات

موجود و یادگار ہین۔ اسی بادشاہ مرحوم کے عہد مین میر مومن استرآبادی نے کربلائے معلی سے خاک شفا جہازات پر لادکے منگوائی اور شہر کے اندر ایک مقام مین اُس متبرک خاک کو زمین پر فرش کردیا اور اُس مقام متبرک مین مومنین امامیہ کے لئے دفن کی اجازت دی۔ اور چند اشخاص مُردے کی تکفین و تغسیل کے لئے مقرر کئے اور انکو سرکار سے انعام و وظائف معین کرایا وہی اشخاص غسّال کے لقب سے مشہور ہوئے فی زمانناً انکی اولاد سے بہی یادگار موجود ہین اور آبائی پیشہ پر قائم ہین۔ وہی مقام میر مومن کے دائرہ کے نام سے معروف ہے۔ اسی بادشاہ نے عامہ خلائق کے لئے حمّام بنوا دیا اور حمّام مین ولّاک و اصلاح ساز و سامان غسل بہی مہیا کردیا تہا۔ غربا و مساکین سے کچہہ حق الخدمت نہین طلب کرتے تہے۔ ہان امرا حمّامچی و خدام کو بیحد انعام دیتے تہے۔ تمام شکرگزار رہتے تہے۔ دیکہو بادشاہ رعایا پروری کا کسقدر خیال رکہتا تہا کہ رعایا کے مطالب اپنے مقاصد پر اختیار کرتا تہا۔ کبہی تن پرور و آرام طلب نہین بنتا تہا۔ جفاکش و متحمل المزاج تہا۔ سادات و اہل بیت کی بہت خدمت کرتا تہا۔ دربار مین سادات و علما کو نشست کی اجازت دیتا تہا۔ کورنش سے جو نیم سجدہ کے مساوی ہوتی تہی معاف رکہتا تہا

بادشاہ کی دختر نیک اختر کی شادی

بادشاہ کو سوائے دختر کے کوئی اولاد نہین تہی محمد قطب شاہ برادرزادہ کو فرزندی مین لیا تہا تعلیم و تربیت کے بعد بعالم شباب ۱۰۱۶ہجری مین برادرزادے کی شادی دختر نیک اختر سے نہایت تکلّف و تجمّل کے ساتہہ کردی بیشمار زر و جواہر و خلائع فاخرہ و عطیہ وافرہ سے خلائق کو سرفراز فرمایا۔ قطب شاہی مولف نے لکہا کہ بیس ہزار خلعت

گران بہا عہدہ داران و ملازمان سرکار شاہی کو عطا فرمایا خلعتین تمام مخمل و زربفت
و اطلس خطائی و دیبائی رومی کی تہین اور علما و شعرا کو بہی انعام و اکرام سے سربلند
کیا۔ ایک مہینہ تک روزانہ شادی مبارک کے جشن منعقد ہوتے رہے عیش و عشرت
کی مجلس کا ہنگامہ خوب گرم رہا رقص و سرود کا آوازہ آسمان برین تک پہنچا۔ نائے و نوش
کا شہرہ بلاد دکن مین شہرت پذیر ہوا۔ طوائف الملوک سے نظام الملک بحری و عادلشاہ
بیجاپوری و عمادشاہ براری شریک جلسہ تہے۔ پادشاہ نے مہمانان اعزہ کی خاطرداری
و مدارات مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ باہم خوب لطف و مزے سے خوش
ہوتے رہے۔ بتقریب مبارکبادی عروسین پر زر و جواہر تصدق کئے۔ خدم و حشم زر و جواہر
سے مالامال ہوئے طوائف الملوک کے امرا و خوانین و اکابر و اشراف و سلاحداران
و لشکریان بہی صلات وافرہ و عطیات متکاثرہ سے معزز و مکرم ہوئے۔ شادی
تمام ہونے کے بعد برادرزادے کو اپنا ولیعہد بنایا۔ وزرا و امرا و سپاہ نے ولیعہدی کو
تسلیم کیا۔ اور نہایت خوشی سے شاہزادے و شاہ کو تہنیت کی نذرین پیش کین
اور مبارکبادی کی رسم ادا کی۔ شعرائے سلطنت و علمائے مملکت نے مدحیہ قصائد
و دعانامے پیشکش فرمائے۔

حدائق السلاطین کے مولف نے لکہا کہ محمد قطب شاہ اکثر اوقات شعرا و علما کے ساتہہ
ہم صحبت و ہم جلسہ بنتا تہا۔ شعر و شاعری و مذاکرۂ علمی سے دلچسپی رکہتا تہا۔ مراتب
نظم و نثر مین عالی رتبہ و بلند پایہ تہا۔ فارسی و ہندی دکنی دونون زبان مین کلام
موزون کرتا تہا۔ کلام شیرین با مضامین رنگین مملو و مشحون ہوتا ہے۔ آپ صاحب الدیوان
ہین۔ انتہی کلامہ۔ فقیر مولف کے نزدیک قطب شاہ کے دونون دیوان فارسی و ہندی دکنی

خوشخط قدیمہ موجود تھے۔ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوگئے۔ لیکن اشعار منتخبہ میری یادداشتون مین درج ہوچکے تھے موجود ہین۔ یہان ناظرین کے ملاحظہ کے لئے درج کرتا ہون۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ کی وفات

سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین بادشاہ مرض الموت بخار مین مبتلا ہوا۔ اور ڈہائی مہینہ تک بخار کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ معالجہ حکمائے یونان و مصری کیا گیا لیکن علاج و دوا موثر نہین ہوتی تھی۔ آخر بمصداق کل من علیہا فان بتاریخ ۱۷ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی کے طرف رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کسی شاعر نے وفات کی تاریخ کہی ھو ھذا

ماہ تمام ملک بزیر نقاب شد　　آب حیات خلق دریغا سراب شد
سروے ز بوستان معانی فرو شکست　　برجی ز آسمان مکارم خراب شد

دولت سرا و حرم سرا مین اعزہ و اقارب خدم و حشم آہ و بکا کرنے لگے۔ اعیان دولت و ارکان سلطنت کثرت رنج و غم سے حیران و پریشان ہوئے۔ وکیل السلطنت میر مومن استرآبادی نے شاہزادے محمد قطب شاہ ولیعہد کو تخت نشین کرکے۔ بادشاہ مرحوم کی رحلت کی خبر شایع کی۔ اور اس امر کی بہی منادی کردی کہ ولیعہد تخت نشین کیا گیا یہہ تخت نشینی اس خیال سے کی گئی تہی کہ کہین فتنہ و فساد برپا نہو جائے۔ پہر سب امرائے دولت و ارکان سلطنت علما و مشایخ جمع ہو کے مرحوم کی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے۔ تجہیز و تکفین و تغسیل کے بعد لنگر فیض کے مقبرہ مین اس بادشاہ مرحوم کو دفن کیے

بہر روز سوم فاتحہ خوانی کے بعد دربار عام منعقد کیا گیا۔ حسب رسم سلاطین بہمنیہ شاہزادے کو تخت نشین کرکے امراو وزرا و علما و شعرا و رعایا و سپاہ نے نذریں دیں اور خوشی کے نقارے بجوائے اور سلامی کی توپیں فیر کی گئیں۔ شعرا نے مبارکبادی کے قصائد پیش کئے۔ انعام و صلات سے سرفراز ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

با شمع بگو گرمی دیوانہ خود را — کاتش زندا زرشک تو پروانہ خود را

ہوش و خرد از پائے در افتند چو مستان — چون سر بہ کشی نرگس مستانہ خود را

مستان محبت بدو عالم نفروشند — کیفیت نہ جرعہ پیمانہ خود را

با یاد تو عاشق نکشد منت خورشید — بستم دور و در روزنہ خود را

گر جملہ جہان پر شود از گوہر یکتا — خواہیم ہمان گوہر یکدانہ خود را

اے قطب شہ آخر رہ مردان رہ عشق است — مردانہ ہمی رو رہ مردانہ خود را

ولہ

نے لب لعل بتان بادہ حرامست مرا — لب میگون بما چون سر جامست مرا

با سر زلف تو سودائے سیاہی دارم — اینچہ سوداست کہ با زلف چو شامست مرا

بر سر کاکل تو مرغ دلم بند شدست — خال تو دانہ آن زلف چو دامست مرا

ہر زمان از پی دیدار تو آیم بدرت — بر سر کوی بلائے تو مقامست مرا

ولہ

ملک محبت کہ داد خواہ ندارد — ملک چنین ہیچ بادشاہ ندارد

گر ہمہ عمر نظر بروئے تو باشد — دیدہ تحیر حسرت نگاہ ندارد

ولہ

منکر زاہد نہ ایم و زہد ولیکن — دل سر دیروائے خانقاہ ندارد

بین کہ چہ طوفان آتش است ز عشقش — آئینہ دل کہ تاب آہ ندارد

تکیه گه قطب شه چو دگران نیست — جز کرم دوست تکیه گاه ندارد

وله

حرفی ز لب یار شنیدیم شنیدیم — صد شکر که این باده چشیدیم چشیدیم

مردم همه در دهر بیهوده دوارند — گر دردسر از باده کشیدیم کشیدیم

اعجاز محبت منگر کم درین راه — بی بال و پر از شوق پریدیم پریدیم

این بس که تماشای گلستان تو کردیم — گر میوهٔ وصل تو نچیدیم نچیدیم

هرچند که وحشیست دل آن نیست که گویم — از یار ستمگر چو رمیدیم رمیدیم

ای قطب شه از درد دل خویش چه گویم — مشتاق تر از خویش ندیدیم ندیدیم

وله

در ره دوست و لا نیست ضرر دانستم — سخن اهل غرض بود خطر دانستم

خوش بجد داشت دلم گر تو وفا می آید — شکر یاری که ترا یار دگر دانستم

تا برخسار جهان سوز تو کارم افتاد — روش سوختن آتش تر دانستم

فتنه می بارد ازان چشم تو هم میدانی — از چه کم میکنی بشوخ نظر دانستم

قطب شه دوش که در گلشن کوی تو بودم — ذوق کیفیت مرغان چمن دانستم

وله

بدور خط از حشمت کم نشد شوخی و صیادی — که این دام دگر شد بهر دلها خط آزادی

دران وادی که آتش می شود گلشن در آزادی — هزاران جنت است اینجا چه دوزخ این وادی

اگرچه نیست پیش بعدل و داد شاهان را — ازان رنجیده تر باید بعاشق از تو بیدادی

بملک عشق از سد سکندر کس نمی گوید — درین ملک بهار رو ندارد دست بنیادی

شهزادی ها که دل از زیر کنار عمرها دارد — فدای آن خرابی باد معموری آبادی

دلی کز دوست نالان شد پریشان گشت چون شد — مسلمانان بما هیچکس دوست فریادی

غم یاری که در دل قطب شه دارد عجب نبود — گر از خاک درش بهر زیار گلشن شادی

نقل دیوان محمد قلی قطب شاہ متخلص بمعانی بچہار لوح و ہر لوح با تصویر بخط مولانا زین الدین علی خوشنویس حضور بزبان دکنی

کل ہو تو نور دیدہ بستو شتاب تہا
اس نگہ شہر اب و دشت مرا آفتاب تہا

تا دیس اس تماشہ تک سو ر نور دوست
مین رو نہ تہا سو یون کہ او وقت خواب تہا

مجلس نہ ہزار پر سجا نہ شکل
جیو اس میان بصورت معنی خراب تہا

ہوا وزیر ڈونک نیں جو پیگا نہیں سو دہاک
دیوانہ سیین آگ برہ نہی کباب تہا

ساقی تو آہ گرم معانی کی نہیں نہ سنج
اس کیا ہی قتیار گناہ شراب تہا

وله

دلا منگ خدا کن کہ خدا کام دیگا
تمن کے مراداں کی بہری جام دیگا

دو عالم کے درواز کہلی ہین عیش کی خاطر
جی کوئی اپنی نام سون دل رام دیگا

جسے دل مین محبت علی و آل علی نہو
اسے خون جگر دارو نے ناکام دیگا

نکہیا غم تو زمانے کا تیرا کام خدا سون
ہر ایک سنی مین تجکون بلند نام دیگا

اپن بخت حقیری نہی کدین دل مین نکر غم
تجے دارو نے صحت سون شفا جام دیگا

رقیباں کی دکہون سینی قطب شہ تون نکر غم
خدا سارے رقیباں کی گلی دام دیگا

وله

سب قتیار میرا تج ہات ہی پیارا
جس حال سون رکہیگا ہے او خوش حال ہمارا

بلبلاں آنجہو سون ہوون پک پلک سون جہاڑو
جی کو جب سو لیا وے تک پہول کا تمہارا

تج عاشقاں مین ہوتا جنگ و جدل سو سب دن
ہے شرع احمدی تج انصاف کر خدا را

تج خیال کی ہوس تہی ہی جیو ہمن سو زندہ
او خیال کد بجاوی ہم بہر تہی تک بہارا

جب تون لکھیا قطب شہ محبت آپ دل ۔۔۔ ہے شش جہت مین تجکون حیدر کا تو دہا

نبی کی دعا تھی برس کا ہنسنہ پایا ۔۔۔ وله ۔۔۔ خوشیان کے خبر کے دمامے بجایا

پیاہون مین حضرت کے حق آب کوثر ۔۔۔ تو نشاہان اپر مجہ کلس کر بنایا

میرا قطب تارا ہے تاریان مین نجل ۔۔۔ تو مجہ پر فلک رنگ کا چتر چھایا

فلک دور تمنے سو منڈپ اُچا کر ۔۔۔ جرئت سب ستاری سون اسپر چڑایا

سورج چند آپی تال ہو کر بجین تب ۔۔۔ مندل ہو فلک تم نمایان بجایا

کرے مشتری رقص مجہ بزم مین نت ۔۔۔ برس گانٹہ مین زہرہ گلیان گایا

کلیان عشق کی مجہ مین کھلا کر ۔۔۔ پہولان تمکی دل بوستان تھی گنوایا

میرا گلستان تازہ اس تھی ہوا ہے ۔۔۔ مجہ اُس باغ میوہ دَہ دَم کھلایا

دندی دشمنان کو سو یکجا ملا کر ۔۔۔ سو اسپند کے پاتران کرنا چایا

خدایا معانی کی امید بر لیا ۔۔۔ کہ جیون سانت کی ہیونتی جگت سب اکہایا

خدا کی رضا سون برس کا نہ آیا ۔۔۔ سہس شکر کر تون برس گانٹہ پایا

دعائے امامان تھی مجہ راج قائم ۔۔۔ خدا کی زندگانی کا پانی پلایا

گل مصطفی ستی سہرا گندا کر ۔۔۔ مجہ اُس گل کا سہرا حمائل بنایا

تیرے ہوشان کی حقے مین تھی لا مجکون دوا ۔۔۔ وله ۔۔۔ میرے دردان کون سدا تیہری شفا تھی ہے شفا

کیا غرض تجکون یہ بجھان سے ن پلا سانی ۔۔۔ غم تجھین عیش و خوشی کا ہے صفا ہور جفا

وعظ تیری تو سون معانی نہ ہیا ہے دل یارب ۔۔۔ کرو آمین نبی علی تھی اسکی دعا

دیکھو کہ کیون انو ہمنا سنین وفا ۔۔۔ وله ۔۔۔ یک تل نہین ہوا کہ کری ہے ہمنا ہی جفا

لکھی سو پایہ ہون نہین کچ پا نکا گناہ ۔۔۔ جن ظلم کے تو اسکون تھی یا درد بی دوا

کرتے ہیں دعوی شعر کا سب اپنی طبع سوں
بخشیا فصیح شعر معانی کی تین خدا

وله

سجن تجہ نگہ عرق بند بند بہت زور دستا اب
او ماہ جن کو ہی سو عاشقاں دستا اب

معانی قطعے کس عقر نگہ رمز نہانی پیو کا
کہی جی بسر مجلس کا سو سچلا چور دستا اب

وله

تکو پلا مجھی ساقی پیالہ بہر بہر کر
کہ پی نے ہیں ہمیں دائم پیا کہ اسکی دست

دلیل پایا ہوں تو زلف ستیں آب حیات
اچھی جو زندگی کا نہیں تیری زلف میں بست

تیرے خیال کی مرغاں ہوئی ہیں جاگ پنکہی
تمہاری یاد سوں نجہری انہی مرغ دل ہوئے بست

تکو کرو پنکہی تم بال پر سوں مغرور رہی
کہ پی پنکہاں ستی تم میں ہوا ہوں الست

تمہاری یاد بغیر نین ہے نرم سور نگین
کہ میری بہاگ لکہیا ہے اسے عیش ز راست

سدا تو مدح نبی و علی کہ کہتا ہے
معانی شعر تیرا تو لکہی ہیں دست بدست

وله

نگہ تیرا دیکہ کر ہیں آج مست
تیری نگہ کی تیں ہوا ہوں بت پرست

نگہ عرق ہیں زور مستی ہے عجب
تیری زردی ہیں رنگ لعل بست

وله

خال ہندو کا بہلا کر منج کیا ہے بت پرست
سب خیالاں اپنے کرتا ہے ہمن خیال پرست

اے معانی تون چہپا کر کاہی پیتا ہے شراب
کوتوالاں لکہہ ہے باتاں تیلیاں سن دست بدست

خورشید نگہ اوپر دسی ابرو ہلال عید
اس ابرواں کو سجدہ کیا ہے وصال عید

خرم خوشیاں سوں شیعو کی سینیوں بہرے ہے
ساقی پلا پیالہ کہ آیا کمال عید

تج خند کا شکر ہی منجی شیر خرمہ ہی ہین
شربت پلا آو ہنستیں کہلیا گلال عید

وله

خدا جیو کی جان کوں دکہیا بیک بار
دکہیاں عرضہ کر تجم کروں خوار و زار

سمند ناز کا گرد سر نا کر کر و
کہ انکہیاں دیکہتے سو ہوئے قرار

کرے کن دلیل و دلائل سوں عشق
دلیلاں ہیں الجہی ہیں عالم ہزار

جھلک مین شمشیر تھی تو نڈر
کرنالہ تیج ناز ریحان تھی جن
معانی دھاگا نبدے زلف سون
صوزبان ست سیری نبنان تھی کے مین باہر
باندیا احرام کہ تیرا کرونگا جیون سچ ن طواف
مین کتابان تو علم کیان پڑیا ہون بہشت ولی
سب کرو بل کر مبارکباد ی عید غدیر
مومنان کون شادی ہور خوشیان کا آیا ہی خبر
میزبانی عید کا جگ مین کنا وعیش سون
مدح کیتا کہون کہ آنگے مدح کون پایانی نہین
کر دعا تون بہیج صلوا تان محمد پر سدا
ہے محمد قطب شہ بارہ اماما نکا غلام
کھلیان مین کلیان بو مستی ستی جیون نو بہار
دیدار پر جب یدہو وے غنیمت وو گھڑی
تیری یادان سون معانی پیتا ہے پیالا مدام
موچن دکہائے جیو دلم خانہ خانہ کر
ای ضعہا کہ کل جو کیا تازہ ای صنم
ہاتف ندا کرے کر واے زمزم صبوح
بیداریم تمن سون ہماری کہانی ہے

نمک چاک کر ہم ہوئے اختیار
وو مجلس تھی کرناہی سکون بہا
اُسی تھی دی مصطفی وو انار

ولہ

جیوں مجنون ہوا سر تھی نمار زار
لعل تگ آنجہو ہمن کو نین ہوتا ماصر
گال خط مشکین جی تا پڑتہ نہ ہوتا آخر

ولہ

اُس حق تھی انکی سبھی خوشیان دسین اُس صغیر
تو خوشی کے بحر کون آ ملیا موج کبیر
سطریان لیا گرو گوا ورنگ ہور لاو عبیر
گرد انو کی نعل کا سرما کرین شاہ ووزیر
اِس دعا صلواۃ تھی ہوگا تجھے فتح کبیر
مین سو عاجز داس تیرا یا علی منج دستگیر

ولہ

مے پلا ساقی ہوا ہو مستی مین لی اختیار
سب گھڑیان نابو جھے ہے گھڑی مجکون شمار
اپنی پیاران ستین توڑو تمہین اُسکا خمار

ولہ

عشق تو مجہ تشم زن و مستی بہانہ کر
او غمزہ تازہ تازہ تیر عارفانہ کر
میرے دلم میانہ رمز نہانہ کر
او چشم ساحرانہ تیر اٹو نڈانہ کر

پیوستہ تو باد معانی عروس عیش
قلقل کی صوت بجتی ہے مجلس شہانہ کر

سندے سند جب کرے مجہ جان آرام پر
نا بات مصری سون ہین اُسکے جام پر

ساقی آ بارہا جام دے ہے او بہی آبحیات
پیکرا دہونا مین کرون رقاصی جہنت بام پر

نینا کے پانی مین سدا مجہ دل ترانے ہین کہ
کوڑیال پتلیان سون چہرا لیجاے استفہام پر

قصّاے جگمین لیلی مجنون ہور فرہاد کا
اب عشق سیر جلوہ کرتا ہے تیری پیغام پر

گالیان سنتی تو نازین مجہ یاد کرتا کر سنیا
اب دل کرون قربان اُس شنام کی انعام پر

ہم بت پرستی چھوڑ کر زاہد نکہ بوجو صمد
ہم کام مین نسخہ کیا غرض دنیا لا اب کام پر

دنیا کا حکمت نا بوجہین ہرگز جگیان علم سون
گاو تر تا عشق کا نس ون پیا کے نام پر

شعر معانی آن سندھی تی ہین جگمین جسن کی
ہری صد موتی جہیا آپ وارے ابرو نام پر

ولہ

سو رمن پیالے مین ساقی شراب پور کر
سو غم دیر سا کون یکدو قدح سون رکر

میرے خیال کہیل پر ہنستے ہین غلان سہدا
جا تو نچا تو کہیل کچ کہین پیا کے سور کر

باد سحر کتا کرے بیہودہ ی ورد ادوی
یکدو خبر خوشی کے لیا سو دل و جان بہتر کر

صبر مین ہاے نبجا صبر تون نیک جتن کہا
اب تون معانی عشق سون درد و دوا ظہور کر

ولہ

اندہاری شہر پر خورشید تابان تک رکر
آبہالان آہ کے داٹے ہین منج سینے دہر کر

کیا غرض سنتو بین تا زشتو کہی کا مہے منجکون
غروری آہ کرتے ہین کتنا اب حسن کے زرکر

کرنی ایران زمین پر بادشاہی تج بہلی ہے عجم
بدن کا نیان ہنستا ہون پیا تون نگہ سر پر کر

سو اُس نجہ پر نقاب سون کیتیان کون نور کرتا بند ہے
تسا داغ غلامی دے منجی جمہر مین عنبر کر

تمہارے عکس تہے روشن ہوا ہے چاند سب بین
وگرنہ زنگ کا ٹہکلا ہے تج بن خاک سر پر کر

غباری خط سو اُس کہہ پر عجب ہے جو بنجا ہے
سو بری اس ورق تا ساک ہے ہمت جوڑ ہر سر کر

ہماری آہ کی شعلیاں تھی پایا ہے شفق لالی   آسماں دود میری تھی پر چھایا ہے منظر کر
خدایا لطف کا باران بہیج اُس شعلے کے اوپر   کہ جیوں نمرود کی آتش میں براہیم سرور کر
رقیباں کہنیاں سنکر ہماری ہوتے ہیں حیران   معانی آپنے دل میں علی کا مہر مظہر کر

ولہ

شیعیاں کا عید پھر کر آئیا ختم غدیر   دو جہان روشنی پایا سو اُس عید کبیر
آیت قرآن نازل جیوں ہوا حضرت کہ تین   مرتضیٰ ہیں اِس جگ میں جیوں محمد بی نظیر
انبیا ہور اولیا میں حق کیا تمنا بڑا   سچ تمیں داماد پیغمبر ہیں علام الخبیر
مصطفےٰ کے مرپر سہر پہیں دہرن آیا چندا   مرتضیٰ فرمان سون پھر کر آئیا مہر منیر
دین دنیا دونی میں حضرت تھے قائم ابد   دو جہان کی حکمتاں میں ہے تمہی روشن ضمیر
کل عالم سب تمن خدمت کون باندہی ہیں کمر   منج بندہی بیچارہ کون باندہ کمر ہو دستگیر
ازازل تہی ہے غلام مصطفےٰ قطب امان   منج غلام کمترین کون دست پکڑ دیا امیر

ولہ

ہمیں ہیں بے ہنر ہوے نظر یار   ہنرداراں ہیں دیسیں گے ہنردار
نظر منج پر الٰہی کا ہوا ہے   توجہ لی تھی ہیں شہاں سب تیرے دربار
دنیا کا پہول اُپچیا ہے جفا سون   آپنہ مین رکھہ خدایا منج اُس آزار
محبت مَی دِسی اُس مکہ صفا مین   ہمن پیالے مَی مَی بہر ساقی گلنار
دیا استاد منج تعلیم کچہہ ہور   ہمیں کچ دیکھہ کر باندہی ہیں زنار
صراحی کے اوپر پیالا چھپا ہے   کہ اُس چھپی تعبیر چھپے ہیں بیکار
وردوجا نے حکیم خوب دانا   ہمارا درد کیا بوجھیں گے اغیار
معانی پر نظر اُس یار کا ہے   سدا اُس نہ سون بیدار دیدار

ولہ

سو نظر سامنے نہیں ہے یار   نین پانی مین تیرتا دلدار

پلک پرین پلک جیتا موندون
قبلہ کا تپتہ نہ کوئی دکہاوسے سراج
سامری سحر مین جتا کہ کرون
دارو کرتے ہزار وضع طبیب
عشق ناگر کیا زمین دل کا
بارہ ہیری جہاڑ کون یارب
ہے معانی گنہ گار بندا

ولہ

شکل باغ پانی تہی ہوتا ہے پرور
سند ریت کون دیتے ہین تم روا جان
تیری یاد کا بحث تم ستین کرنے
ہوا ہے ہمن قصہ یک بی ستین بند
بلاتے منج او ناز مین مست ہوکر
کلا قند نابات کا کیا کرون گا
صفا نکہ تہی پیتا ہون ہمی رعنائی
تیرے نکہ کے پانے پہ ظلمات ہے وہ
تیرے عشق کے نیر تہی مین ہون زندہ
معانی کی ثنا خان کون ناباتہ لاگیا

ولہ

قرآن کی ہے آیت ستین رجت کر
تج دیکہ کر بہلی ہین سب کا فرو مسلمان

وون بھی نکلی بہرا پہالی مار
منجکون جو نہ بہر نماز بیک قرار
باطل السحر ہے سجن در کار
تون دکہا غمزہ ناز سون یکبار
سٹون آ نجہو کہ ہوی شجر دربار
پہول پہل ہوتے تا سبہی گلزار
رکہہ محبت نظر سون تج دربار
ہمن شاخ بن پانی ہوتا ہے سرور
کہ تجانہ نمنے ہے ٹوٹے ہمن سر
ہمن جلسیت تا سکت وو کرتا ہے عرعر
جی کوئی تبسم نا جانے ہے خبر تہی کہتر
سدا رکہہ یارب دوستی کا شکر
سو تکہ پہولی تہی باندہیا گیا قند تہر
تو و بدیان سون لڑتا ہے منج اختر
ندستا کہان ہون اللہ اکبر
ازل تہی سے ہوا ہے یہ روزی مقدر
وو میٹہائی رکہتی ہین شہران مین گہر گہر
اس نیتہ مین ہون دوانا لیجا منج اسکی دوار
نا جانون ریت کیا اسکا ہی گرم بازار

شرع محمدی کون لیاؤ وہ ہمارے میانے — حک کر عمر کی بنیادن تھا و سفیانکی طومار
آیا ہے وقت مہدی ہادی جگت میانی — جسکون اچھی سمجھنا اُسکون کھلین گے اسرار
اس یا دین ہے جنکوئی اُسکو نہین کدہین غم — غم تو نکہا معانی تجکون خدا ہے غمخوار

ولہ

پیالہ کہ تھی چھوٹا شراب منور — پلا یکدو پیالی ہمن ساقی بھر بھر
چکا نقل ہوٹان کا مستی سون منجکون — خوشی سات غم کون ابسار ونگا از سر
نسیمی سبے شرم نور مین ہے رہوا نج — ہنسٹ کو ردل اُس سون ہووے برابر
تیرے کام مین کام را کہیا ہون مین تو — دیا عشق نتا باشی کے منجکون چادر
منجی آگ کوئلیان کی کرسی نہ تاثیر — تیرے عشق کی آگ کا ہون سمندر
براہیم کا قصہ پہچیا ہے جگ مین — نکو لیاؤ بھی کوئی کہانی آذر
عشق کے مناری اوپر جیو دل سون — معانی کہی بانگ اللہ ہو اکبر

ولہ

تم ہمن ہین کی باتان ہوئیان تہیان رات سب — رات کیان باتان صبا مین پہنچین تن ضمیر
تیج تخلص ہے معانی معنی کے گنج سون بھریا — تو محمد سیم تھی پایا دو عالم کا سریر

ولہ

آتھنی سانولی پر کیا ہون نظر — خبر سب گنوا کر ہوا بیخبر
تیرا قد سرو نکلی جب چھند سون — و تن جوت منجکون دِسن جیون قمر
یون سیتی ہت راکھی ہے آپ کمر — سورج چند نمن جھکی وو زر کمر
مین اس نعر سون لبدیا ہون کیا عجب — وو جگ روشنی پایا کس نین خبر
تو وورہی ڈراوے منجی وورتھی — وو کیا بوجھی سو دل مین ہے تو نگر
معانی کے باتان تھی جھرتا نمک — جی چاکھی کہے ہے نمک سون شکر

ولہ

نازک تھنی بالی محبت مین سونا جانی ہنوز — لو جین تجل جھلکین لی بارمی نہ پہچانے ہنوز

نہ پرسوں من بھرتی نہین شیشے سر بھرتی نہین — پیالی مین مد کرتی نہین عرض نا فی ہنوز
امیں تج تیرا آسے تج قول کون سیرا آہے — معشوق تون سیرا آہی جانے نہ دل لالی ہنوز
نہین بن کی کہیں ہولان نہین با مرا دیترا ان نہین — کہ صانتین بھولان نہین آپ سرخ نا جانی ہنوز
قطب زبان کون جان تون کی نبی بچن سن آن تون — دہی عشق گرمی ان تون کیتا آپس تا فی ہنوز

وله

سبز رنگ پر دیا ہے سبزہ ہوا مستی جیز — آرزو مد جو وہی منج جیو مین تہی جیون گلریز
دائرہ نا وحریفان پکری ہین دنبال — ہوش سون رکہہ قدم کاتی مین تج بتینہ پرہیز
کیون چھپا ہوین ہمین حی پہلان گلزار مینے — کہ صراحی کرے قلقل اُس اوپر قاضی تیز
دنیا کے پہول مین تقین باس فنا کا نہ منشکین — کہ سبہی پہول کون جو بہر لگتی ہین کانٹے دکہہ انگیز
کہان کیخسرو دارا اسکندر جمشید — دل پیالی مین بہرین ساقی شراب لبریز
شعر تیرا در و گوہر ہے معانی سب مین — شعر حافظ کہ سرا اوپرا ہے تاج پرویز

وله

دیکھیا ہوں سپنہ کہ میخانہ کا ہو دربار — کرونگا شکر گزارونگا سو دوگانہ نماز
بجانی سو سمجھنہ کیا کم آویگا منج کون — ہمارا او ہی بچتر کہ آوے خم تہی آواز
ہمین سو سمجھ کرین او کرے برائی کی بات — سوال نادنی سنگ کرتا ہون وو در پر نیاز
تمہارے مکہہ کی کعبے کون جن طواف کرے — نہین ہے حاجت اُسی جاونی کون تا بحجاز
معانی آس نہین کیا بوجہین اہی میخواران — تماری بزم مین کرتی ہے شمع بات مجاز

وله

پیا مکہہ نوروز تہی ہے جاودان ہم عید ہم نوروز — سورج آو وحمل یا نہ عیان ہم عید ہم نوروز
مبارک ہین تمہری مکہہ نو سورج تہی ہوا پید — خزا جان لیکہ آئے ہین شہان ہم عید ہم نوروز
شہان آئی ہین زینت لگینے ہم بزم عشرت کا — شہان کا شاہ دیو دولتان ہے ہم عید و ہم روز
کیا کسوت زمین نوروز پہون سنو پلیان لال ستین یا — اوکسوت طرح کہ ہوتی آج ان ہم عید ہم نوروز

وله

محمد کی غلامی کا منج خطابی سبز بلندی هے / سوج کریا سون باندی سیا بیان هم عید هم نوروز

خوشیاں آئی کی محمد دور تهی منج گهر نندا سون / بهون کر شکر دائم ہیں سکهان هم عید هم نوروز

جشن نت نت عید هور جشن نوروز کا کیا جی / سو هی ما هی هور اتب پاتران هم عید و هم نوروز

سهیلیاں دوستاں گا دور غم کا سب اثر بهاگیا / نه پیا یا خوشیاں کا یو زمان هم عید هم نوروز

خدا منج بخت دولت کا هے سب سهان اوپر / تو منج دربار کرچین گجان هم عید و هم نوروز

پیا تج مدح بولیا نهو امید هور آرزو ستی / دیو تشریف گنج لامکان هم عید و هم نوروز

تمهاری صفت کهنے سے هوا منج شعر نورانی / او شعران کون پڑیں سب شاعران هم عید هم نوروز

تمهارا فیض بخشش کا بهوت هی عام خاصان پر / همن بخشو عشق کے لاریان هم عید و هم نوروز

دعا سون ختم کر رنگین غزل قطب زبان تون / کرین آمین ملک هور قدسیان هم عید هم نوروز

خدایا عید هور نوروز شادی کهه هور بیان / کرون تا خدمت صاحب زمان هم عید و هم نوروز

وله

ای خیال لیجا ود تو خبر میرے پیا پاس / منج تا ہین طلب زندگی کا نیر اس لیا پاس

ون رات اوجالا اچهی اوون تون دعا کر / مقبول دعا هو تیرا غم جاوے کر سب نهاس

وله

راز نس کا هم ستی کهنا هوس / تیری بات انکار کا سننا هوس

کی کچی کلیاں بهری باغان ستی / رس کی کلیاں باغ تج چننا هوس

بزم تیرا دستا هے رنگین بهشت / کهه و باتاں پیالے سون کهنا هوس

کونلی ڈالی کون لگے پهل رنگ رنگ / اس پهلاں سیتی طرا گندنا هوس

سب بهشتی حور اس باساں جیوں / روح کون اس باس هے سنگنا هوس

شاعران پڑتے معانی شعر لیک / شعر حضرت مدح پر پڑنا هوس

وله

هوا هے فرح بخش هور ساقی سرکش / سمند ناز پر باندی ہیں کس پو ترکش

سو اُس لعل کا گرد عنبر ہے جیو کا — وو خوشبوئی سنگ ہے تی عطار بخش
سورج چاند کوں کیوں کروں تج برابر — ہمن مین کا نور ہے نوں پڑہی وش
معانی ریا ترک کر عیش سوں آچہ — کہ پکڑیا ہے تج ہات انچل سبز وش

ظفر شیخ محمد برہان اورنگ آبادی

ظفر تخلص شیخ محمد برہان نام۔ آپ اورنگ آبادی المولد والمنشا ہین۔ سن شعور و تمیز کے بعد آپنے کتب درسیہ متعدد اساتذہ سے پڑہین۔ فارسی عربی مین استعداد کامل حاصل کی۔ اور عروض و قافیہ و علم ادب حضرت آزاد بلگرامی سے اخذ کیا معرکہ سخن سنجی مین ظفر مند و میدان شاعری مین فیروز مند تہا۔ آخر آپنے سنہ ہجری مین دنیاے فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی۔

من اشعاره

نبود شکوہ ز صیاد دل آزار مرا — گرد ہد موسم گل رخصت گلزار مرا
ہست گویائی من قدر جواب سائل — پاس تمکین خود م ساختہ کہسار مرا
ہمچو مجنون صنمم سر بزمین تسلیم — خم شدن بہر تواضع نبود بار مرا

ولہ

ورین عہد ست الفت بسکہ سامان جدائیہا — بغل گیری بود مقراض قطع آشنائیہا

ولہ

بے ادب بر شاخ گلبن آشیان خویش بست — خندہ می کردند گلہا بر شعور عندلیب

ولہ

بعوض بوسۂ لعلش دل و جان این ہمہ نیست — بدل طلعت او باغ جنان این ہمہ نیست
دل بسودائے سر زلف کسے رفت ز دست — گر نشد سود ورین کار زیان این ہمہ نیست
مشنو ای دل کہ بود زلف صنم تارے چند — پر حذر باش کہ پیچیدہ بہم مارے چند

نیست امیدم شود با آن پری صحبت برار
دست او رنگ حنا خیلی بآسانی گرفت
از وطن آواره گشتن هست استقبال مرگ
حاجت روائی عالم محتاج کس نگردد
گل از خدنگ ناز تو در خون طپیده
نقش قدم ظفر بسر راه تو دیده گفت
از عهد شعور می پرستم کردند
در گلشن ابتدا ز رسل نرگس
به بزم آتشین رویان دل دیوانه گم کردم
مبادا هیچکس یارب چو من آواره مجنونی

ولہ
من هوای بوسه دارم وز من دارد کنار
آرزو دارم چنین و درد است من قند نگار

ولہ
بر میا و رای شهر بهر خدا محمل ز سنگ

ولہ
بر شیشه تنگ باشد تقلید جام کردن

ولہ
نرگس بشوق دیدن چشم تو دیده
از دامن که ریخته گلهای چیده

ولہ
دیدند ز اهل هوش مستم کردند
چشمم شده وا جام بدستم کردند

ولہ
سپیدی داشتم اما در آتش خانه گم کردم
گر آبادی جدا افتادم و ویرانه گم کردم

ظہوری ۔ ملا محمد طاہر

ظہوری تخلص ۔ ملا محمد طاہر نام ۔ نور الدین لقب ہے ۔ ترشیزی الموطن ہے ۔ وطن مالوفہ میں سن شعور و تمیز کو پہنچ کے علما و فضلا کی خدمت میں کتب درسیہ سے فارغ ہو کے شعر و شاعری کی طرف راغب ہوا ۔ قدرۃً موزون الطبع تھا ۔ تھوڑی ہی مدت میں کلام موزون کرنے لگا ۔ اور کلام کو تشبیہات و استعارات کے زیور سے ایسا آراستہ کیا کہ کلام کا رتبہ درجۂ بلندی کو پہنچا ۔ شعرائے معاصرین اُسکے کلام کی داد دینے لگے ۔ اور اُسکی عظمت و بزرگی تسلیم کرنے لگے ۔ اسی طرح متاخرین نے بھی اُسکی بزرگی و استادی کو مانا ہے ۔ جہان اسکا نام لیتے ہیں عظمت کے ساتھ لیتے ہیں چنانچہ میرزا صاحب کہتا ہے ؎

صائب انتخاب سرو برگ این غزل　　　این فیض از کلام ظہوری بما رسید

تاریخ بیجاپور کے مولف نے لکہا کہ ظہوری کو فن شاعری مین ملا وحشی یزدی سے تلمذ ہے ظہوری کی طبیعت کیا تہی - بحر مواج تہی سخن سنجی کے میدان مین ایسی جولانی کی کہ اقران و امثال سے بڑہ گیا - نظم و نثر مین فصیح اللسان و بلیغ البیان ہے - اسکی نثر بے نظیر جواہر معانی کا گنجینہ اور نظم لآلی خوش بیانی کا خزینہ ہے - بازار سخن نے اسکی رنگین بیانی سے رونق تازہ - اور گلشن کلام نے اسکے شگوفہائے معانی سے شادابی بے اندازہ پائی - انتہی کلامہ -

بہارستان کے مولف نے لکہا کہ ظہوری کی گذر اوقات کا مدار کتابت پر تہا - باوجود علم و فضل مفلوک الحال تہا زندگی تنگی سے بسر کرتا تہا - عالی ہمت بلند حوصلہ تہا - مال و دولت کو محض لاشئی جانتا تہا - بذریعہ کتابت جو کچہہ دستیاب ہوتا تہا اُسی پر قانع و صابر رہتا تہا مشہور ہے کہ تاریخ روضۃ الصفا سو مرتبہ لکہہ کے فروخت کیا تہا - انتہی کلامہ -

مرآت الخیال کے مولف نے لکہا کہ تحصیل علوم کے بعد ظہوری کو سیر و سیاحت کا شوق پیدا ہوا - پس وطن مالوف سے برآمد ہوکے عراق عرب و عجم کی خوب سیر کی شعرا و علما کی صحبت مین مستفید ہوا - اسی سیر و سیاحت کے سلسلہ مین سیر کرتے ہوئے ۹۸۸ ہجری مین وطن مالوف سے بلدہ بیجاپور دکن مین پہنچا - تذکرہ ہمیشہ بہار کے مولف نے لکہا کہ اولاً احمدنگر مین پہنچ کے ملک قمی نزیل احمدنگر کے پاس فروکش ہوا ملک قمی اُسوقت بیجاپور سے سفارۃً احمدنگر مین آیا تہا - ملک قمی نے ظہوری کے ساتہہ مہمان نوازی مین کوتاہی نہین کی - اور ظہوری کی محبت کو دل مین متمکن کیا - جب ملک قمی نے احمدنگر سے بیجاپور مین مراجعت کی تب چند روز کے بعد ظہوری بہی بیجاپور مین پہنچا - اُسوقت ابراہیم عادل شاہ وہان

حکمرانی کرتا تھا۔ حکیم الحکما میرزا محمد یوسف بیجاپوری کے مکان پر فروکش ہوا حکیم صاحب مہمان دوست و غریب نواز تھے۔ آپکا خوان کرم کشادہ تھا۔ اکثر غربا آپکے دولتخانہ پر مہمان رہتے تھے۔ آپ مہمانون کی خاطرداری و مدارات نہایت خندہ پیشانی سے کرتے تھے۔ حکیم صاحب نے ظہوری کے ساتھہ حسن سلوک فرمایا۔ اور مہمان کو عزت و آبرو سے عزیز مکان مین رکھا۔ اور مہمان نوازی کے حق کو کامل طور سے ادا کیا۔ چند روز کے بعد ظہوری صاحب ترجمہ نے حکیم صاحب کی مدح مین ایک قصیدہ طویل لکھا۔ اور اشعار مین کنایۃً ممدوح کے نام کی طرف اشارہ کیا ہے اور اسمین اکثر اصطلاحات علم طب بتقریب حسن طلب درج فرمایا ہے اور اپنے حالات افلاس کا بھی اظہار کیا ہے۔ شعرائے سخن فہم اسکے ہر ایک شعر کی داد دیتے ہین۔ جو شخص علم طب کے اصطلاحات سے واقف ہوگا۔ قصیدہ کے مطالعہ سے محظوظ ہوگا۔ حکیم صاحب نے اسی قصیدہ کے ذریعہ سے ظہوری کو بادشاہ عادلشاہ کے دربار مین باریاب کرایا۔ اور اسکو فقر و فاقہ کے شکنجہ سے آزاد فرمایا۔ اب مین قصیدہ کے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ **ھو ھذا**

خموش چون شوم از غیب می کنند ندا	کہ لب مبند ز مدح اجلّۃ الحکما
مسیح عصر شفا خضر وادی الہام	مسمّی خیر خلائق عزیز مصر بقا
زہے کریم نہادی کہ در نئی گلشن	نیافرید خدا نون متصل بابا
چراغ بزم ضمیر تو ثابت و سیار	گیاہ گلشن جود تو سدرہ و طوبیٰ
عجیب نیست کہ از یمن نبض گیری تو	باعتدال جہد نبض موجۂ دریا
بعلت یرقان طمع گرفتارم	عجب نباشد اگر زر باشدم سیما

زمانہ ریختہ شور آب چشم در حلق — چرا اسیر نباشم بقعر جذاحشا
ہمیشہ شدہ افلاس بر جگر دارم — کہ غیر شربت دینار نیست میل دوا
چہ حالتست کہ ہرگز گلوی روزی من — نمیشود زکمند خناق فاقہ رہا
ندید در تپ ہجران یار بستہ دہن — کسے ز شربت عناب لب شکرش گہی شفا
دہد بجائے سقنقور بخت بد کافور — چسان بحجلۂ دل آورد عروس جا
چرا ہمیشہ نباشد دہان عیشم تلخ — کہ مستحیل شود غم بمرہ صفرا
نیافت مادہ احتیاج ہنوز — تمام عمر تلف شد بہ پختن سودا
کجاست مسہل سقمونیای بود کہ شد — ز بلغم لزج خلط ممتلی اعضا

کل قصیدہ ابتدا سے انتہا تک اصطلاحات طب پر شامل ہے۔ قصیدہ کے اشعار ستر اسّی ہین۔ ابراہیم عادل شاہ ظہوری کی ملاقات سے بہت خوش ہوا۔ خلعت و منصب سے سرفراز فرمایا۔ خود عادل شاہ سخن فہم و علم دوست تھا شعرا و علما کی بہت ہی قدر کرتا تھا۔ چنانچہ میر سنجر معمائی کاشی ابراہیم عادل شاہ کی مدح مین کہتا ہے ؎

دو شاہ شاعر پرور بلند نام شدند — نخست والی غزنین دوم خدیو دکن
رسد بعہد تو شاعر بپایہ ملکی — زہے نوازش شاہ و زہے ظہور سخن

اس شعر مین ملا ملک قمی و ملا ظہوری کی طرف اشارہ ہے۔ ظہوری کی لیاقت و مہارت دیکھکے نہایت ہی خوش ہوتا تھا۔ اور ناز کرتا تھا کہ میرے دربار مین ایک ایسا فرد فرید آیا کہ کہین رؤسا ہند کے دربار مین اسکا نظیر نہوگا۔ اکثر ظہوری کو اپنی مصاحبت مین رکھتا تھا۔ باہم مالک و مملوک مین ایسا اتفاق و اتحاد تھا۔ جیسے باہم اعزہ و اقارب قریبہ مین ہوتا ہے۔ اس غریب اتحاد کو حاسدین دیکھکے رشک و حسد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ

ظہوری عادل شاہ پر فریفتہ ہے ۔ اور عادل شاہ بہی اسپر شیفتہ ہے واقع مین ظہوری بادشاہ کی قدردانی و جوہر شناسی دیکہہ کے بادشاہ پر قربان ہوتا تہا ۔ ستائش نامے و قصائد مدحیہ لکہہ کے پیش کرتا تہا ۔ عادل شاہ صلات و عطیات سے سرفراز فرماتا تہا حاسدین رشک و حسرت سے جلتے تہے ۔ پس ظہوری نے تہوڑی ہی زمانہ مین عادل کے خوان احسان سے بیشمار مال و زر جمع کرلیا ۔ دنیوی مراتب و مناصب سے سربلند ہوا ۔ ملک قمی نے جو دربار عادلشاہی مین معزز شعراسے تہا ۔ ظہوری کی لیاقت و استعداد و ترقی خداداد دیکہہ کے محبت و اتحاد کی بنا باہم قائم کی اور اپنی دختر نیک اختر سے مولانا ظہوری کی شادی کردی ۔ مولانا کو دامادی کی عزت سے معزز کیا ۔ پہر خسر و داماد مین باہم ایسا اتفاق ہوا کہ دونون باہم تالیف و تصنیف مین شریک ہتے تہے ۔ اور صلات و انعامات کو بالمناصفہ تقسیم کرتے تہے ۔ چنانچہ ظہوری خوان خلیل کے دیباچہ مین لکہتا ہے کہ (قبل ازین در پیرائش گلزار ابراہیم و اکنون در گستران خوان خلیل سہیم عدیل ملک الکلام ست الخ) بہارستان کے مولف نے لکہا کہ ظہوری نے ابراہیم عادلشاہ کے نام پر خوان خلیل و گلزار ابراہیم و کتاب نورس مولفہ عادل شاہ کا خطبہ لکہا ۔ عبارت نثر و نظم کو تلازم تشبیہات و استعارات بل مبالغہ و اغراقات کے ساتہہ ایسا آراستہ کیا کہ شعرائے نازک خیال اسکی بی نظیری و عدیم المثالی کو مانتے ہین اسکا ہر ایک فقرہ مسجع و مقفی ہے ۔ جامع معنی تازہ و شگفتہ ہے ۔ یہہ نثر سہ نثر ظہوری مشہور ہے دکن و ہند مین منتہی طلبہ کے درس مین دائر و سائر ہے ۔ اور ظہوری کا ساقی نامہ جو برہان نظام شاہ بحری کے نام سے لکہا ہے مرغوب طبع سخن سنجان نازک خیال ہے ساقی نامہ مین سخنوری کی خوب داد دی ہے چنانکہ تمام ارباب سخن کا اتفاق ہے

کہ ظہوری کا ساقی نامہ تمام شعرا کے ساقی ناموں پر فائق ہے کسیکا ساقی نامہ اسکا مقابل نہیں ہوسکتا ہے بخشی الملک ہمت خان ولد اسلام خان بخشی عالمگیری نے تقریبًا اساتذہ کے ایک سو بیس ساقی نامے جمع کیے کسیکا ساقی نامہ اُسکے ساقی نامہ کا ہمسنگ و مقابل نہیں ہوا۔ انتہی کلامہ۔ کلمات الشعرا کے مولف سرخوش نے بخشی الملک کی نقادی بہ نسبت ساقی نامہ از روئے فخر اپنے طرف منسوب کی۔ کہتا ہے کہ مین نے ایکسو بیس اساتذہ کے ساقی نامے جمع کیے لیکن کسی استاد کا ساقی نامہ ظہوری کے کلام کا مقابل و ہمسنگ نہیں ہوا الا فقیر سرخوش کا ساقی نامہ جو بنام عالمگیر بادشاہ ہے دوش بدوش و پہلو بہ پہلو ہے انتہی کلامہ۔ واقع میں اگر انصافًا دیکھا جائے تو ظہوری کا ساقی نامہ چیزے دیگرست و سرخوش کا ساقی نامہ چیزے دیگر۔ دونون مین فرق بین ہیچو آسمان و زمین ہے جو شعر و سخن سے دلچسپی رکھتے ہین وہ خوب اس فرق کو سمجھتے ہین۔ اور تمیز کر سکتے ہین۔ واللہ اعلم بالصواب ذیل مین بطور نمونہ ہر ایک کے ساقی نامہ سے چند چند اشعار گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مطالعہ سے تمیز کر لین گے۔

اور سرخوش وغیرہ تذکرہ نویسون نے لکھا کہ جب ظہوری کا ساقی نامہ برہان نظام شاہ والی احمد نگر کی خدمت مین پیش ہوا تب برہان شاہ نظام الملک نے باوجود ناآشنائی سخن سنجہائی نقادی زر و جنس سے لدے ہوئے صلہ و جائزہ بہیجا۔ جسوقت یہہ صلہ پہنچا اسوقت قہوہ خانہ یا حمام مین بیٹھا ہوا تہا اور قلیان کشی و قہوہ نوشی مین مشغول تہا۔ ہرکارون نے صلہ مذکور پیش کرکے قبض الوصول طلب کیا۔ فورًا پرچہ کاغذ پہ مستغنیانہ لکھدیا کہ تسلیم کردند تسلیم کردم۔ بعضے تذکرہ نویسون نے لکھا کہ کل صلہ کی نقدی حمامچی اور حمام کے خادمین کو تقسیم کردی۔ عرفًا کل کا تقسیم کرنا نادر معلوم ہوتا ہے

واقع مین اسمین سے کسیقدر معتدبہ رقم دیا ہوگا۔ تذکرہ نویسون کا قول مبالغہ سے خالی نہین ہے۔ والعلم بحقیقۃ الحال عند اللہ۔

ابراہیم عادلشاہ کی توجہ و قدردانی سے ظہوری نے ہندوستان دکن مین خوب شہرت پائی۔ اسکی نظم ونثر کے چرچے شعرا کے مشاعرون مین ہونے لگے۔ جب ۹۹۹ھ ہجری مین اکبر بادشاہ نے ابو الفیض فیضی کو دکن کی سفارت پر مقرر کیا۔ فیضی حسب الحکم دکن مین آیا۔ سفارت کا کام نہایت خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین ایک عرضداشت بھیجی اسمین ملک دکن کی کامل رپورٹ لکھی اور اسی عرضداشت مین لکھا کہ احمدنگر مین دو شاعر خاکی نہاد و صافی مشرب ہین۔ شعر و سخن مین رتبہ بلند رکھتے ہین۔ ایک ملک قمی ہے جو لوگون سے کم آمیزش رکھتا ہے تنہائی کو پسند کرتا ہے دوسرا ملا ظہوری رنگین کلام خوش اخلاق نام ہے ہر ایک آستان بوسی کا مشتاق ہے اور عرضداشت مین یہہ نقل بھی لکھی کہ ملا ظہوری نے مجھسے نقل کی کہ ایک روز شرفاء مکہ معظمہ باغ مین مجتمع تھے اور افراد بنی آدم بھی حوض پر بیٹھے ہو ہم صحبت تھے اور باہم مکالمہ کا دور چل رہا تھا سلسلۂ کلام مین ایک بزرگ ماوراء النہری نے کہا کہ فردا یعنی بروز قیامت اسی طرح حوض کوثر کے چارون کونون پر خلفائے اربعہ بیٹھکے مومنین کو آب کوثر پلائینگے۔ اسوقت ایک شیعہ جسکا نام محمود صبلغ نیشاپوری کھڑا ہوا کہا اے نامعقول کیا بکتا ہے حوض کوثر مدور ہے اسکے ساقی علی مرتضی ہین۔ یہہ فقرہ کہکے فرار ہو گیا۔ انتہی کلامہ

مولانا آزاد بلگرامی فرماتے ہین کہ بتقریب حوض کوثر جو احادیث مین وارد ہوا ہے گزارش کیا جاتا حوض کوثر مربع ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی نے کتاب بدور السافرہ مین لکھا ہے کہ اخرج احمد والبزار عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا علی الحوض انظر من یرد علی والحوض مسیرۃ شہر وزوایاہ علی السویہ یعنی عرضہ مثل طولہ الخ انتہی کلامہ۔ تاریخ بیجاپور سے معلوم ہوا کہ ملک قمی ملا ظہوری کے [illegible]

احمد نگر فیضی کے ملنے کے لئے آئے تھے۔ فیضی کے قیام تک احمد نگر میں سکونت پذیر رہے اکثر اوقات فیضی سے ملتے تھے باہم مکالمہ و مشاعرہ کا خوب دور چلتا تھا۔ فیضی کو دونوں کی ملاقات سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا۔ دونوں فیضی کے ہم خیال و ہم مشرب تھے۔ دونوں نے اپنے دیوان فیضی کو ہدیۃً دئے۔ فیضی نے نہایت خوشی سے دونوں کے تحائف نادرہ کو حسن قبول سے لیا۔ دونوں کا شکریہ ادا کیا اور مطالعہ کی کتب میں رکھا۔

خزانہ عامرہ میں آزاد بلگرامی نے لکھا کہ ظہوری عرفی کے درمیان مؤانست و مودت کا سلسلہ جاری تھا۔ ایک دفعہ ظہوری نے ایک شال کشمیری عرفی کے لئے تحفہ میں بھیجی۔ شال معمولی درجہ کی تھی ہدیہ کے لائق نہ تھی۔ عرفی نے شال کی ہجو میں یہہ ایک رباعی لکھی ؎

این شال کہ وصفش نہ حد تقریر است　　آیات رعونت ہمہ تفسیر است
ناسش نہ کنی قیاس کشمیر کز و　　صد رخنہ بکار مردم کشمیر است

مشہور ہے کہ ظہوری ملک قمی نظیری نیشاپوری کو مانتے تھے اور اسکی لیاقت و شاعری کی داد دیتے تھے۔ اسی طرح نظیری بھی دونوں کو عظمت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ باہم دوستانہ تھا۔ خط و کتابت کا دروازہ باہم کشادہ رکھتے تھے سنہ ۱۰۲۰ ہجری میں ظہوری ملک قمی نے اپنے دیوان نظیری کے پاس تحفۃً بھیجے تھے۔ نظیری نے ان کے بعض انتخابی غزلیات پر غزلیں لکھیں۔ یہ ماخوذ ہ من تذکرہ تمنائے اورنگ آبادی۔

مرات الخیال کے مولف نے لکھا کہ ایکروز شیخ ناصر علی سرہندی کی مجلس میں شعرائے اسلف کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ شیخ نے کہا کہ تمام روئے زمین میں ظہوری سے بہتر کوئی شخص پیدا نہیں ہوا حاضرین مجلس سے ایک شخص نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں؟ متقدمین سے ایک شیخ نظامی کا ایسا فرد ہے کہ اسکا کلام ظہوری کی سمجھ میں نہ آیا ہوگا۔ ناصر علی گرم ہوا۔ اور کہا کہ ظہوری نے

شیخ کے کلام کو لائق سنجانا ہوگا۔ مشہور ہے کہ ظہوری نے ایک وقت شیخ فیضی کی خدمت مین ایک رقعہ لکھا تھا۔ اور اس رقعہ مین ایک غزل بھی لکھی تھی فیضی نے جواب نہین بھیجا۔ فقیر مولف کو رقعہ دستیاب نہین ہوا مگر غزل دیوان مین ملی

ھو ھذا

از دم تیغ نگہ تن بتپیدن دہیم ــ سرمۂ حیرت کشیم و دیدہ بدیدن دہیم
از روش جلوہ آہ بر آہ افگنیم ــ در خلش غمزہ خون بچکیدن دہیم
بند نقاب کشیم تیغ و ترنج اوریم ــ یوسف و یعقوب را کف ببریدن دہیم
گوشۂ دامان آہ ماند تہ کوہ ضعف ــ اشک سبک گام را پائے دویدن دہیم
گرچہ ندارد کمند کنگر ایوان وصل ــ نالۂ شبگیر را تار رسیدن دہیم
بہر تماشائے حسن بر رہ شاہین عشق ــ فاختۂ عقل را بال پریدن دہیم
از خس و خار رہی چیست گلستان کنیم ــ برگ گل و لالہ را نوک خلیدن دہیم
توبۂ پرہیز را کردہ شکستن درست ــ محضر ناموس را زیب دریدن دہیم
آمدہ نزدیک لب حرف کسی دور نیست ــ گر بن ہر موی را گوش شنیدن دہیم
محمل دل در حرم پائے بداماں کشید ــ بختی امید را سر بچریدن دہیم
بخت ظہوری بسعی دامن دولت گرفت ــ بازوئے اقبال را زور کشیدن دہیم

جب فیضی کی تفسیر سواطع الالہام یعنی تفسیر غیر منقوطہ سنہ ۱۰۰۳ ہجری مین تمام ہوئی تب شعرا و علما نے تاریخین اور تقریظین لکھین ملا حیدر کاشانی نے پوری قل ہو اللہ سے تاریخ نکالی یعنی سورہ مذکورہ کے حرفون کے عدد شمار کئے جائین تو (۱۰۰۲) عدد ہوتے ہین۔ ظہوری و ملک قمی نے بھی قصیدے اور رباعیان لکھین۔ رباعیان

مندرجہ ذیل ہیں ؎

دانائے ازین دفتر کل دریا شد ‏— پیداست نقاطش زچہ پا پیدا شد
شد وقت حصاد دانہا خرمن گشت ‏— شد سیر تمام قطرہا دریا شد

وله

از چین سخن گران سخن نتوان ساخت ‏— بوی بوزید صفحہ مشک افشان ساخت
صیاد خیال از پے آہوئے قلم ‏— ہر نافہ کہ چید در بغل پنہان ساخت

وله

این نسخہ کہ شاد کرد استادان را ‏— رو ساخت شاگردی استادان را
ہر نقطہ ز تار خط بیفگند کمند ‏— در بند رواندا شت آزادان را

وله

اے بخت بیا یاری این بیکس کن ‏— تا پیش روم ہوا نع رہ پس کن
ہر نقطہ کہ گرو ندا زین نسخہ برون ‏— شد مہر لب سخن ظہوری بس کن

وله

این خردہ چہ خردہا کہ نایاب شدند ‏— ذرات درین شعشعہ سیماب شدند
از پردۂ لفظ حسن معنی بدمید ‏— خورشید برآمد اختران آب شدند

وله

فیض ازل از چہرہ برافگند نقاب ‏— از لوح خرد ستردہ آثار حجاب
سرزد خورشید معنی از مشرق لفظ ‏— نیلوفر نقطہ سرفرو برد بہ آب

ظہوری کی وفات

بمصداق کل من علیہا فان۔ ظہوری بعارضہ بخار بیمار ہوا۔ معالجہ کیا جاتا تھا لیکن کوئی دوا موثر نہیں ہوتی تھی مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ آخر ۱۰۲۵ ہجری میں اس دار فانی سے بملک بقا روانہ ہوا۔ بیجاپور کے مقبرہ میں دفن کیا گیا۔

اب میں ظہوری کے دیوان سے اشعار مندرجہ ذیل گذارش کرتا ہوں۔ اشعار

ہر دم ہوس نہد سخن در زبان ما ‏— مہرے بہ بوسہ کاش نہی بر دہان ما

دلبر به بردن دل ما کرد دلبری
جانان قسم نمی‌خورد الا بجان ما

در بارگاه سوز و گدازیم صف‌نشین
کرسی برای داغ نهاد استخوان ما

گریهٔ خونش رنگین بساطی چیده در بازار عشق
می‌چکد یاقوت تر از پنجهٔ مرجان ما

زود بر نخل هوس نی بار می‌آید نه برگ
لرزهٔ حسرت چنین گرمی بید افشان ما

وله

بهار آمد جنون دیگر بصحرا می‌برد ما را
خموشی باز بر هنگامه بندی شست و غوغا را

تکلفش نیست محکم عقد از سیماب پیچیدن
شکیبا کی تواند کرد ناصح ناشکیبا را

وله

کرده‌ام سرمه خاک راهش را
دیده‌ام جوهر نگاهش را

شب از مژگان تر رفتم غبار آستانش را
پشیمانم که کاری یاد دادم پاسبانش را

وله

برنتابد جگر دردکشان درمان را
نه پسندد سر شوریده سر و سامان را

خلق را مژدهٔ آسایش خواب آوردم
ضعف از آه بزنجیر کشید افغان را

وله

شد طبیب ما محبت منتش بر جان ما
محنت ما راحت ما درد ما درمان ما

رونق بازار ارباب محبت ظاهر است
مشتری جز ما که باشد بر در دکان ما

وله

آباد کرده عشق تو جان خراب را
در خرمن عطش زده برق شراب را

یک بوسه بد نیست آفت یک شهر جان و دل
لطفی است بر مدار ز عارض نقاب را

بر هم نمی‌زنم همه شب دیده کز سرشک
الماس ریزه در ته پهلوست خواب را

وله

هوای صبح بخشد تازگی گلهای خرم را
چه نسبت با گل پژمرده با فیض شبنم را

زهی طالع که گر صد شعله از هر برگ برخیزد
نمی‌افکند سایه بر کشت ما یک ابر بی نم را

وله

دگر فرش است در عشرت سرایم ماهتاب امشب
شبیخون شب میکنم با آفتاب امشب

بدیدن داده‌ام از هجر مو دیده دیگر
بحکم دولت بیدار در خواب است امشب

وله
دلها شکار آهوی صیاد گیر نیست ‌‌ آزاد کیست آنکه بصد جان اسیر نیست
خود را بآب گریه دهم یا بباد آه ‌‌ گر هستیم غبار ضمیر منیر نیست
نیازموده که روز غرور تا چند است ‌‌ اگر حریف ضرور است عجز ما اینجاست

وله
هر که میرود هم جان ز تن مروت نیست ‌‌ غریب زیستنم در وطن مروت نیست
دل غریب وطن کرده شهریار دکن ‌‌ بسهو یاد وطن در دکن مروت نیست

وله
ز ظهوری دم شاگردی ‌‌ فیض استادی شاه دکن است

وله
شیدائے تو با دیر و حرم کار ندارد ‌‌ افکند ز کف سبحه و زنار ندارد
جان گرچه بدهد طرز خرام تو زمین گیر ‌‌ بنشین که زبان قوت رفتار ندارد

وله
آنانکه جز بنکهت کاکل گرفته اند ‌‌ در بوستان دماغ سنبل گرفته اند

وله
دیده حیرت زده شد رخصت دیدن دارد ‌‌ وقت غوغای جنون است شنیدن دارد

وله
گفتم برائے دیده جان توتیا رسید ‌‌ تا گفتمش این غبار ره از هوا رسید
خورشید را که در بغل ذره دیده است ‌‌ این آرزو بخاطر من از کجا رسید
انبار حسرت از غم خرمن نهاده ام ‌‌ خوش آفتی بمزرع مهر و وفا رسید

وله
عام است دل ز آتش حسرت کباب باد ‌‌ داد از خمار عشوهٔ ساقی شراب باد
بنیاد گنج گشته ظهوری خراب کرد ‌‌ آباد بیش بدولت جان خراب باد
سختست رمیده و رام نشد خرمی هنوز ‌‌ هر دو یم دوره نبرد بنهاکمی هنوز
ترسم دلت ز مرگ ظهوری شود ملول ‌‌ در چاره مشکل است مسیحا دمی هنوز
خوشا فرقی که افسر یافت از خاک کف پایش ‌‌ خوشا چشمی که حیران گشت بر رفتار زیبایش
برون می آید آخر آرزو از تلخ کامیها ‌‌ از این چشمی که حسرت دوخت بر لعل شکرخایش

دردنداری ز مدا واچه حظ
درد نهان گرد بهم فرصتی

سر نهادیم بسامان چه نزاع
دل ما را سر رسوائی نیست

بیدها نیج اشک جگر معدن داغ
خورده سنبل ز تاب آهم تاب

برداشتی نقاب چه دیدن بر آمدم
از بیخودی بسینه دریدن بسینه کار

شهر پر ناله و فغان دارم
عشق تشریف زنده پوشی داد

زهر تلخ ست کام را نازم
آن همه الفت این همه وحشت

وله
دم بکش از ناله عمده چه حظ
گویم ازین ناله رسوا چه حظ

وله
جان سپردیم بجانان چه نزاع
نیست کز عشوه پنهان چه نزاع

وله
مهرے از داغ نهم بهر تخمین داغ
شد اخگر ز رشک اشکم داغ

وله
در گفتن آمدی شنیدن آمدم
شادم به تنگ جامه دریدن بر آمدم

وله
همچنان مهر بر دهان دارم
شال را رشک پرنیان دارم

وله
راه دور است کام را نازم
همه رم گشت و رام را نازم

در بهار از لاله داغ دل بهامون میبرم
هرکجا خیمه نشان پاے ابراهیم شاه

آفتابی در نقاب ذره پنهان میکنم
اینقدر بیدادی و در آپرستی حسنت خوب نیست

از تو وقت صبحدم کاکل پریشان ساختن
کاکلے دارم چگونه طره وار دمبرس

نوبهار آمد جنون دارد و کر جان نوی

وله
سپاهیم عرض جنون عرض مجنون میبرم
در نثارش گوهر تاج فریدون میبرم

وله
بیشو هم کم در خود این کار نمایان میکنم
حق دهد فرصت ظهوری کی پشیمان میکنم

وله
در صبا مغز جهانی عنبرستان ساختن
خاطرش جمعست از خاطر پریشان ساختن

سال نو گردیده آورده ست قربان تو می

نغمه را گر دست گل هم شوخی و هم بیخنگی / عندلیب بال خوردی گلستان نوی
انجمن افروزی انجم ظهوری شد کهن / میکنم بر سینه از داغش چراغان نوی

من رباعیاته

بر تابه هجر طپیدن چکنم / سرم کرده صبرم آرمیدن چکنم
عیبی است عظیم زندگانی بتو / دارد خجلم امید دیدن چکنم

وله

هر حرف که هست داستان من و اوست / نقد دو جهان نفس کان من و اوست
در رشک ز عیش و عشرت یکدیگریم / زین ناز و نیاز که میان من و اوست

از ساقی نامه در بیان دور شراب

بیا ساقی ای سحر من گل بیا / تو گل من خزان دیده بلبل بیا
بپوشیم در خنده بستن چرا / تبسم بلب در شکستن چرا
چه گر دیده واقع که چشم سیاه / نگه باز گرداند از بیم راه
چه دنبال ابرو گره کرده / کمان سیه تو زه کرده
بیا ساقی بگذار آن روز را / بده آتش معذرت سوز را
گر از انفعی توبه دل زخم خورد / تو آن جان بتریاق عفو تو برد
درست است دعوی زنادی من / که با کاکلت توبه شد هم شکن
دران توبه امید بهبود نیست / که چون لعل ساقی می آلود نیست
بیا ساقی ای باز خاطر شکار / که خونی ست چنگ عقاب خمار
ز گلبن چمن گشته طاوس دم / برون آر خون کبوتر ز خم
بده تا درین دامگاه مجاز / ز گنجشک من وا خورد شاهباز

کسی چند باشد چنین تنگدل　　سرت گردم ای ساقی سنگدل

اسیر خمارم شرابی کجاست　　دلم بر دلم سوخت آبی کجاست

بکش خنجر انتقام از غلاف　　سرت گردم ای ساقی سینه صاف

دل تیره ام را صفائی بده　　اگر صاف حیف است لائی بده

بیا ای نمک پاش زخم جگر　　که بخشم ز اشکم بود شور تر

ببین تلخی عمر شیرین من　　بده ساغری بگذر از کین من

برافروز آتش بکانون جام　　مگر شهد عیشم پذیرد قوام

بیا ساقیا جان فدا می کنم　　تو دشنام ده من دعا میکنم

ز لعل تو تلخی که سر میزند　　ره کاروان شکر میزند

بیا ساقی ای دین و ایمان من　　فدایت دل و جان من جان من

ازان قرمزی آب خواهم بدست　　که زردشت را کرد آتش پرست

بقم ور زمین جبینم بکار　　که نیلی ست از سیلی روزگار

ز پیری ضعیف است بازو و حال　　سرت گردم ای ساقی خورد سال

جوانی هوس کرده ام زان عصیر　　که گردیده بالغ ازو عقل پیر

بدستم ده آن رشک یاقوت را　　که سازم جوان عقل فرتوت را

کسی را خدا سخت بیدار داد　　که هر صبح چشمی بروئیت کشاد

نیارم بمسجد دل داغ داغ　　که ندر خرابات شد این چراغ

خراب ار شود کاخ کون و فساد
چه پروا خرابات آباد باد

حرف العین

عبد اللہ ۔ سلطان عبد اللہ قطب شاہ

عبد اللہ تخلص ۔ سلطان عبد اللہ قطب شاہ نام ۔ قطب شاہی تاریخ کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت باسعادت بتاریخ بست و ہشتم ذیقعدہ ۱۰۲۳ھ ہجری مین بروز دوشنبہ حیدرآباد دکن مین واقع ہوی ۔ آپکے والد ماجد سلطان محمد قطب شاہ فرزند کے تولد سے بہت خوش ہوے اور اس خوشی مین بیشمار زر و نقد و تشریفات فاخرہ خاص و عام کو تقسیم کیا ۔ علما و شعرا و طلبہ کو بھی صلات و خلعتہاے لائقہ سے سرفراز فرمایا ۔ شعراے زمان نے ولادت کی تاریخین و قصائد تہنیت مین موزون کرکے پیش کئے ۔ ایک شاعر فاضل نے یہہ مصرع کہا ۔ ع

موجب فیروزی سلطان محمد قطب شاہ ۔ اور دوسرے شاعر نے موزون کیا ۔ ؎

بباغ مجد و معالی گل نشاط شگفت ۔ نہال دولت دین را برے پدید آمد ۱۰۲۳

اور تیسرے نے کہا ۔ ؎

ازین عشرت کہ دوران از سر شد	طرب را روز بازار دگر شد
بہار آمد بعشرت پاے کوبان	ز باد صبح گاہی جاے روبان
بیفزود آسمان را سور بر سور	جہان زد سکۂ نور علی نور
صبا بہر سبارکباد برخاست	کہ از جیب چمن شمشاد برخاست
ز عطر افشان کہ ہوش از دست میشد	طرب مبہوت و عشرت مست می شد

غرض بادشاہ نے شاہزادہ عبد اللہ صاحب ترجمہ کی تربیت و حضانت کا عمدہ اہتمام کر دیا ۔ چونکہ صاحب ترجمہ مدت دراز کے بعد پیدا ہوا تھا منجمین و خلائق نے

حسب رواج و رسم عام بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ شاہزادہ کو دس گیارہ برس کے بعد دیکھنا چاہئے۔ اس سے قبل دیکھنا مناسب نہین۔ بادشاہ نے رواج عام کو منظور فرمایا۔ اور شاہزادہ صاحب ترجمہ کی تربیت و حفاظت کے لئے مولانا میر قطب الدین نعمت اللہ جو قرابتداران قریب سے تھے مقرر فرمایا۔ پس شاہزادہ صاحب ترجمہ دس گیارہ برس پدر بزرگوار کے دیدار سے غائبانہ تعلیم و تربیت پاتا رہا۔ مدت معہودہ و ایام معہودہ کے گذرنے کے بعد بادشاہ نے شاہزادے صاحب ترجمہ کے دیدار کا جشن عظیم الشان منعقد فرمایا۔ اعیان دولت و ارکان سلطنت شریک جلسہ ہوئے۔ شاہزادہ کو دربار مین لائے۔ بادشاہ فرزند دلبند کے دیدار سے مسرور و شادکام ہوا۔ زر و جواہر شاہزادے کے سر پر نثار کیا۔ اور تخت پر بٹھایا۔ تمام ارکان دولت نے تہنیت دیدار کی نذرین پیش کین سادات و طلبہ و صاحبان استحقاق کو زر نقد و تحائف دئے۔ پھر چند مدت کے بعد سلطان محمد قطب شاہ نے اس دار فانی سے عالم جاودانی رحلت کی۔ یہ واقعہ سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین واقع ہوا۔ پھر حسب وصیت بادشاہ مغفور سلطان عبد اللہ صاحب ترجمہ تخت نشین کیا گیا منصور خان حبشی و ملک لماس و ملک یوسف و ملک عنبر و قاسم بیگ کوتوال بلدہ و حسن بیگ نائب کوتوال وغیرہ ارکان سلطنت نے جلوس کے وقت ایسا انتظام کیا کہ کوئی فتنہ و فساد کرنے نہین پایا۔ نظام الدین احمد ابن عبد اللہ شیرازی نے اپنی مولفہ تاریخ مین لکھا کہ سلطان عبد اللہ صاحب ترجمہ ۱۱ برس پنج ماہ و گیارہ دن کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ ہونہار و ہوشیار تھا۔ دانشمند و قدر شناس تھا۔ علم و فضل کی صفت سے موصوف تھا علم دوست و ہنر پرور تھا۔ علما و فضلا و شعرا و حکما کی بہت قدر کرتا تھا۔ اسکے زمانہ مین عجم و عرب کے علما و ہنرمند بلدہ حیدرآباد مین مجتمع ہو گئے تھے۔ اور علما نے اسی بادشاہ کے

نام سے چند رسائل و کتب مثلاً برہان قاطع لغات فارسی وغیرہ تالیف و تصنیف
کئے گئے۔ صلات و انعام سے سرفراز ہوئے۔ یہہ بادشاہ مذہب کا پابند تہا۔ عادل
و باذل و سخی و دلیر تہا۔ ۴۸ برس سلطنت کے مہمات کا انتظام عمدہ طرح سے کیا۔
مثل جد و پدر عمارات کا شائق تہا اکثر عمارات تعمیر کین اور جد و پدر کی عمارات
کی ترمیم بہی کرتا تہا۔ اور جو عمارتین کہ ناتمام تہین انکی بہی تکمیل کی مثلاً مکہ مسجد
و جامع مسجد و عاشور خانہ بادشاہی وغیرہ۔ باوجود کاروبار سلطنت تذکرہ علم سے
دلچسپی رکہتا تہا اور شعر و شاعری کے میدان مین جولانی کرتا تہا۔ فارسی و ریختہ
دونون زبان مین کلام موزون کرتا تہا۔ فقیر مولف کو فارسی اشعار دستیاب
نہین ہوسے مگر دیوان ریختہ بدست ہوا۔ اُس سے ذیل مین اشعار انتخاب کرکے
گذارش کرتا ہون آخر ۴۸ برس سلطنت کرکے بمضمون کل نفس ذائقة الموت
اس دار فانی سے منزل بقا مین روانہ ہوا۔ امرا و اکابر و علما و فضلا جمع ہوئے
تغسیل و تکفین کرکے لنگر فیض اثر مین مدفون کئے۔ یہہ واقعہ بتاریخ سوم محرم سنہ ۱۰۸۳
مین واقع ہوا مدت عمر ۶۰ سال در سنہ ۳۵ ہجری مین تخت نشین ہوا تہا۔ اولاد صرف
تین دختر ایک منسوب بہ نظام الدین احمد دوم منسوب بہ ابو الحسن تاناشاہ جو
بعدہ مین تخت نشین ہوا۔ اور تیسری محمد سلطان شاہزادہ عالمگیر کو دی گئی تہی
ریختہ اشعار و کنی جو بہاشا و فارسی آمیز زبان مین نہایت شیرین و دلنشین ہین
مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے ہو ہذا

دلا حق کی طرف ہو کہ حق آرام دیگا	سعادت کی تیری بات سرانجام دیگا
اگر تیری نظر اوپر ہے تو سدا صدق	اسون لاکر اسی یاد کے دہی کام دیگا

نبی صدقے ہے توں نام اسے عبداللہ علی کا || کہ جم فتح وظفر تجکون دہنی نام دیگا

ولہ

جو کچھ راز پڑے منے غیب کے ہین || سو مخفی نہین اسپہ ہے آشکارا

نبی صدقے اسے عبداللہ دم علی کا || ہیرے دم سون ہمدم رہیا ہے سہارا

ولہ

گلشن مین شریعت کی پہول کہلی طریقت کے || پہرل سون حقیقت کے ون وین محمد کا

ولہ

جو میرا اول طلب پیا نہ کیتا || سو جا نچ لب پہ تل ہو خانہ کیتا

تری اک شمع کے دیکہہ روشنائی || ہو عاشق آپسین پروانہ کیتا

رکہہ عشق پہ دنکی آنکہہ نہو اس || سیتا کی طرف نہی رام لیتا

اسے یارا اگر ہے زندہ دل توں || یوں نام کہ جم ہو جام لیتا

معشوق وہی جو جسکی کہہ نہی || خورشید جمال وام لیتا

عبداللہ علی ولی کے صدقے || معشوق سون خط مدام لیتا

ولہ

جہلک مولود کا ہی جگ مین آیا || جگت سب اُس جہلک نہی جگمگایا

عجب مجلس ہے عالی لاابالی || کہ جنت دیکہہ لاجون سرتو آیا

ولہ

بسنت آیا پہلا یا پہول لالا || سکہی لیا اب صراحی ہور پیالا

چمن میانی پہلیاں ہے پہول کے رنگ || پنٹ نازک الکس نہی ایک آلا

ولہ

پہلایا من میرا ہو ہن پیارا || توں ستہر یا من کری کیا من بچارا

حسن جیون تہون ہی لکون کنتیج لیتا چہ || نہین چلتا ہے کچ اسہار چارا

نبی کے صدقے عبداللہ عاشق || خلق مین سب مین او ہی توں ہے پیارا

ولہ

تیری انگیہ رنگ تہی رنگ پایا ہے لالا || تیرے بالاں نہی بکران باس بالا

تیری پیشانی پہ ٹیکا جہمکتا || تماشا ہے اُجالے مین اُجالا

بنی کے صدقے عبد اللہ لاکن — ہوا ہے تجھ سوں ملنے بہوت آتا لا
نکلتا ہے چندنی مین جو چاند ہمارا — تو گلتا ہے لاجون تجھے چاند ہوتارا
جوانی کون دیکھہ اپنی مغرور ہوئی تون — دوانی جوانیکون کیا ہے پتیا را

ولہ

ترا صاف کہ جام جیون جگمگایا — جم اس جام کا ہو کہ مین ذوق پایا
اپنی دم کون دم کہ کہیا جاجس — نہیں یاد سون جم نکل جی دم آیا

ولہ

گفتم کہ اے پری تجن ہے فتنہ زمانا — گفتا کہ راست گفتی ای گن بہری سمجھانا
گفتم کہ در جہان با لیلی ہوائی ہے تون — گفتا کہ من چو مجنون پائی ہون تج دوانا
گفتم کہ خال و زلفت کیا ہے سو بول مجکون — گفتا کہ زلف دام است ہور خال سو ہے دانا
گفتم کہ در ہوایت پہرتا ہون ذرہ ہو مین — گفتا کہ در دل تو کی ہون ازلیہی خانا
گفتم کہ خانہ تو کان ہے نشان دے منج — گفتا کہ ذرہ پرور سورج ہون مین تون آنا
گفتم کہ در دہانت امریت کا ہے چشمہ — گفتا کہ خضر ہو تون اس چشمہی پاس ہانا
گفتم کہ کیست اینجا تیرا پران پیارا — گفتا کہ شاہ عبد اللہ ہے میرا پرانا

ولہ

یو دلکشا عشرت محل مطبوع اوتارا ہوا — جو تی زمین کی پیٹ پر جیون مشتری تارا ہوا
ہر طاق یان خوش طرح کا رستا دریچا فرح کا — عاجز ہوا اسکی شرح کا حیوان سینسارا ہوا
انکہیان سون چندر سور کی دیکہہ آسمانا دور کے — عاشق ہین اسکی نور کی کیا خوب بٹہارا ہوا
یہ ہین صفا دیوار سو لک نقش ٹہارٹہار سو — خوشبان یان عطار سو فردوس کا بارا ہوا
نازک لچنبا بی بدل لکہین بہریا ایسا محل — باندیا نہ کوئی آخر اول جمشید یا دارا ہوا
جیون پہول تازا بن منی جیون پوتلی لوجن منے — تیون آج اس لکہن منی یو محل آتم سارا ہوا
صدقے نبی کے پا امان اس محل میانی نت رہن — جم عبد اللہ شہ ترکمان ہو گی گنہارا ہوا

خیر تو ہے جو ادہر پیٹ ہے اُدہر موہن تو آج
دیکھ تیرا نور ہوتا سر بسر جیوں طور آفتاب

گرم تیرے حسن کا بازار ایسا ہے جو آج
اُس آنگی دستا ہے منج جیوں سپہر کا نور آفتاب

شاہ عبد اللہ نبی کے صدقے تیرا عشق مین
یون ہوا مشہور جگ مین جیون ہے مشہور آفتاب

وله

اے پری پیکر تیرا مکھ آفتاب
دیکھتا ہون نور پہنا منج مین تاب

باد ایسا تا اُود کہا تا ہے ہنوز
دیکھ تیری زلف کا دو پیچ و تاب

مین تجھے بلقیس کہون تو کیا عجب
ساج ہے بلقیس کا تجکون خطاب

قند ہور نابات گلتا ہے اجہون
دی نہ سک تیری میٹھی لب کا جواب

تج بہشتی حور کون دیکھیا ہے جن
جم حرام اسپر ہے دوزخ کا عذاب

شاہ عبد اللہ نبی صدقے تجے
خوب رویان مین کیا ہے انتخاب

وله

گر خدا بینی پہ ہے تیری نظر ای کامیاب
تو خودی کا دور کر اول توں میانی تہی حجاب

آب ہو دریا سون ملجا تجمین گر ہے اتحاد
فی الحقیقت توں آسی دریا مین کا ہے حباب

راز کیان باتان نبی کے صدقے پوچھیگا اگر
شاہ عبد اللہ کو پوچھ آکہ ہے حاضر جواب

وله

مطلع خوبی سو تیرا گال ہے اے ماہتاب
مطلع اس خوبی سون بولیا ہون جو نین سکو اُن جواب

جگمگاتا سورج چور تے آسمان اپرال کا
عین تیرے نور کے سمدور کا ہے جیون حباب

وله

دل اسید میری دلمین ہے یہی ہر سات
جو نت رفیق ہو توفیق حق اچھی منج سات

دوجا اسید یہی ہے جو تندرستی سون
منج اس جہان مین خدا دیوے بشیار حیات

وله

آج زہے بخت جو آئی سعادت کی رات
چاند سون میری ملا تہی منج وہی نجات

روپ میرے لال کا آئے نہ تحریر مین
چاند عطارد اگر ہو وے قلم ہور دوات

اسکی قد انکی نسنم کرنی سرو کون خجل
باد آڑتا پہرے چمنی چمن پات پات

صدقے نبی کے تیری دلمین رہتا ہے مدام
رنگ بہرا گہر مین آج آیا بسنت
جیون آبہال بکید ستی چہایا آفاق پر
دلکون ترے پرتسون لگیا دیکہہ مدام سجت
آب حیات تہی ہے زیادا کہ لب تیرا
کام مردان کی نکو جان تو ا ہی جام عبث
ہوش کا گوش نہین تیز جسی سنتی کون
جیسے ہو شاہ عہد لاخسرو عالی صفات

وله
عجب تہی تازہ طرب لیا یا بسنت
رنگ کا برسات برسایا بسنت

وله
کرتی ہین تن پہ جیب ہوروں روں تمام سجت
سکرتی ہین منجسون خضر علیہ السلام سجت

وله
کہ جکوئی مرد ہین کرتے نہین وو کام عبث
غیب کے اسکی لکہین دستی ہین الہام عبث

عاجز عارف الدین خان اورنگ آبادی

عاجز تخلص ۔ عارف الدین خان نام بلخی الاصل اورنگ آبادی الوطن ہے ۔ آپکے والد ماجد عالمگیری عہد مین بلخ سے ہند مین آئے ۔ نواب میر غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر اول کے ذریعہ سے بادشاہی منصب ملے ہوئے ۔ عارف الدین صاحب ترجمہ کی ولادت ہند مین واقع ہوی ۔ نشو نما بہی ہند کی زمین مین پائی ۔ آپ صغیر السن تہے کہ والد ماجد کا انتقال ہوگیا ۔ صحبت پدری کا سایہ سر سے اٹھہ گیا ۔ مصیبت کا زمانہ پیش آیا ۔ نواب شکر خان مخاطب رکن الدولہ نصیر جنگ جو امرائے آصفجاہیہ سے تہے آپکی گذرا اوقات کے کفیل ہوے اور آپ کو تحصیل علم کی ترغیب دی ۔ آپ مدت دراز تک نواب کے سایۂ عنایت مین تربیت و تعلیم پاتے رہے چنانچہ آپ کہتے ہین ؎

مدتے بودم بہ بزم بی زبانی بستہ لب ۔۔۔ در سخن آورد لطف سید شکر خان مرا

آپ جب سن شعور کو پہنچے ۔ تب آپکے دلمین تحصیل علم کی تکمیل کا شوق پیدا ہوا ۔

علما و فضلا کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے چند مدت مین فارغ التحصیل ہوئے۔ بعض نے
لکھا کہ بقدر ضرورت لیاقت و استعداد حاصل کرلی۔ لیاقت و استعداد کے
بعد پیشۂ نوکری کو اختیار کیا۔ نواب موصوف کی رفاقت و ملازمت مین مدت تک رہا
اور نواب ہی کی رفاقت مین ہند سے اورنگ آباد دکن مین آیا۔ اور نواب کی سفارش
سے آصفجاہ کی خدمت مین باریاب ہوا۔ آصف جاہ نے منصب و خطاب خانی و جاگیر سے
سرفراز فرمایا۔ بعض نے لکھا کہ نواب ناصر جنگ شہید کے عہد مین خطاب جاگیر سے سرفراز ہوا
جاگیر اگرچہ قلیل تھی لیکن نواب نصیر جنگ بہادر ہمیشہ اعانت و ہمدردی فرماتے تھے۔ اور نواب صاحب
نے رسالہ کی بخشی گری کو جاگیر و منصب کا ضمیمہ کردیا تھا۔ اور آپکا مزاج قانع تھا۔ جاگیر
و بخشی گری کی آمدنی مین نہایت فراغت و خوشی سے زندگی بسر کرتے تھے قناعت پسند
و صاحب غیرت با ہمت و حمیت تھے مدة العمر کسی سے ترقی کے خواہان نہین ہوئے تھے
موزون الطبع تھے شعر و شاعری سے طبیعت مناسب تھی بذریعہ فکر رسا و طبع صفا کلام
پسندیدہ موزون کرنے لگے۔ آپکی طبیعت مین جولانی و تیزی قدرتی تھی۔ تھوڑے ہی زمانہ مین
چل نکلے۔ شعرائے معاصرین مین کئی قدم آگے نکل گئے۔ اشعار مین تازہ تازہ مضامین کا رنگ
دکھلانے لگے۔ اور شگفتہ شگفتہ معانی کے گلدستے بنانے لگے۔ رفتہ رفتہ کامل شاعر ہوئے
ہمعصرون مین مشہور ہوئے۔ اسوقت شہر اورنگ آباد شعرا و علما و مشایخ کا مرکز تھا۔ عرب
و عجم کے کملا موجود تھے۔ آپ باوجود لیاقت و استعداد ہر ایک خرمن سے خوشہ و ہر ایک سفرہ
سے توشہ لیتے تھے ہر شمع انجمن سے روشنی اور ہر ایک خوان نعمت سے چاشنی حاصل کرتے تھے
آہستہ آہستہ رتبۂ استادی کو پہنچے۔ ظریف الطبع و پاکیزہ وضع تھے۔ طبیعت مین شوخی و
چالاکی بہت تھی۔ دلیری و چستی بھی جز ذاتی تھی کیا رزم کیا بزم ہر ایک رنگ مین ہمرنگ تھے

بزم مین حریفان ہم مشرب کے ساتہہ وہ گل فشانیان کرتے تہے کہ سب کے دل باغ باغ ہو جاتے تہے - اور میدان رزم مین ایسے کارنایان دکہلاتے تہے کہ دوست خوش و دشمن داغ داغ ہو جاتے تہے - نواب لشکر خان بہادر آپکی نسبت فرماتے تہے کہ عارف الدین خان اہل قلم کے زمرہ مین بیمثل و اہل علم کے حلقہ مین بے بدل ہے جامع السیف والقلم ہے - یہہ عطاے رحمانی و داد یزدانی ہے ہر ایک کا حصہ نہین انتہی کلامہ - تاریخ گوئی مین وحید عصر و بدیہہ گوئی مین فرید دہر تہے - گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ آپ شہر اورنگ آباد مین ایکروز میر افضل خان قاقشال مولف تحفۃ الشعرا کے مکان پر کوتوال پورہ مین رونق افزا ہوئے - اور افضل سے ملے جس کمرے مین آپ جلوہ افروز تہے وہ کمرہ نیا تعمیر ہوا تہا افضل نے شوخی و خوش طبعی سے کہا کہ آپ تاریخ گوئی کے مدعی ہین اس مکان جدید کی تاریخ اسی وقت بداہتہً کہہ دیجئے - آپ مسکرائے اور فرمایا کیا صلہ دوگے - افضل نے کہا جو چاہیئے حاضر ہے - تہوڑی دیر فکر کی اور تاریخ کہدی

؎ کرد بنیاد چو میرزا افضل   منزل عیش بہ از چار محل
گفت تاریخ بنایش ہاتف   منزل جاہ و مکان افضل

آپ ریختہ و فارسی دونون زبان مین صاحب دیوان ہین - آپکا کلام دونون زبان مین نہایت شستہ و صاف ہے مضامین دلچسپ ہے آراستہ خوبیون اور شوخیون سے بہرا تہے فارسی کلام محاورہ روزمرہ ہے کہین کنایہ و کہین استعارہ ہے - ریختہ اشعار اکثر سنگلاخ زمین مین کہے ہین چنانچہ خود فرماتے ہین -

کہتے ہین سنگلاخ زمینون مین ہم تو شعر   پانا ہمارے شوخی معنی کو ہے بکٹ

ایہام الفاظ و ذو معنین سے کام لیا ہے - ظرافت تو آپکی طبیعت کا جزو لازم تہی ایک وقت آپ مرض اسہال مین مبتلا ہوئے بیماری سخت تہی معالجہ مفید نہین ہوتا تہا ضعف بڑہتا جاتا تہا

زندگی سے یاس ہو گیا تھا۔ آپنے ایسی حالت میں میرزا معزالدین موسوی خان فطرتی خوافی کی خدمت مین کہلا بہیجا کہ آپ میری رحلت کی تاریخ کہدیجئے۔ مین عنقریب ہی رحلت کرونگا میرزا صاحب آپکا پیغام سنکر خوب ہنسے اور جواب مین کہلا بہیجا کہ آپ تاریخ گوئی مین لائق فائق ہین خود ہی تکلیف فرمائے میان عاجز صاحب ترجمہ میرزا کا جواب سنکے مسکرائے اور تاریخ کی فکر کرنے لگے۔ اپنے نام و تخلص کے عدد جمع کئے ایک عدد زائد ہوا فرمایا کاش اگر موت ایک سال کی مہلت دیوے تو یہہ تاریخ ہم نام و ہم تاریخ رحلت ہو جائیگی حسن اتفاق سے آپ کی دعا مقبول ہوئی۔ دو ایک روز مین آپ صحیح و سالم ہو گئے سال ختم ہونے کے بعد بہشت برین روانہ ہوئے۔ میر اولاد حسین کاکی بلگرامی نے بہی مادہ تاریخ یہی یعنی آپکے نام و تخلص سے نکالا۔ توارد ہو گیا۔ تاریخ فوت (عارف الدین خان عاجز) نام و تخلص کے مجموعۂ اعداد ہین۔ پہر آپ اسی سال صحت کے بعد ناویٹر مین رونق افزا ہوئے تہے۔ آخر سال تک وہین رہے سال تمام ہوتے ہی وعدہ موعود پورا ہوا۔ اسی مقام مین مدفون ہوے۔ آپنے اردو مین لال و گوہر کا قصہ نظم مین لکہا ہے۔ نہایت ہی عمدہ و مرغوب ہے اسکی طرز ادا بہی خوب ہے۔ عاشق و معشوق کا قصہ ہے دونون کی سچی محبت و عشق کا تذکرہ ہے۔ عاجز صاحب ترجمہ نے اس نظم مین خوب ہی عرق ریزی کی ہے۔ مثنوی کے ہر رگ و ریشہ مین شعلے بہڑک اٹہے ہین مضامین سوز و گداز کے بیان سے دل پہڑکتے ہین اس مثنوی مین جو بیان ہے بے نظیر ہے۔ اسکا ہر ایک داستان بدر منیر ہے۔ ہم مثنوی کے چند اشعار بہی بطور نمونہ اشعار کے ساتہہ آخر مین بیان کرینگے۔ آپ بذلہ گوئی و لطیفہ سنجی مین مشہور تہے۔ گلزار عنا کے مولف لچہمی نراین شفیق اورنگ آبادی نے ایکروز آپ سے کہا کہ آپ مضامین فارسی ہندی مین سنگلاخ مین لکہتے ہین۔ اور مشکل خیالات ظاہر فرماتے ہین

اور تخلص عاجز کرتے ہیں بلحاظ مضامین آپکا تخلص بجائے عاجز غالب ہونا چاہیئے۔ کیا وجہ ہے کہ آپ عاجز اختیار کرتے ہیں آپنے فرمایا خاکساری کی ظلمت میں غلبہ کا آبحیات موجود ہے۔ اور صائب کا شعر پڑھا ہے

افتادگی ز خاک بر آورد دانہ را — گردن کشی بخاک نشاند نشانہ را

تاریخ گوئی میں مشہور تھے۔ شاہ شریف نے جب اورنگ آباد میں مسجد بنا کی آپنے یہہ مصرع تاریخی موزون کیا (این مسجد شریف حریم جہان نما)

نواب ناصر جنگ شہید آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تھے۔ وقتاً فوقتاً حسن سلوک سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپنے نواب کے احسان کا شکریہ ایک ہی بیت میں ادا کیا ھو ھذہ

لطف ناصر جنگ وا کرد از زبان ما گرہ — ورنہ عاجز بود از قفل لب فغان ما

گلزار عنا کے مولف نے لکہا کہ عاجز مرد بی باک و دہن دریدہ تہا۔ مشاعرہ میں شعر کو باواز بلند پڑہتا تہا۔ اہل مشاعرہ اشعار عاجز کو سنکے اسقدر واہ واہ کہتے تہے کہ مکان کے درو دیوار سے صدا گونجتی تہی۔ عاجز بعض وقت اپنے اشعار آبدار پر ناز و فخر کا اظہار کرتا تہا چنانچہ کہتا ہے

پس از ناصر علی عاجز گہر ریز آمد — نکوئی گر رود زین بحر نیکو تر شود پیدا

اب میں آپکے نتائج طبع کو ناظرین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہوں۔

من اشعار الفارسی

نشاندم بہ تخت حرف نگین شاہ مطلع را
بہ فرما حجاب چشم باشد پردہ اے ساقی
دل ز شوق آتش سوداے زلفش بسکہ سوخت

ولہ

ز بسم اللہ نہادم بر سرش تاج مرصع را
فلکون کیسو زروے خویش چون خورشید برقع را
بیرون ید بوے نسیم دود عنبر آمد

بسکه در هم گشت از گرد کدورت جان ما ‌ ‌ خاک میریزد بجای اشک از مژگان ما
شب ندانم پای گلگون که در خاطر گذشت ‌ ‌ شد ز خون دل حنای پنجهٔ مژگان ما

وله
بوصف کاکل پرتاب واشب رقم کردم ‌ ‌ در آوردم بسحر طبع در زنجیر یاران را

وله
ز رد تغافلهای نازش تا بگلشن سنگها ‌ ‌ ریخت چون خون بر زمین از شیشهٔ گل رنگها

وله
تا نویسم نامه از خود رفته‌ام در حسرتت ‌ ‌ می برد قاصد بجای نامه‌ام هوش مرا

وله
غلط باشد که بعد از نیک نیکوتر شود پیدا ‌ ‌ چو گردد اخگری خاموش خاکستر شود پیدا
عروج قدردانان باشد اظهار هنر کردن ‌ ‌ فزاید قیمت شمشیر چون جوهر شود پیدا
پس از ناصر علی عاجز گهر ریز سخن آمد ‌ ‌ نکوئی گر رود زین بحر نیکوتر شود پیدا

وله
دیده‌ام تا خط پشت لب خندان ترا ‌ ‌ سینه ها در صف ناخن غلط خون ترا
چشم امید ز آغوش تو دارم که کنم ‌ ‌ تکمه از مردمک دیده گریبان ترا

وله
نی بشهر آرام حاصل شد نه در صحرا مرا ‌ ‌ تا کجا خواهد فکند این رعشهٔ سودا مرا

وله
شبی در خواب هم آمد کاکل مشکین پر تابش ‌ ‌ سحر دیدم ببالین موج سنبل عطر عنبر را

وله
نسیم صبحدم تا واکند بند نقابش را ‌ ‌ شود در رنگ گلستان موج شبنم آفتابش را
بصحرائی که آن گلگون قبا گردد شکار افگن ‌ ‌ ز خون صید بحر لاله سازد سم اسبش را
شود چون شمع بزم خانهٔ زین قدر دلجویش ‌ ‌ کند از خون دل پروانه رنگین رکابش را
غبار سرمه برخیزد از غبار وحشت آهو ‌ ‌ چو بیند سایهٔ مژگان چشم نیم خوابش را
بتعریف سیه چشمان رقم کرد آنچنان عاجز ‌ ‌ که میل سرمه پندارد هر سطر کتابش را

وله
چو خیال باده شوق او گذری کند بباغ ما ‌ ‌ ز نسیم نشئهٔ بیخودی خللی رسد بدماغ ما
به بهار گلشن اینچنان ز جفای باد خزان غم ‌ ‌ نه دمید سبزه بکشت ما نشگفته غنچه بباغ ما

نه نشانی سرو نه قمری نه گلی نه غنچه بلبلی
چو رویم عاجز ازین چمن که زند بوی سراغ ما

وله

فگند ز روی خود لب سر جبین نقاب در آب
سرتا کنم به تماشای ماهتاب در آب

نگاه نرگس مست تو تا دهد در بحر
شده است دیده ماهی خم شراب در آب

عرق فشان گذرای شوخ از سر دریا
که تا حباب شود کاسهٔ گلاب در آب

سخن مپرس عاجز بوقت جوش سرشک
که هیچکس ندهد حرف را جواب در آب

وله

تا نهان در نظرم کاکل جانان شده است
مژه از خون جگر شانهٔ مرجان شده است

داده ام جان به بیابان ز غم جوش چشمی
خفت زیر سرم از چشم غزالان شده است

نگه گرم که زد در دل گلشن آتش
که ز نرگس همه جوش چراغان شده است

وصف یاقوت لبش تا که نمودم تحریر
نقش مسطر چو رگ لعل بدخشان شده است

عاجز از جبهه نم ریخت بدوزخ آبی
عرق خجلت او کوثر عصیان شده است

وله

رنگ برق از پی خون ز لب تیغ سنی ریخت
لن ترانی بدلش شعلهٔ پابوسی ریخت

شب ندانم بفلک سرمه نگاهی که فشاند
پرتو ماه بکاشانهٔ من طوسی ریخت

شد حنای کف پایش ز نزاکت در باغ
رنگ گل را قدمش بسکه بپابوسی ریخت

وله

تا جنون رهبر ما شد رفتن صحرا عبث
دیدن بازار آهوی پی سر و سودا عبث

وله

سازم چو وصف کاکل او بر کنار موج
عنبر شود کف دهن آبشار موج

وله

آنکه رخسار ترا مانند بستان کرد طرح
در دل ما آه چون خار مغیلان کرد طرح

سازد چو رنگ عارض او را شراب سرخ
گردد ز سوز سینه دلم چون کباب سرخ

از گرمی نگاه بت شعله خوی من
گردد همی دو آتشه چون آفتاب سرخ

بیاد قد تو چون از دل آه بر خیزد
چو سرو سوخته دود از نگاه بر خیزد

شب که در خوابم خیال کاکل او سایه کرد — چون گشاده دیده بر سر اژدها خوابیده بود
در صف محشر چو خواهم گشت بیدار از غمت — شور خواهد شد که یارب این کجا خوابیده بود

وله

بقتلم چون خرامان آن بت بی‌باک می‌آید — اجل در سایهٔ تیغش گریبان چاک می‌آید
بهر محفل که بیانم حدیث نرگس مستش — برون از گوش میخواران نهان تاک می‌آید

وله

نظاره چون بروی تو گلپوش میشود — چشمم بصد نیاز بهم آغوش میشود

وله

تا حریر خنده‌اش از نکهت گل بافتند — طیلسان گریه‌ام از آه بلبل بافتند
جز حدیث کاکل حرفی ندارم بر زبان — پردهٔ تقدیرم از رگهای سنبل بافتند
از برای جان نثار نرگس مستش کفن — عاجزان از تار خیال نشئهٔ مل بافتند

وله

خوش عاشقی که یکدم بروی جانستانی — در وقت جان سپردن چشمی گشاده باشد
هیهات آن زمانی کز چشم خون فشانی — دلدار رفته باشد عاجز ستاده باشد

وله

چو اشک سرخ نوشتم پر آب شد کاغذ — ز بس چکیده برنگ سحاب شد کاغذ
حدیث آه جگر خواستم که بنویسم — چو سیخ سرخ قلم شد کباب شد کاغذ
ز وصف حسن آن مه روشنی تحریر میکردم — تجلی بر سر شد نوک قلم مهتاب شد کاغذ

وله

نیست حاجت که نهم پای بدام زنجیر — میکنم گردن خود بند بنام زنجیر

وله

ساقیا از آستین دست ید بیضا بر آر — دختر رز را بهرم از حجلهٔ مینا بر آر

وله

سوی آن گلرو چو چشمم سطر اشک خامه ریز — قطرهٔ خون دلم را چون نقط در نامه ریز

وله

ایدل ز نیرنگی افلاک قندیلی بترس — از کبودیهای این خمخانهٔ نیلی بترس

وله

دنیا که حاصلش همه خون نوشی است بس — افسانه‌اش تمام فراموشی است بس
شوخی که چکد سرمه ز مژگان سیاهش — آهو جهد از سایهٔ دامان نگاهش

وله
من و شوخی که بهر قصد پری گرد جولانش … رم آهو بکف پیچیده میگیرم بدامانش
ولی دارم سراپا ذره ذره هجر ستمگاری … که غیر از سوختن دیگر نباشد هیچ درمانش

وله
خود را میفگن ایدل دانا به بند حرص … مشکل بود گسستن تار کمند حرص

و
منم که برق برد از دلم طپیدن قرض … سحاب میکند از اشک من چکیدن قرض

وله
در حساب روزگارم بسکه سرتا پا سقط … می شمارم عمر را هر روز میسازم غلط

وله
نموده تا نگهش دفتر تغافل حفظ … نموده ایم کتاب غم تحمل حفظ

وله
رسیده نامهٔ پریشان خیال از زلفش … برای بیت نمودیم نام سنبل حفظ

وله
طپید سینه دل از استماع نام وداع … بدیده چرخ زند آب از پیام وداع

وله
دارم بسینه اسیر شرار داغ … یک لاله است در چمن و بیشمار داغ

وله
چون برق رفت از نظرم شهسوار حیف … مشغول سرمه نگشت بره‌اش غبار حیف

وله
کی نظر سازد بگلشن دیدهٔ خودبین عشق … باشد از خون جگر بر دامن گلچین عشق

وله
آمد بهار گلشن ای بلبلان مبارک … بر شاخ گل ز هر یک صد آشیان مبارک

وله
از آب چشم و خون دل غرق جواهر گشته‌ام … تسبیح گوهر در گلو یاقوت رمان در بغل

وله
مضمون وصف لعل لبش تازه بسته‌ایم … اوراق رنگ غنچه بشیرازه بسته‌ایم

وله
نهادم سر بسودای خیال نقش ابرویش … حبابی بر سر آب دم شمشیر بستم

وله
می کشان بانگ صراحی است پیام بزمم … سر خم گشته مینا است سلام بزمم
زانداز نگاه مست ساقی جام میخواهم … شراب از شیشهٔ بوی گل بادام میخواهم
تمنا بوسه از سبزهٔ پشت لبش دارم … ز برگ غنچه معجون زمرد فام میخواهم
به نیرنگ دوئی گر برق و خاشاک شعله افشاند … چراغ کفر را روشن ز قندیل حرم سازم

بدست آوردم از پهلوی استغنای دل مرهم — وله — بفرق مدعا با زخم تیغ اینجا خوردم
درخیال چشم او مست شرابی گشته ام — وله — دل بسیخ آه می دوزم کبابی گشته ام
چو در وصف دهان تنگ آن گلرو نقط سازم — وله — بروی مغز گوهر کلک بوی غنچه قط سازم
شنو ساقی چو در بزم شب یکجو رم آن مه رو — بروی بحر مهتاب از بلورین جام بط سازم
بجام کوثرم از هر سو مئی صد آفرین ریزد — چو شعر مست خود را بند در زنجیر خط سازم
براه عقل عاجز هیچ کس عالم نمی پرسد — بیا تا جانب دشت جنون ره را غلط سازم
بسکه در هجر سیه چشمی سیه شد خانه ام — وله — می نماید دیده آهو درکاشانه ام
براه انتظار ساده روئی بسکه حیرانم — وله — مگر آئینه بندی کرده بر دیوار مژگانم
چو سنبل در خیال کاکل آن جلوه عاجز — وله — پریشانم پریشانم پریشانم پریشانم
چو در گلشن خیال کاکل جانانه می سازم — وله — نهالان چمن را می تراشم شانه می سازم
ز وصف شمع رخسارش چراغان می کنم گل را — گلستان را مرصع از پر پروانه می سازم
نقاب از چهره یکسو ساز عالم را گلستان کن — وله — کشا کاکل خیابان جهان را سنبلستان کن
خط پیشانی من نقش کف پا گردید — وله — بهر تعظیم اجل کس نخمیده است چو من
سیه مستم ز جام گردش چشم سیاه او — وله — شراب سرمه می نوشم ز مینای نگاه او
سازیم چون ز خوبی حسن تو گفتگو — وله — سازد زبان بچشمهٔ خورشید شست شو
ای ساده رو نگر طرف انتظاریم — وله — داریم در خیال تو آئینه رو برو
عارض و هر دو زلف او روز یکی شام دو — وله — گردش چشم مست او دور یکی و جام دو
بر لب پر تبسمش رنگ مسی پان خوش نشست — ظرفه طلسم عشق بین غنچه یکی و فام دو
خجسته ترین عاشقان عاجز و قیس و کوهکن — لیکن ازین میانه هم پخته یکی و خام دو

از حیا چون رخ گلگون تو سازد عرقے
شود آئینہ بدست تو گلابی ورقے

اشک خونی برخ زرد من افتاد ز غم
زعفران را زنہان گشت بسیل شفقے

گوہر نظم بس تر شدہ در دیوانم
در نظر ہر ورقش ہست مرقع طبقے

گر رہائی نبود بر سر صحرا عاجز
ماند در خاک زبیتابی مجنون رمقے

ولہ

گلشن میرسد باد خزان ای بلبلان آہے
زرد رو ہجر گل آہے ز آشوب خزان آہے

ولہ

نگاہش بر سر مینا تجلی بر سر طورے
نگاہم بر لب و تا بر وے بادہ مخمورے

بہر قطرۂ اشکم عیان بردار مژگان شد
ندانم شورش دل ہست یا گلبانگ منصورے

کمند ناز پر چین کردہ می آید پریروے
رگ جانہا بہم پیچیدہ در تار گیسوے

چو وصف شوخی آن جلوہ گر خواہم رقم سازم
تراشم خامہ را مد نگاہ چشم آہوے

من اشعارہ الہندی

دیکھ دامنگیر محشر میں ترے ہوینگے ہم
خون ہمارا اپنے دامن سے ابھی قاتل چھڑا

ولہ

ارے ناصح عبث کرتا نصیحت ترش رو ہو کر
کھٹائی کا مجھے پرہیز ہے مت بیچ اچار اپنا

تجھے جلنے اور رونے سے کیا ارے مطرب
بجا کر دیپک اپنا اور لا کر ملہار اپنا

پری ہمت پا سکے کو خط پر حسن اب بس ہو چکا
کیوں عبث کہتا ہے ہو نہ لوہے سے یاں زنگ چکا

مو سفیدی نے میرا ہوش اڑایا عاجز
خبر مرگ کو لایا ہے یہ کالا کوا

ادا سے گر ہماری بزم میں وہ فتنہ ساز آوے
بجا کر مہر کا دف چرخ کہتا گر پڑے زہرا

آئی بہار باغ میں پھولے ہیں سب درخت
آ لال بن کہ دل ہے تیرے غم سے لخت لخت

عاجز ہوں شاہ ملک جنون میرے واسطے
سنج کلاہ و چتر فلک ہے زمین ہے تخت

تم بن اب کہ دل میں لگی ہے کھٹ پٹ
آنکھوں سے اشک پل پل گرتے ہیں لال ٹپ ٹپ

نوبہار آئی نہیں آیا مرا لال الغیاث
آہ گل داغون سے دل ہوئیگا اس سال الغیاث

وله

مکتوب میرا اس شاہ خوبان کے پانو لگ
ہدہد لیجاویگا کہ اوسے ہی ازل سے تاج

وله

ہے لال تیرا از قن باغ ناز کا ترنج
اسے جو سیب ہے جان اسکو دینا رنج

چمن مین چل کہ سجن سجا ہے ساغر کھینچ
بہار رنگ گلستان کے سر سے چادر کھینچ

ہے ہمارے بت کا دل پتہر کے جیسی کی طرح
کیا کرون اسکے صفت ہی سخت پتہر کی طرح

دل میرا اے شوخ گندم رنگ تیرے ظلم سے
کہا کہ قرص داغ ہے کہٹے خمیر کی طرح

یون لکھا وصف اس شکر لب کے عاجز کلک مین
روشنائی جم گئی مصری کی شیرے کی طرح

لال میرا رنگ یون ہیگا تمہارے غم سے زرد
زعفران اڑتی ہے جب مین چھپاتا ہون منہ سے گرد

ہر سحر کیا دیکھتے ہو آرسی اے سادہ رو
ہے تمہارے حسن کے دفتر کے دونو صاف فرد

دور آیا ہے زبون یا اسد اللہ مدد
دل ہوا ساغر خون یا اسد اللہ مدد

نوبہار آنے سے گل یا ہے اے صبا داد
اب کریگا کیون سیہ روکا دل ناشاد شاد

گردن اپنی کرکے خم آیا ہون اے قاتل شتاب
سر اٹھا کر آج بار خنجر فولاد لاد

ہے شہد کہان شیرہ الفت سے ملذذ
ہے قند کے ہر وصل کے شربت سے ملذذ

آ جان دیکھ تجھکو قربان ہون کس کے خاطر
مانند چشم بسمل حیران ہون کس کے خاطر

بہار آنے سے شبنم نے کیا ہے گل کا بستر تر
چمن مین چلکر اسکو فرش راہ غم رشید پیکر کر

ہوا ہون جان تن ہجر تیری دیکھ بیمہری
ہے کافور کا داغ دکہون سینہ ہے اخگر کر

لکھا ہون اے کبوتر نامہ اس بلقیس ثانی کو
تجہکے پر پر بنا ندہون بانہ ہوا تب نکہ شہپر

سخنمندونکا لشکر گرا کہٹا ہو طبیعت سے
سخن کے زور برکات مین ہو وین سخنور وا

روز محشر مین بچاوینگے تجھے بارہ امام
مت سقر ڈر سے فکر سات اور پانچ کر

لال ہے موسم گل سرخ کرو اپنا لباس
کہ کرین ہم بھی سخن رنگ سے بلبل کے پاس

جب سے اے رنگین ادا تیری رنگ گلمین نقش
تب سے بھری آہ کا ہے سینۂ بلبل مین نقش

آتا ہے جان ہر مین تو ہوتا ہے غم غلط
جانے سے آپکے سینہ مین ہوتا ہے غم و ہم غلط

قاتل آتا ہے ہمارا آج خندان الحفیظ
ہم مین سرگذشتونین نمایان الحفیظ

ہجر کے راتون مین آیا درد پھر دلمین آہ
ہیطرح آکر ملا مینا سے سندان الحفیظ

آئی بہار رنگ سے خوش ہے دماغ باغ
لیکر کھڑی ہے نرگس مخمور ایاغ باغ

عاجز بھی شمع آہ جلاتا ہے دشت مین
روشن اگر گلون سے ہوا ہے چراغ باغ

گلشن مین ہے بہار چل اے شوخ فیلسوف
شبنم کو موتی بناوین گلون کو بنا ظرف

جب نگ تیری لب کے مسی بھری نقاش
غنچون کے صدف مین کرے حل چاندی کا رنگ

اسیر عشق کو اسے نیکو بد پھر کیا لازم
جو خوش زلفونکا بند اسنے زنجیر کیا لازم

نچھوڑو ہم سے اپنے رام خاطر رام رام اپنا
تمہارے رام مین حق کی قسم اے شوخ ہندو ہم

اے سیہ چشم آہ دل تیری نگہ کے یاد سے
بن گیا وحشی غزالون کی بھڑکنے کی قسم

باعین اس لالہ رو کے آہ جب جاتے ہین ہم
دل کے داغون کو گلون کے تازہ کر آتے ہین ہم

عشق سے خوش قامتون کے سبز پوشی کر سپید
شمر کے بوٹے قبا پر اپنے چھپواتے ہین ہم

خوش قدون کے غم مین بیتا ہوں بناؤ قمری
خانۂ تابوت میرا سرو کے شہتیر سین

خوش نگہ کی یاد مین ساغر کو جب گردان کرون
بے تکلف کرون مینا کو نرگسدان کرون

اس حنائی ہات کی تعریف خون دل سے لکھ
ریشۂ نخل قلم کو پنجۂ مرجان کرون

عاشق وحشی کی اگر تصویر کھینچا چاہیے
اوس کے پاؤن مین زنجیر کھینچا چاہیے

عرق جب اوس پری رو کے چہرہ پر نور سے ٹپکے
خجل ہو گل سے شبنم جبین لالو سے ٹپکے

چمن مین جا کے وہ رنگین ادا جب مسکراتا ہے
گلون سے رنگ اڑ کر لال سا جنگل کو جاتا ہے

ہمارا اشک خونی یاد مین گلرو کے بہ کر
نگہ کو رشتۂ تسبیح یاقوتی بناتا ہے

سواری ہے جنون سے شاہ کی صحرا و دشت مین
ارے دل کھولدے آہ کے جا بجا ہی نشان اپنے

از مثنوی لال و گوہر مولفۂ عاجز صاحب ترجمہ

الہی دے مجھے رنگین بیانی
عطا کر مجھکو یاقوت معانی

سخن کے در کا مجھکو جوہری کر
سخن سنجون کو میرا مشتری کر

سخن کا لال دے میری زبان کو
در معنی سے بھر میرے بیان کو

جنون کے دشت کا بنکر بگولا
خرد کی راہ کو وحشت سے بھولا

سحر سے شام تک مانند خورشید
طلب کے فرق پر رکھے پائے امید

تردد کا قدم رکھتا ہے گن گن
نہ ہوتا تہا کہین کوئی لحظہ ساکن

غزالونکی طرح پھر گرم رم تہا
بیابان اسکو گلزار ارم تہا

برس دو لگ چلا جب راہ مین وہ
نظر مین اسکے آیا دشت جانکاہ

کرون اس دشت کی کیونکر صفت کو
زبان پر کسطرح ڈالون نعت کو

وہان ہرگز نہ تہا پانی کا آثار
اجل کا کہیت تہا وہ دشت خونخوار

بیابان عدم کے تہا برابر
وہان تہا جہان عزرائیل کو ڈر

وہان کی ریت پتھر کی کنی تہی
وہان کے کانٹے بہالونکی انی تہی

وہانکی گرد تہی پانونکی دارو
وہانکی خاک تہی دوزخ کی بالو

وہان کی باد تہی مشہور بادہ صرصر
وہانکی کنکری تہی مثل اخگر

بگولا تہا وہان دن رات قائم
وہان پہکر سدا آندہی تہی دائم

عزت ۔ میر عبدالمنان

عزت تخلص ۔ میر عبدالمنان نام ۔ تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکھا کہ آپ میر عبدالرحیم خان اندجانی دیوان بیوتات عالمگیری کے پوتے ہیں صحیح النسب والحسب شریف و نجیب ہیں ۔ آپ تعصب مذہب میں مشہور تھے ۔ آپ کے تعصب کی ایک نقل مشہور ہے کہ جانور پرندہ مینا جو بزبان فصیح نام مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بولتی تھی ۔ آپ نے پرندے زبان کی زبان کو قطع کردیا ۔ صاحب تحفۃ الشعرا نے میر نعمان خان نبیرہ میر سے قطع زبان کی کیفیت دریافت کی ۔ جواب پایا کہ جو کچھ عوام میں مشہور ہے غلط ہے اصل واقعہ یہہ ہے کہ مینا یا علی بولتی تھی ۔ اسکو بقیمت پانسو روپیہ خرید کئے ۔ جب خرید کے گھر میں لائے ۔ نام مبارک زبان سے نہیں بولی گنگ ہوگئی ۔ مالک کو واپس کردئے ۔ کلیات طیبات مولفہ عنایت اللہ خان کشمیری میں مرقوم ہے کہ عبدالرحیم خان ایک خنجر کمر میں رکھتا تھا ۔ بادشاہ نے ایکروز خنجر کو دیکھ کے فرمایا کہ نہایت خوش وضع ہے عرض کیا خداوند نعمت ! اسکا نام اسکی وضع سے زیادہ خوش ہے رافضی کش چونکہ بادشاہ بھی مذہب پرست تھا اکثر میر کا لفظ زبان پہ لاتا تھا ۔ میر عبدالمنان عزت صاحب ترجمہ دلی سے آصفجاہ بہادر کے ہمراہ دکن میں آئے ۔ جواہرخانہ و خلعت خانہ کی داروغگی پر مقرر ہوئے ۔ اعلیحضرت آپکو بہت چاہتے تھے ۔ اکثر مصاحبت و تقرب میں بسر کرتے تھے ۔ ایکروز ایک معمولی بات پر ناخوش ہوکے نوکری سے دست بردار ہوے ۔ تاج شاہی درویشی میر پر رکھ کے برہانپور آئے اور گوشہ نشین ہوگئے ۔ عزیز الوجود شریف النفس تھے آپ کے مستعفی ہونیکے بعد آپکے فرزند بزرگ میر ابوالفخر خان والد ماجد کی خدمت پر

سرفراز ہوے - اور آپکے فرزندان رشید سے میر ابو الفخر خان و میر نعمان خان و میر احسن خان ہین ہر ایک خدمت عمدہ پر مامور ہے عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے ہین - عزت صاحب ترجمہ نیک سیرت درویش طینت تھے دنیا و ما فیہا سے الگ رہتے تہے - موزون الطبع تہے - شعرگوئی سے طبیعت مناسب تہی - کبھی کبھی اشعار صوفیانہ موزون فرماتے تہے - آخر عمر مین برہان پور مین سکونت پذیر تہے تقریبًا سنہ ۱۱۶۵ الہجری مین فوت ہوئے -

من اشعارہ الفارسی

در بروے احتیاج از خلق استغنائی دل — بستہ ام چندانکہ میگوید توکل واہ واہ
صبح و شام از گریۂ چشمم تو طرح تازہ بست — کفر و ایمان را بہر زلفت بیک اندازہ بست
با تو پیوستن بود از خود رمیدنہاے ما — پردۂ حسن تو گردیدہ ست دیدنہاے ما
تا کجا حرف نزاکت بمیان آرد کس — رگ جان تا ز نظر موے کمر رسید یکی است
صبح مست لالہ زار سفید و سیاہ و سرخ — چون چشم پر خمار سفید و سیاہ و سرخ
نیرنگ بگزران جہان را ز من مپرس — دیدم ہزار بار سفید و سیاہ و سرخ
عاشقان را از فنا باشد عروجی در نظر — گرد باد خاک ما دارد تحمل در ہوا
مو بمو خط شعاعی شد — سایہ ات گرد آفتاب مرا
نصیب خاکساران ست از خود باخبر بودن — ز نقش پا بود ہر لحظہ ام آئینہ بدن ہا
دارم از بہر نثار تو دم چند بیا — جان نماندہ ست مرا اے بخدا زود بیا
روے خوبت چراغان میکند آئینہ را — دود دلہا سنبلستان میکند آئینہ را
گر براے راحت دل خوب میباشد وصال — بہر یاد نام او بیتابی ہجران خوش است

در فراقش عاشقان را اشک خون باید گریست	یا و لعل بے بہا را پنجہ مرجان خونیست
گل گریبان چاک می بینم مست عشق کیست	غنچہ می غلطد ز خود صہبا بدست عشق کیست
ہر سر این گلستان آزاد بینوائیست	ہر خندہ گل اینجا از چاک دل صدائیست

عنایت - میر عنایت اللہ جندی

عنایت تخلص - میر عنایت اللہ نام - جندی الاصل ہندی الوطن ہیں۔ آپ صوفی مشرب و پاکیزہ مذہب تھے۔ فہم رسا و ذہن صفا سے موصوف حسن اخلاق و مروت میں معروف تھے۔ عالیجناب نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے منصبداران میں تھے۔ عالیجناب انکی ملاقات سے بہت محظوظ ہوتے تھے چند مدت حضور کی ملازمت میں سرگرم رہے۔ آصفجاہ بہادر کے بعد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی صحبت و ملازمت میں بسر کرنے لگے۔ معرکۂ ارکاٹ میں شہید کے ہمرکاب تھے شہید کی شہادت کے بعد اس معرکہ میں جو درمیان ہمت خان افغان و ہدایت محی الدین مظفر جنگ واقع ہوا۔ ضرب بندوق سے ملک بقا کی طرف روانہ ہوئے یہ واقعہ سنہ ۱۱۶۴ ہجری میں حادث ہوا۔ آپکی طبیعت شعر و شاعری کے مناسب تھی۔ طبع رسا سے شعر خوب کہتے تھے۔ ایک قصیدہ آصفجاہ بہادر کی مدح میں پیش از ملاقات بھیجا تھا۔ گذارش کیا جاتا ہے۔

ھو ھذہ

اے کہ دارد سایہ اش خاصیت ظل ہما	دستش موج دریا آستان اوج سما
گر بود سرمایہ ابر از آب تیغ قدرتش	سفینہ خارا شکافد خنجر برگ گیا

هیبت او لرزه را گر عام سازد در مثل / جوهر آئینه از جوش طپش گردد جدا

تیغ او باشد ظفر سا بد آئینه رو / می شناسد نقد جان دشمنانش رونما

گر گزیند شخص نور افزونی از اقبال او / چون مه نو بدر آید روز و شب در ارتقا

شستشوی صبح دیده خورشید را عینک شود / مصحف عدلش تلاوت گر کند سیر سما

غنچه گوید زیر لب اسرار خلقش با نسیم / هم صبا در باغ سازد شرح فیضش بر ملا

از سواد لشکر فیروزمندش سرمه وار / چشم نصرت دیده اقبال میگیرد جلا

یک دم معجز طرازش همچو عیسی در زمان / زنده در آئینه سازد قالب تمثال را

از هراس احتساب شرع در ایام او / جا بجا اندر گلوی نی گره بندد نوا

در زمان اتقایش گر رواج ورع و زهد / زهره خواهد طیلسان مشتری سازد ردا

بسکه استعداد جرم اندر طبیعت ها نماند / نشنود هم گوش شنوا صوت چنگ و نغمها

سالها گر دفتر اشعار بنویسم هنوز / شمه از شرح اوصافش نیاید در ادا

ای طواف بارگاهت آرزوی جان و دل / ای غبار آستانت چشم ما را توتیا

گرچه دورم لیک روزی یک دو روزی بنشنیت / صبح شبنم بر زمین و چاشت با مهر سما

با وجود بعد از فیضت نباشم ناامید / ذره روی زمین از مهر می یابد ضیا

تهمت دوریست لیکن آنچه می باشد بچشم / روز و شب در خلوت آئینه دل کرد جا

تن در اینجا ساکن و جان در حریمت مرکز نشست / کاه را باشد رجوع آری بسوی کهربا

ای عنایت چند این آرایش طول کلام / زینت پای سخن گردان ز خلخال دعا

تا که باشد در چمن باد صبا نکهت رسان
سبز دار در گلشن اقبال تو فیض خدا

عاقل - محمد عاقل دہلوی

عاقل تخلص - محمد عاقل نام - صاحب تحفۃ الشعرا نے لکہا کہ دانشمند خان خطاب ہے اور لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی گلِ رعنا میں لکہتے ہیں کہ ہنرور خان خطاب ہے آپکا مولد و منشا شہر دلی ہے - نشو و نما کے بعد دلی کے علما و فضلا سے کتب درسیہ علوم حکمیہ ختم کیں - فارغ التحصیل ہو کر بادشاہی منصب سے سرفراز ہوئے عالمگیری زمانہ تہا علما و فضلا کی بڑی ترقی تہی - اسی زمانہ میں آپ بندگانعالی نواب آصف جاہ سے ملے - بندگانعالی جوہر شناس قدردان ہنر تہے - آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی - اور حضور میں رکہا - عاقل حضور کے ہمرکاب رہتے تہے - بزم و رزم میں ہم صحبت - آپکی مداحی میں صرف اوقات فرماتے تہے جب بندگانعالی آخر زمانہ عالمگیری میں بیجاپور کے صوبہ دار ہو کر دکن میں آئے تب عاقل ہی ہمرکاب تہے - اکثر خلوت و جلوت میں باریاب ہوتے تہے - پہر بندگانعالی آصفجاہ فرخ سیر بادشاہ کی سنہ اول جلوسی مطابق سنہ ۱۱۲۴ ہجری میں اورنگ آباد کے صوبہ دار ہو گئے دلی سے اورنگ آباد آئے عاقل بہی ہمراہ تہے - بندگانعالی کی جاگیرات جو ہندوستان میں تہیں ان کے محاصل کا خزانہ دلی ہی میں رکہتے تہے - اور جاگیرات کے مداخل و مخارج کا دفتر بہی وہیں رہتا تہا بندگانعالی نے عاقل کو خزانہ کا داروغہ مقرر کر کے اورنگ آباد سے دلی روانہ فرمایا - عاقل نہایت خوشی سے وطن مالوفہ روانہ ہوئے مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے - پہر دلی سے دکن میں آئے فراشخانہ اور خزانہ کا کام آپکے تفویض ہوا - آخر سرکار نظام سے رخصت لیکر وطن مالوفہ روانہ ہوئے - وہیں بعارضہ طبعی سنہ ۱۱۹۵ ہجری یا بقول سنہ ۱۱۳۰ ہجری میں فوت ہوئے عاقل سخنور کامل و مشہور فاضل تہا - مضامین تازہ کا موجد و معانی خوش اندازہ کا مجدد تہا

وضعداری کا پابند اور وفاداری کا کاربند تھا - آپکے مزاج مین ظرافت و لطافت بیشمار تھی - آپ جس مجلس مین ہوتے تھے وہ مجلس لطائف و ظرائف سے رونق پاتی تھی - اہل مجلس کے دلون مین سرور کی کیفیت پیدا تھی - آپ رونق محافل و زینت منازل تھے اب ہم آپکے اشعار مندرجہ ذیل سے کتاب کو رونق دیتے ہین تاکہ ناظرین کے دل کو سرور و آنکھون کو نور حاصل ہو

نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کی مدح مین کہتا ہے

می توان ای نظام الملک تسخیر جہان — من علامت دیدہ ام اقبال عالمگیر را
قدرت اقبال عیسی معجزت نازم کہ او — می دمد در قالب عدا دم شمشیر را
دشمن آتش بجان افتادہ ات در عرض حال — یکنفس از شمع می خواہد لب تقدیر را
ای جواہرسای معجون نشاط روزگار — می توانی شاد کردن عاقل دلگیر را

وله

ندارد حاصلی غیر از ندامت حرف سازیہا — زبان شمع آخر خاک بیند از درازیہا
چراغ خانۂ آئینہ روشن ز خاکستر — تو ہم ای بیخبر یکبار آتش زن بسامانہا
کلید و قفل چون دیدم زیک آہن یقینم شد — کہ از اسباب کشایش گرہ دارند مشکلہا
پئے تحصیل روزی ہرزہ می تازی نمیدانی — کہ گندم را سفید از انتظارت گشت خرمنگاہا
با من چو اتفاق نباشد زمانہ را — در خوشہ آسیا نہ بود رنج دانہ را
تا وہ از ساز عیش رفتہ را آوازہا — تکلف برطرف لی چہ سامان کمی دارد
ندارد چہرہ ام رنگی ز جوش ناتوانیہا — چو گل تاراج چیدن رفتہ ام رتو جوانیہا

وله

برکش ساقیا گیسوئے عنبر فام را — سایہ انگور باید آفتاب جام را
سحر از ان یک قلم از زیر دستان قائم اند — نیست جز دیوار عاقل تکیہ گاہی بام را

نباشی بیخبر از فرصت ساغر زدن اینجا
وله
که نرگس میکشد پیمانه در جیب کفن اینجا

شهید لعل شیرین کسے گردیده ام عاقل
وله
هما چون نیشکر خواهد مکیدن استخوانم را

بکتوبے که شرح دیدهٔ خونبار نبویسم
وله
سر شک خامه ام گلگون کند رنگ سیاهی را

ناتوانی بسکه دارد طائر آزاد ما
وله
دام خالی می برد از صید ما صیاد ما

آب رنگ انتخاب ما تماشا کردنیست
نرگستان است گلزار سخن از صاد ما

جهان تنشمر که در دست آسایش کرد پیدا اینجا
وله
بقدر سخت جانی هر کسے در خون طپیدن اینجا

را ضیم بر بهم گشتن اے فلک گر ساعتی
وله
همچو مژگان گرد چشم یار گردانی مرا

از تمنا جان بلب نزدیک شد
وله
گر رسد قاصد ز کویش دور نیست

هیچ کس یارب اسیر جذبهٔ الفت مباد
وله
مرغ دست آموز در پرواز هم آزاد نیست

بے برنج محال است بفردوس رسیدن
وله
همواری ره گلشن کشمیر ندارد

بروز اید که تحصیل ارم طاعت نمی خواهد
خدا در کارسازیها ز کسے شوخی نمیخواهد

نو بهار آمد حریفان ساغر صهبا زنید
خنده بر وضع جهان از گریهٔ مینا زنید

و جلد می کرد نقط بر سر کاغذ چو سپند
یاد چون گرمی یاران چه قدرها می کرد

آئینه دو چار خویش کردی
از حیرت ما مکن فراموش

عشق ورزیدم و دل وقف ندامت کردم
شیشه در پیش سنگ ملامت کردم

عالمی را بنماز خم ابرو خواندم
من باین قبلهٔ کج طرفه امامت کردم

سرمه بودم تا گشتم نگهت گلها شدم
عشق میدانه بنیرنگی که من سوا شدم

چیست مطلب از گداز هم کوزه ساز عشق را
سنگ بودم آب گشتم سوختم مینا شدم

سالها از بهر دنیا حلقه هر در زدم
پشت پا جائے که باید زد ز غفلت بر دم

راہ کدام فطرت و رسم کدام ہوش ہست | ولہ | صد در دسر خریدن از منصب ہزاری
چو راہب بہ بتخانہ بیدار بودن | ولہ | ازان بہ کہ در کعبہ خوابیدہ باشی
جہان لبریز حسن اوست دیدہ می باید | ولہ | بہر سو ماہ کنعان ہست چشم تماشائی

عرشی ۔ مولوی محمد فضل رب تاجپوری

عرشی تخلص ۔ ابو القاسم کنیت ۔ محمد فضل رب نام ۔ آپ حکیم مولوی امام علی صاحب کے خلف الصدق ہین ۔ آپکا مولد و منشا تاجپور ضلع اعظم گڈہ ہے ۔ آپنے وطن مالوفہ مین تربیت و پرورش پائی ۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین کتب فارسیہ و عربیہ کی تحصیل کین ۔ ہمعصرون مین لائق و فائق ہوئے ۔ طبیعت مین موزونیت و جولانی خداداد تھی چستی و چالاکی از حد زیادہ تھی ۔ شعرگوئی کا شوق لڑکپن ہو سے تھا اور سخن سنجی کا ذوق شعلہ زن ہوا ۔ طبیعت والا و فکر رسا کے روز سے کلام موزون کرنے لگے کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہونے لگا ۔ ہمکو آپکے تلمذ کا حال معلوم نہین ہوا ۔ مین خیال کرتا ہون کہ آپکو بمصداق الشعراء تلامذۃ الرحمن واجب تعالی کے فیضان غیبی سے تلمذ حاصل ہے ۔ آپکا کلام صنایع و بدایع کے ترصیع سے مرصع اور اقسام اقسام کے قوافی و لوازم شعریہ سے مسجع ہوتا ہے ۔ نازکخیالی و شیرین بیانی سے آراستہ ۔ اداہاے رنگین و شگفتہ معانی سے پیراستہ ہوتا ہے ۔ ہر ایک شعر نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا اور ہر ایک مصرع فصاحت و بلاغت مین تولا ہوا نظر آتا ہے ۔ کثرت خوبی سے ہر ایک فقرہ بزبان حال انا الشرق ۔ اور ہر ایک کلمہ انا البرق کہتا ہے ۔ آپکا کلام اسبات کی تصدیق کرتا ہے کہ بمقابلہ متاخرین ہند کے قاآنی اور بموازنہ متقدمین ہند کے خاقانی ہین

آپنے الفاظ و معانی مین باہم ایسا جوڑ لایا کہ ناظرین اُسکو تاج مرصع تصور کرتے ہین فقرات کی نشست و معانی کی بندش ایسے ڈہنگ سے بٹہائی کہ شائقین اُسکو تاج مرصع کا طرۂ خیال کرتے ہین۔ آپکو اگر فخر شعرائے ہند طوطی دکن کہین تو روا ہے۔ آپ خوش خلق و نیک طینت ہین صاحب مروت و پسندیدہ سیرت ہین۔ یاران ہم مشرب ہم مذاق سے نہایت محبت و اشفاق سے ملتے ہین ظریف الطبع و لطیف المزاج ہین۔ خوش تحریر و خوش تقریر ہین جس مجلس مین آپ ہوتے ہین سب اہل مجلس آپکو رونق مجلس سمجھتے ہین۔ حاضرین مجلس آپکی تقریر دلپذیر سے فرحت و لطف اٹھاتے ہین۔ مولف فقیر کو بھی آپ سے نیاز ہے کبھی کبھی مولوی مہدیعلیخان المخاطب نواب محسن الملک بہادر کے دولتخانہ پر ملاقات ہوی ہے مگر آپنے سرسری ملاقات مین ایسا ثابت کردیا گویا ہمارے مدتون کے رفیق ہین۔ چند مدت تک ملازم ریاست گوالیار مین مقیم ہے۔ مہاراجہ کے صاحبزادے کے ادب آموز تھے۔ بڑی عزت و آبرو تھی مگر آپکو ادب آموزی سے نہایت نفرت تھی کیونکہ آپکا مزاج آزادگی پسند قید و تعلق سے دور رہنا چاہتا تھا۔ خود ہی وہانکا تعلق چھوڑکر نواب لائق علیخان مختار الملک ثانی کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے۔ اکثر قصائد حضور و مدار المہام کی شان مین لکہے۔ فائز المرام نہین ہوئے۔ اسیطرح امیدواری و انتظاری مین بسر کرتے رہے۔ طرفہ یہہ ہوا کہ یہان بعض نے غلطی یا شاعرانہ تقابل کی وجہ سے آپکو مطعون کیا کہ آپ جو کچھہ کہتے ہین یہہ آپکا طبعزاد نہین ہے شاید متقدمین مین جواس تخلص کا شاعر نامی عرشی گذرا ہے اُسکا دیوان آپکے ہاتہہ آگیا ہے۔ آپ یہہ جوہر افشانی اُسی گنجینہ کی بدولت کرتے ہین۔ آپ بھی معترض کے اعتراض و طعن سے واقف ہوئے۔ ایکروز حسن اتفاق سے آپ مدار المہام کے سلام کیلئے گئے معترض بھی دربار مین

باریاب تھے۔ اسوقت آپکی شاعری کی بابت تذکرہ شروع ہوا۔ معترض نے وہی پہلی ہٹ دہرمی شروع کی۔ اور یہہ کہا کہ اگر آپ فی البدیہہ چند اشعار ہمارے خواہش کے موافق سنگلاخ زمین مین کہدین تو ہم اپنے اعتراضات و طعن سے اعراض کرینگے اور آپکی واقعی لیاقت و استعداد کا اقرار۔ آپنے نہایت خوشی سے اس امر کو منظور کیا۔ اور معترض صاحب کیطرح پر اسیوقت چند اشعار فی البدیہہ کہدئے۔ نواب صاحب اور اہل مجلس آپکی استعداد کے قائل ہوے اور معترض صاحب پژمردہ خاطر۔ نواب صاحب نے معترض صاحب سے مخاطب ہوکر کہا فرمائیے اب آپ کیا کہتے ہین۔ معترض صاحب نے جب نہایت ندامت کے ساتھہ آہستہ لب سے کہا کہ اس شخص کی واقعی لیاقت اس کلام کے لائق نہین ضرور کوئی بیاض قدیمہ انکے پاس ہوگی۔ افسوس معترض نے آپکے معاملہ مین بڑی بے انصافی کی۔ صریحًا معترض کی زیادتی معلوم ہوتی ہے۔ اب اس مقام پر فقیر مولف انصافًا گزارش کرتا ہے کہ معترض کا اعتراض اس قسم کا تہا کہ لا اصل لہٗ کیونکہ متقدمین مین دو عرشی گذرے ہین اُن دونون کا کلام میرے پاس موجود ہے۔ جناب عرشی صاحب ترجمہ اور ایک عرشی متقدم کے کلام مین اسقدر فرق ہے کہ عرش و فرش مین۔ ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ متقدمین اور آپکی طرز مین زمین و آسمان کا فرق ہے ؎ ہر گلے را رنگ بوئے دیگر است۔ آپ اکثر قصائد سنگلاخ زمین کہتے ہین۔ ترصیع و تسجیع کا زیادہ لحاظ فرماتے ہین۔ متقدمین کے کلام مین یہہ صفت نہین ہے۔ میرا ارادہ تہا کہ متقدمین کے چند اشعار اس مقام مین نقل کرون تا کہ ہمارے کلام کی پوری پوری تصدیق ہو جائے لیکن افسوس کہ متقدمین کے دیوان موسی ندی کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگئے۔ اسوجہ سے معذور ہون۔ جناب عرشی صاحب ترجمہ انہین موانع و عوائق کیوجہ سے چند مدت پریشان و پراگندہ حال ہے۔ مگر آپ مستقل مزاج

وثابت قدم تھے - اپنے استقلال وثبات مین ذرا بھی جنبش نہین کی - نہایت بشاشت وبشاش رہے - یاران ہم مشرب کے جلسون مین شریک ہوتے تھے - کبھی کسی دوست ورفیق سے شکایت نہین کی اور نہ اپنی حالت بیان کی - حبل المتین صبر کو ہاتھہ مین تھامے ہوے خدا پر توکل کئے ہوئے تھے - کہ اسی صبر وتوکل کی برکت سے بندگانعالی حضور پر نور نے نہایت قدردانی سے آپکے لئے بقدر ما یحتاج دیڑھ سو روپیہ ماہوار کا منصب مقرر کر دیا تھا بہر حال عدم مطلق سے بہتر تھا - مگر آپکی فیاضی وسیر چشمی کے لحاظ سے خاص اس شہر مین یہ مقدار آپ کے لئے کافی نہین تھی - آپ اسی وظیفہ پر شاکر وقانع رہے - آپکی عمر تخمینًا پچاس برس کی تھی - آخر آپنے تقریبًا ۱۳۰۹ھ ہجری مین اس دار ناپائیدار سے بمقام بقا رحلت کی - قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون - فقیر مولف کو سنہ وفات مین شک معلوم ہوتا ہے تخمین وقیاس سے لکھا گیا

من اشعارہ الفارسی

مدح مین نواب سعادت علیخان منیر الملک مرحوم کے

بہ پشت دیگرے تا زحم بکوسے دیگرے تازم	بمدح سروری سازم ہان درج نورانی
ملک چہرہ فلک قدرے و قدر قدرت قضا صولت	بلبہا عیسیٰ ثانی بعارض ماہ کنعانی
ملک بخت و فلک تخت و کرم پاش و صبا اسپ	جہان بخش و جہاندار و جہانگیر و جہانبانی
تہمتن تن سکندر در موید غضنفر فر	بقدر و قدر سلجوقی بہ بوق و توق سامانی
شقائق خود فائق دان صحاب جیب سلطان دان	بمیدان رستم دستان بحکمت رشک لقمانی
ملک گوہر فلک منظر قبا دا فسر منیر الملک	کہ ہر خوانش کند خورشید گردون کاسہ گردانی
زہے با موکبش نصرت ظفر دار جہانگیری	خہے با چترش شوکت نشانہ دار جہانبانی

بکاشانش فلک تابان گر قندیل خورشیدی ۔ با یوانش قمر روشنگر مصباح عرفانی

بدرگاهش قضا بفرست حشمت را بجاروبی ۔ بفرگاهش قدر بنشاند دولت را بدربانی

کیاست را بفکرت ذوق تا بیدن بخواهی ۔ فطانت را بذاتت شوق تا زیدن بپیشانی

من اشعارہ الہندی

خون بار ہوگی چشم کفن ہوگا خون میں تر ۔ پہچانتا عدم میں مجھے اس نشان سے

میں اور نوید وصل فلک اور امید مہر ۔ قاصد تری تو باتیں ہیں وہم گمان سے

عاقل ۔ سید محمد سلطان دہلوی

عاقل تخلص ۔ سید محمد سلطان نام ۔ آپکے بزرگون کا اصلی وطن برسٹ ضلع بارہ تہا ۔ لیکن آپکے جدا علی وطن سے دلّی مین چلے آئے اور اسی شہر مین سکونت اختیار کرلی ۔ آپکی ولادت دلّی مین واقع ہوئی ۔ نشو و نما بہی اسی شہر فیض بہر کی آب و ہوا مین ہوا ۔ سن شعور کے بعد فضلاء وقت کی خدمت مین کتب درسیہ فارسی سے فراغت حاصل کی اور عربی مین نحو و صرف کے چند رسالے پڑہ لئے ۔ پہر آپکے دلمین شعرگوئی کا ولولہ پیدا ہوا ۔ مرزا اسد اللہ خان غالب کی خدمت مین حاضر ہونے لگے اور اپنے کلام طبعزاد کو استاد کی خدمت مین پیش کرنے لگے ۔ استاد آپکی طبیعت کی جولانی اور کلام کی بندش دیکہکر خوش ہوتے تہے ۔ اور فرماتے تہے کہ یہ ہونہار ہے ۔ استاد کی اصلاح سے خوب کہنے لگے ۔ اور کلام مین بہی پختگی نظر آنے لگی ۔ آپ جو کچہ کہتے تہے نہایت درست و سنجیدہ ہوتا تہا ۔ اور ہر ایک فقرہ ملاحت و نزاکت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا ۔ آپ چند روز کے بعد دلّی سے بنارس آگئے ۔ اور شہر مین فروکش ہوئے

بنارس مین آپکے اکثر عزیز و اقارب سکونت پذیر تھے اور آپکے حسب و نسب سے
واقف تھے۔ نجیب الطرفین تھے۔ نواب جامد علیخان بہادر و نواب نجف علیخان
بہادر سے قرابت تھی۔ بنارس مین میر زبیر حسین مرحوم پہنکیت سفید پوش کی دختر
نیک اختر سے شادی کرلی۔ مدت تک بنارس مین رہے طبیعت مین شعر گوئی کا مذاق
تھا یہان اُس فن کی طرف خوب ہی توجہ کی اور صاحب عالم مرزا قادر بخش صابر کے
شاگرد ہوئے۔ چند مدت مین رفتہ رفتہ درجۂ اُستادی کو پہنچے سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین حیدرآباد
دکن مین آئے اور یہان ایک اخبار آصفی شایع کیا۔ آپکی طبیعت مین شوخی و چستی
موجزن تھی چالاکی و بیباکی نعرہ زن تھی۔ ہمدردئ قوم و خلائق کی خیر خواہی مین
ہمہ تن مصروف تھے۔ خوش اخلاقی و انسانیت مین معروف تھے۔ آپکی ہمدردی خیر خواہی
کی تصدیق اخبار آصفی کے ارٹیکلون سے ہوتی ہے ملاحظہ کیجئے۔ پھر آپنے نواب نظام یار جنگ
بہادر خانخانان کے فرمانے سے مطبع آصفی کو ترک کیا۔ اور آپکی سرکار مین معتمدی کے
عہدے پر ممتاز ہوئے۔ چند روز تک خوب کام کرتے رہے۔ تھوڑے ہی دن نہین گذرے
کہ نواب صاحب نے پھر از سر نو تغیر و تبدل فرمایا۔ محمد سلطان عاقل سے معتمدی کا کام لے لیا
معتمد سابق جناب مولوی علی حسن صاحب بلگرامی کو بدستور بحال برقرار فرمایا۔ اور عاقل
کے لئے بھی منصب معقول مقرر کردیا۔ عاقل متردد ہونے لگے۔ کیونکہ کام کے آدمی تھے
ان کے لئے بیکاری عذاب جان تھی۔ پھر اخبار کے چلانیکی فکر مین ہوئے۔ اسی اثنا مین
عارضہ وبا مین مبتلا ہوئے سنہ ۱۳۰۹ یا ۱۳۱۰ ہجری مین بہشت برین
روانہ ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ وفات کیوقت آپکی عمر قریب چالیس برس کی
تھی۔ مولف فقیر کو بھی آپ سے نیاز تھا۔ جب ملتے تھے نہایت حسن اخلاق سے

ملتے تھے - خدا اُن کو غریق رحمت کرے - آپکا ایک خلف الصدق فرخ سلطان متخلص بہ کامل یادگار موجود ہے - چند مدت مدرسہ اعزہ میں تعلیم پایا - بمصداق الولد سر لابیہ ہونہار نظر آتا تھا - خدا اُسکی عمر دراز کرے - چند مدت نواب خانخانان بہادر نظام یار جنگ بہادر فرخ کی سرپرستی فرماتے رہے - اپنی سرکار خاص سے کسیقدر ماہوار عنایت کرتے رہے - امید ہوتی تھی کہ یہہ لڑکا نواب صاحب کی عنایت سے لائق و فائق ہو جائیگا - فی الحال مجھے معلوم نہیں کہ فرخ سلطان کہان ہے - جہان ہو خدا اُسکو خوش و خورم رکھے -

من اشعارہ الہندی

اِک ہاتھ میں تیغ ایک میں دامن ہے قبا کا
آتا کوئی دیکھے صنم ہوش ربا کا

اے شمع یہاں مشق گدازش کی ہو گرمی
شعلہ مرے سر کا ہوا کانٹا کف پا کا

گر اک نگہ مہر کرے سب عیب ڈہکین گے
داماں نظر تیرا کفن ہے شہدا کا

آئینہ ہی میں کہا کا غذ تصویر جلا کر
اس شکل سے ظالم نے اڑایا مرا خاکا

موت آئی عجب حال میں بیمار کو تیرے
شکوہ نہ کیا زیست کا نے شکر قضا کا

ولہ

وقفہ ملا نہ ہمکو گنہ کے حساب کا
گذرا ہے کتنے جلد زمانہ شباب کا

ٹپکے پسینہ سنگ گنہ بال بال سے
جان ہے فشار زمین کے عذاب کا

منظور ہے فنا کو جو مشق مصوری
بنتا بگڑ بگڑ کے ہے نقشہ حباب کا

کچھ حسرتیں بھی گریہ کنان ساتھ تھیں
دیکھا جنازہ عاقل خانہ خراب کا

عزلت - میر عبد الولی

عزلت تخلص - عبد الولی نام - آپ مولوی سعد اللہ سورتی کے فرزند ہیں

آپکی ولادت سنہ ۱۱۰۳ ہجری مین مقام سلون ضلع سورت مین واقع ہوئی نشو نما بہی وطن مین
ہوا۔ آپنے علوم معقول و منقول کے کتب درسیہ والد ماجد کی خدمت مین ختم کین۔ اُسوقت
آپکی عمر اُنیس برس کی تہی شباب کا عالم تہا سیاحت و سیر کا شوق دلمین موجزن ہوا۔ تحصیل کے
بعد ہند مین سفر کیا۔ دلّی و عظیم آباد و اکبر آباد وغیرہ شہرون مین مدت تک سیر کرتے رہے
ہر ایک شہر کے علما کے جلسون مین شریک ہوتے رہے۔ آپکو تدریس کا زیادہ شوق تہا۔ طلبہ کو
پڑہاتے تہے۔ آپکو کتب درسیات مین کامل مہارت تہی۔ پڑہاتے پڑہاتے خوب منجہ گئے تہے
خاص کر کے فن معقول مین آپکی استعداد و لیاقت اسقدر تہی کہ علما آپکو ارسطو کہتے تہے۔ اور
آپ بہی ادعاءً فرماتے تہے کہ اگر دنیا سے موجودہ کتب معقول مفقود ہو جائین تو مین
از سر نو موجود کر سکتا ہون۔ شاعری مین بہی آپکو ایسا ہی عوج تہا۔ طبیعت مین تیزی
و چالاکی خداداد تہی۔ موزون الطبع تہے اولاً آپنے فارسی مین طبع آزمائی شروع کی
چند روز مین خوب کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ درجہ اُستادی کو پہنچے۔ پہر جوش فطرت و زور قوت
سے ریختہ کی طرف توجہ کی آہستہ آہستہ اُس مین بہی ایسی ترقی کی کہ اُستاد کے لقب سے ملقب
ہوئے۔ ریختہ مین مطالب شستہ و مضامین برجستہ لکہے۔ الفاظ پاکیزہ و معانی تازہ مین
ایسا جوڑ ملایا۔ گویا طلائی زیور پر جڑاو کیا۔ رنگینی بیان کا ایسا رنگ کہلایا کہ سامعین
و ناظرین کو رنگین بنا دیا۔ ریختہ ہی پر نہین ٹہیرا بلکہ اور آگے قدم بڑہایا۔ یعنے دوہے و کبت
چہوٹے سوال و جواب دبارہ ماسی و مکریان و پہیلیان وغیرہ بہی تالیف کیے ہین۔
امیر خسرو کی طرح یہہ تمام چیزین عمدہ طرح سے لکہی ہین۔ امیر خسرو طوطی ہند تہے۔ آپکو
طوطی دکن کہنا چاہیے۔ علم موسیقی مین بہی بڑی دستگاہ رکہتے تہے۔ ساز و قانون
و سرود و ارغنون کے دقائق و رموز کے ماہر تہے۔ زیر و بم و تال و سُر عمدہ طرح سے ملاتے تہے

اس فن کے استادون نے آپکی استادی تسلیم کی۔ اور آپکا نام ادب کے ساتھہ زبان سے لینے لگے۔ آپ نہایت ہی خوش الحان تھے۔ جسوقت مجلس عاشورہ مین روضہ خوانی لحن داؤدی سے فرماتے تب اکثر مجلس کو رُلاتے تھے۔ اور ہوش و حواس سے بحس و حرکت کرتے تھے فن قرارت کے بھی عالم و قاری تھے۔ قرآن شریف خوش الحانی کے ساتھہ پڑھتے تھے سامعین کو حظ و لطف حاصل ہوتا تھا۔ نہایت سرور سے وجد و حال کی کیفیت نمایان ہوتی تھی۔ حافظہ کیا تھا غضب تھا۔ جو کچھہ یاد تھا سینہ مین محفوظ تھا۔ سینہ کیا تھا لوح محفوظ کا نمونہ تھا۔ جوہر بے بہا کا گنجینہ۔ ہزارہا اشعار و شواہد و نظائر و امثال نوک زبان اور آپ تاریخ مین مورخ کامل تھے۔ واقعات سلف و خلف سے پورے واقف تھے۔ خوش تقریر و خوش تحریر۔ لئیق و خلیق۔ کریم و رحیم۔ پابند رضا و تسلیم تھے۔ راہ مستقیم کے رہبر۔ بندہ نواز و غریب پرور تھے۔ زندہ دل روشن ضمیر۔ فقیر بے نظیر تھے۔ درویش دوست و درویش مشرب۔ و پاکیزہ سیرت پاکیزہ مذہب تھے۔ صلح کل کے جویا۔ امر حق کے گویا تھے محبت و ہمدردی کے نور چشم۔ دلدہی و دلجوئی کے لخت جگر۔ سراپا اخلاق و اشفاق تھے۔ بانی اتحاد و اتفاق تھے۔ دوئی سے دور۔ خودی سے نفور تھے۔ ذی عزت و ذی شعور صاحب مروت و غیور تھے۔ اور آپ فن مصوری مین بھی کامل تھے بہزاد و مانی سے فاضل۔ خلائق نے آپکو دیکھا اور بہزاد و مانی کو سنا۔ ع شنیدہ کی بود مانند دیدہ۔ تصویر کشی مین وہ وہ خوبیان ایجاد کین کہ موجد کہلائے۔ اور رنگ و روغن مین ایسی ایسی صفائیان دکھلائے کہ مجدد ہوئے۔ آپ کی قلمی تصویر کے مقابلہ مین عکسی تصویر کی کچھہ وقعت نہین تھی۔ عوام الناس آپکی قلمی تصویر کو عکسی کہتے تھے اور عکسی کو قلمی خیال کرتے تھے۔ اس فن مین آپ متقدمین سے بڑہ گئے

سلف سے خلف تک سب آپکا لوہا مان گئے ۔ اور آپ فن مناظرہ مین خوب سنجے ہوئے تہے ۔ اکثر ہمعصر شعرا کے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تہے ۔ چنانچہ ایک وقت آزاد بلگرامی و ناصر علی سرہندی و عارف وغیرہ پر اعتراض کیا تہا ۔ ہر ایک نے جواب دندان شکن دیا تہا تب عزلت گوشۂ سکوت مین عزلت نشین ہوا ۔ بعض نے لکہا کہ آپ مناظرہ مین جسقدر تہے اُس سے زیادہ کے مدعی تہے ۔ اکثر ہمعصر شعرا کے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تہے ۔ معاصرین بہی آپسے کم نہ تہے ۔ جواب ترکی بہ ترکی دیتے تہے ۔ آخر عزلت گوشۂ سکوت مین ساکت رہتے تہے ۔ چنانچہ یحییٰ اُن شفیق اورنگ آبادی نے ایک شعر سپہر گل کے بیان مین لکہا ہے

کتان پیرہنم نازم کہ بر روے تو می آید ہلال عید خم بر سر کوے تو می آید

مولوی عبد الولی عزلت نے اعتراض کیا کہ کتان کو ہلال سے کچہہ نسبت نہین ہے بلکہ ماہ سے ہے پرچہ کتان سے نہین ہوتا ۔ شفیق نے جناب استاد میر آزاد کی خدمت مین عرضی بہیجی اور عزلت کا اعتراض لکہا میر صاحب نے میرزا محمد علی دانا ابن ملا محمد سعید اشرف ماژندرانی کا شعر لکہا ہے

ہلال یک شبہ ابروت کتانم سوخت مہت چو بدر شود با دلم چہ خواہد کرد

اور میرزا مبارک اللہ واضح کا بہی شعر رقم فرمایا ہے

لب زخم دلم از دور بوسہ در کابش را مہ نو قبلۂ چاک کتان چون شد عجب نبود

ان اہل زبان کے کلام سے ثابت ہوا کہ کتان کو ہلال سے نسبت ہے ۔ روم و عرب مین کتان کے برقعہ کا عام استعمال ہے اور کتان روم مین بنتا ہے اور وہان سے دوسرے ملکون مین جاتا ہے ۔ اور دوسرے ملک والے اسکی حقیقت سے واقف نہین ہین

ظاہر مین باکہیگر معاصرین چوٹین کرتے تہے مگر باطن مین پاک و صاف ہوتے تہے جلسون مین مزے مزے کی باتین ہوتی تہین۔ ہم شربون مین مذاق و لطف کے چرچے ہوتے تہے۔ افسوس وہ کیا زمانہ تہا اور وہ کیا بزرگ تہے۔ اب وہ بزرگ مین نہ بزرگی۔ نہ وہ زندہ دل ہین نہ وہ زندگی۔ نہ وہ لطف جام مین ہے نہ شراب مین نہ وہ مزہ گزک مین ہے نہ کباب مین۔ نہ وہ مستی راگ مین ہے نہ رباب مین نہ وہ خوبی سوال مین ہے نہ جواب مین۔ فی زماننا شعرا و علما مین مناظرہ کیا ہے۔ مکابرہ ہے ایک دوسرے کی ذلت و خواری مین کوشش کرتا ہے۔ دوسرا مرد مقابل نیکے اسکی عزت ریزی و اہانت مین پیروی کرتا ہے۔ مناظرہ سے جو غرض ہوتی ہے اُس سے کوسون دور رہتے ہین۔ عدم الحلم و لا انسلم مین باہم جہگڑا و فساد کرتے۔ کوئی حق بات کا اقرار نہین کرتا۔ اور انصافانہ داد نہین دیتا ہے۔ اس ظالمانہ خیالات فاسدات سے خراب تباہ ہوتے ہین۔ جہل مرکب کے دلدل مین پہنسے رہتے ہین۔ اسوقت ایسا زمانہ ہے کہ سیکڑون مین ایک آدہ بزرگ قدما کی شان مین نظر آجاتا ہے۔

آپکے معاصرین شعرائے ذیل تہے

سراج الدین علیخان آرزو۔ و میر غلام علی آزاد بلگرامی۔ و ناصر علی سرہندی۔ و لچہمی نراین شفیق اورنگ آبادی و میر نقد علیخان ایجاد حیدرآبادی۔ و عبد القادر صاحب سامی اورنگ آبادی۔ عبد الحکیم حاکم۔ و نور العین واقف وغیرہم۔

میر غلام علی آزاد نے سرو آزاد مین لکہا کہ مین عزلت سے بندر سورت مین ملا۔ لائق شخص خوش صحبت ہے موسیقی خوب جانتا ہے۔ مشار الیہ کو شاہجہان آباد کی سیر کا شوق پیدا ہوا۔ بندر سورت سے روانہ ہوا مسافت بعیدہ طے کرنیکے بعد بیسوین تاریخ ماہ جمادی الاول

سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین شہر دہلی مین پہنچا۔ وہان مدت تک رہا پہر سراج الدین علیخان آرزو کی خدمت مین مدت تک رہا۔ فارسی وارد و مین اُن سے صلاح لیتا رہا۔ شاعر شیرین مقال سخنور نازک خیال تہا۔ صاحب دیوان فارسی وارد و ہے۔ فارسی دیوان مین اشعار کئی ہزار ہین اور دیوان ارد و مین بہی بیشمار۔ پہر آپ ہندوستان سے ملک دکن مین آئے۔ شہر اورنگ آباد مین سکونت اختیار کی۔ اُسوقت اورنگ آباد علما و فضلا کا مجمع تہا۔ امصار و اقطار کے شعرا کا مورد تہا۔ چونکہ آپ بہی عالم فاضل و شاعر کامل تہے۔ اس مقام کو سکونت کے لئے پسند کیا۔ شہر مین سکونت پذیر ہوئے۔ علما و شعرا سے ملے۔ سب نے آپکی تعظیم و تکریم کی۔ اور آپکے ساتہہ ہمدردی فرمائی۔ نواب ناصر جنگ شہید کی خدمت مین باریاب ہوئے۔ نواب صاحب نے آپکی بڑی قدر کی سرکار سے بقدر ضرورت احتیاج ماہوار مقرر کردی۔ آپ نہایت اطمینان سے بسر کرتے رہے۔ پہر بعد ناصر جنگ شہید کے بعد حیدرآباد دکن مین آئے۔ یہان کے مشائخ و علمانے بہی آپکی بڑی عزت کی۔ مدت تک حیدرآباد مین رہے۔ خوشحال و فارغ بال رہے۔ نواب نظام الدولہ صلابت جنگ بہادر نے آپکو دو گانون جاگیر مرحمت کئے تہے۔ تا بہ زندگی جاگیر کے محاصل سے نفع اُٹہاتے رہے۔ چمنستان شعرا مین لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی لکہتے ہین کہ مین آپسے حیدرآباد مین ملا اور مین نے آپکی درخواست بابت جاگیر نواب صلابت جنگ کی خدمت مین پیش کی۔ درخواست آپکی خواہش کے موافق منظور ہوی نہایت شکر گذار ہوئے جب تک زندہ رہے ریاست نظام کے حق مین دعا کرتے رہے۔ ہم بہی اس ریاست کے دعاگو ہین خدا اس ریاست کو تا قیامت قائم رکہے۔ اکثر خلائق کو اس ریاست سے نفع پہنچتا ہے۔ مشکوۃ النبوۃ مین حضرت غلام علی موسوی القادری

لکھا ہے کہ آپ امامیہ مذہب تھے۔ نہیں معلوم آپکو کس وجہ سے امامیہ لکھا کیونکہ آپکے
والد ماجد مولوی سعد اللہ سورتی سنی متعصب تھے۔ عالمگیر بادشاہ آپکی بڑی قدر کرتا تھا
عالمگیر کے اکثر خطوط مولوی صاحب کے نام سے ہیں۔ اور آپ بھی بائی طریقہ پرسنی المذہب
تھے۔ اور آخر عمر میں شاہ عبد الشکور گجراتی کے خاندان میں طریقہ قادریہ میں مرید ہوئے تھے
مرید ہونے سے یقین ہوتا ہے کہ آپ سنی المذہب تھے۔ آپکی نسبت امامیہ تصور کرنا خطا ہے
کیونکہ امامیہ قادریہ باہم مخالف ہیں دو متضادین کا ایک مقام میں جمع ہونا ممکن نہیں
دونو فریق کا باہم مخالفت کرنا عقلاً و تہذیباً انسانیت کے خلاف ہے ہم سب اہل قبلہ ہیں
وجود واجب و رسالت کے مصدق ہیں اور سب قرآن مجید کو کلام الٰہی مانتے ہیں پس
سب کو چاہئے کہ باہمدیگر بمثل شیر و شکر رہیں کوئی کسیکو برا نکہے جہانتک ہوسکے بھلائی
کرے۔ آپ اہل بیت کے مداح تھے اور ان کے فضائل میں اسقدر مبالغہ کرتے تھے
کہ بعض کے نزدیک امامیہ مشہور ہوگئے۔ آپنے بحیثیت درویشی جو کچھ لکھا یا کہا
ٹھیک و درست ہے مگر بحیثیت مذہب ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا مناسب نہیں

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ٭

صاحب مشکوٰۃ النبوۃ نے لکھا ہے کہ آپکی نعش مبارک میر مومن کے دائرے میں مدفون
ہوئی۔ اس دائرے میں خاص امامیہ فرقہ کے ہی لوگ مدفون ہوتے ہیں انتہی کلامہ۔
میرے نزدیک یہ لکھنا بھی باطل ہے۔ کیونکہ بعض سنت جماعت بھی اسی دائرہ میں
مدفون ہوئے ہیں۔ دائرہ میں دفن ہونے سے امامیہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں
اگر کوئی دلیل خارج میں اس بات کے سوا ہو تو ممکن ہے۔ میر غلام علی صاحب آزاد
بلگرامی نے اپنی کسی تالیف میں آپکو امامیہ نہیں لکھا نہ کسی تذکرہ نویس نے جب صاحب مشکوٰۃ النبوۃ

کے ساتھہ اتفاق کیا۔ آپ دوہرے اور کبت وغیرہ مین اپنا تخلص ترکمن لکھتے
ہین۔ شاید یہہ لفظ ترکمان کا مخفف ہے۔ یا ہندؤن سے لیا ہے۔ کیونکہ دکن کے
ہندؤ تلنگی زبان مین مسلمان کو ترکلو کہتے ہین۔ آپکا یہہ تخلص دوہرہ کے مناسب ہے
آپ خوش مزاج و خوش طبع تھے۔ محبت پرست و وضعدار تھے۔ سراپا حلم و خلاق
تھے۔ بانی اجتماع و اتفاق تھے۔ شہر مین کیا امیر کیا فقیر سب آپسے مانوس تھے
آپ سب کے نزدیک باعث عزت و ناموس تھے۔ مسافر نواز و مہمان پرور تھے۔ حسن سلوک
مین مامور تھے۔ ربیع الاول مین بارہ روز تک میلاد شریف کی مجلسین بڑی عظمت
و شان سے فرماتے تھے۔ عمدہ عمدہ کہانے پکواتے تھے۔ انواع انواع کی شیرینی
تیار کراتے تھے۔ علمائے شہر و مشائخ عصر کو دعوت دیتے تھے۔ اہل دعوت کی بڑی خاطر
و مدارات کرتے تھے۔ تبرکاً آپ آفتابہ و سیلابچی ہاتھہ مین لیکر سب بزرگون کے
ہاتھہ دہلاتے تھے۔ اسیطرح محرم شریف مین بھی دس روز تک شہدائے کربلا کا بیان
فرماتے تھے۔ اقسام اقسام کے حلوے اور لذیذ میوے حاضرین مجلس پر تقسیم ہاتے تھے
آپ خوش الحان و خوش آواز تھے خود ہی مجلس مین مرثیہ و نوحہ اس طرز سے
بیان کرتے تھے کہ مجسمہ اسوقت کا سماء دکہلاتے تھے۔ کبھی شجاعت کے بیان مین
کبھی ہمت کے میدان مین سبکے امام ہوتے تھے۔ کبھی جرأت و شہادت کے معرکہ مین
ثابت قدم۔ کبھی صولت و سیادت کے اظہار مین چست و دم ہوتے تھے کبھی
شہادت کے معرکہ مین سبقت۔ کبھی صبر و قناعت کے گوشہ مین عبادت کرتے تھے
غرض کہ آپ جو حق بیان ہوتا تھا اسکو عمدہ طرح سے ادا کرتے تھے کوئی دقیقہ باقی
نہین چھوڑتے تھے۔ سامعین کے دلونپر بڑا اثر ہوتا تھا۔ زار زار روتے تھے۔

چیخ چیخ کر آہین مارتے تہے۔ افسوس ہمکو آپکے مراثی و نوحات مین سے ایک دو بند بہی نہین ملے اگر ملتے تو ہم شائقین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتے۔ اس شہر مین آپکی ذات بابرکات غنیمت تہی۔ ہر قسم کے لوگ آپکی خدمت مین فیض یاب ہوتے تہے۔ جو طلبہ ہوتے تہے علم و فن حاصل کرتے تہے۔ جو شائق موسیقی ہوتے تہے گانے کے اصول و فروع مین لیاقت پیدا کرتے تہے۔ جو شاعری کے طالب تہے وہ شعر و شاعری مین مزہ پاتے تہے۔ جو درویشی تصوف کے جویا تہے وہ بہی آپسے مستفیض ہوتے تہے۔ جو مصوری کے شائق ہوتے تہے وہ بہی آپکی خدمت مین تصویر کشی سیکہتے تہے۔ ایسا ہی فن مناظرہ مین اکثر طلبہ کتب مناظرہ آپسے تحصیل کرتے تہے۔ خلاصہ کلام آپ جامع الکمال تہے۔ اسوقت شہر مین آپکی جامعیت کو کوئی عالم نہین پہنچتا تہا نہ کوئی شاعر۔ اکثر اُن کے خوشہ چین تہے۔ اولاد مین صرف ایک لڑکی تہی۔ اُسکو برادر زادہ سید فقیر اللہ سے منسوب کر دیا تہا۔ اور برادر زادہ کو بجائے فرزند سمجہتے تہے۔ اُس فرزند کو اپنا قائم مقام بنایا تہا۔ اور اپنی ملک و دولت کا مالک کیا تہا جو کچہ اثاث البیت تہا وہ سب اُس کے تفویض کیا تہا داماد لائق و اطاعت گزار تہا۔ عم بزرگوار کو بجائے والد سمجہتا تہا۔ کبہی طاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکہتا تہا۔

آپ مشاعرہ مین جب غزل شروع کرتے تب سامعین آپکی خوش تقریر سے تازہ دل ہوتے تہے۔ آپ مجمع شعرا مین گویا ستارون مین چاند۔ اور حاضرین مجلس مین مثل شمع تہے۔ کیا خورد و بزرگ سب کے مرجع تہے۔ اہل جلسہ آپکو غنیمت جانتے تہے مجلس کی رونق و زینت تہے۔ صائب کا شعر آپکے حسب حال ہے اور آپکی ذات

اُسکا مصداق ہے ؎

درین زمان که عقیم است جمله صحبتها   کناره گیر و غنیمت شمار عزلت را

آخر آپ ۱۲ رجب سنہ ۱۱۸۹ ہجری میں اس عالم فنا سے دارالبقا کو روانہ ہوئے ۔ حیدرآباد دکن مین میر مومن استرآبادی کے دائرہ مین مدفون ہوئے ۔ اب فقیر مولف آپکے فارسی واردو دیوان سے اشعار ذیل شائقین کے مطالعہ کے لئے پیش کرتا ہون تاکہ بلاخطہ سے لطف و مزہ حاصل کرین اور میان عزلت کی لیاقت و قابلیت کا اندازہ جو کچھ ہمنے لکھا ہے اشعار سے اُسکی تصدیق ہوجائیگی ۔

من اشعارہ الفارسی

عبادت سرکشان را باید جبر دگر باشد   که در سجدهٔ عزلت شود تر دامن مینا

یار صاحب اعتبار از حلقهٔ آغوش ماست   ولہ   یکقلم بر مصرع بالای او صاد یم ما

سود باغت که کشتی در دست شکستن ما   ولہ   میکشد تیغ ترا جاذبهٔ گردن ما

محتسب میکشتی ما بود از حکم خدا   ولہ   از ازل جام چو تیر کش شده جز و تن ما

بشنو ما که باشد خنجر عاشق چو یار آنجا   ولہ   چو فانوس خیالی گشته می قصد بدار آنجا

از بسکه اسیریست پسند هوس ما   ولہ   شد غنچه صفت جزو تن ما قفس ما

کی شب هجرش تلاش داد رسی باشد مرا   ولہ   مشفقی چون بیکسی ارحم که بس باشد مرا

جنون سامان شماهی گشته جا نبازان هوس ها   ولہ   بود تخت روان هر گردبادی خاک مجنون ها

ز جوش لاله ها هر داغ و خون شد سینه هوس ها   زبانم قتاده دیدم یک بیابان طشت مجنون ها

با خیال خط سبزش لب که خوبا شده مرا   ولہ   چون صنوبر سبز بر تن موبمو با شده مرا

چون گردباد عشق بر آورد کام ما   ولہ   گردد ز دست طالع برگشته جام ما

هرگاه بیاد آیدم ایام تماشا — وله — همچو مژه سایم دو کف از دام تماشا

ز فیض خاکساری مشرب نقش قدم دارم — وله — بفرق هر که پا زد جا دهم در چشم پایش را

سر کشید بی تابی عاشق ز جیب یار هم — وله — گل گریبان سپرد در عزلت بجای عندلیب

از ملایم طینتان روشن ضمیران را چه سود — وله — جز طپش حاصل ندارد پرتو مهتاب از آب

آبروی سفلگان روشن دلان بیطاقتی است — چشمهٔ آئینه را پیدا است از سیماب آب

ز شوق او بعدم هم رها نکرده دیدم — وله — چو صبح خاک مرا چاک پیرهن باقیست

گذشت سیمتنی امشب از دلم غفلت — ز رشک حسرت من رهٔ یاسمن باقیست

از بسکه کشیدیم ز مطلب بحیا دست — وله — برداشته زاهد بدعائی از دعا دست

داغش که بوده است جگر گوشهٔ دلم — وله — خون گشتم از چه راه در آغوش لاله رفت

خوابیده است پایم و راهش بریده نیست — وله — دستم ز کار رفت و گریبان دریده نیست

دستک زنند گرد من اطفال جای سنگ — وله — دانسته اند خاطر دیوانه نازکست

بیصرفه وا مکن لب دشنام بر دلی — آهسته ریز باده که پیمانه نازکست

بگرمجوشی یاران عصر تکیه مکن — که چون معانقهٔ عید اعتمادی نیست

شور سنگ اندازی طفلان هم آواز منست — داغ دل سوزنست بادهٔ و ساز منست

همچو قرآنی که بنویسندش از خط فرنگ — هست بی عشق علی سید شدن تنها عجیب

جامه دارست توکل بقد همت تو — کلهٔ فقر بدست آر ز دنیا سر پیچ

همچو آنستم که وصف لب او رقم کنم — گردیده را شکنم چو رگ لعل خامه سرخ

ز داغ سوز دل هرگاه قلم آتش بمیپرد — سر تشکم چو قلم رشته سیه پوشیده میپرد

او گرم دلبری است جهان را خبر کنید — ما باختیم دل دگران را خبر کنید

دل صد پاره ام چون گشت وگاهی هم نزد عزت
سنم آنقدر روان ورد کز طفلان اگر سنگی
سحر نمود خط لبش چون نمود گرد
بوسهٔ لعل بتان آبحیات آدم ست
پریشان کاکلی در خاطر دلگیر می آید
حق دل اون من بازلف گرد آخر
روزی گذشت از لحدم مهر طلعتی
پر گهر ساختیم از گریه بیابان امروز
یاسمن اندام من گلگون قبا میپوشد
قدر وسعت مشرب غزلت شناخت کنار
پرکن و خالی نما باقی همین ماند ز تو
این زمان غزلت چو هم آغوش گلگیر و شمع
گر شود منظور چشم مست او روی چراغ
زده ست تا بدلم برق آرزوی نجف
بسکه بی سامانیم فقرست خوش خانه ام
پیش ز مردن هم از سوز محبت سیتم فارغ
برنگ لاله دل را از غم شتعال میکردم
قد او دیده طرح مصرع فریاد میکردم
با دل خونین ز هند و دیده تر میبرم

گلکم ظرف از چاک گریبان بر جهان خندد
بمن نا خورده افتد منم بر بدست خود
یعنی ز نیلم آتش با قوت دور کرد
ور نه آن آب بقا را آبحیوان گفته ام
ز چاک چشم مشبّک ناله زنجیری آید
چشم هجران مرا ناسی بدف کرد آخر
چون صبح میدمد ز غبارم صفا هنوز
کرده ام شام غم خویش چراغان امروز
صبح عید شفق نام خدا میپوشد
گردباد از سیر صحرا میکند هر گام رقص
میکند گریان بساقی شیشه و پیمانه عرض
در لعل او جدائی هست هر جا اختلاط
متصل آید شمیم باده از بوی چراغ
چو آفتاب ز سر میروم بسوی نجف
چین فتد از بوریا بر جبهه ویرانه ام
چو رنگ لاله دردامان قاتل داغ شد خونم
ز داغ سینه سر بر روی تمنا خال میکردم
ز فیض عالم بالا سخن ایجاد میکردم
نذر شاه کربلا این لعل و گوهر میبرم

فراموشت مبادا خاک قربان دو چشم خود
زہر قبرے کہ نرگس گل کند باشد مزار من

من اشعارہ الہندی

دل ہوا روشن تو سجدہ سو بسو کرنا پڑا
آب ترسے جیون گوہر وضو کرنا پڑا

سیہ روزی میں میری قدر کو جانا کیا جانیں
اندھیری رات میں کسکو کوئی پہچانتا ہوگا

نہیں آہ سحر میں داغونکی جانیکا علاج
خبر صبا کیا ہی جو غنچون کے بجھانیکا علاج

کس خوشی سے کاٹتا ہوں لب میگون کا غم
ہے ہمنفس کے رونیکا سدہ الملقین میں نفس

دل سمجھتا ہے اپنے زلف و چشم خوبان الوداع
ہر گھڑی دیوانے زنجیر و زندان الوداع

تیری زلف کے شب کا بیمار میں ہوں
تجھے آنکھونکی ساغر کا میخوار میں ہوں

کدہر بہتا پھرتا ہے اے گریہ غم
کہ آنکھوں سے تیرا خریدار میں ہوں

دیکھ رنگین چمن کو دل میرا غمناک ہے
گل کے ہاتوں خون بلبل کا گریبان چاک ہے

خاطر یاران میں ہے ہم خاکساروں کا غبار
صاف ہے شکوہ دلوں میں کیا محبت خاک ہے

غضب ہے وہ صنم آنکھیں دکھاتا نظر پھر آتا ہے
یہ دل دینے کے عصیان کی سزا ہے حق کہاتا ہے

عمر معتبر خان اورنگ آبادی

عمر تخلص ۔ معتبر خان نام آپ کے اجداد کا وطن ہندوستان ہے ۔ عالمگیری زمانہ میں اورنگ آباد آئے ۔ اور آپکا مولد اورنگ آباد ہے ۔ سن شعور کے بعد مدت تک ولی دکنی کی شاگردی کی ۔ ولی کی عنایت و توجہ سے ولایت سخن کا والی ہوا میدان شعر گوئی میں ہمعصرون سے فائق ہوا ۔ آپکے کلام رنگین سے اہل سخن مزہ پاتے ہیں ۔ مضامین رنگین سے تازہ روح ہوتے ہیں ۔ کلام سلیس ہے اسوقت کے

محاورہ کے موافق ہے الفاظ کی بندش و ترکیب درست ہے۔ آپ شیرین گفتار وخوش کردار تھے۔ آشنا پرست و درویش دوست تھے۔ مزاج مین خاکساری وانکساری تھی۔ عالمگیری منصبدارون مین ملازم تھے۔ آپکا انتقال ۱۱۸۷ھ ہجری مین ہوا۔ اورنگ مین مدفون ہوئے۔

من اشعارہ الھندی

مست وہ ہے کہ روز محشر مین
گر نہین میری صید کے مائل
اپنی آنکھون اوپر نگاہ کرو
بس کرو زلف کو لپیٹ رکھو
ایک رسوا بہت ہے شہرت کو
تل مین دل لیکے یون مکرتے ہو
مجھے رنگین کہا کیا شب مین نہین پوچھا
باغبین صرصر سے ہوئی خزان آخر کو دیکھو

او شہ کے پوچھے یہہ غلغلہ کیا ہے
تل بنا نیکا ادعا کیا ہے
آج محمود مین پیا کیا ہے
کیا اسیرون کو مار ڈالوگے
جمع کر کیا اچار ڈالوگے
کہ گویا ان تلون مین تیل نہین
اوبجھا اون مین لکا وقت شب مین نہین چھپا
عاقبت عاشق کی آہ ای گلبدن برد نہین

عزیز۔ شاہ عزیز اللہ دکنی

عزیز تخلص۔ شاہ عزیز اللہ نام۔ دکنی المولد ہے یہہ نہین معلوم ہوا کہ کس شہر کا ہے مگر ۱۱۷۵ھ ہجری مین زندہ تھا۔ اسکے بعد مین فوت ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خاندان مشائخ سے تھا۔ پیر پرست اولیا دوست تھا۔ چنانچہ صاحب نکات الشعرا نے لکھا کہ اپنے شیخ و بزرگ کا ایسا ادب کرتا تھا جہان اُسکا شیخ ہوتا تو

کبھی اسکی طرف پشت نہین کرتا تہا۔ پیر کے سامنے برہنہ پا نہایت ادب سے جاتا تہا
اور کبھی پیر کے سامنے آنکہہ اٹہا کے نہین دیکہتا تہا۔ ہم کو بجہہ نہ ان کے تذکرہ سے انکے
دو شعر ریختہ دستیاب ہوے۔ هوهذه

ڈرتا نہین ہون بانک وکٹاری کے زخم سے کان نمک ہوا ہون تیرا حسن سبز دیکھہ	بانکی نگاہ دیکہہ تری ٹل گیا ہون مین نوکی برہ کے جب سے لگی گل گیا ہون مین

عالی۔ نعمت خان

عالی تخلص۔ مرزا محمد نام۔ نعمت خان خطاب۔ آپ حکیم فتح الدین شیرازی کے فرزند ہین۔ آپکی والدہ جد مع عیال شیراز سے ہند مین آئے۔ اور یہان سکونت اختیار کی اور عالی کی ولادت ہندوستان مین واقع ہوئی۔ صغر سنی مین والد کے ہمراہ شیراز گیا اور شیراز کی زمین مین نشو ونما پایا۔ اور سن شعور کے بعد وہین کتب درسیہ معقول و منقول سے فراغت حاصل کی۔ ملا محمد شفیعای یزدی کی خدمت مین مشق سخن کرتا تہا۔ تحصیل و تکمیل کے بعد شیراز سے ہند مین عالمگیری زمانہ مین آیا عالمگیر بادشاہ کے ملازمین مین شریک ہوا۔ بادشاہ نے پانچ صدی منصب سے سرفراز فرمایا۔ حیدر آباد کے محاصرہ مین شریک تہا۔ جب قلعہ گولکنڈہ فتح ہوا تب ایک قطعہ تاریخی بادشاہ کے حضور مین پیش کیا۔ عطیہ خلعت سے ممتاز ہوا ؎

از نصرت بادشاہ غازی ۔۔۔ گردید دل جہانیان شاد
آمد بقلم حساب تاریخ ۔۔۔ شد فتح بجنگ حیدر آباد

پہر سنہ ۱۱۰۲ ہجری مین باورچیخانہ کا داروغہ ہوا۔ اور نعمت خان خطاب پایا۔

(شکر نعمت واجب واجب) تاریخ کہی۔ عالمگیر کے آخر عہد مین جواہر خانہ کا داروغہ ہوا اور مقرب خان خطاب پایا۔ عالمگیر کے انتقال کے بعد محمد اعظم شاہ کی رفاقت اختیار کی اور اُس کے قتل کے بعد شاہ عالم بہادر شاہ کی ملازمت مین رہا۔ سہ ہزاری منصب اور دانشمند خان خطاب سے سربلند ہوا۔ شاہ عالم کے حکم سے شاہنامہ تیموریہ لکھنا شروع کیا۔ مگر موت نے اسقدر مہلت نہ دی کہ وہ نسخہ تمام کرے آخر شہر لاہور مین سنہ ۱۱۲۱ ہجری مین فوت ہوا۔ بعض بزرگان عمر رسیدہ سے سینہ بسینہ معلوم ہوا کہ عالی صاحب ترجمہ نے حیدرآباد مین اس دار ناپایدار سے عالم بقا کے طرف رحلت کی۔ اور میر مومن استرابادی کے دائرہ مین مدفون ہوا۔ فقیر مولف نے دائرہ مین تلاش کیا مگر کہین قبر کا پتا نہین ملا۔ اور بقول ناقلین کے قبر پر نام مرقوم ہے مجکو کوئی قبر ایسی معلوم نہین ہوئی کہ جس پر صاحب ترجمہ کا نام کندہ ہو۔ والعلم عند اللہ بحقیقۃ الحال۔

تذکرہ نویسون کی تحریر سے اور صاحب ترجمہ کی تالیف سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ عالی عالمگیر کے ہمراہ دکن مین زمانہ دراز تک سکونت پذیر رہا ہے۔ اور عالمگیر کے فوت ہونے کے بعد اعظم شاہ کی ملازمت مین تھا اعظم شاہ کے قتل کے بعد شاہ عالم بہادر کے ملازمین مین منسلک رہا۔ بہادر شاہ کے عہد مین بمقام لاہور فوت ہوا چنانچہ مذکور ہوا نور جہان کے باغ مین راوی ندی کے کنارے شہر لاہور مین مدفون ہوا۔ ماخوذہ من تذکرہ گلزار عنا وغیرہا۔

عالی عالم فاضل ادیب کامل جامع فنون کمال وعجوبہ عدیم المثال تھا۔ انشا پردازی مین بے نظیر ظرافت و بذلہ سنجی مین بے عدیل تھا۔ ہجوگوئی مین استاد۔ ہجو مین اُس کا قلم شمشیر خون ریز اور صور رستخیز ہے۔ وقایع گو لکنڈہ سے اسکی شوخی طبیعت معلوم ہوتی ہے

ہجو بلیغ کرتا ہے۔ زور قلم سے شاہی فوج کو دباتا ہے۔ اور ابوالحسن تاناشاہ والی گولکنڈہ کی تائید کرتا ہے وقایع کے دیکھنے سے نعمت خان کی لیاقت و قابلیت ظاہر ہوتی ہے کہ علوم عقلی و نقلی کا جامع تھا۔ عمدۃ الملک جعفر خان وزیر اعظم کے فرزند کامگار خان کے شادی کی ہجو میں ایک قطعہ عجیب و غریب لکھا ہے مشہور انام ہے عالمانہ نظم ہے۔ چونکہ قطعہ مذکور نہایت مشکل الانحل تھا غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ میں اسکی شرح بتقاضائے احباب لکھی ہے۔ وہ قطعہ کیا ہے ہجو صریح ہے اور آزاد کی شرح طویل۔ فقیر مولف طوالت ہجو کی وجہ سے صرف قطعہ کی اول بیت پر اکتفا کرتا ہوں۔ فارجع الیہ ان کنت طالبا۔ وھو ھذا

بار دیگر کہ خدا شد خان عالی منزلت ۔۔۔ با کمال عز و تمکین باوقار زیب و زین

ایک وقت نعمت خان نے زیب النسا بیگم کی سرکار میں جیغہ مرصع فروخت کیا۔ مدت گذر گئی مگر اسکی قیمت وصول نہیں ہوئی ایک رباعی لکھکر پیش کی ؎

اے بندگیت سعادت اختر من ۔۔۔ در خدمت تو عیان شدہ جوہر من
گر جیغہ خریدنی ست پس کو زر من ۔۔۔ ور نیست خریدنی بزن بر سر من

بیگم نے رباعی دیکھتے ہی پانچ ہزار روپیہ مع جیغہ مرصع مرحمت کیا۔ بیگم نہایت ہی قدردان و جوہر شناس تھی۔ خود دیوان کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ میں ابتدا حال میں طبابت کا شغل موروثی رکھتا تھا اسکے لحاظ و مناسبت سے حکیم تخلص اختیار کرتا تھا آخر چونکہ حکیم لفظ حکیم کی تصحیف ہے ترک کیا حسب ارشاد استادی دانشمند خان عالی تخلص اختیار کیا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع اسکے ہر فقرہ و ہر ایک مصرع سے ظرافت و خوش طبعی و شوخی عیاں ہے۔ انشا پردازی میں شوخ و دلیر ہے۔ موقع و محل کا بڑا لحاظ رکھتا ہے۔ جامع فنون کمال و اعجوبہ عدیم المثال۔ جامع العلوم و الفنون تھا۔ ہر ایک علم و فن کے اصطلاحات سے ماہر تھا۔ علم ہیئت و نجوم و رمل میں

علماً و عملاً قدرت کاملہ رکہتا تہا۔ تبریز و اصفہان و شیراز کے علماء سے استفادہ کیا تہا باوجود جامعیت کمالات مستقل مزاج نہیں تہا کبہی حکیم بنتا تہا۔ کبہی صوفی کبہی متکلم ہر ایک رنگ کا ہمرنگ ہوتا تہا۔ صاحب التالیف و التصنیف تہا۔ من التصانیفہ واقعات گولکنڈہ۔ و جنگ نامہ۔ و مضحکات و حسن عشق وغیرہا۔ صاحب دیوان ہے

من اشعارہ الفارسی

فکر زلف خوبروے زاری می سازد مرا — آخر آن هندو پسر زناری می سازد مرا
خوش نمی آید دل آسودهٔ محبوب مرا — بد شود با هر که گوید پیش او خوب مرا
چو یار محرم بزم شراب کرد مرا — نگاه گرم رقیبان کباب کرد مرا
کار با طرفه جفا پیشه افتاد مرا — که نه یادم کند و نی رود از یاد مرا
ز عیش رفت بباد آنچه بود در گرهم — چو گل شگفتگی دل خراب کرد مرا
در تماشا گاه وصال دوستان مشتاق را — حلقهٔ صحبت نمی باشد کم از جام شراب
نیشکر بر بند بند خویش خنجر بسته است — تا بدانی هیچ نوشی در جهان بی نیش نیست
تن سیم آن سیمین بدن باشد در آغوش رقیب — دیده ام تقویم را شب تا سحر در بغل است
دم شمشیر چو بر سنگ رسد بر گردد — سخن تند بسنگدلان نادانی است
در محبت بخت سیاهی دارم و چشم تری — از سواد هند تا سرحد جیحون ز من است
سعی بیجا است ملاقات مردم عالم — ببین که دست دلها بسر سلام شده است
فیض با افتادهٔ کوے قناعت یافته است — سایهٔ بال هما نور سعادت یافته است
اهل غفلت را بدنیا نیک و بد معلوم نیست — خواب شب تعبیر خواهد یافت چون فردا شود
اهل سعادت از پی ایذا نمی شوند — بر تیر هیچکس پر و بال هما ندید

چون دل از کار شد از کام شدم شیرین کام
آخر این شیشه شکستند و بنا تهم دادند

بیخودی فرصت تصویر نقاش نداد
جان کشید از تن و جان نکشیده است هنوز

گشت امید مرا نشو و نما معکوس شد
رو بپایین میکند قد همچو باران دانه ام

ببزم وصل او کاش اینقدر هم میشدم محرم
که چون آئینه حرفی از پس دیوار می گفتم

کوکب سوخته میکرد گرانک بدوسے
همچو آتش بدل سنگ تو جا می کردم

از عصای خویش طفلی را جنیبت میکشیم
از رکابش دور وقت نی سواری نیستم

گیرد نگه چشم تو شاید بکمندش
رم کرده ترا ز آهوی صحراست دل من

بیاض گردنت از بوسه هر جا نقطه ئی خواهد
بدستم ساعتے بسپار و سیر انتخابم کن

هر که بپرسد این سخن عمر دوباره چون شود
از سر یار می برد باز بیا که همچنین

عاصی شیخ نور محمد برہانپوری

عاصی تخلص۔ شیخ نور محمد نام۔ چمنستان شعرا کے مولف نے لکھا کہ آپکے والد کاشغری الوطن ترکی گو تھے۔ وطن مالوفہ سے ہند میں وارد ہوئے۔ نواب بیتغہ خان کاشغری کے ہمراہ دلّی میں سکونت اختیار کی۔ نوابصاحب آپکے والد بزرگوار کے حال پر مہربان تھے۔ ہر وقت حسن سلوک سے سرفراز فرماتے تھے۔ مدت دراز تک آپکے والد نواب کی رفاقت میں رہے۔ جب نوابصاحب فوت ہوئے تب عاصی کے والد دلّی سے شہر برہانپور خاندیس میں آئے۔ اسوقت نواب آصفجاہ اول مرحوم کے عم بزرگوار نواب نصیر الدولہ عبد الرحیم خان بہادر برہانپور کی صوبہ داری پر مامور تھے صوبہ دار صاحب کی خدمت میں ملازم ہوئے۔ مدت العمر نواب صاحب کی خدمت میں رہے

جو کام آپکے سپرد کیا جاتا تھا اسکو حسن اسلوب سے انجام دیتے تھے۔ فانی المشرب
طالب درویشی۔ رقیق القلب حلیم الطبع تھے۔ علم تصوف و حقائق معرفت میں
بے نظیر تھے۔ مولوی رومی کی مثنوی کے مطالب کو عمدہ طرح سے بیان فرماتے تھے
آپکے حلقۂ درس میں مشائخ و شائقین شریک ہوتے تھے۔

پس شہر برہانپور میں عاصی صاحب ترجمہ کی ولادت باسعادت واقع ہوئی
جب آپ سنہ سن شعور کے میدان میں سبقت کی تب آپکے والد فردوس بریں
روانہ ہوئے۔ آپ مولوی شاہ غلام محمد صاحب کے مرید ہوئے۔ مولوی صاحب و دیگر
علما کی خدمت میں کتب درسیہ عربی و فارسی پڑھنے لگے۔ سولہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل
ہوئے۔ تحصیل کے بعد آپکو شعرگوئی کا شوق ہوا۔ قدرۃً طبیعت موزون تھی۔ اور
سخن سنجی سے دل چسپی بھی تھی۔ شعرگوئی شروع کی۔ اور کلام کی اصلاح میرزا
محمد علی تسلیم برہانپوری سے لینے لگے۔ استاد کی توجہ سے تھوڑی ہی مدت میں
شاعر ہوگئے۔ شباب کا عالم تھا مزاج میں چالاکی موجزن تھی۔ آپنے اپنے
آقائے قدیم نواب نصیر الدولہ بہادر کی مدح میں ایک قصیدہ موزون کرکے پیش
کیا۔ فقیر سوانح نگار کو آپکے قصیدہ کے دو شعر دستیاب ہوئے **ھو ھذا**

سینہ ام از گریۂ شوق ست معنا گشتہ است کردہ ام از آب این آئینہ را زنگ گیرے
مصرع معنی بست توام افشان بر مصرع دل تا شدم در وصف او سرگرم معنی گسترے

نواب صاحب نے عاصی صاحب ترجمہ کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔ اور کتبخانہ
و قلمدان کی داروغگی پر مامور فرمایا۔ تا زندگی آپ کتبخانہ کے داروغہ رہے
نواب صاحب کے فوت ہونے کے بعد عالیجناب غفران مآب حضور آصفجاہ اول کی

خدمت مین ملازم ہوئے - ملازمت کے بعد حضور کی مدح مین ایک قصیدہ اور ایک غزل پیش کیا - حضور آپکے کلام سنجیدہ و پسندیدہ سے بہت خوش ہوئے - اور آپکے کلام کی احسنت و مرحبا کہہ کے داد دی - اور آپ کی غزل پر ایک غزل بداہتہً کہی - اور اسیوقت سنائی - عاصی نے سنکے عرض کیا کلام الملوک ملوک الکلام ہے - حضور نے منصب مناسب پہ مقرر فرمایا - علاوہ منصب وقتاً فوقتاً عنایت و مرحمت سے سرفراز فرماتے تھے - حضرت آصفجاہ مرحوم کے بعد ناصر جنگ شہید و نواب صلابت جنگ کی خدمت مین رہے حسب دستور ماہوار منصب پاتے رہے آخر ۱۱۶۶ ہجری بقول بعض ۱۱۶۵ ہجری مین نواب میر نظام علیخان اسد جنگ آصفجاہ ثانی کی خدمت مین مقرر ہوئے - نواب صاحب نے میر عبدالحی خان صمصام الملک بہادر صوبہ دار برار کے ہمراہی مین روانہ کیا - آپ چند مدت برار مین نواب کے ہمرکاب رہے -

مردم دیدہ کے مولف نے لکھا کہ مین نور محمد عاصی سے میر معروف حسین خان کے و لنجا پر ملا تھا وہ پھر میرے مکان پر تشریف لائے - بہت محبت و شوق سے ملے - لائق شخص ہین آپکی طبیعت سلیم حلیم ہے آپکا کلام صاف و پاکیزہ ہوتا ہے - خوب کہتے ہین آپکی زبان میر عزلت کی زبان سے زیادہ صاف ہے ایک غزل مین فقیر کو یاد کیا ہے انتہی کلامہ -

جب آپ برار سے اورنگ آباد مین آئے تب آپنے نوکری ترک کی - اور درویشی اختیار کی چند روز فقیرانہ اورنگ آباد مین رہے پھر وطن مالوفہ برہانپور کو روانہ ہوے چند روز کے بعد عالم بقا کیطرف رحلت کی - یہہ واقعہ ۱۱۷۵ ہجری مین واقع ہوا شہر مذکور مین مدفون ہوئے -

من اشعاره الفارسی

ساقی اگر می آرد بدست آئینه را / سازد از جام نگاه خویش مست آئینه را
می‌نشیند پیش رویت هر سحر با اعتقاد / شعلهٔ حسن تو کرد آتش‌پرست آئینه را
تا قیامت باز خواهد داشت چشم خویشتن / پیش رخسار تو حیرت نقش بست آئینه را
از تغافلهای او در سینه شد دل لخت لخت / سنگ نگاههای آن ظالم شکست آئینه را

وله

آه دل خون شد از جدائیها / تسلیم کرد آشنائیها
داغ شد لاله تا بصحرا دید / گل بنقش برهنه پائیها

وله

فتاده عکس خش بحباب در ته آب / نمود جلوهٔ صد ماهتاب در ته آب
چنان ز هجر عاصی گریست ای ظالم / گشت خانهٔ مردم خراب در ته آب

وله

صورت خود دید در آئینه و از خویش رفت / ساقی مست جام لعل میگون خود است
مصرع خود را اگر سرو سهی موزون نوشت / غنچه هم در فکر بند و بست مضمون خود است
اعتبار دولت دنیا بچشم عشق نیست / دامن ما پر گهر از چشم پرخون خود است
رو نمی آرد دل عاصی بسوی هیچکس / تا جمال یار در خود دیده مفتون خود است

وله

بسکه داغ سجده بر لوح جبین کردیم طرح / از برای نام خود نقش نگین کردیم طرح
تا بپوشم خرقه را کردیم رنگ از خون دل / تا لباس خاکساری چنین کردیم طرح
تا کرده‌ام از ان کاکل مشکین نسخهٔ طرح / گردید بهر طرف سواد ختنی طرح
در گلشن آئینه عکس تو بپا کرد / از پرتو رخسار تو شد یاسمنی طرح

وله

با قد خم شد از دار و کشیده سبی / تیر از کمان جست خدا خیر کند
میروم در سفر عشق بچشم گریان / ره این بادیه آبست خدا خیر کند

حسن شانه دام بلا بود بدل — شانه با زلف تو پیوست خدا خیر کند

وله

اوراق دلم را چو پریشان کند آن زلف — با تار نگه از مژه شیرازه کند چشم

گر یک قدم از لطف گزاری سوی عاشق — از دل بکند خانه و دروازه کند چشم

وله

ز دود آه ما این گنبد میناست میدانی — سحاب اشک از کف دریای اشک ماست میدانی

نباشد بر فلک رنگ شفق قاتل که می‌بینی — ز خون کشتگانت این نشان پیداست میدانی

بخون عاشقان از بسکه بازی کرده ظالم — بدست نازکت رنگ حنا زیباست میدانی

رباعیات

تا جلوه گر این آئینه آفاق است — هر کس بجمال خویشتن مشتاق است

از سوز تو اے درد کسی آگه نیست — این راز ز پرده دل عشاق است

وله

در عرصه دهر تا که پیداست سخن — روشن گر آئینه دلهاست سخن

از بسکه بهر کس خریدار نیست — از بیقدری چو ماه نو کاست سخن

وله

اے شکل هلال کرده ابروئیت — آئینه ماه پرتوے از روئیت

آسان نتوان زبند عشقت رستن — آویخته دل بحلقه گیسوئیت

من رباعیات الهندی

گر نسخه توحید سے پایا ہے سبق — آ دیکھ ہر طرف کہ ہے جلوہ حق

نادان بناوے سخن عشق کی رمز — مانند قلم تا نکرے سینہ شق

وله

تجھ غم کی آگ دل مین کہا ہون چھپا کے مین — ڈرتا ہون تا فلک اڑے نہ شرر کہین

تجھ قد کی جب سے نقل کیا ہے چمن مین جا — دیکھا نہ تب سے سرنے روئے ثمر کہین

وله

سمجھے مین ہم کہ اب کہین تم نے دل دیا — بیٹھے کہین ہو بات کہین ہے نظر کہین

اسقدر تھا تیرے منہ کے مقابل ہو آفتاب	ولہ	ایسا اگر کہ تیغ کہیں اور سپر کہیں
کیا ظلم ہے اے شوخ پلکوں والے		آہستہ سیبو زخم میں دل کے آ سکے
ترچھی تو وہ نظر گذر گئی سینے سے		ورنہ نیمچے بہت ہیں دیکھے بھالے

عشرت خواجہ ابو البرکات خان

عشرت تخلص۔ خواجہ ابو البرکات خان نام۔ آپ نواب لشکر جنگ بہادر آصفجاہی کے خلف ارشد ہیں۔ آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے۔ آپکا نشو و نما بھی شہر کی آب ہوا میں ہوا۔ سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ عربی و فارسی اساتذہ شہر سے ختم کیں۔ آپکی طبیعت شعر و شاعری کی طرف مائل تھی۔ کلام موزون کرنے لگے۔ سید سراج الدین سراج سے کلام کی مشق کرتے تھے۔ طبع رسا و ذہن ذکی پایا ہے موصوف تھے۔ خوش خلقی و نیک سیرتی میں معروف تھے۔ آپکا کلام لطف سے خالی نہیں ہے۔ آپکی وفات تخمیناً ۱۱۸۰ ہجری میں ہوئی۔ بزرگان سلف کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔ ھو ھذا

شب کہ دل در گرہ کاکل مشکین تو بود		وارث عقدہ او شانہ رنگین تو بود
ور دمی بود بہ از بخت سعید آں نفرم		کہ بہ پیشانی من دست نگارین تو بود
یاد آں لذت آغوش کہ ہنگام وصال		حلقہ و گردن من ساعد سیمین تو بود

من اشعارہ الہندی

میں ہوا جب سے تیری نرگس فتان سے جدا		تب سیتی خواب ہوا دیدہ حیران سے جدا
رات دن اس دل بیتاب کی صحبت بیزار		آہ سوزاں سے جدا اور دیدہ گریاں سے جدا

عشق کی آگ مین قائم ہون گل شمع مین | سر کٹا پر نہوا شمع شبستان سے جدا

وله
ہجر کی درد و محبت نے کیا از بس و اس | سر کہین آنکھ کہین اور دل علی ہذا القیاس

وله
کیا ہوا حاصل تمہی تو ٹوٹیے اس مفلس کا دل | بات آتا زرا اگر تم توڑتے نرگس کا دل

وله
اغنیا طاجان کئے جب تک کہ دل پاک تہا | اب تو ہم گذرے سبھون سے کس کے جان اور کسکا دل

وله
صافی آئینہ کب دل کے مقابل ہو سکے | آب دریا آب گوہر کیونکہ شامل ہو سکے

وله
گلشن دلمین اگر سرو خرامان گذرے | اشک خونی سے گلستان مین طوفان گذرے

وله
مسی پان سے ہے لب پر بہار رنگ عنابی | خارئے سے ظاہر ہے قماش سرخ کمخابی
پلک یار نے آنکھون سے ہو گئے غائب | ہمارے اشک خونین کر گئے پرواز سرخابی
ہمارے دلکو عشرت ہے ہمیشہ طاق ابرو مین | کہ جیون محراب مین خوش تہے سدا اللہ نور محرابی

وله
دیکہا ہون جب سے باغین اس خوش نگاہ کو | نرگس نے کی ہے گل میرے سر بجائے آنکھ
عشرت مدام بد نظر رکھ یہی دعا | دل جائے جان جائے ہرگز نجائے آنکھ

عرفان - میر محمد قمر الدین

عرفان تخلص۔ محمد قمر الدین نام۔ آپ سید سعد اللہ جانشین مزار حضرت سید شاہ نور حموی کے پوتے ہین اور میر ضیاء الدین حسین خان کے نواسے۔ تذکرہ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ آپ عالم و حافظ و قاری تہے۔ خدائے تعالی نے آپکو فی زمانا علم و فضل سے ایسا آراستہ کیا کہ آپ کا نظیر معدوم ہے۔ آپنے استاد محمد قدرت اللہ بالغ کی خدمت مین دیوان ناصر علی و شوکت و اسیر و چار عنصر شروع سے تا بآخر ختم کین اور اشعار کے مضامین رنگین و معانی دلنشین سے دل و دماغ کو تازہ کیا۔ ہر ایک

دیوان کے اشعار کا مالہ وما علیہ خوب سمجھا - اور شاعری کے میدان مین قدم رکھا۔ اپنے ہمسرون سے کئی قدم آگے بڑہ گئے - جو کچھہ کہتا ہے خوب کہتا ہے انتہی کلامہ - آپکی رحلت قریب سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین واقع ہوئی - شہر اورنگ آباد مین مدفون ہوے - من کلامہ -

گریبان گیر ما ہرگز نشد دست تمنائے ۔۔۔ چون مجنون تا بکف آوردہ ام دامان صحرا را

علوی - مولوی سید علوی

علوی تخلص - سید علوی نام - آپ کنی المولد و المنشا ہین - فارسی و عربی مین استعداد کامل رکھتے ہین - عبد الحلیم خان حاکم شاہ نور بنکاپور کی خدمت مین ملازم تھے ملازمت کی وجہ سے وہان سکونت پذیر تھے - مولانا بلیغ جب شاہ نور مین بطریق سیر رونق افزا ہوئے تب آپنے مولانا کی خدمت مین نیاز مندی کا رابطہ قائم کیا - اور اپنے کلام کو مولانا کی اصلاح سے درست کیا تا بزندگی عبد الحلیم خان کی خدمت مین ملازم رہے - آخر سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین فوت ہوئے - خوش خلق و نیک مخضر تھے - ھو ھذا

داغ شمع و آہ مینا چشم جام آشنائے ۔۔۔ طرفہ طرحے انجمن دارم تماشا کردنی است
من برنگ اخگر از سوز جگر در زندگی ۔۔۔ جسم خود صرف کفن دارم تماشا کردنی است
این جواب آن غزل علوی کہ فرمودہ بلیغ ۔۔۔ در دل لعلت یمن دارم تماشا کردنی است

وله

بقدر آن مزاج نازک آن صندلی جسم ۔۔۔ گر آواز شکست رنگ دردسر کند پیدا

مستی عشق بہ پیمانہ سری نیکہ فزود ۔۔۔ حلقہ قدرو تا نشاہ رو با لا بخشید

عابد ۔ میر زین العابدین

عابد تخلص ۔ میر زین العابدین ۔ اصفہانی المولد والوطن ہے ۔ شہر حیدرآباد مین بغرض تجارت آیا تھا ۔ چند مدت دکن مین بسر کرکے وطن مالوفہ چلا گیا ۔ خزان و بہار کے مولف نے لکھا کہ جب حضرت بلیغ حیدرآباد مین رونق افزا ہوئے تب عابد آپکی خدمت مین حاضر ہوا تھا ۔ اور اپنے چند اشعار حضرت کے ملاحظہ مین گزرانا تھا انتہی کلامہ

من کلامہ

تا نقاب از چہرہ آن طناز دور انداختہ است
شہرۂ حسنش ببے در شہر شور انداختہ است

رباعی منہ

عشاق ترا کعبہ و بتخانہ یکے ست
با مہر تو آشنا و بیگانہ یکے ست
عابد تو بہ گرد خانہا چند روی
ہر جا کہ روی تو صاحب خانہ یکے ست

عروج ۔ میر بہاء الدین حسین

عروج تخلص ۔ میر بہاء الدین حسین خان نام ۔ آپ ضیاء الدین حسین خان رنگین اورنگ آبادی کے فرزند دلبند ہین ۔ آپکی ولادت ۱۲۷۵ ہجری مین شہر اورنگ آباد دکن مین واقع ہوئی ۔ سن شعور کو پہنچ کے کتب درسیہ مولوی میر انور الدین ۔۔۔ ل سے تحصیل کین اور شاعری مین آپکو اولاً میر عبدالغفار دہریان سے ثانیاً مولوی بلیغ سے تلمذ ہے ۔ اور مولوی قدرت اللہ بلیغ سے چند کتب عروض قوافی مین پڑھے ہے ۔ اور کلام فارسی ریختہ کی مشق بھی آپسے کی ۔ اور مولوی صاحب کی جناب مین حسن عقیدت و صدق ارادت سے بیعت بھی کی ۔ صوفی المشرب پیر پرست تھے ۔ شعر گوئی سے آپکو دلچسپی ہتی ہے ۔ جو کچھ کلام موزون

فرماتے ہیں سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے۔ تذکرہ گل عجائب میں المقالات الشعراء کے
مولف نے لکھا کہ آپ نے ایک تذکرہ مسمی بہ خزان و بہار تالیف کیا۔ اسمیں شعرائے معاصرین
کا ذکر کیا ہے۔ تذکرہ کے فراہم کرنے میں محنت شاقہ کا متحمل ہوا ہے ابھی تذکرہ کا
مسودہ مبیضہ نہیں ہوا تھا کہ آپ سنہ ۱۲۳۰ ہجری میں فردوس بریں روانہ ہوئے۔ آپکے
فرزند بہاء الدین حسین خان ثانی نے مرحوم کے مسودات متفرقہ کو بہت جستجو و تلاش کرکے
مبیضہ کرایا۔ ان اوراق منتشرہ کا شیرازہ باندھا۔ تذکرہ کی خوبی دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے
جو کوئی دیکھتا ہے واہ واہ کہتا ہے۔ آپکی محنت و جانکاہی کی داد دیتا ہے۔ آپکے بزرگان
سلف نسلاً بعد نسل علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوئے ہیں۔ آپکے جد امجد قاضی مسعود
عالمگیری عہد میں عالم و فقیہ متبحر تھے۔ اسی علم و فضل کی وجہ سے آپکے جد امجد کو عالمگیر بادشاہ
غازی نے اورنگ آباد کی قضاءت پر مامور کیا تھا۔ اور خدمت قضا کا ضمیمہ خدمت احتساب
کو بھی کیا تھا۔ آپکے جد علامۂ عصر تھے۔ دونوں خدمت اپنا کام عمدہ طرح سے انجام
فرماتے تھے۔ جد امجد کی رحلت کے بعد آپکے والد ماجد خدمت مذکورہ پر مقرر ہوئے
اور اپنے والد کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ یعنے ضیاء الدین حسین خان عالمگیری زمانہ
کے بعد آپکے والد ماجد آصفجاہ اول کی خدمت میں آئے۔ حضرت نے آپکے والد کی بہت
خاطر و مدارات کی۔ اور خانسامانی و داروغگی کی خدمت عطا کی۔ صاحب ترجمہ والد کی
رحلت کے بعد اعلیحضرت آصفجاہ ثانی کے عہد میں ترقی مراتب کے اوج پر عروج کرتے رہے
آخر آپکی رحلت سنہ ۱۲۳۰ میں واقع ہوئی۔ اورنگ آباد میں جد امجد کے قریب اُس
مقبرہ میں جو نہر رسول کے کنارے واقع ہے دفن ہوئے۔ **من اشعارہ الفارسی**

بجا گستر نشاند تاب رویت آتش گل را پریشان میکند سودائے زلفت طبع سنبل را

شود از جلوهٔ حسن تو روشن دیدهٔ عاشق سواد سایهٔ گل سرمه باشد چشم بلبل را

عروج از بسکه از زلف بتان فکر رسا داری رگ اندیشه‌ات پیچیده سازد موج سنبل را

وله

بهر محفل که آن تکلیف مستان میشود پیدا شکست توبه از گبر و مسلمان میشود پیدا

شهادتگاه سحر جوش نیرنگ دگر دارد ز خاک کشتهٔ لعل تو مرجان میشود پیدا

وله

ز بیتی در کار نبود حسن تابان ترا هست خورشید از رخت صبح گریبان ترا

نشاء رنگ افزا کرشمهٔ حسن بیهوشش ترا باده گرد آتش زبان لعل تنگ جوشش ترا

دامن افشان گذشت ز تربت نگار ما موج بهار شد رگ سنگ مزار ما

وله

بپیچ کاکل مشکین خویش را ظالم متاب اینقدر این سنگدل رگ جان را

وله

نغمه‌پردازی من کرد چو آهنگ عروج شور از حلقهٔ مرغان غزلخوان برداشت

وله

محفل خوشدلان را نیست سامان احتیاج در شب مهتاب کی باشد چراغان احتیاج

وله

سکه صد فرهاد رفت و دور مجنون هم گذشت سکه ملک جنون اکنون بنام من بود

گر و غمگین فکر غم وا خاطر شاد مرا بر سر هم آرای فغان امروز جلاد مرا

شب که مصور رنگ نقش چشم آن مخمور بود خامهٔ بهزاد ما از ریشهٔ انگور بود

بادهٔ چشم مست او رنگ دل را بشکند میزند جوش آنقدر این می که مینا بشکند

وسعت آباد جنون آئینه دار حسن کیست صد بیابان بر بیابان رسد گر تیشه خارا بشکند

قد ترا قیامت ناز آفریده اند زلف ترا ز عمر دراز آفریده اند

ای فدای محشر قد تو بالای پری وی بقربان سراپایت سراپای پری

من اشعار الهندی

کب تک رہیگا ہم سے تو بیزار دیکھنا بتلا ہے کہاں تلک ترا انکار دیکھنا

تیر مژگان مارتے ہو میرے سینہ مین | مگر مرضی نہین ہے مخلص کے جینے کی
روئے خوب اسکو دیا حق نے ہمین بخت سیاہ | اُسطرف صبح وطن شام غریبان اسطرف
یون ظلم اے پیارے کر تو کیا کرے گا | اے دل اُس زلف مین اٹک تو سہی
یہہ بہی اک عاشقون کا سودا ہے | شاخ ریحان ہو اگر آہ میری رو نہین

عاشق۔ میر کلان خان کابلی

عاشق تخلص۔ میر کلان خان نام۔ آپکا وطن اصلی کابل ہے۔ وطن سے ہند مین آئے وزیر الممالک نواب نظام الملک بہادر کی ملازمت مین رہے۔ نظام تخلص کرتے تھے مدت تک نواب کے سایۂ عاطفت مین زندگی بسر کرتے رہے۔ مراد آباد کے سفر مین نواب صاحب کے ہمراہ تھے۔ جب نواب نظام الملک دکن کی طرف متوجہ ہوئے۔ تب عاشق فرخ آباد مین پہنچے۔ دولت بنگش کے سایۂ عاطفت مین پناہ گزین ہوئے۔ اُسوقت تخلص بجائے نظام عاشق اختیار کیا۔ آپکا کلام تسخیر قلوب مین سحر سامری کا کام کرتا ہے ہر ایک کے نزدیک مرغوب دل ہے۔ آپکا سنہ انتقال معلوم نہین ہوا۔ ھو ھذہ

گر چنین غمزۂ او دشمن ایمان باشد | کافرم گر بجہان نام مسلمان باشد
ہرگاہ بار رقیب برابر گذشتہ ایم | بیگانہ وار از سر آن در گذشتہ ایم
عاشق بکوئے یار ز احوال ما مپرس | اینست سرگذشت کہ از سر گذشتہ ایم

عشق۔ مرزا جمال اللہ اورنگ آبادی

عشق تخلص۔ مرزا جمال اللہ نام۔ آپ مرزا داؤد کے فرزند ہین۔ اورنگ آبادی الموطن ہین

طبع موزون و فکر رسا سے موصوف۔ اور متانت وضع و لطافت مزاج مین معروف تہا۔ خوش سلیقہ و خوش طریقہ تہا۔ عالم شباب مین شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا۔ میدان سخن مین خوب جولانی کرنے لگا۔ طبیعت کی چالاکی و شوخی دکہلانے لگا۔ کلام شستہ و مضمون برجستہ کی جوڑ ملانے لگا۔ رفتہ رفتہ مرتبۂ سخن کو درجۂ بلند پر پہنچایا سنہ ۱۱۷۸ ہجری مین زندہ تہا۔ جب میان نور العین واقف بٹالوی و عبد الحکیم حاکم لاہوری سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین اورنگ آباد آئے اُن سے استفادہ کیا۔ واقف آپکے حق مین کہتا ہے

؎ دیدیم کتب خانہ ہفتاد و دولت ٭ غیر از سخن عشق نشد منتخب ما

ظریف الطبع و شگفتہ جبین تہا۔ احباب سے نہایت خوش خلاقی و محبت سے ملتا تہا۔ مرد خوش صحبت و با مروت تہا۔ سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الہندی

اگر وہ قاتل جان بخش کہینچے تیغ ابرو کی ٭ ہماری ہر بن مو سے زبان شکر پیدا ہو
مین وہ تشنہ کام تیغ قاتل شمع کے مانند ٭ کٹی گردن سے میری اور زبان شکر پیدا ہو
ادہر بلبل گذر جا گل سے ادہر گل گلستان سے ٭ جو تو گلزار سے گذرے تو کیا ہنگامہ برپا ہو

ولہ

سخن اوسکے دہان تنگ سے ہوتا ہے یون ظاہر ٭ نزاکت سے نگہ گویا کہ چشم مور سے نکلے

عاشق - مرزا عاشور بیگ برہانپوری

عاشق تخلص - مرزا عاشور بیگ نام۔ آپکا اصلی وطن برہانپور ہے۔ آپ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین برہانپور سے اورنگ آباد آئے۔ اسوقت آپکا عالم شباب تہا۔ ذکی الطبع و ذہین تہے۔ علمی لیاقت بہی درست تہی۔ شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ طبیعت کی چالاکی سے

شعر ریختہ موزون کرنے لگے۔ اور شاہ سراجی اورنگ آبادی سے اصلاح لینے لگے چند ہی روز مین آپکا کلام صاف و شستہ ہوگیا سنہ ۱۲۰ ہجری مین آپکا انتقال ہوا۔

من اشعارہ الہندی

جو مست جام شیشۂ صہبائے سبز ہے	ولہ	بڑھ جائے اُسکو ہوئی اگر یہہ خمار سبز
دشمنوں کی کیا مگر آئی ہے موت	ولہ	چھیڑیون نے اب پر نکالے الحفیظ
چشم بیمار بتان گلشن مین دیکھہ	ولہ	نرگس حیران کو یرقان ہے
عشق کے کشور کا جو سلطان ہے	ولہ	ہر دم مہر و مہ قربان ہے

عاشق۔ میر یحیی برہانپوری

عاشق تخلص۔ میر یحیی نام۔ عاشق علیخان خطاب۔ برہانپوری المولد ہے کتب فارسیہ مین استعداد و قابلیت رکھتا تھا۔ انشا پردازی مین یگانہ تھا۔ بندگانعالی نواب آصفجاہ کی خدمت مین منصبدارون کے زمرہ مین ملازم تھا۔ لشکر ظفر پیکر مین زندگی بسر کرتا تھا۔ سفر و حضر مین ہمرکاب رہتا تھا۔ زبان ریختہ مین شعر گوئی کا شائق و عاشق تھا۔ موزون الطبع و خوش فکر تھا۔ جو کچھہ کہتا خوب کہتا تھا۔ آپکے اشعار ایہام و تلازم شعریہ سے خالی نہین ہوتے تھے۔ اکثر ایہام و تلازم شعریہ کا لحاظ کرتے تھے۔ آپکا کلام اسی وجہ سے خواص و عوام مین مشہور ہے۔ ارباب مذاق نہایت رغبت سے مطالعہ کرتے ہین۔ آپکا انتقال ۱۱۸۷ ہجری کے قریب ہوا۔

من اشعارہ الہندی

اوٹھا ہے ابر برق کیا طوفان لاویگا		کر و سب یار مل سامان شیشہ و دارو کا

اب تو کچھ باقی رہا نہین ولہ کیا مگر ہجر ن خدا

جمیت میری ہے عشق بازی بین ولہ جیسے دلبر نے مجکو ہار دیا

جام کو لب سے آشنا مت کر ولہ نام اوسکا پیا کٹورا ہے

جس گہر مین جب تلک تہے ولہ ہیچ کہا تا تہا فقیر

گشت کو تو ال کرو موقوف ولہ آج کی رات جام بہرنا ہے

نشہ اوتری محبت کی ہماری ولہ کہا وسبزی خط سبزی کو پیاری

مین کہا تیرے بدن پر کیا بہلی لگتی ہے رکہہ ولہ ہنس کہا جوگی بہبوت نے خاک لگتی ہے نہ بہلی

مجہہ کلیجے مین ہرہ کی تجہ پلک ہول ہے ولہ ہے حال اپنا کیا لکہون پیاری یہہ ہول ہے

ہر ایک بانغ کے پیچھے چہ مناتے ہین اوسکا ولہ گر کہ عاشق علیجان کو ستی مین بہاتی ہے

ہات پر ہات میرے دہر کے چلے آئے سات ولہ دیکہہ طالع کے مدد آج پڑی میرے ہات

جسوقت جان نکلی مجہہ پاس کوئی نہ آیا ولہ شمشیر تیری ایکدم بیٹھی تہی میرے سرپہ

جب نقش اس صنم کا نقاش کہینچتا ہے ولہ بازو کے کہینچنے مین دو ہات اینچتا ہے

ہین شہید کربلا سب سرخ پوش ولہ مصطفیٰ کی آل کا کیا رنگ ہے

صاف دل آرسی سا کوئی نہین ولہ لیک منہ دیکہے آشنائی ہے

مجیب - محمد عبد اللہ حیدرآبادی

مجیب تخلص - محمد عبد اللہ نام چہوٹے صاحب عرف ہے - آپ حیدرآباد اهل مین - فارسی مین مستعد طالب العلم ہین شعرگوئی کا شوق ابہین پیدا ہوا نزور طبیعت سے فکر کرنے لگے اور کلام کی اصلاح مولوی شمس الدین فیض اللہ کی سنہ ۱۲۸۳ ہجری سے

لینے لگے چند مدت تک کہتے رہے۔ استاد کی اصلاح سے کلام درست و صاف ہو گیا
فارسی و اردو زبان میں کہتے ہیں۔ خوش مزاج و نیک سیرت ہیں۔

من اشعارہ الفارسی

در چمن گریہ چشم بر شبنمش	سلک گہر کنم مژہ اشکبار را
از سوزش ہوائے دم سرد مردہ ام	پروائے باد نیست چراغ مزار را

من اشعارہ الہندی

عارض کی تازگی سے بڑھا رنگ یار کا	اس گل سے کھل رہا ہے شگوفہ بہار کا
او زہرہ وش جو کرتی ہو در پردہ چھیڑ چھاڑ	کافی نہیں ہے نام کو پردہ حجاب کا

عدیل۔ محمد عسکری کنتوری

عدیل تخلص۔ محمد عسکری نام۔ آپکا اصلی وطن کنتور ضلع لکھنؤ ہے۔ آپ نے سن شعور کے بعد وطن میں بقدر ضرورت فارسی میں استعداد حاصل کی۔ طبیعت میں تیزی و چالاکی تھی۔ شعر گوئی کی دل میں رغبت کامل تھی۔ مضامین تازہ کی تلاش اور معانی پاکیزہ کی خواہش طبیعت میں تھی۔ آپنے زور فطرت و جولانی طبیعت سے شعر گوئی شروع کر دی۔ اور میر کاظم حسین حبیب آپکے برادر بزرگ تھے۔ اُن سے صلاح لینے لگے۔ بھائی کی توجہ و اصلاح سے شاعر پختہ کلام ہو گئے ۱۲۹۵ھ ہجری میں بھائی کے ہمراہ حیدرآباد دکن میں آئے۔ آتے ہی سررشتہ تعلیم میں ملازم ہو گئے چند ہی روز کے بعد ہوم سکرٹری گورنمنٹ نظام کے دفتر میں میر منشی کی خدمت پر ممتاز ہوئے۔ معلوم نہیں فی الحال کہاں ہیں۔ آپکی عمر چالیس سے متجاوز ہے

خدا اُسے تعالیٰ سلامت رکھے۔

من اشعارہ الھندی

خنجر بکف وہ آئے ہیں اک ازدہام ہے		اللہ میرے قتل کی یہ دھوم دھام ہے
پرچ کردیا ہے شیخ و برہمن کے جنگ نے		اسلام و کفر دونوں کو اپنا سلام ہے
اٹھو بقول آتش مرحوم اے عندلیب		ہیں معتقد ہی غرض و زمیرا دل امام ہے
کوئے جاناں سے اڑاتی ہے صبا فریاد ہے	وله	ابر رحمت رحم کر مٹی میری برباد ہے
رنگ آجائیگا رفتہ رفتہ طبع یار میں		بہر تعلیم لطافت حسن سا استاد ہے
ہوی ہے زخم کاری کی ہوس پھر سے مرے دلکو	وله	نگاہ آرزو سے ڈھونڈتا ہے تیغ قاتل کو

عنایت۔ محمد عنایت اللہ براری

عنایت تخلص۔ محمد عنایت اللہ نام۔ محمد عظمت اللہ کے فرزند ہیں۔ آپکا اصلی وطن قصبہ برنیرہ لی بی ضلع امراوتی برار ہے۔ آپکے والد قصبہ مذکور کی مسجد کے موذن و پیش امام ہیں۔ یہ خدمت آپکی موروثی ہے۔ آپ صحیح النسب والحسب ہیں۔ آپنے برار کے مدارس میں تعلیم پائی۔ مولوی حسن صاحب مرحوم آروی اُسوقت برار کے ہائی اسکول میں صدر مدرس تھے۔ مولوی صاحب سے مدرسہ کے علاوہ پرائیوٹ طور سے کسیقدر فارسی کتب درسیہ تحصیل کیں۔ اکولہ کالج میں ریاضی وغیرہ کی تکمیل کی۔ اور منشی نور خانصاحب ہڈ ماسٹر ٹریننگ کالج سے شعرگوئی کی مشق کی۔ سلیم الطبع و مستقیم الوضع ہیں۔ سنجیدہ مزاج خوش گفتار وخوش کردار ہیں۔ فقیر مولف کے ہم وطن ہیں۔ مگر میں دس برس سے اس شہر میں ہوں کبھی آپ سے ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا۔ میں آپکی ملاقات کا مشتاق ہوں بصدق

کل مرض سے ہون باوفا تھا کسی وقت ہو جائیگی۔ فی الحال آپکی عمر تخمیناً قریب چالیس برس کی
میانہ قد کشادہ پیشانی۔ آہو چشم۔ دراز بینی۔ گھنی داڑھی۔ گندمی رنگ ہین خدا ایسے کو
آپکو خوش خرم رکھے۔ آپ فارسی و اردو دونون زبانون مین شعر کہتے ہین۔

من اشعارہ الفارسی

خرام دیدہ و نشستہ بگوشۂ گلزار		ہمہ تذرو و چمن از تو شرمسار انند
چہ دوست ہست بہین حسن اندرین دنیا		کہ جملہ مردمان بے دام تابعدارانند

من اشعارہ الہندی

پھر گلون سے ہو گیا ہے اندنون گلزار سرخ		عندلیبو فصل گل آئی ہوئے اشجار سرخ
جب نظر مقتل عشاق پہ میری پہنچی	ولہ	خون سے سرخ تھے میدان ہزارون لاکھون

عراقی دکنی

عراقی تخلص مشہور ہے ولی دکنی کے معاصرین مین تھا۔ چنانچہ ولی کا شعر شاہد حال ہے
ﺷ تیرے سخن کی نغمۂ رنگین کا سن ولی ڈوبا عرق کے بیچ عراقی عراق مین
یہ قول لچھمی نرائن کا ہے میرے نزدیک اس شعر سے عراقی دکنی کا ولی سے معاصر ہونا
نہین ثابت ہوتا عجب نہین کہ ولی کے نزدیک عراقی سے وہ شاعر جو عراق مین مشہور
گذرا ہے مراد ہو۔ ہان ریختہ کلام سے پایا جاتا ہے کہ ضرور کوئی شاعر ہندی نژاد ولی کا
معاصر یا ولی کے بعد گذرا ہو۔ اُسکا حال پردۂ ظلمت مین ہے ہمکو معلوم نہین
چمنستان مین صرف اُسکا ایک شعر ہے ہم بھی اُسکو نقل کرتے ہین۔
جسکے جاری نہین نین سول سدا ویران ہے مستحق ہو کیونکر نہ بسے جن گانون مین پانی نہین

عاشق - میر قاسم خان اکبرآبادی

عاشق تخلص میر قاسم خان نام آپکے والد ماجد خواجہ عبید اللہ خان صوبہ مالوہ کے دیوان بادشاہی تھے۔ خدمت سے معزول ہونے کے بعد نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت مین آئے۔ نوابصاحب نے آپکے حال پر بڑی عنایت و توجہ فرمائے بمنصب جلیلہ و عطائے علم و نقارہ سے سرفرازی بخشی۔ نوابصاحب نے متعدد مراتب سرکاری خدمات کے لئے کہا آپنے قبول نہین فرمایا۔ حضور بندگانعالی آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے اور آپ بھی حضور سے نہایت خندہ پیشانی و بیباکی سے ملتے تھے۔ حضور جو کچھہ سوال کرتے تھے اسکا جواب نہایت استقلال و جرات بیباکانہ کے ساتھہ دیتے تھے۔ آپکی تقریر سے امراء دربار دنگ ہوتے تھے۔ اہل دربار مین کوئی ایسا ذکی و تیز رائے زندہ دل و دلیر نہ تھا۔ آپ سب کے نزدیک عزیز القدر و عزیز الوجود تھے۔ بندگانعالی حضور بھی آپکی عظمت و بزرگی کا بڑا خیال فرماتے تھے۔ یہ جناب حضور کی قدردانی و مردم شناسی تھی آخر آپ سنہ ۱۱۵ ہجری کے قریب فوت ہوئے۔ میان عاشق صاحب جو آپکے فرزند بھی بندگان حضور کی سرکار مین خانسامانی کی خدمت پر مامور تھے۔ ہونہار و ہوشیار تھے چند ہی روز مین سرکاری کامون مین صاحب اختیار ہوئے رفتہ رفتہ مرجع خلائق ہوگئے اسی اثنا مین بحسب تقدیر آپ سے ایسا جرم ثابت ہوا کہ آپکی عظمت و شان سے بعید معلوم ہوتا وہ یہہ ہے کہ آپنے ایکروز حالت قہر و غضب مین اپنے ایک ملازم کو ایسی سخت سزا دی کہ وہ ہلاک ہوگیا۔ اس سبب سے آصفجاہی غضب جوش مین آیا۔ آپ خدمات مفوضہ سے معزول ہوئے۔ سرکار کے نزدیک اعتبار و اعتماد کے لائق نہین رہے۔ مگر ہمیشہ کار نظام کی

رحمدلی و ہمدردی ہزار ہا آفرین و تحسین کے لایق ہے۔ آپ معزول تو ہوئے مگر منصب و معاش بدستور جاری رہا۔ نواب آصفجاہ بہادر کے انتقال کے بعد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی مصاحبت مین ہے۔ نواب امیر الممالک صلابت جنگ کے عہد مین ماہ ذیحجہ ۱۱۶۵ھ ہجری مین اورنگ آباد سے دلی گئے۔ اور وہان گوشہ نشین ہوئے۔ تا عمر دلی مین رہے آخر ۱۱۸۱ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ جناب آزاد بلگرامی و لچھمی نراین اورنگ آبادی و سراج و ہمامی و افتخار وغیرہ شعرا اورنگ آباد کے معاصر تھے تمام سے یارانہ تھا۔ آپ طباع و فہیم تھے شعرگوئی کا شوق تھا۔ آپکا کلام نزاکت و خوبی سے آراستہ تھا اشعار درست و مضامین چست ہوتے تھے۔ ہم اب آپکے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتے ہین تاکہ شائقین مطالعہ سے محظوظ ہوویں۔

من اشعارہ الفارسی

ہر سال در بہار بسبب شرف جنون
آید برہنہ پا بطواف دماغ ما

پیش من چون می نباشد میرم از درد خمار
شیشہ چون خالی شود پرمی شود پیمانہ ام

نواب آصفجاہ بہادر کے آغاز سال شصتم کی مبارکباد مین یہہ قصیدہ لکھا۔

صراحی در بغل آرد قدح در دست می آید
ز بزم جشن آصفجاہ ساقی مست می آید

ز فیض نو بہار سال شصتم اے بلند اختر
تو ذو القرنینی و عالم ترا در دست می آید

مبارکباد سال نو ترا ایشاہ جم شوکت
ز ماہی تا بہ ثنا ہا ترا در شست می آید

بگردون گر چہ می ساید سر خود ہمچو جمشیدی
بچشم شرفۂ کاخ بلندت پست می آید

بدامانش ز دم دست بہر خویشتن عاشق
کز و بخشیدن ہر دو جہان بدست می آید

عشرتی یزدی

عشرتی تخلص۔ سادات یزد سے۔ سید صحیح النسب تھا۔ وطن سے ملک دکن مین آیا۔ قطب شاہیہ زمانہ مین ترقی کے اوج پر عروج کیا۔ میر مومن استرآبادی کے سایۂ عاطفت مین خوشحال و فارغ البال رہا۔ خوش نویسی مین لائق و فائق تھا نستعلیق خط نہایت ہی عمدہ لکھتا تھا۔ شعر و شاعری سے دلچسپی نہ رکھتا تھا۔ موزون الطبع و شاعر خوش گفتار و نیک کردار تھا۔ اپنی خوش کلامی سے یاران ہمشرب کو خوش و خرم کرتا تھا۔ آخر عین عالم شباب مین تیس برس کی عمر مین اس عشرت کدہ سے عالم بالا کو روانہ ہوا۔ سنہ وفات کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھا۔ مگر ہمکو ایک بیاض قلمیہ سے معلوم ہوا کہ سنہ ۱۰۳۷ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دوستان بوستان چون عزم می خوردن کنید
اول ز یاران دور افتادہ یاد من کنید

ولہ

مقصد ز کاخ و صفہ و دیوان نگاشتن
کاشانہائے سر بفلک بر فراشتن
گلہائے رنگ رنگ درختان میوہ دار
در باغ و بوستان ز سر شوق کاشتن
دانی کہ چیست تا بر او دل اندران
یک لحظہ دوستی نتوان شاد داشتن
ورنہ چگونہ مردم عاقل بنا کنند
از خاک خانہ کہ بباید گذاشتن

عاشق۔ مولوی سید عبد الودود

عاشق تخلص۔ سید عبد الودود نام۔ آپ سید غلام محی الدین نقوی جنکا تخلص سیاح تھا کے

صاحبزادے ہیں۔ آپکے بزرگان سلف گڑھ ضلع صوبہ الہ آباد میں سکونت پذیر تھے۔ آپکے اجداد سے ایک بزرگ بسبب تقرر جاگیر آل تمغا ضلع بردوان علاقہ بنگال میں آئے عوام و خواص کو احکام دینیہ و مسائل شرعیہ کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ مدت دراز تک آپکے خاندان میں درس و تدریس کا سررشتہ جاری رہا۔ اور آپکے والد ماجد تک بدستور جاری تھا۔ بناءً علیہ انگریزی گورنمنٹ نے والد بزرگوار کو مدرسہ عالیہ میں مدرسی کی خدمت پر مامور فرمایا۔ عاشق صاحب ترجمہ کی ولادت ضلع بردوان میں واقع ہوئی۔ آپنے سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ عربیہ معقول و منقول مولوی مین اللہ مدرس مولوی سراج الدین علیخان و مولوی غلام سبحان خان قاضی القضاۃ سے ختم کیں۔ اور کتب فارسیہ کی بھی تکمیل اساتذہ مذکورہ سے کی۔ فارغ التحصیل و تکمیل کے بعد سنہ ۱۲۳۲ ہجری میں حسب الطلب حکام مدراس میں آئے۔ خدمت افتا پر مامور ہوئے چند مدت کے بعد قضائے ترچناپلی عرف شہر نگر پر مقرر ہوئے۔ تقریباً گیارہ برس خدمت قضا پر مامور رہے پھر صدر عدالت میں خدمت افتا پر مقرر ہوئے۔ پچیس برس تک خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ آخر اس خدمت سے سبکدوش کیے گئے چنگل پٹہ کی صدر امینی پر مقرر ہوئے۔ پٹہ مذکور میں سکونت اختیار کی۔ پھر مدت کے بعد بسبب ضعف بدن طبعیہ پابجمعے کے تارک الخدمت ہوئے۔ صاحب التالیف والتصنیف تھے لیکن کثرت اشغال کی وجہ سے بجز دیوان مختصر و چند حواشی کتب متداولہ فارسی کی کوئی کتاب نہیں لکھی۔ آخر آپنے بارہ تاریخ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۶۹ ہجری میں مدراس میں وفات پائی۔ شاہراہ میلاپور میں نہر کے جانب متصل مقبرہ والاجاہ بہادر مرحوم مدفون ہوئے۔ انکے اشعارہ

از مساعی صحف ولیکن گنہ ننوشتہ اند | دست از زبان بستہ ورشتق صحو داریم ما

چنین چین ہا کہ دارم بجبین وقت کہن سالی | ولہ | بصد لب میکنم تفسیر رنج ضعف پیری ہا
چہ فائدہ کہ ہمہ دم دور زیر دانم | | چو رخت خویش بنہم ازین جہان تنہا
مژہ عاشق باین ضعف بصارت مصرع گشتو | | چو میل سرمہ روشن میکند چشم تماشا را
نکند صبر این دل نادان | ״ | کار با سخت جاہل افتادہ است
برہنہ ز جنون خواہد از بدن پوشد | ״ | سرے کشد بعدم جامہ کفن پوشد
عروس فکر ز شوخی ہنوز عریان است | | ہزار بار اگر خلعت سخن پوشد
از بس ز جمع مال جہان من غنی ترم | ״ | دست زدم ز رعشہ دلیلم بران بود
یار دل را برد و اشکم چو ہر نور در چشم | ״ | نقد را وزدم ربود و جنبش سیلاب برد
منتظر را یک نظر انعام دہ | ״ | خشک مغزم روغن بادام دہ
درک و ہنت محال عقل | ״ | ورد وصف لبت کجا رسائی
نیست در بازار عشقش غیر سودائے جنون | ״ | بہ سخن ہم این مال عاشق میدانیم فرزانگی

عالی - خواجہ کامگار خان

عالی تخلص - خواجہ کامگار خان نام - آپکے نسب کا سلسلہ خواجہ نقشبند قدس سرہ سے پہنچتا ہے - آپ اورنگ آباد ہی المولد ہیں - آپکی تربیت و تعلیم شہر مذکور کی آب و ہوا میں ہوئی - علمائے عصر سے کتب متداولہ درسیہ ختم کین معقول و منقول میں عالم متبحر تھے - فقیہ کامل تھے - مسائل جزئیہ کے استخراج کی قوت تامہ رکھتے تھے - متقی و متشرع تھے - عالمگیر بادشاہ نے آپکو عدالت عالیہ کی داروغگی کی خدمت عطا کی تھی - فیصلہ قضایا میں خوب غور و فکر فرماتے تھے - اہل شہر آپ سے مانوس تھے - نیک سیرت

وخوش اخلاق تھے۔ شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید و خلیفہ تھے۔ شیخ مرشد سے آپ اور آپکے بھائی خواجہ نورالدین حسن عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت شیخ جب شیخ لاہور سے اورنگ آباد مین آئے۔ آپکے ہمسایہ مین فروکش ہوئے۔ اور ایک خانقاہ و مکان تعمیر فرمایا۔ اور ایک مسجد بھی بنائی۔ اور شہر مین ایک نہر بھی لائی تا بزندگی شیخ اسی مقام مین رہے۔ جب رحلت کی تو اسی مقام مین مدفون ہوئے یزار و یتبرک۔ آپنے شیخ کے ملفوظات کو جمع کیا اور اسکا نام احسن الشمائل رکھا۔ شعرگوئی سے دلچسپی تھی خوش فکر و نازک خیال تھے۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین مگر آپکا دیوان نادر الوجود ہے۔ آپنے بمقتضائے موقع و محل احسن الشمائل مین اپنا کلام درج فرمایا ہے۔ اور تحفۃ الشعرا کے مولف نے بھی آپکا کلام اپنے تذکرہ مین کیا ہے۔ فقیر مولف انہین دونون کتابون سے اشعار منتخبہ گزارش کرتا ہون۔ آپ مدت العمر اورنگ آباد مین خدمت داروغگی پر رہے۔ آخر سنہ ۱۰۹۵ ہجری مین عہدہ داروغگی سے سبکدوش ہوئے اور عالم فنا کی کچہری مین پہنچے۔ اعزا و احبا کو مصیبت رنج و الم ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الفارسی

این دل غم خوردہ را در فکر جانان ساختند
چشم ما را در پئے نظارہ حیران ساختند

قدسیان عالم بالا تسخیر کشش
خون دل خوردند تا لعل بدخشان ساختند

تا کہ حسن آن پری در دہر عالمگیر شد
حسن یوسف را درین چہ زندان ساختند

ہر کہ زخم تیر او خوردہ تا حشر نمرد
آب پیکانش مگر از آب حیوان ساختند

تا ابروان او حلقہ شد چون ماہ نو
قامت خم گشتہ عشاق قربان ساختند

ساکنان عالم قدس از ازل شکر خدا | وله | بہر عالی شہ نظام الدین برہان ساختند
طفل اشکم خاکبازی میکند تا روز حشر | وله | چشم خود تا بر غبار خط وے انداختیم
پریشان گیسوئے او را ازان زنار خود کردم | وله | کہ از روز ازل چون حلقۂ زلفش پریشانم
نگاہے یا ادائے کیست در کار من عالی | وله | بانداز تغافل میکند صد رخنہ در جانم

عشق حکیم عبد الباسط

عشق تخلص ۔ عبد الباسط نام ۔ حکیم الملک خان بہادر خطاب ۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ مولوی محمد مہدی واصف کے فرزند دلبند ہین ۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ۱۲۳۵ ہجری مین شہر مدراس مین واقع ہوی ۔ اور آپکی تربیت و تعلیم بھی ہین ہوئی ۔ آپنے ابتدا مین والد ماجد اور اپنے ماموں حاجی زین العابدین کی خدمت مین کتب عربیہ و فارسیہ ختم کین ۔ اور خان عالم خان بہادر فاروق تخلص سے کتب عربیہ کی تکمیل کی ۔ اور حضرت فاروق سے اصلاح سخن بھی لیتے تھے ۔ آپکی طبیعت شعر و شاعری سے زیادہ مناسب تھی ۔ غزل و قصیدہ بمضامین دلکش بسرعت تمام موزون کرتے تھے آپکے کلام سے معلوم ہوتا تھا کہ مضامین کی طبیعت مین آمد تھی گویا تازہ تازہ مضامین آپکے میدان خیال مین دست بستہ کھڑے ہوئے ہین ۔ جب چاہتے تھے فی البدیہہ مضامین متفرقہ و معانی جدیدہ کا شیرازہ باندہ کے گلدستہ کیطرح اہل کمال و سخن سنجان نازک خیال کے جلسہ مین پیش کرتے تھے ۔ بزرگان جلسہ آپکے کلام فصاحت انجام کی داد دیتے تھے ۔ تحسین و آفرین کے ساتھ واہ واہ کہتے تھے ۔ آپ فن طبابت یونانی و انگریزی مین قدرت کاملہ و ملکۂ تامہ رکھتے تھے ۔ طب انگریزی حکمائے فرنگ سے اخذ کی تھی

زبان انگریزی کو مثل عربی و فارسی جانتے تھے - اکثر اوقات بیمارون کے معالجہ مین صرف فرماتے تھے - اور آپ تواریخ و واقعات سلف سے زیادہ رغبت رکھتے تھے اور زمانہ کے حالات سے واقف ہونا پسند کرتے تھے - بنائً علیہ آپنے ایک اخبار مسمی بہ تمیز الاخبار جاری کیا تھا - یہہ اخبار ہفتہ واری تھا - ہفتہ مین ایکبار طبع کر کے تقسیم فرماتے تھے - فقیر مولف کو یہہ امر معلوم نہین ہوا کہ وہ اخبار کب تک جاری رہا اور کب موقوف ہوا - آپ سر سالار جنگ مختار الملک بہادر مدار المہام سرکار عالی نظام کے عہد مین مدراس سے حیدرآباد دکن مین تشریف لائے - صیغہ منصب مین ملازم ہو کر مدۃ العمر صیغہ مذکور مین مامور رہے - ہمیشہ بیمارون کے معالجہ اور طلبہ کی تدریس مین مصروف رہتے تھے - آپ صاحب اولاد تھے - آپکے باقیات الصالحات سے خیر خواہ قوم جناب ملا عبد القیوم صاحب و مولوی عبد الحی صاحب و مولوی عبد السلام وغیرہ ہین - ملا صاحب سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین فوت ہوئے اور عبد السلام مجذوب ہو کر فوت ہوگئے - مولوی عبد الحی سلمہ اللہ تعالی یادگار باقی ہین - ملا صاحب و مولوی عبد الحی صاحب کا تذکرہ آگے ذکر کیا جائیگا - آخر عشق صاحب ترجمہ نے سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی - انا للہ وانا الیہ راجعون - اور آپکی رحلت کی تاریخ آپکے برادرزادہ مولوی عبد الواجد صاحب نے کہی ہو ھذہ

حضرت عشق آنکہ بفضل و شرف	بود گرانمایۂ والا گہر
در شب پنجم ز ربیع نخست	کرد ز دنیا سوی عقبی سفر
تنگی گریبان بغمش خلق را	ہم دل و ہم سینہ شد و ہم جگر
واجد با سال وفاتش نوشت	حادثۂ عشق جہان ہنر
	۱۳۰۲

من اشعارہ الفارسی

گفتم کہ دل بروے تو بستم بخندہ گفت
اے نقش نامہ سرنوشت انگونہ خوش سواد

گرمی عشق تو زد در دل ناشاد آتش
صد زبان میکند از شعلۂ پرسوز بلند

خستۂ عشق ترا چارہ گرے بہ تشخیص
دست برداشت ز من بوعلی نبض شناس

بزلف تو حال دل شیدا کہ کند عرض
بلب بیا بروز سیہ ابروئے تو ہم تیغ

بار کسوت بر تنہا بدار سبکروحی تنم
سینہ بہ شہادت ہم شناہی از خون

چشم شوخت نشد از کشتن عشاق ملول
دیدہ بے دیدار تو از اشک واروشنتر نشو

ورد لم ابروان تیغ دو و نیام یک
بر سر راہ آن صنم طرح نماز افگنم

ولہ

این تازہ شاعریست کہ مضمون گفت
گر حرف حرف سرمہ بچشم نگین کشد

خانہ ام کرد چو آتشکدہ آباد آتش
از غم سوختگان است بفریاد آتش

نبض من گفتند گر یک مرض صد تشخیص
طپش نبض مریض تو کند رد تشخیص

سرگشتگی قیس بلیلی کہ کند عرض
دلیل قوت ضعف ست قامت خم تیغ

بس بود ہمچون سخن تار نفس پیراہنم
شستہ ام رسمت سحر شدہ ماہی از خون

نشو سیر بلکے مردہ سپاہی از خون
چون قلندر شربان بے نماز و با وضو

غمزہ ہر دو چشم تو تیغ یک نیام دو
سجدہ بنقش پاکنم کاریکی و کام دو

عروجی - سلطان فیروز شاہ بہمنی

عروجی تخلص - سلطان فیروز شاہ نام - آپ علاءالدین حسن گانگوئے بہمنی بانی سلطنت بہمنیہ کے پوتے ہیں - آپکی تربیت و تعلیم کا انتظام آپکے عم بزرگوار

محمود شاہ بہمنی نے عمدہ طرح سے کیا۔ تعلیم کے لئے۔ اساتذہ کملا مقرر کئے گئے چنانچہ ملا فضل اللہ انجو شاگرد علامہ سعد الدین تفتازانی خاص عربی تعلیم کے لئے مقرر ہوا تھا۔ آپ فطرۃً ہونہار معلوم ہوتے تھے۔ ذہین و فہیم تھے۔ سولہ برس کی عمر میں ملا سے کتب عربیہ فارسیہ ابتدا سے انتہا تک پڑہ لیں۔ معقول و منقول میں علامہ ہوا۔ خاص آپکی طبیعت فلسفہ و حکمت کے ساتھہ زیادہ مناسب تھی۔ اور اس فن سے بہت ہی دلچسپی رکھتا تھا۔ درس و تدریس کا شائق تھا۔ ہفتہ میں تین دن طلبہ کو شوق سے پڑہاتا تھا۔ اور علما سے مسائل حکمیہ میں بحث و تکرار کرتا تھا۔ اسکی حلقۂ درس میں منتہی طلبہ شریک ہوتے تھے۔ بروز شنبہ تفسیر زاہدی و مطول و بروز دوشنبہ ریاضی و ہندسہ میں شرح تذکرہ و تحریر اقلیدس۔ بروز چہار شنبہ کلام میں شرح مقاصد وغیرہ پڑہاتا تھا۔ فصاحت بیانی و طلاقت لسانی سے طلبہ کو خوب سمجہاتا تھا۔ طلبہ بادشاہ کی تقریر سے بہت خوش ہوتے تھے۔ طلبہ آزادی سے سوالات و اعتراضات کرتے تھے۔ نہایت خوشی سے سنتا تھا۔ ہر ایک سوال کا جواب و ہر ایک اعتراض کا رد ایسی خوبی سے ادا کرتا تھا کہ سائل و معترض کو ساکت کر دیتا تھا۔ طلبہ سلمنا و صدقنا کہتے تھے۔ سنہ ۸۸۷ ہجری میں تخت نشین ہوا پچیس برس تک عدالت و انصاف کے ساتھہ سلطنت کی۔ ایام سلطنت میں اکثر معرکوں میں فتحیاب و فیروز رہا ہے۔

فرشتہ نے لکھا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ سلاطین بہمنیہ میں از روئے علم و فضل ممتاز تھا۔ میدان بہادری میں سرفراز۔ خاندان بہمنیہ اس کے وجود نادر الوجود سے بلند آوازہ ہوئی۔ سلطنت و دولت نے رونق تازہ پائی۔ ملک گشائی میں

ہمہ تن مصروف رہتا تھا۔ مخالفین سے جدال و قتال مین کوتاہی نہین کرتا تھا۔ اسی بادشاہ
کے عہد مین سلطنت بہمنیہ کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا تھا۔ مملکت تلنگانہ و کرناٹک کے
بالاگہاٹ و پائین گہاٹ کا کچہہ حصہ تصرف مین آگیا تھا۔ فوج و خزانہ کی حالت
بہت درست تہی۔ یہہ بادشاہ صاحب تبرجمہ نہایت ہی رحم دل تہا۔ مفرح القلوب کے مولف نے
لکہا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ صوفی مشرب غربا پرور فقرا نواز تہا۔ رقیق القلب و رحم دل تہا
ایک روز دولتخانہ کے دریچہ مین بیٹہا ہوا راستے کے گذرنے والون کو دیکہہ رہا تہا
کہ ایک فقیر کشکول ہاتہہ مین لئے ہوئے جا رہا تہا۔ فقیر کو اپنے پاس بلایا اور اُسکی کشکول کا جہولی
مین دیکہا کہ جوار کی روٹی کے چند ریزے ہین۔ دیکہہ کے بہت افسوس کیا کہ میری رعایا
آسودہ حال نہین ہے۔ کوئی بجز نان جوار نہین کہاتا ہے۔ فوراً حکم دیا کہ کوئی فرد رعایا سے
جوار کی زراعت کرے بجائے جوار گندم بویا جائے۔ فقرا و معذورین کے لئے متعدد
لنگر خانے شہر کے محلّون اور کوچون مین قائم کردے۔ لنگر خانون سے فقرا کو روزانہ گیہون
کی روٹی و حلوا دیا جاتا تہا۔ کبہی حلوے کے عوض گوشت دیتے تہے۔ فقرا فراغت سے
بسر کرتے تہے۔ پہر حسب الحکم تمام دکن مین گندم کی زراعت ہوئی۔ گندم کی اسقدر کثرت
ہوئی کہ تمام دکن مین گندم کا عام رواج ہوگیا۔ کیا امیر کیا فقیر گندم ہی کی روٹی چانول
کی طرح کہانے لگے۔ پہر اول کی طرح فقرا کے توشہ دانون کو دیکہا ہر ایک کے توشہ دان
کو کلچہ و حلوے سے معمور پایا۔ بہت خوش ہوا۔ اور خدا کا شکر ادا کیا۔
مورخین نے لکہا کہ راتکو بادشاہی دولتخانہ پر چار ہزار سوار اور آٹہہ ہزار پیادہ حفاظت
کیلئے رہتے تہے۔ تمام رات جاگتے تہے۔ سرما و گرما مین بڑی تکلیفین سہتے تہے۔ ایک رات
جاڑے کے موسم مین دل مین خیال کیا کہ میری ایک جان کی آسائش کے لئے اسقدر جم غفیر کو

آرام سے محروم رکہنا نہایت بے رحمی ہے دیر تک افسوس کرتا رہا۔ اور خوف خدا سے ڈرنے لگا۔ اور کہنے لگا واحسرتا ایسا نہو کہ خدائے تعالی مجکو قیامت کے دن اس سختی کے ارتکاب مین ماخوذ کرے۔ صبح برآمد ہوتے ہی رات کی چوکیداری موقوف کردی صرف گنتی کے افراد رکھہ لیئے۔ اور انکو بھی حکم دیا کہ ساعت گذرے بعد ایک ایک پہرہ بدلتا رہے رعایا کے ساتھہ ہمدردی کرتا تہا۔ غربا کو ظالمون کے پنجہ سے رہا کرتا تہا۔ چنانچہ نہال دختر زرگر کا قصہ ہمارے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ لڑکی کو دیورائے والی بیجانگر کے ظلم سے بچایا۔ آخر لڑکی بادشاہ کی ہمدردی دیکہہ کے خوشی سے مسلمان ہوگئی یہہ پورا قصہ فرشتہ مین مذکور ہے۔ فیروزشاہ دوربین و دوراندیش تہا حفظ ماتقدم ضرور کرتا تہا۔ تحفۃ السلاطین و فرشتہ کے مولفین نے لکہا کہ سنہ ۸۰۱ ہجری مین شہرت ہوئی کہ امیر تیمور گورگان ہند مین آنیوالا ہے۔ فیروزشاہ صاحب جمہ شہرت کے معلوم ہوتے ہی عاقبت اندیشی پیش بینی سے حسب مشورہ وزرا امیر تقی الدین محمد داماد و میر فضل اللہ انجو و مولانا لطف اللہ سبزواری کو مع تحائف نفائس ہدایائے لائق امیر کی خدمت مین سمرقند روانہ کیا۔ اور ایک عرضداشت بھی جسمین اطاعت و بندگی کا اظہار کیا تہا بہیجی۔ بہمنی کے سفرا دریا و صحرا طے کرکے دارالسلطنت سمرقند مین پہنچے۔ امیر تیمور کی بارگاہ مین باریاب ہوئے۔ دربار مین سفیرون کی بڑی تعظیم و تکریم ہوئی۔ چہہ مہینہ تک امیر کی خدمت مین مہمان رہے۔ جب سفرا نے بہمنی تحائف و عرضداشت امیر کی خدمت مین پیش کئے۔ تحائف نے قبولیت کا درجہ پایا تب مقربین کے ذریعہ سے سفیرون نے عرض کیا کہ فیروزشاہ منجملہ تابعداران سرکار ہے اسکا عزم بالجزم ہے کہ جب آپ دارالخلافہ دہلی تشریف لائین یا کوئی شاہزادہ آئے تو اسوقت از روئے بندگی کمر بستہ ہوکے دکن سے دہلی مین حاضر ہوگا۔ اور جان نثاری کے

رسم بجا لائیگا۔ امیر تیمور سفیر کی تقریر سنکے فیروز شاہ صاحب ترجمہ کے حسن اخلاق سے بہت
خوش ہوا۔ جوش خوشی سے فرمایا کہ ہم نے فیروز شاہ کو گجرات و دکن و مالوہ کی سلطنت
عطا کی۔ اور لوازم شاہی یعنے چتر وغیرہ سکے رکھنے کی اجازت دی۔ اور ایک فرمان اسی مضمون کا
فیروز شاہ کے نام سے بہیجا۔ اور فرمان میں فرزند خیر خواہ لکہا۔ اور ایک کمر خورین و شمشیر مرصع
و چار قبہ ملوکانہ اور ایک غلام ترکی و چار اسپ نامی بہیجے۔ اور سفیرون کو انعام و اکرام کے
ساتہہ روانہ کیا۔ یہی فیروز شاہ صاحب ترجمہ اسلام کے سلاطین سے دکن مین پہلا بادشاہ
ہے جس نے ہندو راجاؤن سے لڑکیان لین اور انکو اپنی منکوحہ بنایا۔ چنانچہ بیجانگر کے
راجہ دیورائے سے لڑکی لی۔ دیورائے نے نہایت خوشی سے داماد کو بیجانگر بلایا بڑے
تجمل و عظمت سے شادی کردی۔ اسیطرح کہرلہ کے راجہ کی بہی لڑکی لی۔ راجہ نے خوشی سے دی
فیروز شاہ صاحب ترجمہ ہندو راجاؤن سے لڑکی لینے مین موجد ہے۔ اور اکبر بادشاہ ہند
بہمنیہ کا مقلد ہے۔ حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ اسی کے عہد مین
دہلی سے دکن مین آئے۔ آپکی آمد آمد سنکے بہت خوش ہوا۔ آپکے استقبال کے لئے اعیان
دولت ارکان سلطنت کو بہیجا۔ جب آپ تشریف لائے نیازمندانہ ملا۔ آپکو قلعہ مین
معزز مکان مین رکہا۔ چونکہ فلسفی مزاج تہا حضرت سے اسکو دلچسپی نہین تہی۔ آخر حضرت سے
ناخوش ہوا۔ آپ قلعہ سے اٹھکر مع فقرا اس مقام مین آکر قیام پذیر ہوئے جہان آپ کا
مزار ہے۔ فیروز شاہ صاحب ترجمہ کا بہائی احمد شاہ آپسے حسن اعتقاد رکہتا تہا۔ آپنے
احمد شاہ کو سلطنت کی خوشخبری دی تہی۔ یہی وجہ ناخوشی فیمابین کا باعث تہی۔
فیروز شاہ صاحب ترجمہ علما و طلبہ کی بہت قدر کرتا تہا۔ نہایت سادگی و خاکساری سے
ملتا تہا۔ اکثر اوقات رات کو علما و شعرا کے ساتہہ صحبت و مکالمت کرتا تہا۔ اور حاضرین مجلس سے

کہتا تہا کہ آپ میرے ساتہہ بے تکلفانہ رہین۔ کسی قسم کا لحاظ نکرین باہم یارانہ دل کے خوشی کے ساتہہ بسر کرین۔ اور مجکو ایسا سمجہین کہ مین بہی آپ سب مین ایک فرد ہون میرے ساتہہ ہم پیالہ و ہم نوالہ رہین۔ اور اس بات کی تاکید کرتا تہا کہ اس مجلس مین کوئی صاحب دنیوی معاملات کی بابت گفتگو نکرے۔ نہ کوئی کسیکی شکایت کرے۔ تمام بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتے تہے۔ کبہی کسی نے خلاف حکم نہین کیا۔

فیروز شاہ شعر و شاعری کا شیفتہ تہا۔ حدائق السلاطین کے مولف نے لکہا کہ بہمنیہ سلاطین مین یہ بے نظیر فرد تہا۔ علوم و فنون مین آپ ہی اپنا نظیر تہا۔ اکثر زبانون مین ملکہ تامہ رکہتا تہا ہر ایک زبان مین اہل زبان سے بیساختہ مکالمہ کرتا تہا۔ سامعین و ناظرین دونون مین تمیز نہین کر سکتے تہے۔ کہتے تہے صاحب ترجمہ اہل زبان کے افراد سے ایک فرد فرید ہے ہر ایک زبان کے محاورات و اصطلاحات سے خوب واقف تہا۔ خاص زبان عربی و فارسی و ترکی کی مملکت مین حکمرانی کرتا تہا ہر ایک زبان مین ناظم و ناثر تہا۔ متقدمین شعرائے عرب و عجم کے اشعار و قصائد بیشمار حافظہ کے خزانہ مین محفوظ رکہتا تہا۔ سخندان و سخن سنج تہا۔ کبہی کبہی سرور و فراغت کے وقت مین کلام موزون کرتا تہا۔ اولاً اپنا تخلص عروجی قرار دیا پہر شاہی زمانہ مین فیروزی رکہا۔ صاحب دیوان تہا۔ اب دیوان نادر الوجود ہے۔ مورخین نے چیدہ چیدہ اشعار تمثیلاً لکہے مین فقیر مولف بہی تذکرون سے ذیل مین گزارش کرتا ہے۔ آپ کا کلام شیرین و دل نشین ہوتا ہے اشعار کے مضامین سے جوش محبت معلوم ہوتا ہے۔ فقیر مولف نے صاحب ترجمہ کے حالات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن مین شرح و بسط سے لکہا ہے۔ ان کنت خارجع الیہ۔ ملحقات کے مولف نے لکہا کہ احمد شاہ کے جلوس کے بعد فیروز شاہ صاحب ترجمہ

دس روز تک بیماری کی حالت مین صاحب فرش رہا۔ آخر پندرہ تاریخ ماہ شوال ۸۲۵ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
فرشتہ نے لکھا کہ مرحوم کا جنازہ شاہانہ شان و عظمت کے ساتھ اٹھا کے آبا و اجداد کے پہلو مین دفن کئے الخ لیکن مفرح القلوب کے مولف نے لکھا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ کو حسب الوصیت اسکے تیار کئے ہوئے گنبد مین جو شاہ کمال پیر کے لئے تعمیر کرایا تہا دفن کیا گیا۔ مدت سلطنت ۲۵ سال۔ جلوس ۸۰۰ ہجری۔ مدفن گلبرگہ۔

من اشعارہ الفارسی

کرشمہ جنبش آموزست مژگان درازش را	ستم کردست آخر بر زبان تعلیم نازش را
محبت چاک کرد دل سینہ بر کہ در بر مے	بجز مخصوص می بینم تغافلہائے نازش را
مبادا آسیب نقصان یابد از سوز دلم تاری	بدان چون رہ دہم اندیشہ زلف درازش را
نیابد لذتے زاہد ز وصلت از متاع خلد	ہمان بہتر کہ در دامن کنی اجر نمازش را
نیرزی قامت ور خیال آن خمیدہ تابان را	بسرو لالہ می سنجد کہ بیند امتیازش را
ولہ	
بدان مثابہ ز غم دہر بر دلم تنگ است	کہ سر دل بلذت سبوئے عشق در جنگ است
گل امید شگفت از نسیم عدہ ولے	ز آفتاب غم انتظار بیرنگ است
بقطع راہ محبت مخور فریب امید	کہ غایت ابدش ابتدائے فرسنگ است
بجز سرود محبت نگر ز زمزمہ ہائے	کہ ہر چہ خارج این پردہ ننگ آہنگ است
دلے بہ سینہ لبالب ز دوستی دارم	کہ پیش اہل جہان بے بہا تر از سنگ است
دماغ طبع عروجی چہ دلکشا چمنے ست	چمن مگو کہ آن آسمان فرہنگ است
ولہ	
ز آتش ہر رہ فکر زائل نکنی	اندیشہ بہر خیال مائل نہ کنی

این نقد خزینہ دماغ است بگوش	تا صرف سخنہای باطل نہ کنی

عطا - سید تفضل حسین

عطا تخلص - سید تفضل حسین نام - آپ قصبہ جایسی کے سادات صحیح النسب والحسب سے ہیں - سن شعور و تمیز کے بعد آپ تحصیل علوم میں مصروف ہوئے چند مدت وطن مالوفہ میں اساتذہ سے کتب متداولہ پڑہتے رہے ابہی تحصیل سے فارغ نہیں ہوئے تہے کہ دل میں تکمیل تحصیل کا شوق پیدا ہوا - وطن سے شہر لکہنو میں آئے علمائے لکہنو کی خدمت میں کتب درسیہ سے فارغ ہوئے - اور تلاش معاش کے لئے لکہنو سے برآمد ہوئے اور بہوپال میں پہنچے - نواب جہانگیر محمد خان کی خدمت میں ملازم ہوئے - چند مدت نوکری میں بسر کرکے حیدرآباد دکن میں آئے - اسوقت نواب سراج الملک بہادر وزارت کی مسند پر جلوہ افروز تہے دار الانشا میں مقرر ہوئے - نواب سراج الملک کے بعد نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر اول مرحوم کی خدمت میں عزت و آبرو کے ساتہہ رہے - آخر آپ نے ۱۲۷۵ھ ہجری میں اس دار فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت کی - انا للہ وانا الیہ راجعون - آپ شاعر نازک خیال خوش فکر تہے - آپکا کلام شستہ و پاکیزہ ہے اہل زبان کے کلام سے پہلو بہ پہلو ہے -

من اشعارہ الفارسی

دل نمیدانم چہ شد دلبر نمیدانم چہ شد	گشت برقی جلوہ گر دیگر نمیدانم چہ شد
نے خروشی نے فغانے نے طپش نے اضطراب	است احوال دل مضطر نمیدانم چہ شد
بارگ جانم سرسے سیدا پنہان غمزہ	خون روان دیدم و لے نشتر نمیدانم چہ شد

عشق را سوزی نہان و در دل نشانی ہیچ نیست — بادہ می بینم بجا ساغر نمیدانم چہ شد
ایکہ می پرسی عطا را من چہ گویم حال او — نیم جانی داشت بر بستر نمیدانم چہ شد

ولہ

کشادم چشم بر روئے تو وز عالم نظر بستم — با این بستن کشادن تنگ الفت خوب بستم
سرے با شوخی مژگان او دارم حذر از من — دل آسودہ را بر دم بنوک نیشتر بستم
طبیب مہربان بگذر ز من وز فکر مرہم ہم — ببین من بزرۂ الماس بر داغ جگر بستم
چو بگسست آشنے زنجیر کردم ربط با زلفش — جنون دست دگر بکشاد و من بند دگر بستم
کجا کے سست گردد عہد من از سختی ہجران — کہ من پیوند الفت با جفا جو سخت تر بستم
بدست غیر داد او دست تا بہر حنا بستن — حنا بر پنجۂ مژگان من از خون جگر بستم
چو دیدم سخت اندازست آن ناوک فگن رفتم — بروئے سینہ از داغ جگر تا رگ سپر بستم
دل آرا نامہ آمد رفتم از خود در جواب او — دل مشتاق را بر بال مرغ نامہ بر بستم
عطا خو کردہ ام با ہجر شوق از من چہ میخواہد — کہ من وقت دعا خود بر دعا راہ اثر بستم

علی - ناصر علی سرہندی

علی تخلص - ناصر علی نام - آپ جب علی حالی پنجابی کے فرزند ہیں - آپ کی ولادت سرہند میں واقع ہوئی اور نشو نما دلّی میں ہوا - تربیت و تعلیم بھی دلی میں پائی - اور کتب درسیہ بھی اسی شہر میں تحصیل کیں - نقشبندیہ طریقہ میں جناب شیخ محمد معصوم بن مجدد ثانی قدس سرہ کی خدمت میں مرید ہوا - مثنوی میں شیخ کی خوب تعریف کی ہے

چراغ ہفت کشور خواجہ معصوم — منور از فروغش ہند تا روم
ردا از ماہتاب شرع بر دوش — چو صبح از پاکی باطن نقاب پوش

اوائل حال مین سیف خان حاکم سرہند کا ملازم ہوا۔ جب سیف خان کی تبدیلی الہ آباد ہوئی خانموصوف کی رفاقت مین الہ آباد آیا۔ سیف خان شاہجہان بادشاہ ہند کا تیسرا بخشی اسلام خان والا کا داماد ہے۔ سنہ ۱۰۹۰ ہجری مین عالمگیر کے عہد مین کشمیر کا صوبہ دار ہوا۔ چند مدت صوبہ داری پر مامور رہا بعد مین صوبہ داری سے دست بردار ہوکے گوشہ نشینی اختیار کی۔ آخر احباب کے اصرار سے گوشہ نشینی سے برآمد ہوکے سنہ ۱۰۸۶ ہجری مین بعطیہ منصب وخطاب الہ آباد کی نظامت پر مقرر ہوا۔ آخر سنہ ۱۰۹۵ ہجری مین فوت ہوا۔ ناصر علی صاحب ترجمہ سیف خان کی وفات کے بعد سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین ہند سے بیجاپور دکن مین آیا۔ اور نواب ذوالفقار خان بن نواب اسد خان وزیر عالمگیر سے ملا۔ چنانچہ اسی موقع پر آزاد بلگرامی نے کہا ؎

بعد سیف آخر علی از ذوالفقار آمد بکار
لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار

ناصر علی نے ملاقات کے روز ایک غزل نواب ذوالفقار خان کی خدمت مین پیش کی وہ یہہ ہے ؎

اے شان حیدری ز جبین تو آشکار
نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار

دشمن کشی جہانی و یکدوست پروری
فتح و ظفر او بخت ہست اند در قطار

تسخیر داستان آلہی نمودہ
اے نو بہار خلق تو بر بوی گل سوار

ترسیم کہ بوئے گل ز فراقش جنون کند
آن دل کہ بردہ زمن آن را بمن سپار

مرغ دلم بہ نیم نگہ صید کردہ
اے طائران عرش خدنگ ترا شکار

یاران چند در فن خود منشی خود اند
این جمع را بیک نظر عاطفت سپار

ناصر علی ترا ز تو خواہد مراد و بس
وی ابر فیض بر ہمہ عالم گہر ببار

نواب نے ایک زنجیر فیل اور بیس ہزار روپیہ و خلعت عنایت کیا اور کہا بس کہ مین صلہ کی

طاقت نہین کہتا ہون۔ میر آزاد خزانۂ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ذوالفقار خان نے صرف مطلع پر اکتفا کیا۔ کہ قابل صلہ بہی ایک شعر ہے۔ جب نواب ذوالفقار خان سنہ ۱۱۰۳ ہجری مین کرناٹک دکن روانہ ہوا ناصر علی بہی نواب کے ہمرکاب ہوا۔ چند روز وہان رہا شاہ حمید درویش کا معتقد ہوا شاہ موصوف کی مدح مین کہتا ہے ؎

اینک اینک ساقی شیرین رسید ۔۔۔ نوبت جام حمید الدین رسید
جام او خورشید ربانی بود ۔۔۔ انجمن افروز یکجانی بود
گر جمال او بر اندازد نقاب ۔۔۔ روزن ہر خانہ گردد آفتاب

شاہ حمید کنچی مین ایک مجذوب کامل تہے شاہ صاحب کے فوت ہونے کے بعد علی دوست خان ناظم ارکاٹ نے آپکی مرقد پر ایک گنبذ بنوا دیا۔ یہ زیارتگاہ تبرک۔ ناصر علی کی ممدوحون مین سے شاہ عادل بن خواجہ شریف خان عالمگیری بہی ہے خواجہ عالمگیری زمانہ مین صدارت کل کی خدمت پر مامور تہا۔ شاہ عادل تارک الدنیا تہا۔ ناصر علی نے اسکی مدح مین ایک قصیدہ لکہا تہا اسکا مطلع یہہ ہے ؎

منم آن طفل نظر کردۂ استاد قدیم ۔۔۔ کہ بود نقطۂ سہو القلم فکر حکیم

اور غضنفر خان سے بہی محبت رکہتا تہا۔ اور غضنفر خان ذوالفقار خان کے رفیقون مین تہا۔ کنچی کی حکومت پر مامور تہا۔ کنچی ایک شہر ارکاٹ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہے ہنود کے معابد سے ایک ہے۔ غضنفر خان کی مدح مین کہا ؎

ہمچو فیل بے جگر بگریزد از میدان ما ۔۔۔ بشنود گر کوہ آواز غضنفر خان ما

آخر الامر دکن سے دلی مین گیا بے نیازانہ زندگی بسر کرتا تہا۔ توکل و قناعت پر قائم تہا کسی سے التجا نہین کرتا تہا۔ اسی مقام مین سنہ ۱۱۰۸ ہجری مین بہشت برین کو روانہ ہوا

عمر تقریباً ساٹھہ برس کی تھی۔ سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی کے مرقد کے سایہ مین مدفون ہوا۔ اُسکی رحلت کی تاریخ سرخوش نے لکھی ہے

سرخوش ز خرد سال وفاتش پرسید — گفت آہ علی بعالم معنی رفت

اور سرخوش نے کلمات الشعرا مین محمد عارف سے نقل کیا ہے آہ آہ از رحلت ناصر علی۔
میر غلام علی آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین دونون تاریخون مین ایک ایک عدد سال مذکور سے زائد برآمد ہوتا ہے اکثر مورخین ایک سال کا فرق کرتے ہین یہہ غلطی سہو پر محمول نہین ہو سکتا سرخوش مرزا قطب الدین کے حال مین لکھتا ہے کہ آپ ناصر علی کے بعد بیس روز گذرے تھے کہ گذر گئے۔ محمد عاکف نے جمل جنتہ مثواہ تاریخ نکالی۔ اب ثابت ہوتا ہے کہ ناصر علی کی وفات سنہ ۱۱۰۸ ہجری مین واقع ہوی دونون مادون مین ایک ہی تاریخ واقع ہوی ہے۔
مائل کی تاریخ مین شبہ ہے کیونکہ اُس نے تار جنہ سے چار سو لیا حالانکہ پانچ لینا چاہئے کیونکہ اصحاب جمل کے نزدیک حروف مکتوبی کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ ملفوظ۔ بخلاف اہل عروض کہ اُن کے نزدیک تلفظ کا لحاظ ہے اول کا مدار وزن پر ثانی کا مدار ذکر پر۔ بعض کا قول ہے مکتوبی معتبر ہے نہ ملفوظ اور بعض کہتے ہین لفظ معتبر ہے نہ تلفظ۔
سید عبد اللہ تر بھی کہتا ہے کہ اول قول معتبر ہے اور قول ثانی نادر۔ انتہی قول خزانہ عامرہ
مرزا بیدل نے رنگ نازشکست تاریخ کہی یہہ تاریخ مطابق سنہ ۱۱۰۸ ہجری ہے۔
خوشگو تذکرہ مین لکھتا ہے کہ ناصر علی کی مزاج مین سودا غالب تھا چنانچہ مجھسے بھگونت لالہ تلمذ دانا دراجہ چندربھان منشی نے نقل کی کہ مین اور ایک شخص دیگر آپکے ہمراہ رتھہ مین سوار ہوکے دلّی کے بازار سے گذر رہے تھے۔ کہ ہم نے بازار مین ایک سبزی فروش کو دیکھا کہ اپنی بیوی جمیلہ پری پیکر سے لڑ رہا ہے اور اُسکو گالیان دے رہا ہے۔ ناصر علی یکایک

بے دھڑک رتھ سے کود پڑا۔ ہم سمجھے کہ قضائے حاجت کے لئے اُترا ہوگا۔ لیکن آہستہ سبزی فروش کے پاس گیا۔ اور اُسکو نہایت نرمی و خوشامد سے کہنے لگا۔ کہ آپ کا ایسی نازنین پری پیکر کو گھوڑوں اور گدھوں کے حوالے کرنا نہایت ظلم و بزدلی ہے۔ اگر آپ اس پری پیکر سے بیزار ہیں تو مجھہ آدمی زادے کے حوالے کیجئے۔ میں حیوانات سے بہتر ہوں۔ سبزی فروش اور رہ رستہ سے گذرنے والے آپکے حسن کلام ظرافت التیام سے حیران ہوئے۔ پس اُسیوقت آپکے کلام کی بدولت میاں بیوی کا جھگڑا رفع ہوگیا۔ انہی کا سرخوش کلمات الشعرا میں کہتا ہے کہ میں نے ناصر علی کی زبان سے سنا کہ کہتا تھا کہ میں نے مدت العمر اس شعر سے بہتر کوئی شعر نہیں کہا ہے ؎

چو تو ساقی شوی در دور تنگی فی نماند بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلہا

وہ یہی کہتا ہے کہ فقیر نے اُس سے کہا کہ بعض عزہ کہتے ہیں کہ ملا ندیم کشمیری کا مسودہ ناصر علی کے ہاتھ میں آگیا ہے اُسکو اپنے نام سے مشہور کرتا ہے۔ کہا شاعری کا امتحان کیجئے۔ کوئی غزل طرح کیجئے۔ اُسوقت غزل آب ایستادہ است۔ آفتاب ایستادہ است سامنے تھی۔ اول فقیر نے اس میدان میں قدم رکھا مطلع یہہ ہے ؎

تن ز اشکم تا بگردن غرق آب ایستادہ است سر بروئے تن عیان همچو حباب ایستادہ است

ناصر علی نے حسن مطلع کہا اور ہمیشون کو اس عبارت سے جواب پایا ؎

اہل ہمت را نباشد تکیہ بر بازوی کس خیمۂ افلاک بے چوب و طناب ایستادہ است

کسی شخص نے ناصر علی کی مثنوی کے مطلع میں تصرف کیا تہا۔ سرخوش نے اسکے جواب میں کہا ؎

علی آن پیشوائے خوش خیالان چو شد در مثنوی گلگشت افشان

رساندش پایۂ معنی بمعراج بود این مطلع او درۃ التاج

الٰہی ذرۂ دردے بجان ریز | شرر در پنبہ زار استخوان ریز
درین مطلع نمود از احمقیہا | یکے از پیرزادان جاہل دخل بیجا
کہ باشد پنبہ نرم و استخوان سخت | کجا این نرم را نسبت بآن سخت
بتغییر حروف چند فی الفور | درستش کرد در زعم خود این طور
الٰہی ذرۂ دردے بتن ریز | شرر در پنبہ زار موے من ریز
من این حرف از زبانش چون شنفتم | چو گل خندیدہ بر رویش بگفتم
چہ این حاجت ز حق خواہی اے یار | توانم کرد من ہم اینقدر کار
کہ مشتی خس ز آتش بر فروزم | ہمہ موی سر و ریشت بسوزم
سزائے آنکہ در شعر بلندی | کند زینگونہ دخل ناپسندی
مناسب تر درین ہنگامہ افتاد | برائے اہل سخن این شعر استاد
چراغے را کہ ایزد بر فروزد | ہر آنکو پف کند ریشش بسوزد

میر آزاد خزانہ عامرہ میں لکھتے ہیں کہ ناصر علی روز چہار شنبہ آخر صفر سرہند میں سیر باغ کو گیا۔ حضرت شیخ معصوم خلف مجدد قدس سرہ بھی رونق افروز تھے۔ سیر کرتے ہوے ناصر علی کے پاس آئے۔ دیکہا کہ شیشہ و پیالہ سامنے رکہا ہوا نہایت ہی غصہ ہو کر فرمایا ناصر علی یہہ کیا ہے۔ ناصر علی نے کہا شراب ہے ملائکہ نوش فرماتے ہیں۔ شیخ چلتے ہوئے۔ صوفیان کرام و علماء عظام نے ناصر علی کی تکفیر کی اور قتل کا محضر تیار کیا۔ میر محمد زمان راسخ وغیرہ اعزہ نے ناصر علی کو ہمراہ لیکر سرہند سے دلی روانہ کیا۔ میر صاحب کی توجہ سے نجات پائی
میر آزاد لکھتے ہیں کہ استادی میر طفیل محمد نے مجھہ سے نقل کی کہ میں نے شاہجہان آباد میں ناصر علی کی ملاقات کا ارادہ کیا۔ راستہ میں ملاقات ہوی۔ رتھہ میں سوار ہو کر بیگم کے باغ میں

واقع چوک جاتا تہا مجکوبہی باغ کی تکلیف دی ہم باغ مین گئے۔ پہر مین نے دیکہا کہ
ناصر علی اور اُن کے دوست آپسمین آنکہون سے اشارہ کر رہے ہین۔ مین سمجہہ گیا۔ اور
مین نے کہا کہ میرا مشرب حریفان ہم مشرب سے دور ہے۔ وہان سے نکل کر دور بیٹہا
شیشہ اور پیالہ آیا۔ ساقی نے شیشہ سے شراب پیالہ مین ڈالی اور قلقل شیشہ سے
جہاگ و کف ظاہر ہوا ناصر علی نے فی البدیہہ کہا ؎

کدامین مست را مشرب رجنگ ست بازاہد　　　که مینا ہم رجوش می زرہ زیر قبا دارد

جب جلسہ ختم ہوا نائی نوش کا سامان اُٹہائے مین رخصت کے لئے گیا۔ اور کہا بدیہہ کو فقیر کی
بیاض مین لکہہ دیجئے بیاض حاضر ہے۔ اُسیوقت لکہدیا۔ بدیہہ کی پیشانی لکہا تہا۔ بدیہہ ناصر علی
ستانہ مین نے بیت مذکور بیاض مین دیکہی۔ کہتے ہین کہ آخر ناصر علی نے شیخ معصوم قدس سرہ
کی خدمت مین توبہ کی اور طریقہ باطن مین استفادہ کیا انتہی ما فی خزانہ عامرہ
نقل میر صاحب سرو آزاد مین لکہتے ہین کہ سید جعفر روحی رنبیر پوری نقل کرتا ہے
کہ ہم چند احباب ناصر علی کی زیارت کو گئے۔ اور سب ہم صحبت تھے۔ ایک دوست
ناصر علی کی قبر کیطرف متوجہ ہوا۔ اور کہا آپکا وہ قول کیا ہوا ؎

خاک گردیدیم و میر قصد ہنوز افغان ما　　　خم شکست اما نمی ریزد مُی جوشان ما

مین نے کہا آپکی زبان پر یہہ ناصر علی کا افغان رقص کر رہا ہے۔ تمام دوست
خوش ہوئے انتہی کلامہ۔ ناصر علی صاحب دیوان ہے دیوان مطبوع ہو گیا ہے
شعر گوئی مین طرز خاص کا موجد ہے۔ مثنوی لطافت معانی و نزاکت بیانی
مین شکر ریز ہے۔ تازہ تازہ خیال سے لبریز ہے۔ ہم مثنوی و دیون سے چند
اشعار بطور نمونہ لکہتے ہین۔ من ۲ اشعارہ ۲ الفارسی

خوشنمایی است گذشتن ز لباسی که تراست — وله — ورنه پیراهن از خویش چو تصویر برآ

گوارا نیست عشرت طبع ناپرهیزگاران را — وله — چه لذت از نشاط عید باشد روزه‌خواران را

سر بنه آواز درای کاروان وحشت است — وله — ناقه ما بسته از چشم غزالان زنگها

درین دریا نکردم لب بحرفی آشنا هرگز — 〃 — چو ماهی شد زبانم آب از شرم تکلمها

بود دنیا و دین پشت و رخ آئینه هستی — 〃 — بزرگ آید چو خود بینند چشم شاهان را

تو آرا خلعتی در عالم امکان نمی باشد — دل تنگی نیاز آورد دامن جامه عریان را

یک شهر چشم خوش نگهان فرش راه اوست — 〃 — آنجا که سرمه گرد کند جلوه‌گاه اوست

چشم بربند اگر مطلبی رزق حلال — 〃 — مرغ بسمل خورش از نظر دوخته است

چشم اهل کرم از لطف بخیلان بهتر — 〃 — تشنه را آتش یاقوت به از آب بقا

خوی نازک بدل من چه ستمها که نکرد — 〃 — شیشه بر شیشه زدن کار چه خارا نکرد

ما و نوای پریوش و کیش ستم ناسیم — 〃 — گر از تو بهتری نیست از ما بتر نباشد

آشیان گم کرده چون من گرفتارش مباد — 〃 — سخت‌تر بیرحم است مبتر ستم که آزادم کند

انتقام دادخواهان قیامت شد تمام — 〃 — می فشاند چشم قاتل سرمه بر سوزم هنوز

کلاه سلطنت خسروان شکست نداشت — 〃 — نمیزند اگر نشست پا فقیرانش

دوش یک لحظه بخواب آئینه باز شدم — 〃 — طپش دل چه ستم کرد که بیدار شدم

بود ایک جنبش ابروی تیغ قاتلم — 〃 — میتوان از سایه شمشیر گردن بسملم

ز معنیهای بیغش بیتوان ساختن الکی — 〃 — بود گر صد پری در شیشه با شهپر خالی

نشاط اینجهان هرچند کمتر سیر حاصل‌تر
بطفلان عید روز جمعه آید بود افسوسی

عاصی - مرزا محمد نصیر بیگ خان ایرانی

عاصی تخلص - مرزا محمد نصیر بیگ خان نام - آپ علی بیگ خان ایرانی کے فرزند ہین - آپکے والد نواب آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین شہر حیدرآباد مین ملک التجار تھے خوش خلق و نیک صورت تھے - حضور پرنور مین دوسو سواران ایرانی مغلیہ کے افسر تھے - جاگیر و منصب مناسب سے سرفراز تھے - میر عالم کی دیوانی مین آپکا بڑا عروج تھا دیوانی امورات کے اخراجات کی اجرائی آپکی کوٹھی سے ہوتی تھی - میر عالم کے انتقال کے بعد علی بیگ کا بھی انتقال ہوا - علی بیگ باغ و مکان متصل دروازہ پل قدیم تھا - اُسکو رشید الملک بہادر نے خرید کیا - اور اُسمین اور جدید عمارات بنواکر سکونت اختیار کی - اور محلہ حسینی علم مین مرزا محمد نصیر خان مذکور خلف مرحوم کے مکانات تھے نصیر بیگ خان والد کے بعد افسری رسالہ و جاگیر و منصب پر متقرر ہوا - مشار الیہ نہایت عقیل و ہوشیار تھا - علوم عربی و فارسی مین خوب لیاقت حاصل کی - اور نجوم و رمل و ہیئت مین بھی یگانہ ہوا - اور شعر گوئی مین بھی بے نظیر تھا قصائد غرا موزون کرتا تھا مضامین دلچسپ و معانی دلپسند کا باہم ایسا شیرازہ باندھتا تھا کہ مجلس شعرا مین گلدستہ ہوتا تھا تمام اساتذہ روزگار آپکے کلام کی تحسین و تعریف کرتے تھے - آپ سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین زندہ تھے - معلوم ہوتا ہے کہ آپکا انتقال مین ساٹھہ و ستر کے ہوا ۔

من اشعارہ المثنوی

آنکہ مداح انس و جان باشد ... شاہ شاہان خدائگان باشد
شاہ خاقان نشان کہ بردارد ... قیصر روم پاسبان باشد

حلم را نی که گر نماید حلم   حکم او بر فلک روان باشد
سرور دهر ناصر الدوله   تا جهان هست در جهان باشد
رایت عدلش گر بلند شود   قاف تا قاف در امان باشد
صعوه را در زمانه معدلتش   چنگل باز آشیان باشد
در زمان تو ای سپهر رکاب   گر جهان امن امان باشد
جمع شد عالم از پریشانی   گرچه زلف مهوشان باشد
ذکر نام تو در جهان بادا   تا جهان جهانیان باشد

وله

گرفت از رخ خود زلف عنبرافشان را   نمود از پس شب آفتاب تابان را
اگر ز لعل لبت قطرهٔ بنوشد خضر   هزار بار زند طعنه آب حیوان را

وله

ندیدم از کسی این جور و کین را   خدایا رحم ده آن نازنین را

وله

نسیما اگر دوست داری خدا را   بگو از من آن بیوفا دلربا را

وله

تا یکی خورم هیچ روز و شب غم دنیا   مطربا بزن بربط ساقیا بده صهبا
شد کنارم پر سرشک قطرهٔ خونین امشب   بسکه یاد آمدم آن صحبت دیرین امشب
در تمنای رخ و طرف بناگوشش بود   دیده ام تا بسحر بر مه و پروین امشب

وله

گرفتم که آن ماه گاهی برآید   کجا کام دل از نگاهی برآید

وله

شاد باش ای دل غمدیده که جانان آید   باز در این تن افسرده جان آید

وله

خدا را ای صبا روزی گذر بر کوی جانان کن   بیان احوال زارم آن سر خیل خوبان کن
ای زده آتش بدل آفت جان کیستی   نخل غم من آمدی سرو روان کیستی
ای بت شوخ نازنین ناوک غمزهات بکین   کرده بقصد من کمین سخت کمان کیستی

خوش دل آنکسے کہ او با تو بود بگفتگو	بہر خدا بیا بگو غنچہ دہان کیستی
بندہ آن تغافلم عاصی کہ بہر بسملم	آمد و گفت قاتلم سوختہ جان کیستی

حرف غین معجمہ

غیور محمد صفدر خان بہادر غیور جنگ

غیور تخلص۔ محمد صفدر خان نام غیور جنگ اشجع الدولہ خطاب ہے۔ آپ حیدر یار خان شیر جنگ بہادر منیر الدولہ منیر الملک کے فرزند ہیں۔ آپ نواب سالار جنگ مختار الملک اول کے جد اعلیٰ ہیں۔ نسب کا سلسلہ شیخ اویس متولی اوقاف مدینہ منورہ سے اور شیخ کا سلسلہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ شیخ اویس مذکور مع فرزند شیخ محمد علی بتقاضائے آب و خورش مدینہ منورہ سے برآمد ہو کے راہ دریا سے جہاز پر سوار ہو کے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ اولاً دریا کے کنارے کوکن میں پہنچے۔ پھر وہاں سے بیجاپور دکن میں آئے۔ علی عادلشاہ والی بیجاپور کے دربار میں باریاب ہوئے۔ عادلشاہ نے آپکی تعظیم و تکریم کی اور مہمان نوازی کے مراسم ادا کئے اور شیخ محمد علی کو جو علم و فضل کے زیور سے آراستہ تھا۔ دبیری کی خدمت پر مامور فرمایا۔ ملا احمد نائطہ نے جو عادلشاہی سلطنت کا مدار المہام تھا دیکھا کہ شیخ محمد علی شریف زادہ و ذی استعداد و لائق ہے اپنی دختر نیک اختر کو شیخ سے منسوب کر کے امیرانہ تکلف سے شادی کردی۔ پس محمد علی بن شیخ اویس کو ملا احمد کی لڑکی کے بطن سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک مسمی محمد باقر دوسرے محمد حیدر۔ دونوں صاحبزادوں کا نشو و نما بیجاپور کی آب و ہوا میں ہوا۔ اور تربیت و تعلیم بھی وہاں کے

علما و فضلا سے پائی - دونون عالم شباب مین علم و ہنر کے پیرایہ سے پیراستہ ہوئے - عادلشاہ
نے محمد باقر کو میر سامانی اور شیخ حیدر کو بخشی گری پر مقرر فرمایا - دونون بہائی خدمات مفوضہ
کے مہمات عمدہ طرح سے انتظام کرتے تہے - شیخ علی خان عرف چندا صاحب جو امرائے
عادلشاہیہ سے تہے اُن کی دو ہمشیرہ نا کتخدا تہین - ایک شیخ محمد باقر سے منسوب کی گئی -
دوسری ملا یحیی مخاطب مخلص خان سے منسوب - پہر چندا صاحب نے دونون کی شادی نہایت
تجمل و شان کے ساتہہ کر دی - شیخ محمد باقر و شیخ حیدر دونون بہائی سکندر عادلشاہ کے
زمانہ تک بیجاپور مین میر سامانی و بخشی گری پر مامور رہے - آخر مصطفی خان وزیر سکندر عادلشاہ سے
باہم ناموافقت ہوئی - بناء علیہ دونون بہائیون نے عالمگیر بادشاہ ہند کی خدمت مین
عرضداشت بہیجی - اور اسمین ملازمت کی درخواست کی - بادشاہ نے آپکی درخواست
منظور کی - اور دونون کو فرمان طلب بہیجا - دونون حضور بادشاہ مین پہنچے قدم بوسی سے
مشرف ہوئے - بادشاہ نے شیخ محمد باقر کو منصب دو ہزاری پانصد سوار و دیوانی دار الخلافہ
شاہجہان آباد و کشمیر سے سرفراز فرمایا - اور شیخ حیدر کو منصب ہزار و پانصدی سیصد سوار
و دیوانی شاہزادہ محمد اعظم سے ممتاز - مدت تک دونون بہائی خدمات مفوضہ پر مامور رہے
بادشاہ دونون کے کام سے خوش ہوتا تہا - دونون خوش خلاق و پسندیدہ صفات سے
موصوف تہے - امرائے حضور خاص نواب اسد خان بہادر وزیر اعظم اور اُن کے نور دیدہ نواب
ذوالفقار خان امیر الامرا سے نہایت موافقت رابطہ نیاز مندی رکہتے تہے - پس محمد باقر نے
وزیر اعظم کے توسل سے بادشاہ کے حضور مین عرضداشت پیش کی کہ ہندوستان کی آب ہوا
ہمارے مزاج کو ناموافق ہے ہم امیدوار ہین کہ دکن مین مقرر ہو جاوین - بادشاہ نے از روئے
عنایت شاہانہ دونون بہائیون کو دیوانی دکن نظام شاہی عادلشاہی پر مقرر فرمایا

آپ حسب الحکم ہند سے رخصت ہو کے دکن مین آئے۔ چند مدت خدمات مقررہ پر کام کرتے رہے۔ کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کئے۔ آخر خدمات سے مستعفی ہو کے دکن مین آئے۔ چند مدت خدمات مقررہ پر کام کرتے رہے۔ کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کئے۔ آخر خدمات سے مستعفی ہو کے بلدہ اورنگ آباد مین سکونت پذیر ہوئے مدت زندگی تک جاگیر ذات بحال برقرار رہی۔ اور نوکری سے معاف رہے جاگیر کی آمدنی پر قانع و صابر تھے۔ آمدنی جو کچھ ہوتی تھی اُسمین گذرا وقات کرتے تھے۔ آخر شیخ محمد باقر نے سنہ ۱۱۲۸ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔

شیخ مرحوم عالم فاضل جامع معقول و منقول تھے فرقۂ امامیہ کے مجتہد و صاحب التالیف والتصنیف تھے وزیر اعظم و امیر الامرا اور دیگر امرائے عصر آپسے حسن اعتقاد رکھتے تھے۔ آپکی تصنیف سے تلخیص المرام فی علم الکلام کتاب ضخیم ہے آپنے اسمین اصول خمسہ یعنی توحید و عدل و نبوت و امامت و معاد و دیگر مسائل حکمت شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہین۔ آپ کتاب کے دیباچہ مین لکھتے ہین کہ مولا محمد فصیح تبریزی نے کتاب کو شروع سے تا بہ آخر مطالعہ کرکے روضۃ الانوار و زبدۃ الافکار نام سے نامور فرمایا۔ انتہی کلامہ۔

آپکے فرزند شیخ محمد تقی عالمگیری عہد مین سہ صدی منصب اور بہادر شاہی زمانہ مین پانصدی پچاس سوار سے سرفراز تھے۔ اور فرخ سیر کے زمانہ مین اورنگ آباد مین دار وغہ جنریہ ہوئے۔ جب آصفجاہ بہادر دکن مین آئے تب تمام قلعجات دکن کے پیادون کے داروغہ ہوئے۔ آخر آپ سنہ ۱۱۴۵ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکے فرزند حیدر یار خان منیر الملک بہادر جو سنہ ۱۱۱۳ ہجری مین پیدا ہوئے تھے آصفجاہ بہادر کی ملازمت مین منصب صدی سے دو صدی و نیابت داروغگی فیلخانہ پر مامور تھے۔ والد کے انتقال کے بعد

سہ صدی منصب پر ترقی پائی۔ بہادر شاہی جنگ کے بعد پانصدی وخطاب خانی سے ممتاز ہوئے۔ اور آصفجاہ بہادر و ناصر جنگ پدر و پسر کے معرکہ کے بعد صدی اضافہ سے سرفراز۔ اور ترچناپلی کے فتح ہوتے ہی باضافہ دو صدی منصب ہشتصدی صد سوار سے سربلند ہوئے۔ اور صلابت جنگ کے زمانہ میں رفتہ رفتہ ہفت ہزاری منصب ہفت ہزار سوار وماہی مراتب خطاب منیر الملک و میر سامانی سرکار والا سے سرفراز ہوئے۔ بعد ازاں دیوانی دکن پر مقرر ہوئے۔ آپکے فرزند نواب غیور جنگ اشجع الدولہ صاحب جنکی ولادت چہارم جمادی الاخری سنہ ۱۱۴۵ ہجری میں واقع ہوئی۔ نواب آصفجاہ بہادر کے عہد میں منصب دوصدی ونیابت فیلخانہ سے سرفراز تھے۔ مظفر جنگ کے زمانہ میں باضافہ سہ صدی منصب پانصدی شش صد سوار و کوتوالی بلدہ اورنگ آباد پر ممتاز تھے۔ آخر منصب چہار ہزاری وخطاب غیور جنگ بہادر و اشجع الدولہ سے بلند آوازہ ہوئے۔ گیان لال سے مہر تخلص نے آپکے خطاب یابی کی تاریخ کہی۔ اس مصرع سے تاریخ برآمد ہوتی ہے ع خطاب اشجع الدولہ ہمایوں
نواب آصفجاہ ثانی کے عہد ہمایوں میں منصب شش ہزاری سوار سے سربلند ہوئے آپ یعنی غیور صاحب جبہ علم و فضل کی صفت سے موصوف خوش خلق و حلیم مروت میں معروف تھے شعر گوئی و شعر فہمی میں ممتاز تھے کبھی کبھی کلام موزوں فرماتے تھے۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے مملو ہوتا تھا۔ مضامین دلنشین و معانی شیرین سے ملا ہوا جو کچھ فرماتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا۔ علم دوست و ہنر پرور تھے۔ علما و شعرا کا ہمدردی فرماتے تھے۔ حالت ہمیشہ خوشی میں باحسن سلوک کرتے تھے۔ شعرا و علما آپکے کلام کی داد دیتے تھے۔ بیجا و تکلفانہ نہیں ہوتی تھی۔ آپکی تعریف و توصیف بڑے مبالغہ کرتے تھے۔ آخر آپ نے سنہ ۱۲۰۵ ہجری میں بہ قلعہ پانگل اس دار ناپائیدار سے

عالم بقا کے طرف رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپکے یادگار باقیات الصالحات
چار فرزند تھے۔ ایک اکرام الملک تقی جنگ محمد تقی خان خانسامان۔
دوم شجیع الملک شوکت الدولہ شمشیر جنگ حسن زمان خان داروغہ باورچیخانہ و ناظم اورنگ آباد
سوم امیر الامرا سیف الدولہ غیور جنگ ثانی بدیع الزمان خان مدار المہام سرکار عالی نظام داماد میر عالم
چہارم امین الملک متعلقہ فیلخانہ۔ مرحوم صاحب جد مختار الملک مدار المہام دول
کے جد اعلی تھے۔ فقیر مؤلف نے محبوب انجمن تذکرہ امرا و وزرائے دکن میں آپ کے
بزرگان سلف کے حالات مفصل و مشرح لکھے ہیں عنقریب میں مطبوع ہو کے ناظرین شائقین کے
ملاحظہ میں گذرے گا۔

من اشعارہ الفارسی

سحر چو برق بہ شرح پوشی رفت و گذشت		بیک کرشمہ او عقل و ہوش رفت و گذشت
طریق عشق ز پروانہ می توان آموخت		کہ سوخت جان عزیز و خموش رفت و گذشت
جلوۂ برق تجلی سخت اندازی نمود	ولہ	چشم تا بر ہم زدم دیدم قیامتہا گذشت
در خلوت جنون کہ کم آرمیدہ است	ولہ	خود را ز دار و گیر حوادث کشیدہ است
حاشا کہ آشنائے شکایت شود دلم		از قسمت است آنچہ ز یاران رسیدہ است
از میکدہ برون نبرد ہم تا ظہور حشر		ساقی مرا بساغر و مینا خریدہ است
زاہد ترا بہ بیکسی ما چہ احتساب		ما را خدا برائے ہمین آفریدہ است
صد بار سینہ را بہ تمنا سپر کنم		شوخی نہ از خنجر مژگان کشیدہ است
ہر چند سبقت ساختن درد سر است		مخمور مشو زمانہ ہم در گذر است
تسکین دلم نما پیدا بہ حرف غیور		آدم نشود کسے کہ اصلش ز خر است

غواص - محمد غوث خان

غواص تخلص - محمد غوث خان نام - آپکا اصلی وطن احمد نگر ہے - آپ وطن سے اورنگ آباد مین آئے اور سکونت پذیر ہوگئے تہے - سرکاری کسی محکمہ مین مامور رہتے خوشحالی و فارغ البالی سے زندگی بسر کرتے تہے - ذی استعداد و لائق تہے - شعر گوئی کے شائق تہے خوش طبع و خوش فکر تہے - جو کچہہ موزون فرماتے تہے پسندیدہ و مرغوب ہوتا تہا - آپ شعراء بارہوین صدی سے ہین آپکا سنہ وفات معلوم نہین ہوا -

من اشعارہ الہندی

تر امنہ دیکہہ بلبل پہول سے بیزار ہو جاے	اگر گل تجہہ تلک پہنچے گلے کا ہار ہو جاے

غازی - غازی الدین اورنگ آبادی

غازی تخلص - غازی الدین خان نام - اورنگ آباد دکن کے رہنے والے ہین - علم و فضل سے آراستہ تہے شعر گوئی مین بہی چیست و چالاک تہے - کلام سنجیدہ و دلکش ہوتا ہے - طرز کلام و لب و لہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بارہوین صدی کے بزرگ ہین - کسی تذکرہ نویس نے آپکی نسب و حسب اور تاریخ ولادت و وفات کے نسبت کچہہ نہین لکہا - فقیر مولف نے بہت کوشش کی مگر کہین پتا نہین لگا - من اشعارہ الہندی

تمہین مژدہ ہے دیوانو سفر پہر بہار آئی	کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

حرف الفاء

فخر الدین - میر فخر الدین اورنگ آبادی تخلص فخری

فخر الدین تخلص - میر فخر الدین نام - آپ ترمذی الاصل سادات حسینی سے ہیں
حاجی عبداللہ جنید ثانی کے نواسہ سید محمد حیات درویش کے داماد - جنکا تکیہ اورنگ آباد
مین متصل دروازہ بارہ پلہ ہے - صاحب مردم دیدہ نے لکھا ہے کہ آپکے نسب کا سلسلہ سادات
حسینی ترمذی سے پہنچتا ہے - اور حسب کا شجرہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر سے ملتا ہے
آپ عارف باللہ جامع کمالات مجمع حسنات تھے - علوم ظاہری و باطنی مین کامل
تھے صوفی روشندل و عامل تھے - اورنگ آباد مین آپکی ذات بابرکات عدیم المثال
تھی - اکثر مشائخ و فقرا آپکی خدمت مین فیضیاب ہوتے تھے - خوش گفتار و خوش
کردار - زندہ دل خندہ جبین - پاکیزہ مشرب پاکیزہ دین تھے - آغاز جوانی مین سپاہ پیشہ
تھے - فن سپاہگری مین استاد تھے - ہوشیار و چالاک مستعد و بیباک تھے - فن و بنوٹ
مین خوب مہارت رکھتے تھے چند مدت تک اسی فن مین رہے - آپ آصفجاہی زمانہ مین
اورنگ آباد دکن مین آئے - جناب شاہ سید محمد حیات کرمانی قادری جو کملاء عصر سے
تھے - انکی خدمت مین پہنچے بحکم الفقر فخری حضرت شاہ صاحب کے مرید ہوئے
ریاضت شاقہ و محنت شدیدہ کے بعد فائز المرام ہوئے - پس شاہ صاحب نے آپکے
نسب و حسب سے واقف تھے اور لیاقت سے بھی ماہر - اپنی دختر نیک اختر سے شادی کر دی
اور خلافت کی خلعت بھی مرحمت کر دی - آپ شاہ صاحب کے قائم مقام ہوئے -
عبد الحکیم حاکم تخلص لاہوری تذکرہ مردم دیدہ مین لکھتا ہے کہ مین ۱۱۶۸ھ ہجری مین شہر
اورنگ آباد مین آیا - شاہ مسافر کے تکیہ مین فروکش ہوا - اسوقت اورنگ آباد مین اکثر
علما و فضلا مشائخ و شعرا موجود تھے - مین اکثر کی ملازمت سے مشرف ہوا - مشائخ مین
عارف باللہ عاشق رسول اللہ شاہ فخر الدین ترمذی کو پایا - جامع علوم ظاہری و باطنی ہے

موجود ہین۔ فخر الدین کے صاحبزادے عظیم الدین جوان صالح سرکار عالی مین تحصیلداری کی خدمت پر مقرر ہین۔ پدر و پسر خیر خواہ سرکار عالی ہین۔ امانت دار و خدمت گزار ہین ہمدردی مین ہمہ تن مصروف نفع رسانی خلق مین مشغوف ہین۔ ہمدردی مین پرجوش و غمخواری مین سراپا خروش ہین۔ ذی عقل و ذی ہوش۔ حق پسند و حق نیوش ہین۔ خاندانی طریقہ کے پابند۔ بزرگون کے اقوال و افعال پر کاربند ہین۔ ہان زمانہ کے ساتھہ ہین۔ کبھی ادہر و قدم کبھی ادہر دہاتہ ہین۔ زندہ دل تازہ ہوش ہمہ تن دیدہ و گوش ہین۔ مردہ فروش نہین حق باتسے خاموش نہین۔ اسی زمانہ مین غنیمت ہین۔ خلیق و لئیق فقیر مولف کے رفیق ہین نہایت اخلاص و محبت سے ملتے ہین۔ خاطر و تواضع سے پیش آتے ہین۔ آپکے برادران مرحومین خوش اخلاق تہے۔ اُن کے بہی باقیات الصالحات ہین۔ فخر الدین صاحب تعلیم و تربیت کے قدردان بچون کو علوم مروجہ مین تعلیم دے رہے ہین خدا اُن کے بچون کو کامیاب۔ اور بزرگون کے سایہ مین سرسبز و شاداب کرے آمین ثم آمین۔

من اشعارہ الفارسی

نیستم گر عاشق روئے تو حیرانم چرا		ورنیم آشفتۂ زلف پریشانم چرا
گرنہ خال عارضت بر دلم نمود افسونگری		چون سپند از آتش تو رقصانم چرا
گر نگاہ ناز ساقی بر دلم می ریز نیست		ہمچو چشم مست او مدہوش و غلطانم چرا
فخر دین گر طرۂ گیسوی جانان وا نشد		بوی عطر فتنہ می یابد دل از جانم چرا
گمان مبر کہ تہی کاسہ ام برنگ حباب	ولہ	زفیض بحر محیط است دیدہ ام سیراب
سراپا درد شوا بدل اگر خواہی دوا ہست	ولہ	بہ می خانہ زخود بگذر کہ خوش دار الشفا ہست

ترا آسا پئے نظارہ چشم معرفت بکشا
سراپا گوش شو کنہ حدیث عشق را بشنو
گہے سوئے حرم پوئی گہ اندر دیدہ می جوئی
ولہ
چو نسیم یک نفس رنگ و بوئے گل مشو مائل
دلم خون گشت و از چشم ترم غلطید بر دامن
اسیر زلف را از یک نگاہِ ناز بسمل کن
دلا گر فخر دین خواہی بہر تارے ز گیسویش

نثار یک تجلی شو غرض از جلوہ ہا اینست
زبانی ہر نفس در پئے انشا ہا اینست
تو خاطر محو کن خود را رہ قرب خدا اینست
طلوع شمس را مقصد بقدر نور ضیا اینست
شہید عشق را شاید کہ دشت کربلا اینست
طپیدنہائے حسرت جان بہ بند مبتلا اینست
دو صد زنار نہ بر دوش تسلیم و رضا اینست

ولہ

تا دل بہ حقیقت آشنا شد
بیخویش او حیرت افزود
عارض بہار حسن بنمود
گل گشت و فغان ز بلبلان خواست
ساقی شد و انجمن بیاراست
چون یار ز رخ نقاب برداشت
ہر سو کہ عنان کشید رفتیم
اے یار چہ جائے وعظ و پند است

ولہ

بیخود شد از خودی جدا شد
آئینۂ حسن صاف حق نما شد
چون زلف سیاہ گرہ کشا شد
دل گشت و در خم و پیچشہا شد
بستان و ہزار ماجرا شد
مستیم مپرس تا چہا شد
رقصان رقصان کہ مدعا شد
خاموش کہ ہر چہ شد بجا شد

ولہ

عمریست چو آئینہ صفا مصراجیم
کو ہست ز ما شہودش ما با وجود
نقطۂ مشکین خال عارضش چون مردمک
باوجود صد جراحت من از آن کان نمک

وز یار خدنگ غمزہ را آماجیم
چندانکہ خدا غنی ست ما محتاجیم

ولہ

در نگاہ دیدہ و دل بین سویدا کردہ ام
سادہ لوحی بین تمنا می ولا سا کردہ ام

تا حریم خلوت دل گشت مأوا می کسے / نیست گنجائش مراکے می شود جائی کسے
سیرم از سایهٔ خود بسکه وحشی خصلتم / خو گرفتم تا بوسعت گاه صحرائی کسے

من اشعاره الهندی

یار ہر شان عیان تھا مجھے معلوم نہ تھا / بے نشان عین نشان تھا مجھے معلوم نہ تھا
لکھے مصحف ہر چند تھے آیات کبیر / نازکشاف بیان تھا مجھے معلوم نہ تھا
فخر دین عمر سون تھا جسکے بدل سرگردان / اس تعین میں نہان تھا مجھے معلوم نہ تھا

وله

جب سے ان مجھ دل کا نصیبہ عشق ہے تقدیر سون / ہر نفس ہے شعلہ زن تجھ شوق کی تاثیر سون
ابر بین تیری ہوا میں اے بہارستان حسن / آسمان میں ڈوبے ہے تجھ آہ کے توفیر سون
برگ گل پر سحر شبنم نہیں اے گلعذار / آسمان ہے زار ہے نالہ شبگیر سون
ایک ہیک دل عشق میں پیدا کیا دیوانگی / پائے بند [illegible] ہے تجھ زلف کی زنجیر سون
جیب جان صد چاک ہے تجھ شوق میں اے گلبدن / کیا چلا ہے تجھ حسن گریبان گیر سون
ناز کے خنجر کا بسمل ہوں تغافل مت کرو / جان جاتا ہے مرا ایک آن کی تاخیر سون
آرزو بندی لکھنے میں قلم ہے سینہ چاک / شوق کا طومار ہے اسکا ہے تحریر سون
فخر دین اب یار پر قربان کرتوں ننگ و نام / عشق نے فارغ کیا تجھ عقل کی تدبیر سون

فقیر میر شمس الدین عباسی دہلوی

فقیر تخلص۔ میر شمس الدین نام۔ عباسی النسب۔ دہلوی المولد ہے سرآمد ارباب کمال تھا۔ عالم و فاضل و ادیب کامل تھا۔ جامع علوم و فنون واقف معقول و منقول۔ ماہر فروع و اصول۔ مدت تک آپکی درس و تدریس شعر و شاعری کا بازار دہلی میں گرم رہا۔

بعد ازان لکهنو مین رونق افزا هوئے - اور وهان سے ۲۹ ذیحجه سنه ۱۱۸۰ هجری مین باراده زیارت
حج بیت الله اورنگ آباد دکن مین آئے - آتے هی حضرت آزاد کو مطلع کیا - فی الفور آزاد
ملاقات کو گئے دوسرے دن آپ آزاد کے دولتخانه پر آئے اور ملاقات کی - اور نواب شیر افگن خان
باسطی کا دیوان جو نواب نے آزاد کے لئے هدیه بهیجا تها دیا - لچهمی نراین شفیق اورنگ آبادی شاگرد
آزاد نے آپکے خیر مقدم کی تاریخ کهی اور پیش کیا بهت خوش هوئے اور آفرین کها ؎

وارد این شهر در ذی الحجه شد　　　شاعر والا شعور روشن ضمیر
سال تاریخ قدوم او شفیق　　　گفت آمد میر شمس الدین فقیر

شهر مین ایک هفته تک مقیم رهے - هر روز آپ آزاد کے دولتخانه پر آتے تهے اور آزاد بهی جاتے تهے
باهم خوب جلسه رهتا تها - ایکروز مولوی عبد القادر مهربان اورنگ آبادی نے حضرت آزاد کا
عربی قصیده بدیعیه معجز البیه کو سنایا - میر صاحب قصیده کو سنتے تهے اور داد دیتے تهے
اور فرماتے تهے اس طرح کا کوئی قصیده شعراء خلف و سلف سے فقیر کے گوش زد نهین هوا -
بعد ازان ۲ محرم سنه ۱۱۸۱ هجری آپ اورنگ آباد سے بندر سورت روانه هوئے - اور ۲۸ ماه محرم
کو سورت مین پهنچے اور اپنے پهنچنے سے مطلع فرمایا - اور سورت سے جهاز پر سوار هوکے بیت الله
روانه هوئے وهان پهنچکر حج و زیارت سے فارغ هوکے مکه سے بصره مین آئے اور کشتی مین
سوار هوکے عازم هند هوئے - راسته مین کشتی دریا مین غرق هو گئی آپکی عمر کا بهی پیمانه لبریز
هوا یه سانحه آخر سنه ۱۱۸۲ هجری مین واقع هوا میر غلام علی آزاد نے تاریخ رحلت کهی ؎

رفت از عالم سخنور شیرین ادای　　　خوابیده بخاک شاعر رنگین ادای
آزاد نوشت مصرع تاریخش
گو آه فقیر میر شمس الدین هائے

من اشعاره الفارسی

بہ بزم بادہ مرا گفت خواہمت روزی — بنای وعدہ شناسم کہ بودہ است بر آب

وله

غافل ز نور ہستی مطلق شدیم حیف — ما را چو سایہ عمر بخواب عدم گذشت

وله

اقامت آن سرو قامت گذشت — ورین نشأہ بر ما قیامت گذشت

وله

از ہستی من دود برآورد بیکدم — آتش نکند آنچہ بمن نالۂ نی کرد

وله

زاہدان را ز بانگ نی چہ اثر — سیر این کوچہ را کجا کردند

وله

ہر لحظہ چون عصاکش کور از روی دل — دست مرا گرفتہ بکوی دگر برد

وله

بیک تغافلت از سینہ دود آہ بر آید — کرا ست زہرہ کہ از عہدۂ نگاہ بر آید

وله

نیست حرف عشق در فرہاد و مجنون منحصر — رفتہ رفتہ حرف ما ہم داستانی می شود

وله

آری نزد بر آتش ما ہیچ ہمدمی — در کوی یار سخت غریبانہ سوختیم

وله

جای رحم است بہ بلبل اگرم دست دہد — از گلستان جہان رسم خزان بردارم

وله

خوبان بما فقیران عیب جنون مگیرید — دیوانہ ایم لیکن دیوانۂ شمائیم

وله

مشت غبار خود را از کوی یار بردیم — از خاطر رقیبان آخر غبار بردیم

وله

رو بہ دنیا ہر کہ آرد از خدا شرمندہ است — از رحم زین روی کودک سرنگون آید برون

وله

نظر ور ابر تنگ ز آفتاب خیرہ نگردد — ز حکمت است اگر روی در نقاب گرفتہ

وله

ز کوی یار دور افتادہ ام لی نالہ آوازی — ندارد در پیامم وصل وای شوق پروازی

رباعی

در روز جدائی ہست خود بینی — جز آہ ہم نیست ہمدم و یاری
داغ است مرا یار بدل نزدیکی — اشک است مرا مصاحب رنگینی

فانی - خواجہ احمد شیراز دہداری نزیل بیجاپور

فانی تخلص - خواجہ احمد نام - دہدار متعلقہ شیراز اُسکا وطن ہے - صوفی مشرب عالم فاضل جامع العلوم والفنون تہا - کتب معقول و منقول شاہ فتح اللہ شیرازی سے ختم کین تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد وطن سے بیجاپور دکن مین پہنچا - علی عادل شاہ کی خدمت مین ملازم ہوا - عادلشاہ کی بارگاہ مین اسقدر تقرب حاصل کیا کہ مقربین مصاحبین مین شریک ہوا - بادشاہ کو استاد شاہ فتح اللہ کا مشتاق بنایا - بہت ساز بہیجکر فتح اللہ کو دکن مین بلایا - تاریخ بیجاپور مین لکہا ہے کہ شاہ فتح اللہ کے پہنچنے مین بیجاپور تک چالیس ہزار ہون صرف ہوے تہے - جو کچہہ فانی کی کتب درسیہ باقی رہگئین تہین اُنکو یہان فتح اللہ سے ختم کین انتہی کلامہ - علی عادلشاہ کے فوت ہونیکے بعد شاہ فتح اللہ کو اکبر بادشاہ نے بلایا - فی الفور اکبر کے حضور مین پہنچا - اور خواجہ احمد فانی احمدنگر مین جاکر برہان نظام شاہ کی سرکار مین ناظر سلطنت ہوا - شیخ حسن نجفی جو احمدنگر مین تہا اُسکا معتقد ہوا پہر کتب خواندہ کو دوبارہ نجفی سے پڑہین - اور تصوف مین خوب مہارت پیدا کی نظام شاہ کے نبیرہ کے عہد حکومت مین برار کا صوبہ دار رہا - اور پہر اُس کے فوت ہونیکے بعد تارک الدنیا و مجرد ہو گیا - اور گوشہ نشینی اختیار کی ۶۹ سال کی عمر مین سنہ ۱۰۱۶ ہجری مین فوت ہوا - کلمہ خداشناس سے اُسکی تاریخ فوت ہوتی ہے - گلشن راز کی شرح - اور حواشی نفحات الانس - اور فصل الخطاب و شرح خطبہ بیان آپکے تالیفات ہین - اور صاحب دیوان تہا - من ۲ اشعارہ

یک جرعہ کہ از حریف مستت برسد
پس چاشنئی دم الستت برسد

این جام نہادہ اند بر طاق بلند
در آئینہ خال پشت چشم ار بینی
کورت بنیند ہر آنکہ بیند ز قفا

ولہ

پا بر سر خویش نہ کہ دستت برسد
یک چشم بپوشی و بدیگر بینی
این ست مثال خیر و شر گر بینی

فدائی رضا طلب خان دہلوی

فدائی تخلص ۔ رضا طلب خان نام ۔ آپکا مولد و منشا شہر دلی تہا ۔ آپکے بزرگ شاہجہانی زمانہ مین بلخ سے وارد ہند ہوئے تہے ۔ بادشاہی منصبدارون مین شریک تہے ۔ آپکے والد شفا طلب خان بلخی عالمگیری زمانہ مین شفاخانہ کے مہتمم تہے آپ بہی بادشاہی منصبدار ۔ ہندوستان سے نادری ہنگامہ کے بعد بندگان عالی نواب غفران ماب آصفجاہ بہادر اول کے ہمراہ ہند سے دکن مین آئے ۔ قلعداری فوجداری رائچور پر مقرر ہوئے ۔ عمر رسیدہ زمانہ دیدہ تجربہ کار و ہوشیار نجیب شریف صحیح النسب والحسب ۔ میدان شعرگوئی مین چالاک تحریر و تقریر مین شوخ و بے باک تہے آپکا کلام رنگین مضامین و خیالات دلنشین سے سجا ہوا ۔ گلہائے معانی و شگفتہ بیانی سے کہلا ہوا ہوتا تہا ۔ خوش فکر و سخن سنج تہے ۔ تیز فہم و ظریف الطبع تہے ۔ آپکی وفات سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین واقع ہوئی ۔ رائچور مین مدفون ہوئے ۔ مِن اشعارہ

گفتم کہ بود منتخب آن مصرع قامت
جائیکہ نہ بینی نہ تمیز ست ز رضا نت

ابروش نشان داد کہ این بیت دگر ہم
زنہار ز قامت نکنی بلکہ گذر ہم

فقیر میر ہاشم اورنگ آبادی

فقیر تخلص ۔ میر ہاشم نام ۔ آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے ۔ سید صحیح النسب

خاندان شاہ سامی سے تہے اور شاہ سامی سے قرابت قریبہ رکہتے تہے۔ جوان صالح خوش رفتار و خوش کردار تہے مستعد طالب العلم تہے۔ درسیہ کتب کی تحصیل مین مشغول تہے۔ آپکے بزرگ مشاہیر مشائخ سے ہین۔ پیری مریدی کا سلسلہ آپکے خاندان مین جاری ہے۔ اکثر اہل دکن آپکے خاندان کے معتقد تہے۔ آپکو طالب علمی مین شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا اگرچہ بزرگ مانع ہوتے کیونکہ شاعری کی رہنت آدمی کو اور کامون کے لائق نہین رکہتی۔ مگر جسکو اسکی چاٹ لگی وہ کسی کے روکسے باز نہین رہتا۔ علی ہذا القیاس فقیر مشق سخن کرنے لگے۔ ذہین و طباع تہے چند ہی روز مین خوب کہنے لگے۔ جناب شاہ سامی سے اصلاح لیتے تہے۔ لچھمی نرائن کہتے ہین کہ مجھسے محبت و اخلاص رکہتے تہے کبہی کبہی میرے غریبخانہ پر بہی آمد و رفت کرتے تہے انتہی کلامہ لچھمی نرائن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ ۱۱۷۵ہجری مین زندہ و سلامت تہے پہر قریب ۱۲۱۲ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکے اشعار مین سے ہمکو صرف ایک ہی شعر ملا مگر وہ شعر ایک دیوان کے برابر ہے۔ وہ یہہ ہے۔ **من اشعارہٖ**

اُٹہاہے جوشش حسرت عجب جنون تہہ دامن   وہ قاتل شوخ شاید وان خاکی دشت گذرا

فکری۔ خواجہ محمد رضا بیگ صفاہانی

فکری تخلص۔ خواجہ محمد رضا نام شیخی بیگ صفاہانی کا فرزند ہے۔ علم حساب وسیاق مین بے نظیر تہا۔ شعرگوئی مین کامل۔ شعر خوب کہتا تہا کلام مرغوب دل و بامزہ ہوتا تہا۔ خوش مذاق و ظریف الطبع تہا آخر عمر مین تمام علائق کو ترک کرکے اصفہان سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوا۔ عبداللہ قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوا

حکیم شفائی اصفہانی اور فکری میں خوب چوٹیں ہوتی تھیں۔ حکیم شفائی فکری کی ہجو کرتا تھا الفاظ رکیکہ ہجو میں درج کرتا تھا۔ اور فکری جواب ترکی بترکی دیتا تھا حکیم کے نسبت صریح الفاظ فواحش استعمال کرتا تھا دونوں صاحب دیوان تھے۔ ہر ایک کا کلام دوسرے کی ہجو سے بھرا ہوا ہے۔ میں ہجویات کے اشعار نقل کرنا خلاف تہذیب جانتا ہوں۔ اسوجہ سے قلم انداز کیا۔ مگر وہ اشعار جو ہجو سے خالی ہیں ذیل میں ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔ آخر آپنے سنہ [illegible] ہجری میں اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ بیجو من کے دائرہ میں دفن کئے گئے ہیں اشعارہ الفا

آنقدر درد تو دارم کہ بمیزان قیاس — گر بسنجند ز کونین فزون می آید

آنقدر خون ز لب لعل تو دارم در دل — کہ درونم نفس آلودہ بخون می آید

وله

ہر کرا آتش سودائے سر زلف تو خوشتر — نافہ مشک توان چید ز خاکستر او

وله

بخدا بوسہ نجیرو منار غیرت — بخون دیدہ تا زا نوشتہ

وله

وهم کشتن بکشم آہ ازان می ترسم — کہ با آئینہ تیغ تو غبارے برسد

رنگ حناست بر کف پائے مبارکت — باخون عاشقانست کہ پامال کردہ

زنگیان رفتن تا بوسم از کوئے تو بترسم — کہ یابد بدعا رازی کہ در دل داشتم عمرے

فدوی ۔ فدوی خان دکنی

فدوی تخلص۔ فدوی خان نام۔ دکنی الاصل ہے کسی تذکرہ نویس نے آپ کے اصلی وطن و ولادت و وفات کی نسبت کچھ نہیں لکھا۔ ہاں میر عزت کی بیاض سے اسقدر معلوم ہوا کہ سنہ [illegible] ہجری میں حیدرآباد میں آصفجاہی منصبداروں میں

معزز و مکرم تھا۔ شاعر خوش بیان و رنگین زبان تھا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع تھا۔ دوست پرست و محبت پرور تھا۔ آپکا کلام ایہام و تلازمہ شعری سے پاک و خوشگوار آپکا انتقال بارہوین صدی کے شروع ہجری مین ہوا من اشعارہ الہندی

مین دیا جان کے تئین جان کے جانان اپنا	جانمن جان جہان تھا مجھے معلوم نہ تھا
چپ عمر گنوایا مین ملا عشق سے دل	عشق مین فیض رسان تھا مجھے معلوم نہ تھا
ہم مژگان سے کیا تن کو مشبک ہیرے	شوخ دل ابرو کمان تھا مجھے معلوم نہ تھا

ملا فرج اللہ شوستری

ملا فرج اللہ نام و تخلص ہے مشاہیر فضلاء شوستر سے تھا۔ عالم لبیب فاضل ادیب تھا۔ شاعر عالی فطرت بلند قدرت تھا۔ صاحب سلافۃ العصر نے آپکا حال نہایت شرح و بسط سے لکھا ہے بہر اشعار اکثر مقاطع مین آپکا ذکر کرتا ہے از آنجملہ یہ شعر ہے

ہمین ز خاک فرج کامران شد صائب   کہ فیض ہم نظہوری ازین جناب رسید

ملا وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن مین آیا۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ والی حیدرآباد سے ملا۔ عزت و آبرو سے سرفراز۔ جاہ و حشمت سے ممتاز ہوا مدت العمر قطب شاہ کے ظل عاطفت مین رہا۔ آخر سنہ ۱۰۱ ہجری مین فوت ہوا۔ آپ صاحب دیوان ہین اسمین تخمینا چار ہزار اشعار ہونگے۔ آپ عربی مین بھی خوب شعر کہتے ہین۔ سلافہ مین آپکے اکثر اشعار مذکور ہین۔ من اشعارہ الفارسی۔

مغان کہ دانہ انگور آب می سازند	ستارہ می شکنند آفتاب می سازند
در ہوای بادہ گلرنگ بیتابیم ما	سالہا شد کز ہوا داران این آبیم ما

ازره بہانگ ہرزه درایان نمیزدم — کے میدہد فریب صدائے جرس مرا
گر زیر سپہر ہم عجب نیست که دریا — در زیر حباب ست و فزون تر ز حباب ست
ہمیشه میخورم از خود شکست پنداری — که نیمهٔ ز دلم شیشه نیمه سنگ ست
بے رخت از رنگ خود گل چون گیاه افتاده است — بو میان غنچه چون یوسف بچاه افتاده است
ذره از بالا روی خورشید تابان کے شود — مور گر بر تخت بنشیند سلیمان کی شود

فتوت مستعد خان اورنگ آبادی

فتوت تخلص مستعد خان نام آپکا مولد و مسقط الراس اورنگ آباد ہے۔ ابتدائی کتب درسیہ والد ماجد سے ختم کین اور پہر علمائے اورنگ آباد سے تکمیل کی۔ علم و فضل مین باپ سے زیادہ تہا اور انشا نویسی شعر فہمی و شعرگوئی مین والد سے کم نہین تہا۔ بہت دار الانشا مین والد ماجد کی خدمت پر مامور تہا۔ نواب آصف الدولہ بہادر کی عنا و قدردانی سے اقتدار الدولہ سیف جنگ کے خطاب اور حضوری صدارت کی خدمت سے ممتاز ہوا تہا۔ اور نواب نظام الدولہ آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین بہی بدستور خدمات بالا پر بحال برقرار رہا۔ آصف جاہ ثانی بہی فتوت کے حال پر مہربان تہے۔ خوش فکر و درست خیال تہا۔ اور منشی باکمال تہا نظم و نثر لکہنے مین لائق و فائق تہا۔ لچہمی نرائن گلزار عنا مین لکہتے ہین کہ مین حسب طلب حضور آصفجاہ ثانی اورنگ آباد سے حیدرآباد گیا حسن اتفاق سے مستعد خان فتوت سے ملاقات ہوی نہایت حسن اخلاق سے ملے۔ چونکہ ہمارے درمیان موزونیت و سخن سنجی کا تعلق تہا اسوجہ سے باہم خوب صحبت و موافقت ہوی۔ مین اکثر ان کے دولتخانہ پر جاتا تہا

وہ بھی میرے غریب خانہ پر آتے تھے۔ دیر تک باہم جلسہ رہتا تھا۔ دیوان صائب اکثر آپکے مطالعہ میں رہتا تھا۔ ایکروز دیوان دیکھ رہے تھے۔ ایک غزل نکلی جسکا مطلع یہ تھا ؎

بت اگر بیتگر نماید بہ مژگان حاصل ز سنگ   من ہمی دارم کہ او ہم تر اشد دل ز سنگ

فرمایا مشکل زمین ہے۔ اگر اسمیں فکر کریں تو طبع آزمائی ہوگی۔ میں نے اُسی دن ایک غزل موزون کی۔ اُسکے سترہ شعر تھے۔ اور میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نے بھی اورنگ آباد سے لکھکر بھیجی۔ انہی کلامہ لچھمی نرائن اور ذکا ہر ایک کی غزل سے اشعار لکھے جاتے ہیں۔ اور سعد خان نے اس زمین میں نہیں کہی۔

غزل لچھمی نرائن

می ستاند اعتقاد آخر مرا دل از سنگ   برہمن مقصود خود را میکند حاصل ز سنگ

حرف صوفی نیست گر ہنگامہ ساز انجمن   یک قلم گویا تراشیدند آن محفل ز سنگ

ناقصان را سختی دوران با صلاح آورد   آب تیغ گیرد آخر می شود کامل ز سنگ

سخت حیرانم کہ می گردد چسان صحبت برار   منکہ دارم دل ز مینا او کہ دارد دل ز سنگ

غزل میر اولاد محمد ذکا

نیست از بس دل طپیدن ما پسند قاتلم   می نہد بار گران بر سینہ بسمل ز سنگ

در عدالت خانہ حکام سرکار جنون   وا ہی میرانے کہ وزن و بند کامل ز سنگ

می شود بے شبہ مخصوص سر اصحاب فضل   ہر بلائے را کہ سازد آسمان نازل ز سنگ

کار فرمائی کہ باشد بی زبان ہیچ است   سعی خوب چون کوہکن ناحق بکن باطل ز سنگ

سعد خان خوش مزاج و ظریف الطبع تھا۔ علوم و فنون ادبیہ حکمیہ میں مہارت کامل

وملکہ راسخ رکھتا تھا۔ خوش صحبت مرد مہذب یارباش دوست پرور و مہمان نواز تھا
جب آخر سنہ ۱۱۸۱ ہجری میں نواب آصفجاہ ثانی حیدرآباد سے ارکاٹ روانہ ہوئے
قنوت بھی ہمرکاب تھا ارکاٹ کے قریب لشکر میں یکایک مرض اسہال میں مبتلا
ہوکر فوت ہوا۔ ایک فقیر کے تکیہ میں مدفون کیا گیا۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی
نے رحلت کی تاریخ کہی ہے

مستعد خان امیر دانشمند	شیر بالا نشین بزم سخن
سال فوتش شفیق کرد رقم	ہائے از فوت مستعد زمن

۱۱۸۱

آپکے اشعار میں سے ہمکو صرف ایک بیت ملی وہ یہ ہے۔ منہ

اے مو تراش دست تو بادا بریدنی	اصلاح کردہ خط پروردگار را

فدا۔ شیخ احمد اورنگ آبادی

فدا تخلص۔ شیخ احمد نام۔ قوم نواعط سے ہیں۔ اورنگ آبادی الاصل ہیں۔ علم وفضل سے آراستہ فن وہنر سے پیراستہ۔ شعرگوئی میں یگانہ اور کلام کی شیرازہ بندی میں مشہور زمانہ تھا۔ آپکے کلام سے رنگینئ مضامین پیدا اور جادوبیانی ہویدا ہے آپ سخنور سخن پرور شاعر نامور تھے۔ آپ سنہ ۱۱۹۷ ہجری میں فوت ہوئے شہر اورنگ آباد میں دفن کئے گئے۔ من اشعارہ الفارسی

دیدن روئے ترا ہر کہ تمنا می کرد		حیرت آئینہ را کاش تماشا می کرد
دلم از داغ جنون سرو خرامان شدہ است		کاش می آمد و از دور تماشا می کرد
تا کہ گلہا از قدم خندہ فروشم کردند	ولہ	ہمچو گل خرقۂ صدپارہ بدوشم کردند

دامن از قافلۂ اشک بدخشان کردند	از لب لعل کسی تا کنند گوشۂ چشم کردند
دست در دامان یار یا زمین داریم ما	چین پیشانی بروئے آستین داریم ما

فکر محمد باقر کانپوری

فکر تخلص۔ محمد باقر نام۔ سید علی عرف آپ میر محمد حسین کانپوری کے فرزند ہیں آپکا مولد کانپور ہے نو برس کی عمر میں والد ماجد کے ہمراہ حیدر آباد دکن میں آگئے اپنے نانا حکیم میر مہدی علی مرحوم اور مولوی ابو تراب صاحب جعفری کی خدمت میں کتب درسیہ عربی و فارسی سے فراغت پائی اور فن شاعری میں جناب سید جلال الدین اشک لکھنوی مقیم حیدرآباد کی شاگردی کی۔ طبیعت میں جوش و خروش قدرتی تھا میدان شاعری میں خوب سبقت کی۔ اپنے ہمسرں میں ممتاز ہو گئے آپکی عمر فی الحال تقریباً پچاس سے زیادہ ہوگی۔ آپکی تالیف سے مثنوی معراج الاشعار۔ و تذکرۂ شعرا فارسی و روضۂ رضوان۔ و دیوان کامل وغیرہ ہیں صبح ۲ شعراء الہند ی

آہیں کرتے ہجر یار میں ہم مر گئے		تھی ہوا مستی کی چراغ زندگی گل ہو گیا
سرخ پوشاک پہنکر ستم ایجاد آیا	وله	آج مریخ کے جامے میں جلاد آیا
کبھی گلزار میں گلچین کبھی صیاد آیا		ایک جلاد گیا دوسرا جلاد آیا
مر گیا دیکھکر اسکو میں شب فرقت میں		ملک الموت کے برقع میں پریزاد آیا
جان پر کھیل کے بیٹھا جو شب فرقت میں		کبھی سمجھا انکو مجنوں کبھی فرہاد آیا

انکار پر نکرنا تھا اقرار دید کا
کچھ حضرت کلیم نہ سمجھے کلام دوست

فیاض - محمد فیاض الدین خان حیدرآبادی

فیاض تخلص - محمد فیاض الدینخان نام - آپ حاجی عزیز الدینخان کے فرزند ہین - آپکا وطن اصلی حیدرآباد دکن ہے آپکی ولادت اسی شہر فیض بہر مین ہوئی نشو و نما بھی اسی زمین کی آب و ہوا مین ہوا - نشو و نما کے بعد سن شعور مین مولوی میر شمس الدین فیض المتوفی ۱۲۸۳ھ ہجری کی خدمت مین کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین اور دیگر علماء شہر سے بھی فیضیاب ہوئے ہین میرا خیال ہے کہ آپ مدرسۂ دار العلوم کے بھی سند یافتہ تھے - کتب درسیہ فارغ ہونے کے بعد آپکو شعر گوئی و سخن سنجی کا شوق دلمین پیدا ہوا - آپکی طبیعت مین موزونیت خداداد تھی - اور حستی و چالاکی بھی طبیعت کا جزو اعظم - ہم عصرون مین آپکی ذہانت و فطانت مسلم الثبوت تھی - آپنے زور فطرت سے شعر کہنا شروع کیا - جناب فیض کی خدمت مین اصلاح لیتے رہے اور چند سال تک مشق کا سلسلہ برابر جاری رہا - استاد کی فیض صحبت اور توجہ کی برکت سے آپکا کلام شستہ و پختہ ہو گیا - رفتہ رفتہ آپ درجۂ استادی کو پہنچے - اکثر شائقین آپکی خدمت مین مستفید ہوتے تھے - آپ صاحب دیوان ہین - فقیر مولف کو آپکا دیوان نہین ملا مگر چند اشعار متفرق ہاتھ آئے ہوے ہین انکو ذیل مین ہدیۂ شائقین کرتا ہون تاکہ مطالعہ سے لطف و مزہ اٹھائین - اور آپ صاحب التالیف و التصنیف تھے - فارسی مین مختصر رسائل لکھے ہین - منجملہ غرائب حسابی - لطائف فارسی - دیوان فارسی - دیوان اردو وغیرہ ہین - آپ خاندانی شریف و معزز ہین - آپکے بزرگ اس ریاست مین خدمات جلیلہ پر ممتاز رہے ہین

آپ سرکار عالی نظام کے دفتر صرف خاص کے مددگار معتمد تہے - خوش خلق و پاک طینت - دیانت و امانت مین ضرب المثل ہمدردئی اہل وطن مین بے بدل تہے - وضعداری کے پابند - اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے مضمون پر کاربند - مولف فقیر ۱۲۸۶ھ ہجری مین طالب علمی کی حالت مین مولوی محمد زمان خان شہید مرحوم کے مکان پر پرورش تہا - اُسوقت آپکو دیکہا تہا - پہر جب مین ۱۳۰۰ھ ہجری مین سیاحت ہند سے شہر حیدرآباد مین آیا - آپکو دیکہا بجنسہ اُسی لباس و صورت مین پایا - طرز و روش مین ذرا بہی فرق نہین تہا - مگر اُسوقت شباب کا عالم تہا - اب زمانہ شیب تہا - آپکا استقلال وضع کی پابندی تحسین کے لائق ہے آپنے بزرگان سلف کا طریقہ بدستور بحال رکہا کبہی اپنے طرز و روش مین نوجوانان حال کی پیروی نہین کی - ثابت قدم و راسخ دم تہے آخر آپ ۱۳۰۸ھ ہجری مین عالم فانی سے ملک جاودانی کی طرف روانہ ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون - اور آپ مشرف خطاب خنگ سے سرفراز ہوئے تہے

من اشعارہ الہندی

بہے جب آنسوؤن کے ساتھ لخت دل ہوا بیتاب
غم فرقت لہو پانی ہمارا ایک کرتا ہے

کلیجے سکڑون کہائے ہین پہر غم اسپہ بہی
نہ بہرتی اسکی نیت ہے نہ اسکا پیٹ بہرتا ہے

ہمارے داستان پر کان وہ رکہتا نہین شاید
کوئی دربردہ اُس گل پیرہن کے کان بہرتا ہے

نکل آتا ہے جب تذکور اُنکی سرد مہری کا
تو بیمار محبت ایک ٹہنڈی سانس بہرتا ہے

زبان پکڑے کوئی کسطرح سے فیاض پہر اُسکی
ٹہکانا کچھ نہین اک بات کہتا ہے مکرتا ہے

فرحت - لالہ خوشحال چند برہانپوری

فرحت تخلص - لالہ خوشحال چند نام - قوم کایتہ سری باستت - ساکن برہانپوری

شاعر خوش گو و ناظم پسندیدہ خو تہا۔ نیک سیرت نسان طینت تہا۔ لالہ صاحب کے
کلام تازہ سے دلوں کو فرحت اور انکی رنگین مضامین سے مسرت حاصل ہوتی ہے
آپنے سنہ ۱۲۴۲ ہجری میں انتقال کیا۔ آپ خوش اخلاق و با مروت تہے۔ طریقہ صلح کل کے
سالک اہل اسلام و اہل اصنام سے اختلاط و آمیزش رکہتے تہے۔ اور ہر ایک کی بہتری
چاہتے تہے۔ جہاں کہیں فتنہ و فساد کی آگ شعلہ زن ہو اُسکو صلح کے پانی سے بجہاتے
تہے۔ من کلامہ

در دلم جز مہر مہرویان نمیگیرد قرار
ہر کجا گل چہرگان وا وند ترتیب چمن

قالبم گوئی ز خاک کوے اہنان ریختند
نرگس چشم مرا گشتند حیران ساختند

فرح۔ فرح بخش ارکاٹی

فرح تخلص۔ فرح بخش نام۔ ارکاٹ مدراس کا رہنے والا تہا۔ خوش کلام و خوش بیان تہا
ظریف الطبع و لطیف المزاج تہا۔ آپکے کلام سے شوخی و تازگی ظاہر ہے۔ نزاکت
و لطافت کی چمک باہر ہے۔ آپ سنجیدہ مزاج و وضعدار تہے۔ کسر نفسی سے متواضع و خاکسار
تہے۔ امرا و شرفا کی مدح کرتے تہے جائزے و صلے خوب لیتے تہے۔ آزادانہ زندگی بسر کرتے
تہے۔ آخر سنہ ۱۲۰۵ ہجری میں اس محنت سرا سے وطن باقی کے مسافر ہوئے۔ من اشعارہ

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے
نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

فضلی۔ شاہ فضل اللہ نقشبندی اورنگ آبادی

فضلی تخلص۔ شاہ فضل اللہ نام۔ سید عطار اللہ اورنگ آبادی کے فرزند ہیں نقشبندی مشرب تہا

اورنگ آبادی مولداً حنفی مذہباً - درویش کامل و عارف صاحبدل تھے - جامع علوم وفنون و حاوی حقائق و معارف تھے - ایک مدت تک حسب بشارت و ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نواب غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر مرحوم کے لشکر مین رہے - ہمیشہ حضر و سفر مین ہمرکاب رہتے تھے - اسی سبب سے نوابصاحب باوجود قلت فوج غنیم پر غالب و مظفر ہوتے تھے - نواب عضدالدولہ بہادر کو ایک قرآن شریف حضرت امام رضا علیہ السلام کے ہاتھہ کا لکھا ہوا امیرالامراحسین علیخان کے کتب خانہ سے ہاتھ آیا تھا وہ قرآن شریف نوابصاحب نے آپکو دیا تھا - صاحب تحفۃ الشعرا لکھتے ہین کہ فی الحال یعنی ۱۱۶۵ھ ہجری مین وہ قرآن مجید دولت آباد کے قلعہ مین موجود ہے - شاہ فضل اللہ کے صاحبزادے میان محمد نے اُسکو ہدیہ کیا تھا -

آپکے چہرہ سے درویشی کے آثار نمایان تھے - صاحب تصنیف و التالیف تھے کئی رسالے آپکے یادگار موجود ہین - رسالہ زادالمزاد سلوک مین قصہ برہ بھوکا و قصہ پریم لوکا بزبان ہندی - اکثر اشعار ایہام آپکے طبعزاد مین فارسی کلام بہی صاف و شیرین ہے - آپکا انتقال ۱۱۸۴ھ ہجری مین ہوا - اورنگ آباد مین مدفون ہوئے

من اشعارہ الفارسی

مہربان از آہ باشد ماہ ما		گنج باد آور دشد این آہ ما
اندکی گر قد کشد خواہید دید		آفتابے می شود این ماہ ما
دیدن و بر گرد سر گردیدنش		شکر للہ گشت خاطر خواہ ما
آنچنان دل یگانہ یار است	ولہ	کہ دل از لفظ دوست بیزار است
ہر کجا آن مسیح لب باشد		ہر کہ بیمار نیست بیمار است

زلف و خالش بدلبری یکسان
اینچه کم حسن وانچه بسیارست

درنگاه تو شیشه ایست و پری
در نگاهم همه پریزارست

دل ما بر چشم و گردش چشم
این چه کفرست واین چه زنارست

صبح محشر بخواب نوشین است
در سحر هر که چشم بیدارست

همچو من عشق باز و تو معشوق
این چه آئینه واین چه دیدارست

تا خط ندمیدست بود حسن او هیچ
ولہ
اسلام بجز دوستی آل عبا هیچ

بی جلوهٔ رخسار تو ای جان گلستان
گل هیچ چمن هیچ نوا هیچ صبا هیچ

معنی توحید بربیت نکشاید
سجاده و تسبیح و مصلی و ردا هیچ

ولہ
یار میرفت و گریه می کردم
چشم و رویم تمام آنسو بود

ولہ
بکثرت گرچه رو دارم ولیکن وحدت آئینم
زوسعت مشربیها بردعای جمله آئینم

تجرد مشربیها آنقدر دارد سبکروحم
که گر در خاطر خود بگذرم ناگاه سنگینم

تبسم رنگ جمعیت سخن گلدستهٔ الفت
نگاهش حاصل دنیا ادا سرمایهٔ دینم

دعای اهل عصیان ورد گرو دارد اجابتها
چه باشد گر بآه عاصیان تضمینم

نزاهد همسری دارم نه برهمن را نیاز آرم
مسلمان کردهٔ عشقم نه با آنم نه با اینم

خداوندا بمن هم شور محشر در میان باشد
غلام آل طه بندهٔ اولاد یاسینم

بیا فضلی تماشا کن بهار بیدلیها را
چو شاخ گل بیکرنگی برنگ شعله رنگینم

ابیات ایہام زبان ہندی

نگہ سون اپنے عرق کون دو، نکر
حسن کا عطر مجکو لینا ہے

دو بہوان دیکھ کر کہا مین یون
دو گھڑی رات دن نہین آئی کیون

بہوت عاشق ہین مار کہاتے ہین	ولہ	مجکو تری فراق مین دن کاٹین لگے
جبتلک تہی جنس گہر مین ہیچ کہاتا تہا فقیر	ولہ	اب توکچہہ باقی رہا نہین ہے مگر بہچون خدا
طبیب عشق سین پوچہا زلیخا نے علاج اپنا	ولہ	کہا تجہہ پر بہلا ہے سورۂ یوسف کا دم کرنا
اے کبوتر جا کہو یوسف کون کوئی سون نکل		چاہ تیہری مین زلیخا ہو رہی ہے باولی

فکری رازی

فکری تخلص ۔ المعروف بملا رازی ۔ آپکا اصلی وطن ری ہے ۔ علامۂ زمان و فہامۂ جہان تہا ۔ ادیب شاعر ناظم و ناثر تہا ۔ سخاوت و بذل مین شہرۂ آفاق تہا ۔ خوش اخلاق و اشفاق تہا ۔ شاہ طہماسپ ماضی کے زمانہ مین تہا ۔ شاہ موصوف کی مدح مین اکثر قصائد لکہے ہین ۔ اور بہت سے صلے پائے ۔ بمصداق ۔ قرار بر کف آزادگان نگیرد مال جو کچہہ ملتا تہا چند ہی روز مین فقرا و غربا کو نذر کر دیتا تہا ۔ ذخیرہ نہین کرتا تہا ۔ آخر ایران سے احمد نگر مین آیا ۔ شاہ طاہر کی وجہ سے بڑی عزت و آبرو پائی ۔ تہوڑی عرصہ مین اسقدر مال و دولت حاصل کیا کہ متمول ہوگیا ۔ بیجاپور بہی گیا وہان بہی مالا مال ہوا ۔ پہر وہان سے حیدر آباد گولکنڈہ آیا ۔ یہان بہی چند روز قطب شاہ کا مہمان رہا ۔ کئی ہزار ہون لیکر احمد نگر گیا ۔ پہر وہان سے وطن مالوفہ کو مراجعت کی ۔

من اشعارہ الفارسی

رخت گل گل شد از می ترک سیر باغ و بستان کن		بگیر آئینہ در دست و تماشائی گلستان کن
نمی گویم دلم را خون مکن یا جان ہلاک از غم		دل و جانم فدایت ہرچہ خواہد لت آن کن
ازان نرگس کہ بالائی گل غلطید از مستی		ببین ہر سر کہ ہشیار ست و را مست غلطان کن

فاروق - خانعالم خان

فاروق تخلص - محمد معروف نام - خانعالم خان بہادر خطاب ہے - آپ نسبًا فاروقی ہین - گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ محمد جان جہان خان بہادر کے فرزند ہین - آپکی ولادت سنہ ١٢٠٠ ہجری مین بسرزمین مدراس واقع ہوئی - نشو و نما کے بعد سن شعور کو پہنچ کے تحصیل علم مین مشغول ہوئے - علوم و فنون متفرقہ و السنہ جداگانہ مثلاً فارسی و عربی و ترکی و انگریزی وغیرہا مین استعداد کامل حاصل کی - علما و فضلا کی خدمت مین مستفید ہوئے - تہوڑے ہی مدت مین علمائے ماہرین کے زمرہ مین شمار کئے گئے - پہر آپکی طبیعت شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئی - ہر ایک زبان مین کلام موزون کرنے لگے - مضامین تازہ تازہ کا شیرازہ باندہنے لگے - ریختہ مین آپکو اظفری و نامی سے تلمذ ہے اور فارسی شعر کی بہی اصلاح مذکورین سے لیتے رہے - فقیر مولف کو یہہ نہین معلوم ہوا کہ نظم عربی و ترکی و انگریزی مین کس بزرگ استاد سے اصلاح لیتے تہے - اور آپ علوم ریاضی و فن موسیقی مین بہی استعداد تامہ رکہتے تہے - خوش اخلاق متشرع و دیندار تہے صوم و صلوۃ کے پابند سنہ ١٢٤٥ ہجری مین واعظ رامپوری کے مرید ہوئے اور حضرت واعظ سے خلافت کا خرقہ بہی زیب بدن کیا - مدۃ العمر مدراس مین امیرانہ زندگی بسر کرتے رہے اور خاص و عام کو درس و تدریس ہدایت و تلقین سے سرفراز فرماتے رہے اکثر اہل مدراس آپکی توجہ سے درجہ فضیلت کو پہنچے - آپکی ذات بابرکات منبع کرامات و حسنات تہی - علم دوست تہے علما و طلبہ کی بہت قدر کرتے تہے - آپکی درسگاہ مین علما و طلبہ کا مجمع رہتا تہا - اکثر آپ کی مجلس مین علم و فضل کا مذاکرہ ہوتا تہا - شعر و شاعری کا بہی

دور چلتا تھا۔ آخر آپ اس عالم فانی سے فردوس بریں روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۳۰۰ ہجری کے بعد تیرہویں صدی میں واقع ہوا سنہ وفات دستیاب نہیں ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دور از تو زیستن چہ بود آرزو مرا — دم ہمچو خنجرے گذرد از گلو مرا

وله
عجب نبود پسر گر قبلہ روئے پدر گردد — کہ دارد چشم یوسف پیر کنعان نور بینش را

باشد ز فیض بوسۂ شکر دہان ما — شان عسل شکستہ شان بیان ما

وله
در عشق او چو دانہ فشاندہ بر زمین — باشد امید سود فزون زیان ما

وله
ظہور حسن کجا حاجت نقاب کجا — عنان برق کجا و کف سحاب کجا

وله
برحبابش گرہ عنبر سارا بندد — گر فتد پرتو آن زلف گرہ گیر در آب

وله
چشم پر خون مرا روز سیہ پیش آمد — لعل و تار مسی رنگ سیہ پوشی ریخت

وله
نگر ندامت پروانہ سوختن دارد — کہ شمع میگزد شعلہ بار بار انگشت

بعہدہ جلوۂ حسنت خط شعاع از رشک — زند بدیدۂ خورشید نور بار انگشت

وله
چون فقیر بکہ کند سلسلہ را دستاویز — شانہ گردید از آن زلف مسلسل محتاج

دیدۂ اہل دل بین چہ قدر تاریک است — کہ بود در شب مہتاب بہ مشعل محتاج

وله
مالداران جہان مست غفلت گشتہ اند — نقش نیارد درم ہیچا طلسم خواب شد

وله
بہر نظارۂ خاک شہیدان کشیدہ سر — این گرد نیست کز رہ آنجو رستہ بلند

وله
ز خاکستر نشانہا بر تن ہندو ستے دیدم — ہجوم قمریان بر سرو موزونست پنداری

وله
ز خود بر خرمن ہستی برات آتش آوردم — اگرچہ چون خار و خس بردم سوئے آن شعلہ خود ستے

سبوئے ہر چہ بخند دستیاری ناشنا ور را — زہیران الغریق بحر محتاج مجو دستے

بہر جنبش کندن روز دل صد چاک عاشق را	بود تا زنگارش الہی سوزن درز نو دستے
درین میخانہ ام فاروق مست قلقل نغمہ	چو مینا بر سر ہو شم زند ہر خوش گلو دستے

فائق - مولوی سید خیرالدین

فائق تخلص - سید خیرالدین نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ معصوم خان کے فرزند ہیں آپ ۱۱۸۵ھ ہجری میں مدراس میں پیدا ہوئے - محمد خیرالدین فائق کی نام و تخلص سے آپ کے تولد کی تاریخ برآمد ہوتی ہے - آپ سن شعور و عقل کو پہنچ کے کتب درسیہ فارسیہ مقام ارکاٹ میں جناب مولانا امیرالدین علی سے ختم کیں پھر آپ مدراس میں آئے شاہ امین الدین علی و مولوی حافظ حسین و ملک العلما مولوی علاء الدین لکھنوی سے علوم معقول و منقول میں سند حاصل کی - پس فارسی عربی کے تحصیل کے بعد آپ کو شعر گوئی کا شوق پیدا ہوا - مولانا باقر آگاہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے - اور کلام موزون کر کے مولانا کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کرتے تھے - چند روز کی مداومت میں اُستادی کے مرتبہ کو پہنچے - اور خوش کلامی خوش فکری میں مشہور ہوئے - آپ مضامین تازہ کو نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کرتے تھے - آپ کے کلام کی بندش چست و ترکیب درست ہوتی تھی - آپ کلام موزون کو شائقین سخن کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کرتے تھے - اور اساتذہ کی اصلاح کو مانتے تھے - اسی وجہ سے آپ کے کلام کو قبولیت عامہ کی صفت حاصل ہوئی - اور آپ اُستادی کے درجہ کو پہنچے - آپ ہمیشہ طلبہ کی تعلیم و ترتیب کلام میں مصروف رہتے تھے - اکثر آپ کے فیض تلمذ سے واقف معانی رنگین ہوئے - آخر آپ ۱۲۳۱ھ ہجری میں مدراس سے شہر حیدرآباد دکن میں آئے - مہاراجہ چندولال مدارالمہام کے دربار میں باریاب ہوئے

مہاراجہ نے آپ کو پانسو روپیہ ماہوار مقرر کرکے خدمت مدرسی عطا کی۔ آپ حیدرآباد میں بکمال خوشی و خرمی کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور طلبہ و شائقین سخن کو درس و تدریس تربیت سخن سے سرفراز فرماتے رہے۔ آخر آپ نے سنہ ۱۲۴۲ ہجری میں اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعاره الفارسی

الهی نغمه سنجی بخش چون بلبل زبانم را — برنگ گل بهار آرای محفل کن بیانم را

وله: آخر رسا ز تشنگیم تا بجوهر ا — یعنی ز آب تیغ تو تر شد گلو مرا

وله: عجب نبود اگر فرزند بهتر از پدر باشد — که عطر صندل افزون تر ز صندل میشود بو را

وله: در گلو رشتهٔ زنار فگند بیم را اشک — رام با این نشد از بت بیگانهٔ ما

وله: حجاب دیدن روی تو میشود اشکم — سیلی بهوس باران بشود نهان مهتاب

وله: نشاء جوش میدهد در موسم پیری شراب — خواب را کیفیتی باشد بزیر مهتاب

وله: چشم گل میگو بداز شبنم چو ابر نو بهار — کرد تا ثیرش بباطن تا لبهای عندلیب

وله: صاف مشرب را نباشد تهمت آلودگی — دامن گوهر ز موج خود نگردد تر ز آب

وله: بسکه از وضع جهان بیگانگیها رو نماست — هر که را دیدیم چون آئینه صورت آشنا است

وله: حیرت زدهٔ عالم امکان وجودم — دارم ز زبان در دهن خویش انگشت

وله: سیاه رو شود آنکس که عیب بین گردد — چو خامه بر سخن هیچکس منه انگشت

وله: بر مزارش گنبدی گردد بنا از گرد باد — هر که در رقصت هلاک و ردامان بشود

وله: سرخی چشم من از گریه نباشد عائق — آفتابی ز نظر رفت و شفق باقی ماند

وله: مظهر رحمت حق جرم سیه کار انست — سر کشد روشنی صبح ز جیب شب تار

جاذبهٔ حسن تو اینست که از بالِ نگاه	وله	طائرِ مردمکم سوی تو دارد پرواز
هستیم با فنا همه آغوش است	وله	رمز این نکته بر شرار بنویس
کجا فائق توان دید سیر باغ از ناتوانیها	وله	که موج بوی گل می افکند بیرون ز دیوارش
ز دردِ عشق او یا رب کبابے در بغل دارم	وله	که آه من بود چون دود بسم الله عنوانش
داغِ دل افروخت آخر خط مشکین کسے	وله	شام چون گردید فائق می شود روشن چراغ
تماشائے زرافشان چهرهٔ او کرده ایم	وله	پنجهٔ مژگانِ ما از اشک شد اختر بکف
زخم من چون ماه نو دارد بجا بالیدگی	وله	خورده ام از ابروئے کسے شمشیرِ شوق
ماجرائے بر دلِ زارم گذشت از آب اشک	وله	مشتِ خاکے بود آنهم رفت در سیلاب اشک
بسان آبله در هر قدم بگو چه بار	وله	نهاده چشم بره زار زار گریه کنم
در دست خویش دارد دل ما عدار من	وله	این مهر نامِ تست نباید بکار من
داشتم در دل تمنائے که از خود بگذرم	وله	هیچ کردم بحمد الله با دست سبو
طبعِ نازک سخن سخت کجا بر دارد	وله	حکم شمشیر کند چین خط پیشانی
کسے بر نقش من از بیکسی حرفی نخورد آخر	وله	بهم آوردن مژگانِ من شد دست افسری

فرحت - محمد صبغة الله

فرحت تخلص - محمد صبغة الله نام - آپ محمد جعفر قوم نائطہ کے فرزند ہیں - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۳۳ ہجری میں بسر زمین مدراس ہوئی - نشو و نما بھی یہاں کی آب و ہوا میں ہوا - سن شعور کے ابتدا میں کتب درسیہ فارسی والد یا جد و حاجی احمد حسین سے ختم کیں - ذکی الطبع و ذہین و فہیم تھا - شعر گوئی

وسخن سنجی کے میدان مین قدم رکہا - اور کلام کی اصلاح ابوطیب خان والا و مولوی واقف سے لیتا تہا - محاورات و اصطلاحات فارسی سے واقف تہا - چراغ ہدایت و مصطلحات وارستہ وغیرہا کا حافظ تہا - اکثر یاران ہمطرح کے اشعار پر اعتراض کرتا تہا - اور اہل زبان کے محاورہ سے استدلال کرتا تہا - معاصرین بہی آپکے طبع زاد پر اعتراضات کرتے تہے اگر اعتراض صحیح ہوتا تہا تو تسلیم کرتا - والا معترض کو باسناد اہل زبان رد کرتا تہا سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین بسفارش میر مجلس شعرا مشاعرہ اعظم مین شریک ہوا - اور نواب کے لازمین کے زمرہ مین بہی مقرر ہوا - آپکی حلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوئی آخر قیاسًا سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین فوت ہوے ۔

من اشعارہ الفارسی

گر بود صد پیرہن چون بوے گل برتن مرا		ذوق عریانی برون آرد ز پیراہن مرا
آب شد ہان روشندلان از سنگ پیدا مے کنند	ولہ	گشت از آئینہ فرحت این سخن روشن مرا
گر نیست ضعف ما ز غم آن عارض تابان	ولہ	در دست چرا شمع گرفتہ است عصا را
از صدا افتاد چون دریا بہ پیش نالہ ام	ولہ	از زبان موج کرد اقرار استادی مرا
آورد خط ہجوم برخسار ماہ من	ولہ	لشکر کشید شب بہ شبخون آفتاب
کن گریہ وقت صبح کہ یابی وصال دوست		زین راہ شبنم آمدہ مقرون آفتاب
چیست حشمت را تغافل زین دل پر اضطراب	ولہ	میکشان را میدہد چون لذت دیگر کباب
شرم حسن او مگر گرد عرق آلودش	ولہ	شمع با چرب زبانی کہ خموش است امشب
تا بیک چو رشتہ عشقش ز دست رفت	ولہ	رنگ رخ پریدہ کسے را شکار نیست
تا شدم شکل نگین از ناتوانی حلقہ گشت	ولہ	میبرد آن شمع رو آغوشم استغنا عبث

نکشد داغ دل لالہ ز مرہم منت	ولہ	درد خونین جگران نیست بدرمان محتاج
از نگہ مہر او شاد بود جان صبح	ولہ	دعوی من صادق است از لب خندان صبح
برقع ز رخ بباغ چو آن نازنین کشد	ولہ	خنجر ز خار بر تن خود یاسمین کشد
مرد از حاضر جوابی صاحب تمکین شود	ولہ	میرسد در گوش ما را این صدا از کوہسار
در گلشن زمانہ چو سوسن بصد زبان	ولہ	فرصت نیافتم بگفتن زبان ہنوز
شوم اندوہگین چون دامن افشان بگذرد یارم	ولہ	نشیند بر دلم گردیکہ بیخبر زود امانش
کم نگردد عزت پاکان ز آسیب جہان	ولہ	آب گوہر فصل تابستان بود بر حال خویش
بریدن از ہمہ عالم سرشت مردان است	ولہ	برندگی است سرآئینہ کار عالم تیغ
بے تو رسد رنج ز دیدار گل	ولہ	میل کشند در نظرم خار گل
فرصت چو گشت ماہ رخم مہربان غیر	ولہ	وا دیم ربط دیدۂ گریان و آستین
خوردہ ام خنجر ز لبش از دست آن خورشید رو	ولہ	نیست چاک سینہ ام چون صبح محتاج رفو
بخون غلطم ز حسرت دیگرے پائے تو گر بوسد	ولہ	شوم قربان مدہ رنگ حنا را حکم پابوسی

فغان ۔ اشرف علیخان

فغان تخلص ۔ اشرف علیخان نام ۔ بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ شعرائے ریختہ گو سے ہیں ۔ کبھی کبھی فارسی میں بھی کلام موزون فرماتے ہیں انتہی کلامہ
گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ اورنگ آبادی المولد ہیں ۔ اہل مناصب کے زمرہ میں منصب مناسب سے سرفراز تھے ۔ شاہ سراج اورنگ آبادی سے اصلاح سخن لیتے تھے سنہ ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تھے ۔ وفات کی تاریخ و سن دستیاب نہیں ہوا ۔

من اشعارہ الفارسی

وصل گل می رود چه چاره کنم
کو گریبان که پاره پاره کنم

ولہ
قاصدا یا چه دیده می آئی
که گریبان دریده می آئی

دست راکی دراز کردم من
که تو دامن کشیده می آئی

ولہ
زتیغش نیم بسمل ماند ای دل
تو شاید اضطرابی کرده باشی

ولہ
چون نظر می کنم بخندهٔ خویش
گریه بی اختیار می آید

ولہ
ای همه نقصان ز ما مرنجید
جهان دور وزدہ شمائیم

ولہ
گر نه نالم چون کنم ای آشنای دیگران
شهرت بر آجان ما شهرت برای دیگران

ولہ
ای فلک پیش تو منظور اگر انصاف است
داده آنچه بهر وزیر بغرما دیده

فتوت - خواجہ عنایت اللہ خان

فتوت تخلص - خواجہ عنایت اللہ نام - گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ نواب شکر جنگ کے خلف الصدق ہین اور خواجہ ابو البرکات خان عشرت کے برادر - آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے - مولد و منشا بھی شہر مذکور ہے - سن شعور و تمیز کے بعد آپنے علمائے شہر سے کتب درسیہ عربی فارسی کی سند حاصل کی انشاپردازی مین ہمسرون سے فائق وسابق ہوئے - اسیطرح سخن سنجی مین بھی لائق - آپکو سخن سنجی مین سید سراج الدین سراج تخلص اورنگ آبادی سے تلمذ ہے آپکی طبیعت مضامین رنگین و معانی شیرین کے ایجاد مین بحر مواج ہے اردو فارسی دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین -
آپکے کلام سے شعرائے معاصرین لطف فرماتے ہین - مشاعرہ مین آپکے اشعار پر

تحسین و تعریف کا آوازہ بلند ہوتا ہے انتہی کلامہ آپ صیغہ منصب میں لازم تھے فراغت سے زندگی بسر کرتے تھے سنہ ١١٩٥ ہجری تک زندہ تھے۔ بارہوین صدی کے شروع مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

آتش ہجر تو اے ظالم نفس در سینہ سوخت
دل بیاد اختلاط آشنا دیرینہ سوخت

ولہ

زضعف طاقت از خود گے رسم با گرد جولانش
نگر گردم ہمان ساعت بگرد دور دامانش

ولہ

کرامات نگاہ ست او ز چشم خود دیدم
ہمیشہ بوئے می آید از خاک شہید اش

ولہ

وارستگی نمود مرا تا فراغ یا
بر عرش می نہم علوی دماغ ما

ولہ

مرا ز حلقہ بگوشان خدا حساب کند
غلام حضرت شاہم بشہر ارستم

من اشعارہ الہندی

کھلے ہین داغ سب دل کے گلستان اسکو کہتے ہین
دل ٹکڑے ہوا سینہ خیابان اسکو کہتے ہین

کیا رہا دل دیوانے دشت مین جانیکا لطف
لیگیا مجنون اپنے ساتھ ویرانے کا لطف

بزم سے شعلہ صفت گرد زرہ پوش اٹھے
دل سوزان سے مرے آہ شرر جوش اٹھے

یہان تلک مجھ سے ہے فریاد کو ربط قلبی
دمبدم نالہ مرے ولیسے ہم آغوش اٹھے

دور مین اس ساقی کیفی کے مے نوش نہین ہم
مدتین گذری کہ ہین ہشیار مدہوش نہین ہم

بے سبکروحی تجھے معلوم ہے باد صبا
خاک پر جون نقش پا ہین خانہ بر دوش نہین ہم

باغ مین جا خوب سیر تاک کے سایہ تلے
دلکو آخر گم کئے انگور کے خوشون مین ہم

تیغ رنگ کے دھاک سے پانی ہو جو نہین چھپے
اے ستمگر جانتے ہین آب رو پوشی نہین ہم

اس لب لعل کا گر عکس پڑے آنکھون مین
دانہ اشک مرا جون گل مرجان ہووے

ناگ اس زلف کے لٹ جان فتوت کہو لو
کیا بجا ہوئے جو یہ شام غریبان ہووے

فیروز - ملا فیروز

فیروز تخلص - ملا فیروز نام - آپ ملا کاؤس آتش پرست کے فرزند ہیں - آپکا مولد و منشا دار الامارہ بمبئی ہے - آپنے کتب درسیہ فارسی و عربی والد ماجد اور دیگر علما سے تحصیل کیں - ملا کاؤس عالم فاضل و شاعر کامل تھا - متعدد زبانیں جانتا تھا - فارسی عربی انگریزی گجراتی وغیرہ - عالیجناب آصفجاہ ثانی کے عہد میں بمبئی سے حیدرآباد دکن آیا - حضور کے دربار میں باریاب ہوا - تحائف و نذرانہ پیش کیا - حضور نے نذرانہ و تحفہ خوشی سے قبول فرمایا - اور آپ کے لئے مہمانداری کے اوازم و اکرام کا حکم فرمایا - عمدہ طرح سے مہمانداری کی گئی - تیجہی نرا بن شفیق نے آپ سے آتش پرستی کے بابت نظم میں سوالات لکھکے بھیجے - ملا نے بھی سوالات کے جوابات نظم میں دئے - ملا و شفیق باہم ملے چند مدت باہم خوب مذاکرہ علمی رہتا تھا - یکایک خوشی و معاشرت کے عہد میں ملا ہیضہ وبائی میں مبتلا ہو کے ملک عدم کو روانہ ہوا - احباب کو سخت افسوس ہوا - ملا فیروز صاحب ترجمہ نے کتب درسیہ فارسی عربی والد ماجد سے ختم کی - بس تحصیل عالم شباب کا آغاز تھا آپکو تکمیل علوم و محاورات فارسی کی تحصیل کا شوق پیدا ہوا آپ جوش شوق سے ایران روانہ ہوئے - چند مدت وہاں رہے علما و فضلا کی صحبت میں مستفید ہوا - اور ایران زمین کے بلاد و رستاقات میں خوب سیاحت کی - اور اپنے برادران قوم جو ایران کے دیہات میں تھے انکو تلاش کیا اور آنسے ملا - ان کے ساتھ حسن سلوک کیا - جو مفلس و نادار تھے مال و زر سے ان کی اعانت کی سیر و سیاحت و کسب کمال سے فارغ ہو کے وطن مالوفہ بمبئی میں پہنچا - ملا کے برادران قوم نے اسکے خیر مقدم میں

بہت خوشی منائی۔ متعدد خوشی کے جلسے منعقد کئے گئے۔ ملّا نے یہان آ کے ایک مدرسہ اپنی قوم کے بچون کے لئے قائم کیا۔ اور مدرسہ کے خرچہ کا بار اپنے سر پر اُٹھایا۔ اور اپنے ذاتی سرمایہ سے معتد بہ رقم مدرسہ کے اخراجات کے لئے وقف کر دیا فی زماننا اسکا مدرسہ و کتبخانہ قائم ہے۔ فقیر مولف مدرسہ و کتبخانہ دیکھنے کے لئے بمبئی متعدد مراتب گیا۔ کتبخانہ مین اکثر کتب قدیمہ فارسی دیکھنے مین آئین۔ ملا ایران سے مراجعت کرنیکے بعد گورنر بمبئی سے ملا۔ گورنر صاحب آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوئے ملا کے لئے سرکار کمپنی سے وظیفہ مقرر کرایا۔ ملا نے وظیفہ کے شکریہ مین بطرز شاہنامہ جارج نامہ منظوم کیا۔ اور اسمین ولیم جارج بادشاہ فرنگ کے واقعات درج کئے۔ جارج نامہ تین جلدون مین ہے۔ تقریبًا چالیس ہزار ابیات ہین ختم کرنے کے بعد گورنر صاحب منعم و محسن کی خدمت مین گذرانا گورنر صاحب بہت خوش ہوئے۔ ملا کی بہت تحسین و تعریف کی۔ آخر ملا سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین تخت ہستی سے دخمۂ نیستی مین جاگزین ہوا۔ اب مین چند اشعار جارج نامہ سے گزارش کرتا ہون ھو ھذہ

چو ملکم سوئے پونہ شد رہگرا	وله	کہ در دست خود آورد پیشوا
روان گشت از جائے خود سیندیہ	وله	نکرده درنگ ہیچگونہ سرہ
بپونا بیامد ز فوج و سپاه	وله	بآہنگ پیکار با کینہ خواه
سپاہی کش اندر جہان کس شمار	وله	ندانست جز پاک پروردگار
ہمان آلہ و ساز و سامان جنگ	وله	ز ہندوستان وز بوم فرنگ
ز اندازه افزون برون از شمار	وله	ستور بیده گاو زین زیر بار
ازین سو دو سالار و زان سو یکے	وله	نکردند آزرم ہم اندکے

بپیش اندر از پیل بستہ رده | وله | پیاده پس پیل صف بر زده

بپشت پیاده سواران کین | وله | بجستند رستم سواران زین

جہان گر شد از بانگ آوای کوس | وله | ز گرد سواران ہوا آبنوس

بتاریکیٔ گرد تیغ یلان | وله | درخشنده چون برق بر آسمان

نم خون بماہی ز دشت نبرد | وله | فرو رفت و بر شد بخورشید گرد

فیض میر شمس الدین محمد

فیض تخلص - میر شمس الدین نام - آپ دہلوی الاصل ہیں آپکے جد امجد مولوی رحمت اللہ خان دہلوی نواب غفران مآب آصفجاہ بہادر مرحوم کے زمانہ میں دلی سے حیدرآباد دکن میں آئے حضور کی قدردانی سے منصب مناسب پر متقرر ہوئے۔ آپ درس تدریس سے عوام کو مستفید فرماتے تھے۔ آپکے والد ماجد میر امیر الدین خان کا تولد حیدرآباد دکن میں ہوا اور اس ملک میں تعلیم و تربیت پائی۔ آپکی والد ماجد بھی موروثی منصب پر ممتاز تھے۔ اور آپکو سرکاری تعلق بھی تھا۔ اسی تعلق کے وجہ سے سنہ ۱۱۹۰ ہجری میں بلدہ ایلچپور برار میں مع عیال و اطفال گئے۔ وہاں آٹھ نو برس تک رہے سنہ ۱۱۹۵ ہجری میں جناب فیض کی ولادت باسعادت ایلچپور برار میں واقع ہوئی۔ ہم برار کو مبارکباد دیتے ہیں کہ وہاں ایسا آفتاب طلوع ہوا۔ جس کے فیض ضیا نے تمام دکن کو درخشان کر دیا نقیر مولف کا بھی مولد و منشا برار ہے۔ حضرت فیض میرے برادر ہم وطن تھے۔ مجھے اسبات سے ناز ہے کہ حضرت فیض نے تمام دکن کو اپنے فیض علم سے سیراب فرمایا۔ نقیر مولف نے دکن کے بزرگان سلف کیا امیر و کیا فقیر کیا جم غفیر کو زندہ کیا۔ اور فیض نے اپنے نور کے کونون سے

کوہستان دکن کو بدخشان بنادیا ۔ ولادت کے بعد آپکے والد حیدرآباد دکن مین آئے بدستور قدیم اپنے موروثی مکان مین سکونت پذیر رہے آپکا نشو و نما یہین کی آب و ہوا مین ہوا ۔ آپکے والد ماجد نے ایک حافظ مقرر کیا ۔ آپکی تعلیم شروع ہوئی آپ بارہ برس کی عمر مین حافظ قرآن ہوئے حفظ قرآن کے بعد علوم متداولہ و فنون متعارفہ کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے آپنے عین عالم شباب مین علوم ظاہری کی تحصیل سے فراغت پائی عالم فاضل و ادیب کامل ہوئے ۔ ایسی حالت مین آپکو سخن سنجی و شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا طبیعت مین موزونیت و جولانی موجزن اور دماغ مین ذکاوت و نازک خیالی شعلہ زن تھی ۔ طبیعت کی جولانی اور دماغ کی صفائی سے شعر موزون کرنے لگے ۔ آپکی طبیعت شعر و سخن سے ایسی مناسب تھی اور کلام کو ایسی خوبی و خوشنمائی سے موزون فرماتے تھے کہ اسوقت کے بڑے بڑے استاذ ہی استعداد دیکھکر حیران ہوتے تھے ۔ اور کہتے تھے کہ یہ آفت کا پتلا ہے ہونہار ہے عنقریب نام کہلائیگا ۔ بیشک بزرگون کا فرمانا آپکے حق مین فال خیر تھا ۔ آیندہ وہی ہوا جو بزرگون نے فرمایا تھا ۔ آپ کلام کی اصلاح شاعر نامور حافظ تاج الدین مشتاق دہلوی شاگرد میر درد سے لیتے تھے ۔ رفتہ رفتہ مرتبہ استادی کو پہنچے ۔ دکن مین ہر طرف آپکے جواہر چمکنے لگے اور قدرشناس جوہری عزت و اعتبار کی کسوٹی پر پرکھنے لگے ۔ آپکے جواہرات بے بہا کی قیمت بڑھنے لگی ہر ایک یہی کہتا تھا سے نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز شہر کے تمام امرا اور روسا آپکی تعظیم و توقیر کرتے تھے ہزارہا آپکی شاگردی کے سلسلہ مین شریک ہوتے تھے ۔ آپکو سرکار سے بدستور قدیم موروثی منصب مقرر تھا سرکار کی قدردانی سے کسیقدر اضافہ بھی ہوا تھا اور آپکے فرزند بھی مناصب مناسب پر ممتاز تھے ۔ آپکا کلام تازہ تازہ معانی اور شگوفہ شگوفہ مضامین سے تختۂ گلزار ہے

عالم عالم نزاکت و رنگارنگ لطافت سے رشک بہار ہے۔ نہایت صاف و شستہ پاکیزہ و شایستہ ہے۔ ہر ایک شعر لخت جگر ہر ایک مصرع نور بصر ہے ہر ایک فقرہ شکر ریز اور ہر ایک کلمہ دلاویز ہے آپکے کلام سے درد و میر کا انداز نمایان اور ناسخ و مشتاق کا رنگ عیان ہے۔ آپ نازکخیالی مین بلند پرواز اور شیرین مقالی مین شہباز تہے۔ آپ اہل زبان مین سرمو فرق نہین اُن کے جلسہ صحبت مین ہم نوالہ اور مجلس عشرت مین ہم پیالہ تہے مشاعرہ مین اُن کے پہلو بہ پہلو ہم پلہ زانو بزانو ذی مقابلہ تہے۔ آپکے کلام کی لطافت و نزاکت نے اہل زبان سے تسلیم کی سند اور خاص و عام سے قبولیت کی تصدیق لی تہی۔ تلانذہ اور اساتذہ آپکے کلام کو نوٹ کی طرح عزیز رکہتے ہین بلکہ تعویذ جان سمجہتے ہین۔ جناب حکیم مظفر الدین صاحب مزاج نے شائقین پر بڑا احسان کیا کہ مغفور کا دیوان مطبوع کرا یا حق اُستادی کو ادا فرمایا جزاہ اللہ تعالی خیراً۔ آپ فی البدیہہ گوئی مین مشہور تہے ایکروز آپکے ایک شاگرد نے ایک مصرعہ پڑہا اور کہا کہ حضرت ثانی مصرع خیال مین نہین آتا ہے ع دانے نہ آپ سبحہ وسمرن کے دیکہیے۔ آپنے بغیر تامل اُسیوقت کہا ع منکے ڈہلے ہوئے مری گردن کے دیکہیے۔ مولوی احمد علیخان بن مولوی محمد اکبر علیخان واعظ نے ایک مصرع آپکی خدمت مین بہیجا ؎ سکندر طالع جمشید سطوت ✤ اور لکہا کہ یہہ تاریخی مصرع ہے اسمین لفظ طالع کا اضافت کرنا جائز ہے یا نہین مستدلاً جواب بہیجیے آپنے اُسیوقت مولوی محمد فیاض الدینخان فیاض شاگرد رشید کو ارشاد کیا کہ مولوی صاحب کو لکہو کہ طالع کا کسرہ فصاحت کی کسرشان ہے اسلئے کہ سکندر طالع جملہ ہے اور جملہ موصوف نہین ہوتا ہے۔ مقام وصل کا خواہان۔ اور شاعر فصل کا جویان ہے اگر اس مصرع کو اسطرح کہین تو ٹہیک و درست ہو جائیگا ع سکندر طالع و جمشید طینت

ایک روز علامہ مصطفی متخلص بہ سخن نے آپ سے پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے کہ قرآن شریف
مین رحمۃ و نعمت کا لفظ بعض مقام مین بتائے مدورہ اور بعض مقام مین بتائے
دراز سے آتا ہے جیسے نعمۃ اللہ و رحمۃ اللہ نعمت ربک رحمت ربک ۔ آپنے اسیوقت
فرمایا چونکہ رحمت و نعمت کا لفظ اسم اللہ کی طرف مضاف ہوتا ہے ۔ شان ایزدی نے
کہ وہ منان و منعام ہے اسبات کو نہین پسند کیا کہ نعمت و رحمت کو کوتاہ اور کم کرے
کیونکہ تائے مدور کے اعداد پانچ اور تائے دراز کے اعداد چارسو ہوتے ہین ۔ اسلئے مع اللہ
تاء دراز و بغیر اضافہ تائے مدورہ لکھا جاتا ہے ۔ میان سخن اس سخن کے سنتے ہی پھڑک گئے
آپ تاریخ گوئی مین بھی بے نظیر تھے ۔ آپکے مطبوعہ دیوان مین بہت سی تاریخین ہین
ہم اسمین سے دو چار بطور نمونہ لکھتے ہین تا کہ شائقین لطف اٹھائین ۔

تاریخ رحلت مہاراجہ راجہ چندو لال مدار المہام ۔ مرد با خدا بود راجہ چندو لعل
١٢٦٣ھ

تاریخ بنائے مسجد عبد الشکور ...... ہست بیت المقدس این مسجد
١٢٦٥

تاریخ تولد نواب ظفر جنگ بہادر ...... شد باوقار اقبالمند
١٢٨٣

تاریخ جلوس اعلیحضرت ناصر الدولہ بہادر مرد میدان سکندر ثانی
١٢٤٣ھ

آپ خوش اخلاق و خوش اشفاق تھے ۔ پاکیزہ سیرت و پسندیدہ صورت ۔ صاحب مروت
و سخاوت ۔ صوفی المشرب صافی المذہب ۔ صلح کل کے سالک ولایت درویشی کے
مالک تھے ۔ ظریف الطبع لطیف الوضع خوش مزاج و زندہ دل تھے ۔ ضعیف تھے مگر دل مین
جوانی کا جوش ۔ بڈھون مین بڈھے جوانون مین جوان بچون کے ساتھ بچے تھے ہر ایک
کیا پیر کیا جوان کیا طفل ابجد خوان سب آپسے خوش تھے اور آپکی صحبت سے مستفید
ہوتے تھے ۔ مزاج مین کسر نفسی زیادہ تھی تکلف ظاہری سے متنفر تھے مکان مین فرش بوریا

ہوتا تھا۔ اُسی پر امرا و غربا آتے تھے اور بیٹھتے تھے آپ بمصداق الفقر فخری فقیری پر
نازان فقرا و کملا کے خواہان تھے۔

حکایت مشائخ مین سے کوئی بزرگ آپکے پاس آئے اور آپکے سامنے اپنی شیخی اور
بزرگی ظاہر کرنے لگے اور جوش غضب سے فرماتے تھے کہ اپنی شیر کی شکل مین جلوہ دکہاتا ہون
زمین سے آسمان تک آگ لگاتا ہون۔ آپنے نہایت انکساری سے فرمایا کہ شاہ صاحب
یہ کیا کمال ہے شیر حیوان درندہ اور آگ عنصر سوزندہ ہے انسانی شکل و نورانی ہیئت مین
جلوہ فرمائے۔ شاہ صاحب دم بخود ہوئے اور اپنے فعل پر نادم۔ فیض کی بردباری پر آفرین
شاہ صاحب کی شعلہ باری پر نفرین۔

حکایت ایکروز کوئی اور بزرگ آپکی خدمت مین آئے بطور مسخریہ کہنے لگے کہ آپکے
تخلص فیض کا قافیہ کیا ہوگا۔ آپنے اسوقت فرمایا ؎ آنکہ بنائے نمود وجود نشست
بیہہ بزرگ بہی شرمندہ ہوئے۔

آپ خوش اعتقاد سنی المذہب تھے آپکو حضرت حافظ محمد علی صاحب خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے
بیعت اور خلافت حاصل تہی۔ اکثر لوگ حسن اعتقاد و حسن ارادت سے آپکے مرید ہوتے تھے
آخر آپ ۱۲۸۳ھ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رونق افزا ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ
راجعون۔ آپکے تلامذہ نے بہت سی تاریخین لکھی۔ دیوان مطبوعہ مین موجود ہین ہم چند
مادے یہان ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

ع حیدرآباد سے بس گیا فیض ۱۲۸۳ - جناب فیض واصل حق ۱۲۸۳ - فیض از ینجا نمود عزم جنان ۱۲۸۳
گولی پورہ کے دروازہ کے باہر بیرون شہر مدفون ہوئے۔

آپکے باقیات الصالحات دو فرزند مولوی میر ضیاء الدین احمد عرف پاپا میان۔ مولوی

میر عماد الدین محمد وصف تخلص لائق وفائق تھے افسوس کہ چند سال ہوئے کہ دونون
فوت ہو گئے۔ میر ضیاء الدین صاحب کا ایک صاحبزادہ مسمی یادگار باقی ہے
سرکار عالی کے منصبدارون مین ملازم ہے۔ اور قاضی غلام نبی صاحب صدیقی القادری
کمل پوش آپکے خلیفہ ہین۔

آپ صاحب التالیف التصنیف تھے منجملہ طریق الفیض شرح عوامل۔ شمس النحو۔ شمس الصرف
شمع منظومہ صرف۔ رسالۂ ناسخ ومنسوخ۔ شرح کلمۃ الحق۔ شرح میر شمس الدین عروض وقافیہ
مفید الاحکام حلت وحرمت۔ خزانۃ الامثال ورا صطلاحات لغات اردو۔ جدول الصف النہار
فیض جاری مطبوع۔ چونکہ آپکے دونون دیوان فارسی واردو دکن مین دائر وسائر ہین
لہذا ہر ایک دیوان سے بطور نمونہ چند اشعار پر اکتفا کیا گیا۔ من اشعارہ الفارسی

جا بیش بجز خانقاہ و بہ میخانہ جائے ما	وله	تقوی برائے زاہد و مستی برائے ما
گوید ہر آنچہ شارع میخانہ آن کنیم		اینست در شریعت ما اتقائے ما
ناوک عشق از کمان دیگر است		مرغ جانم را گمان دیگر است
مطلبم از کاروان مصر نیست		یوسفم در کاروان دیگر است
بر در کعبہ نیاز سر فرو		سجدہ گاہم آستان دیگر است
فیض مطلق شو مقید تا کجا		بے نشانم را نشان دیگر است

من اشعارہ الہندی

کفر جو تھا دین مرا ہو گیا	بت ہی نصیبون سے خدا ہو گیا
کیسی دوا مجکو مسیحانے دی	درد محبت کا سوا ہو گیا
موت کدھر آتی ہے دیوانی ہے	فیض تو پہلے ہی فنا ہو گیا

حرم میں دیر میں جب کوئی روبرو آیا ۔ ولہ ۔ مجھے یقین ہوا بس یہی کہ تو آیا
کسی کا کوئی بھی ممنون نہیں ہے کر انصاف ۔ ادھر سے میں نکل آیا اُدھر سے تو آیا
اٹھائیں جیب کی لاکھوں ہی ہچکیاں میں نے ۔ مگر نہ قبضہ میں داماں آرزو آیا
نہیں فرق کچھ دیر میں اور حرم میں ۔ ولہ ۔ جو بت چاہتے ہیں خدا چاہتا ہے
تقاضا دیت کا مگر فیض اُن سے ۔ خدا سے کوئی خونبہا چاہتا ہے

فدا ـ شیخ احمد نائطہ

فدا تخلص ـ شیخ احمد نام ـ اورنگ آبادی الاصل قوم نوائط سے ہے ۔ تحفۃ الشعرا کے مؤلف نے لکھا کہ خوش فکر و موزون الطبع تھا ۔ فارسی عربی میں مستعد طالب علم تھا شعرگوئی کا فریفتہ تھا ۔ اکثر اوقات سخن سنجی میں صرف کرتا تھا ۔ کلام دلچسپ و مرغوب کہتا تھا ۔ سنہ ۱۱۷۵ ہجری میں زندہ تھا تقریباً سنہ ۱۲۰۰ ہجری میں فوت ہوا ۔ من کلامہ

دست در داماں یار نازنین داریم ما ۔ چین پیشانی بروے آستین داریم ما
دیدن روے ترا ہر کہ تمنا میکرد ۔ ولہ ۔ حیرت آئینہ را کاش تماشا میکرد
دلم از داغ جنون سرو چراغان شدہ است ۔ کاش می آمد و از دور تماشا میکرد
تا زگلزار عدم خندہ فروشم کردند ۔ ولہ ۔ ہمچو گل خرقۂ صد پارہ بدوشم کردند
دامنم از قطرۂ اشک بدخشاں کردند ۔ از لب لعل کسے نکتہ بگوشم کردند

فائز ـ آقا میرزا قاسم علی

فائز تخلص ـ آقا میرزا قاسم علی نام ـ رشتی الاصل والنسل ہیں ـ جامع العلوم والفنون تھے ـ فارسی انشاپردازی میں نظماً و نثراً وحید عصر تھے ۔ اور خوشنویسی میں فرد فرید جمیع اقسام خطوط

یعنی نستعلیق و شکستہ و نسخ وغیرہا کے خطاط کامل تھے - خاص خط نستعلیق مین استاد و ثانی میر عماد تھے آپ اکثر اوقات درس و تدریس مین مشغول رہتے تھے - حیدرآباد مین اکثر امرا زادے آپکے حلقۂ درس مین شریک ہوتے تھے - نواب مختار الملک مدار المہام اول کو بھی آپسے تلمذ تہا - آپ خوش اخلاق و صوفی مشرب تھے - سلیم الطبع حلیم الوضع - سرکار عالی کے صیغہ منصب مین ملازم تھے - شعر و شاعری کے شیفتہ تھے - جو کہتے تھے مرغوب قلوب ہوتا تہا - آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہے آپکے ہر ایک شعر سے بلاغت و فصاحت مترشح ہوتی ہے - صاحب دیوان تھے مگر آپکا دیوان مرتب نہین ہوا تہا کہ آپنے دسوین تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین دار البقا کیطرف رحلت کی میر مومن سنترآباد کے دائرہ مین مدفون ہوئے آپکے فرزند ارجمند میرزا محمد تقی صاحب یادگار باقی ہین بمصداق الولد سر لابیہ باپکے قدم بقدم ہین - شاعری اور تاریخ گوئی مین مہارت کامل رکھتے ہین عربی و فارسی مین دستگاہ و خوشنویسی آپکی میراث ہے - خوش خلق و نیک محضر پسندیدہ سیر ہین فقیر مولف سے نہایت محبت رکھتے ہین سلمہ اللہ تعالی - کتبخانہ آصفیہ مین ملازم ہین - من اشعار صاحب ترجمہ

دیدہ وا کہ علاج غم ز مسیحا شدنی نیست	این عقدہ بغیر از لب او وا شدنی نیست
افسوس کہ از بام نگاہش بفتادیم	چون اشک کہ افتاد اگر پا شدنی نیست

فطرت میرزا معز الدین محمد موسوی خان

فطرت تخلص میرزا معز الدین محمد نام موسوی خان خطاب ہے - آپ سادات قم و خاندان امام ہشتم سے ہین - میر محمد زمان مشہدی کے نواسہ - آپکے نانا مشہد مقدس مین تمام علما کے سرآمد تھے آپکی ولادت سنہ ۱۰۵۰ ہجری مین ہوئی - افضل اہل زمانہ تاریخ ولادت ہے نشو و نما کے بعد ابتدائے عقل و شعور سے تحصیل علوم مین مشغول ہوا کتب ابتدائیہ سے وطن مالوفہ مین فارغ ہوکے عالم شباب کے شروع مین اپنے والد ماجد میرزا محمد سے برہم ہوکے

دارالسلطنت اصفہان مین آیا دو سال کامل آقا حسین خوانساری کے حلقۂ درس مین شریک رہا۔ کتب عقلیات و نقلیات کو ختم کیا درجہ کمال کو پہنچا ۱۰۸۲ھ ہجری مین ہندوستان مین رونق افزا ہوا۔ اسوقت ہند مین عالمگیر حکمرانی کرتا تھا۔ بادشاہ کی ملازمت مین مشرف ہوا۔ بادشاہ علم دوست نے اسکو بسبب جوہر ذاتی و نسبی الطاف شاہانہ سے سرفراز فرمایا اور شاہنواز خان صفوی کی دوسری لڑکی سے شادی کر دی۔ اور اسکو اپنا ہمزلف بنا کے سربلند کیا۔ اور دیوانی عظیم آباد پٹنہ پر مامور فرمایا۔ لیکن وہان بزرگ امید خان ناظم بن امیرالامرائے شایستہ خان اور میرزا مین باہم موافقت نہین ہوئی۔ بزرگ امید خان اپنی خاندان کی بزرگی پر نازان تھا۔ نازک دماغی سے آسمان پر قدم رکھتا تھا۔ اور میرزا صاحب بھی بادشاہ کی ہمزلفی و کمال فضل کی وجہ سے ناظم کی فرمان برداری مین نہین جھکاتا تھا دونون کی نااتفاقی سے انتظام مین خلل واقع ہوتا تھا۔ آخر نا چاقی کی خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی میرزا کو حضور مین طلب کیا۔ میرزا حسب الحکم حضور مین آیا ۱۰۹۹ھ ہجری مین موسوی خان خطاب و دیوانی تن سے سرفراز ہوا جب آپ وزارت دکن و دیوانی تن و بزاری منصب سے سرفراز ہوئے تب میرزا افضل سرخوش نے شاہجہان آباد سے ایک رباعی موزون کرکے بھیجی ہو ہذہ

ایام بکام دوستان را گشتہ	کار میرزا معز بسامان گشتہ
چیزے کہ بجا شد بعالم این بود	کان سید پاک موسوی خان گشتہ

ایک سال کام کرتا رہا۔ پھر کل ممالک دکن کی دیوانی پر مقرر ہوا۔ دو برس تک دیوانی دکن کا انتظام عمدہ طرح سے کیا آخر باجل طبیعی دکن مین فوت ہوا یہ واقعہ ۱۱۰۱ھ ہجری مین واقع ہوا کلمات الشعرا مین سرخوش لکھتا ہے کہ آپکی رحلت کی خبر سے تمام اہل سخن رنج و ماتم مین

مبتلا ہوئے میاں ناصر علی فقیر کے سامنے زار زار رونے لگا۔ حیف دانا مردن افسوس نادان زیستن۔ فقیر کے دل پر ایسا سخت صدمہ گذرا کہ بیان سے خارج ہے فقیر نے دو قطعہ مرحوم کی تاریخ میں لکھے ایک موافق تخلص ثانی دوسری موافق خطاب خانی ھو ھذا

معز الدین محمد موسوی حیف ۔۔۔ ز عالم سوے ملک معنوی رفت
کشید آہ و بگفتا عقل تاریخ ۔۔۔ معز الدین محمد موسوی رفت

وله

دریغا رخت ہستی زین سرا بست ۔۔۔ معز موسوی خان سخندان
زحیرت خواست دل تاریخ سالش ۔۔۔ خرد گفتا کجا شد موسوی خان

مرزا خوش خیالی و معنی یابی و شعر فہمی انشا پردازی میں بے نظیر تھا مستعدان زمانہ اس بات متفق ہیں کہ اسوقت تک کوئی فرد میرزا کی لیاقت و کمالات کے برابر عجم سے ہند میں نہیں آیا۔ فضیلت و وقت آفرینی و جدت طبع و خورده بینی میں ید بیضا دکھلاتا تھا۔ علم معقولات میں رستمی کا نقارہ بجاتا تھا۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

من مرغ خوش ترانہ بباغ فضیلتم ۔۔۔ طبع مرا بزمزمہ شاعری چہ کار

اور آپ اکثر فرماتے تھے کہ میں علم معقولات و تحقیق میں ایسی لیاقت و قدرت رکھتا ہوں کہ کوئی معقولی و صوفی معقولات و تصوف میں مجھ سے آگے نہیں بڑھ سکتا ہے لیکن جب فنا فی اللہ کا ذکر آتا ہے۔ میں عاجز ہوتا ہوں۔ اس لئے کہ حرف فنا سے نہ انکار کر سکتا ہوں نہ اقرار۔ بزرگان دین و مشائخ کے حالات میں پڑھا ہوں کہ جمیع اولیا و مشائخ ذات حق میں فانی ہوتے ہیں میں بظاہر اُن کے اور اپنے درمیان فرق نہیں پاتا ہوں۔ میری طرح وہ کھاتے پیتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ وے کیونکر فانی ہوتے ہیں اور میں فانی نہیں ہوتا ہوں مرزا معز صاحب ترجمہ اوائل میں فطرت تخلص فرماتے تھے اور آخر میں موسوی اختیار کیا

تبدیل تخلص کے بابت فرماتے تھے کہ تخلص آخر سے میری نسبت حسب خطاب جانی کا اظہار ہوتا ہے انتہی کلامہ هذا من بوارق طبعه

شدم خاک و هنوز از عشق او آتش بجان دارم در آغوش کفن جسمی چو تب در استخوان دارم

وله

صد راه جمعیت باشد پریشانی مرا داشت عریانی نگه ز آلوده دامانی مرا

شمیم غنچه پریشان کند دماغ مرا بود فتیلهٔ خود آستین چراغ مرا

کار ما پیچیده در بند از گشاد ناخن است عقدهٔ ما همچو گوهر خانه زاد ناخن است

ما طائر عشقیم و قفس بال و پر ماست چون بوی گل چیده هم سفر ماست

عیب صاحب هنران جوش تنک ظرفیهاست آب یاقوت چو زد موج رگ یاقوت است

چو سوز عشق را کامل کنی عیب هنر گردد شود یاقوت هر سنگی که لبریز شرر گردد

عاجز شد از رفاقت ما رهنمون ما استاده آب تیغ و روانست خون ما

بحر و کان را نارسا افتاده استعداد فیض گوهر آب دیده و یاقوت خون دل نشد

شوقش ببرقع از دل بیتاب کم نشد این مه گرفت و شوخی مهتاب کم نشد

ندارد آفتی چون غنچه از صرصر چراغ من برنگ لاله در آغوش ناخن خفته داغ من

آتشم ورنه پا بود و لی همچو سپند کام اول نفسم سوخت ازین راه مپرس

مرد حق در عین دنیا داری از دنیا بریست ملک در دست سلیمان نیست در انگشتریست

تن پرست غرور از بادهٔ خود پرورست شیشه تا موج شکستن میزند بال پریست

عشق در مصر جنون لاف خدائی میزند حسن اگر یوسف شود در کسوت پیغمبریست

ذوق عشق آئینه دار راز دلها می‌شود چون سبو بالخموشی ناله پیدا می‌شود

حسن سعی کوهکن از نقش شیرین ظاهر است کار چون نیکو بود کار فرما می‌شود

حق شناسی حیرت افزائے دل آگاہ شد	جادۂ بالید آنقدر بر خود کہ سد راہ شد
چیرۂ برقع کشائی شاہد مقصود گشت	عقدۂ دل عاقبت پیکان تیر آہ شد
نہان نگذاشت افسون غمش در پردۂ ناموسیا	پری در شیشہ رسوا سوخت چون شمعی بفانوسی
شب از پروانہ شرح انتہائے شوق پرسیدم	کف خاکستری افشاند بر دامان فانوسی

فیضی - ابو الفیض ملک الشعرا

فیضی تخلص - ابو الفیض نام - عربی الاصل و النسل ہے - آپکے بزرگان سلف یمن مین متوطن تھے - آپ کے اجداد مین ایک بزرگ وطن سے قطع تعلق کرکے سیر سیاحت کرتے ہوے سندھ و ہند مین آئے - قصبۂ ریل علاقہ سندھ مین سکونت پذیر ہوئے - اور قصبہ مین کسی شریف زادی سے شادی کر لی - دسوین صدی ہجری کے شروع مین شیخ خضر فیضی کے جد بزرگوار سندھ سے ناگور مین آئے - اور یہان ایک شریف خاندان مین شادی کر لی - اُسی شریف منکوحہ سے شیخ مبارک پیدا ہوئے - فیضی آپ ہی کا فرزند با اقبال ہے - شیخ مبارک علامۂ عصر تھا علوم معقول و منقول مین کامل تھا - آپکے تبحر علم کی تصدیق اُس تفسیر سے ہوتی ہے جسکو آپنے تالیف کیا ہے اسکا نام منبع العیون ہے یہہ تفسیر چار جلدون مین ہے - آپ صابر و قانع تھے - دنیوی عزت و مرتبہ سے نفرت کرتے تھے - شیر شاہ کے عہد مین آپکو اعلی خدمت صدارت کی ترغیب دی گئی - آپنے قبول نہین فرمایا - آپ اگرچہ حنفی المذہب تھے لیکن تعصب تقلید سے پاک - صلح کل کے پیرو - کافر و مسلمان سے ملتے تھے - اور مہدوی فرقہ سے آمیزش و محبت رکھتے تھے - عوام مین حاسدین نے مشہور کیا کہ شیخ رافضی مہدوی و دہری ہے شیخ ناگور سے گجرات اور گجرات سے آگرہ مین پہنچے - میر رفیع الدین حسینی کے ہمسایہ مین

جمنا کے کنارے سکونت اختیار کی اور یہاں ایک شریف خاندان میں شادی کی ۔
خدا تعالیٰ نے کثرت اولاد عطا کی ۔ اکبر اولاد فیضی صاحب ترجمہ ہے ۔ فیضی ۹۵۴ھ ہجری
میں پیدا ہوا نشو و نما کے بعد ابتدائے شعور سے والد ماجد کی خدمت میں تعلیم شروع کی ۔
عالم شباب میں فارغ التحصیل ہوا ۔ درجہ کمال کو پہنچا لیکن بد قسمتی سے مدت تک زمانہ کے
مصائب میں مبتلا رہا جب ۹۷۴ھ ہجری میں فیضی کے والد ماجد نے گوشہ نشینی کو ترک کیا
درس تدریس کی مسند پر جلوس کرکے عوام الناس کے افادہ میں مصروف ہوئے تب حاسدین نے
اکبر بادشاہ ہند کو اس بات پر آمادہ کیا کہ شیخ مبارک مہدویہ کو مع تمام خاندان سزا دینا چاہیے
بلکہ بادشاہ کو مجبور کرکے شیخ کے گرفتاری کا فرمان جاری کر دیا ۔ پس شیخ بامر لاچاری
مع فرزندان فیضی و ابوالفضل گھر سے برآمد ہوکے چند مدت تک ادھر ادھر پوشیدہ ہوتے
رہے اور ملایان متعصب نے ایک فتویٰ بھی تیار کرایا کہ شیخ کو سزائے کاملہ دینا چاہیے
چو طرف جاسوس تلاش میں سرگرم ہوئے ۔ آخر ۹۷۴ھ ہجری میں فیضی دربار اکبری میں باریاب
ہوا ۔ بادشاہ نے اسکی قدردانی و قدر افزائی خوب کی اور اسکو متعدد خدمات سے سرفراز فرمایا
فیضی نے تمام حالات گذشتہ ایک قصیدہ طویل میں لکھا ہے ۔ من اشعارہ

سحر نوید رسان قاصد سلیمانی	رسید ہمچو سعادت کشادہ پیشانی
بشیران سعادت نداکنان کہ بخوان	نجات نامہ خود اے حزین زندانی

پورا قصیدہ ابوالفضل نے آئین اکبری میں مذکور کیا ہے ۔ فقیر مولف طوالت کیوجہ سے
صرف وہی شعر پر اکتفا کرتا ہے ۔ ان کنت شائقا فارجع الیہ ۔
پھر فیضی کا اقتدار و تقرب روز بروز ترقی کے اوج پر عروج کرنے لگا ۔ فیضی عالم فاضل
طبیب حاذق فلسفی مزاج ۔ شاعر ماہر تھا دربار کی خدمت پسند نہیں کرتا تھا ۔ افادہ عام سے

مشاغل مین مصروف رہتا تہا۔ شہزادون کی تعلیم و تربیت اسی کے متعلق تہی سنہ ۹۹ ہجری مین بادشاہ نے آگرہ - کالپی و کالنجر کی صدارت فیضی کو عطا کی اور سنہ ۹۹۳ ہجری مین جب اکبر نے عساکر ظفر مظاہر یوسف زئی افاغنہ کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا تب فیضی کو بہی اس مہم پر مامور فرمایا۔ اور سنہ ۹۹۶ ہجری مین ملک الشعرا کے خطاب سے سرفراز کیا۔ اور سنہ ۹۹۷ ہجری مین فیضی کو کشمیر کے سفر مین ہمراہ لیا۔ کشمیر کی تعریف مین ایک قصیدہ لکہا جسکا مطلع یہہ ہے ؎

ہزار قافلۂ شوق می کند شبگیر　　کہ بار عیش کشاید بہ خطۂ کشمیر

جب سنہ ۹۹۹ ہجری مین اکبر نے دکن کے فتح کرنیکا عزم بالجزم کیا حکام دکن مثلاً راجہ علیخان فاروقی والی خاندیس و برہان نظام شاہ والی احمد نگر وغیرہا کے طرف فیضی کو سفارت پر مقرر فرماکے بہیجا۔ فیضی اگرچہ اس خدمت کو ناپسند کرتا تہا لیکن طوعاً و کرہاً قبول کیا۔ اُس نے سفارت کا کام اُس خوبی سے انجام دیا کہ راجہ علیخان و برہان شاہ حلقہ بگوش بن گئے۔ فیضی نے برہان پور مین دربار منعقد کیا تخت پر شاہی تلوار و خلعت اور فرمان شاہی رکہا۔ راجہ علیخان پیادہ پا آیا۔ کہڑے ہوکے تین دفعہ نہایت ادب سے تسلیمات ادا کیا۔ فیضی نے فرمان شاہی ادب سے ہاتہ مین لیکے کہا کہ حضور نے آپکے نام فرمان بہیجا ہے۔ راجہ علیخان نے فرمان کو سر پر رکہا اور تین تسلیمات بجا لایا۔ خلعت تلوار کو بہی لیکے تسلیمات بجا لایا۔ پہر برہانپور سے احمد نگر مین آیا۔ برہان نظام شاہ سے ملاقات کی اور سفارت کے کام کو انجام دیا۔ سفارت کے مہمات سے فارغ ہوکے ایک عرضداشت مفصل لکہکے حضور مین بہیجی۔ عرضداشت مین تمام ممالک دکن کی پوری حالت لکہی۔ راستون کے انتظامات اور شہرون کے عمارات و قلعون کی حالت بتلائی۔ اور زمین و زراعت و صنعت و حرفت کا بہی ذکر کیا ہے۔ اور علما و شعرا

کے بہی حالات اور نقلین و حکایتین بہی موقع و محل پر بیان کرتا ہے۔ چنانچہ عرضداشت مین ظہوری و ملک قمی کی ملاقات کا ذکر کرکے دونون کے نسبت لکہا کہ مین یہان دو شاعر صوفی مشرب سے ملا۔ دونون خوش صحبت و بہت بیتر ہین۔ قدمبوسی حضور کے مشتاق ہین اور دونون کے قصائد و غزلین بہی بہیجین۔ آخر سنہ ۱۰۰۱ ہجری مین سفارت کے کام سے فارغ ہوکے حضور مین پہنچا۔ اکبر بادشاہ اسکے کام سے بہت خوش ہوا۔ انعام صلہ سے سرفراز فرمایا سنہ ۱۰۰۳ ہجری مین بادشاہ نے چاہا کہ نظامی کے خمسہ کا جواب لکہا جائے چنانچہ فیضی نے نلدمن کا قصہ شروع کیا۔ چار مہینہ مین ختم کرکے پیش کردیا۔ اُس مین چار ہزار شعر ہین چنانچہ خود کہتا ہے ؎

این چار ہزار گوہر نایاب || کانگیختہ ام بہ آتشین آب

مرکز ادوار۔ و سلیمان و بلقیس۔ ہفت کشور۔ نلدمن۔ اکبرنامہ۔ ان مین سے دو کتابین ختم ہوئین۔ ایک نلدمن دوم مرکز ادوار۔ باقی مثنویان ناتمام رہین۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ نلدمن خوشخط لکہوا کے کتب خانہ مین رکہین۔ اور نقیب خان کو حکم ہوا کہ وہ پڑہ کر سنایا کرے موارد الکلم اخلاق مین غیر منقوط حروف مین لکہی۔ یہہ نسخہ کلکتہ مین مطبوع ہوچکا ہے۔ پہر ایک تفسیر مسمی سواطع الالہام ہے۔ یہہ بہی مطبوع ہوچکی ہے۔ اکثر شعرا و علما نے کتاب پر تقاریظ لکہے ہین۔ یہہ تفسیر غیر منقوط حروف مین سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین تمام ہوئی۔ مُلا حیدر کاشانی نے پوری قل ہو اللہ سے تاریخ نکالی۔ یعنے بحساب جمل اس سورہ کے حروف شمار کئے جاین تو ۱۰۰۲ ہجری برآمد ہوتے ہین۔ ظہوری و ملک قمی نے قصیدے اور رباعیان لکہین۔ حاسدین رشک سے کہتے تہے فیضی نے یہہ بیفائدہ کام کیا۔ آج تک کسی نے ایسی تفسیر نہین لکہی فیضی نے یہہ لغو کام کیا یہ بدعت ہے۔ فیضی نے جواب دندان شکن دیا۔

کہ خود کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ از سرتا پا غیر منقوط ہے۔
صاحبِ دیوان ہے۔ دیوان میں تخمیناً نو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں دیوان کا نام طباشیر الصبح ہے۔ مجموعۂ قصائد ایک مختصر مجموعہ ہے۔ لطیفہ فیضی آپکے مکاتیب و خطوط کے مجموعہ کا نام ہے۔ حسب الحکم بادشاہ لیلاوتی۔ رسالہ حساب میں ہے فیضی نے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔

شعر شاعری کے طرف فطرةً راغب تھا کسی سے کلام کی اصلاح نہیں لی جو کچھ کہتا تھا زورِ طبیعت سے واقع ہوتا تھا اہل زبان کے ساتھ آمیزش و اختلاط رکھنے سے کلام میں اہل زبان کا محاورہ جلوہ افروز ہونے لگا۔ زیادہ مزاولت سے کلام صاف و شستہ ہوتا گیا۔ عربی میں فاضل و ادیب ماہر لبیب ہونیکی وجہ فارسی اشعار میں صنائع و بدائع لفظی و معنوی سے بہت کام لیتا ہے۔ اشعار کے ہر ایک شعر سے بلاغت و فصاحت مترشح ہوتی ہے فارسی میں عربی لغات کو ایسی خوبی سے شامل کرتا ہے غیر مانوس نہیں معلوم ہوتے۔ شعرائے اہل زبان سے اکثر میل جول رکہتا تھا اور اُن سے مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ بھی جاری رکھتا تھا۔ اور اہل زبان نے فیضی کے کلام کی داد دی ہے اور ادب کے ساتھ یاد کیا ہے چنانچہ مرزا صائب نے فیضی کی غزل پر غزل کہی ہے ؎

این آن غزل کہ فیضی شیرین کلام گفت — در دیدہ ام خلیدہ و در دل نشستہ

اور علی نقی کمرہ نے اصفہان سے ایک قصیدہ فیضی کی مدح میں لکھہ بھیجا۔ فقیر مولف قصیدہ سے چند اشعار گزارش کرتا ہے ؎

مرا فکند بر نظم اموزم پرتو فیضی	ابو الفیض آن گزین اکبر و شیخ کبیر من
ظہیر قدوۂ پیشینیان حتی ظہیر الدین	امیر زبدۂ اہل زبان حتی امیر من

اگر ہستم مجیر اندر سخن او ہست خاقانی	وگر من سنجرم آستان او مجیر من
کہیم با او رسد در شاعری دعوائے ہمچشمی	کہ در این خانقاہ من مرید و اوست پیر من
زمین ہند با قرب درش نعم النعیم دل	ہوائے خلد دور از حضرتش بئس المصیر من

ابتدا مین فیضی تخلص کرتا تہا - آخر مین فیاضی اختیار کیا - چنانچہ کہتا ہے ۔

زین پیش کہ سکہ ام سخن بود	فیضی رقم نگین من بود
اکنون کہ شدم بعشق مرتاض	فیاضیم از محیط فیاض

فیضی نے ایک مثنوی مین اسبات پر فخر کیا ہے کہ میرے کلام مین لفظ سگ مثل دیوان حافظ نہین ہے هو هذه

منم فیضی کہ در میدان معنے	چو من چابک سوارے تیز تک نیست
سجلد شعر من از پوست تا مغز	بجائے مردم پاک رگ نیست
بدان می ماند این پاکیزہ گفتار	کہ در دیوان حافظ نام سگ نیست

شیخ محمد یحیی الہ آبادی کتاب اعلام الانام مین کہتا ہے کہ شاید فیضی کے مطالعہ مین حافظ کی یہہ بیت نہین گذری - اسمین لفظ سگ آیا ہے ۔ وہ بیت یہ ہے

شنیدہ ام کہ سگان را قلادہ می بندی   چرا بگردن حافظ نمی نہی رسنے

سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد بلگرامی کہتے ہین کہ خواجہ حافظ کے دیوان کے بعض نسخون مین بجائے حافظ لفظ عاشق واقع ہوا ہے اور مقطع اسطرح ہے ؎

مزاج دہر تبہ شد درین بلا حافظ   کجاست فکر حکیمی و رائے برہمنی

آزاد کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل دیوان مین شعر متنازعہ فیہ نہوگا - اور فیضی کے پاس دیوان کا وہ نسخہ ہوگا جسمین یہہ شعر نہوگا و الا فیضی ایسی غلطی کبھی نہین کریگا - گل رعنا کے مولف نے

لکہا کہ ایک وقت عرفی شیرازی فیضی کے دولتخانہ پر ملاقات یا عیادت کے لیے آیا۔ دیکہا کہ فیضی کے پیچہے چند کتّے پہر رہے ہین۔ عرفی نے پوچہا کہ نام این مخدوم زادہا چیست؟ فیضی نے جواب یا عرفی ہے۔ اس نے جواب مین کہا مبارک ہو الخ۔ اس نقل سے ثابت ہوتا ہے کہ سگ پرور و سگ پرست تہا۔ اور فیضی کا اپنے دیوان کو خواجہ حافظ کے دیوان کا نظیر قرار دینے سے محقق ہوتا ہے کہ فیضی کو کتّے کے نام سے نفرت کلی ہے۔ پس دونون روایت مین معارضہ ہے۔ بمصداق اذا تعارضا تساقطا۔ جب دونون قول باہم متعارض ہوئے تو ساقط ہوتے ہین ایک بہی اعتبار کے لائق نہین رہا۔ فقیر مولف کے نزدیک عرفی و فیضی کی نقل باہم سوال و جواب بہ نسبت اسمائے سگان الخ کی بنیاد تصنع پر ہوگی۔ حاسدین نے اس قسم کی نقلین فیضی کی اہانت و ذلت کے لیے بنا کے مشہور کئے ہون گے۔

اخلاق وخصائل کا ذکر

فیضی خوش طبع شگفتہ مزاج متین و ظریف تہا۔ خوش خلق و صاحب مروت و مہمان نواز تہا امیر و فقیر سے بے تکلفانہ ملتا تہا۔ ہر ایک کے ساتہہ جہانتک ممکن ہوتا تہا ہمدردی و مساعدت کرتا تہا۔ فیاض و سخی دل تہا غریب دوست مہمان نواز تہا۔ علما و شعرا و صاحبان کمال کی نہایت قدر کرتا تہا۔ عرب عجم کے شعرا و علما کے لئے اسکا دولتخانہ فرودگاہ تہا۔ عرب عجم کے اہل کمال جب ہند مین آتے تہے اسیکے مکان پر فروکش ہوتے تہے۔ مہمان کی خاطرداری مدارات مین حسن سلوک کرتا تہا۔ مہمان عزیز کو حضور بادشاہ مین پیش کر کے عہدہائے جلیلہ پر مامور کراتا تہا اور حجاج و زائرین کو انعام و صلہ دلوا کے رخصت کرتا تہا۔ اور بلاد و امصار کے علما و شعرا سے مراسلت کا دروازہ کشادہ رکہتا تہا۔ اور ہر ایک عالم و شاعر کے لئے انعام و صلہ بادشاہی بہیجتا تہا۔ بلکہ اکثر علما و شعرا کے وظائف حضور سے مقرر کرواتے تہے۔ اور بادشاہ کی خدمت مین

اکثر علمائے نامور کے بلانے کی تحریک و ترغیب کرتا ہے۔

ملا عبدالقادر بداونی فیضی و ابوالفضل کو برے الفاظ کے ساتھہ یاد کرتا تہا۔ مرتد و ملحد کے خطابات سے مخاطب کرتا ہے اور فیضی ملا صاحب کے ساتھہ حسن سلوک کرتا ہے اور حضور مین سفارش کرکے وظیفہ و جاگیر دلاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ملا دیندار و مومن پاک دل ہے فیضی نے سنہ [illegible] ہجری مین احمدنگر سے بادشاہ کو ایک خط لکہا۔ اسمین ملا صاحب کی بہت تعریف لکہی کہ ان کے علم و فضل و دیانت کا اظہار کرکے آخر مین عرض کرتا ہے کہ مین گویا حضور مین حاضر ہوکے ملا صاحب کے اوصاف حمیدہ عرض کر رہا ہون اگر نہ عرض کرتا تو گنہگار ہوتا۔

دیکہو ملا صاحب فیضی کو زندیق و کافر کہتے ہین۔ واقع مین فیضی حکیمانہ خیال کہتا تہا۔ اور صلح کل کے طریقہ پر چلتا تہا۔ ملایان متعصب سے دور رہتا تہا۔ شیعہ و سنی کے مناظرہ کو ہنگامہ سمجہتا تہا نہ اسے شیعہ سے کام تہا نہ سنی سے بلکہ ملاؤن کی بحث و تکرار پر قہقہہ مارتا تہا۔ متعصب ملاؤن نے ابتدا مین اکبر کو اپنا ایسا مطیع بنا لیا تہا۔ جو یہہ کہتے تہے اکبر تسلیم کرتا تہا بدعتی و رافضی کشی کا ہنگامہ گرم تہا اکثر بدعتی و رافضی و زندیق و ملحد ہونے کے جرم مین قتل ہو چکے تہے۔ جب فیضی و ابوالفضل بادشاہ کی مقاربت مین پہنچے تب دونون نے بادشاہ کے ذہن نشین کیا کہ یہہ متعصبین اصل مذہب سے بیخبر ہین اسلام کی اصل حقیقت سے واقف نہین ہین انکا کام یہی ہے کہ ہر ایک کی تکفیر کرنا۔ اس کے سوا کچہہ نہین سمجہتے دونون کے کوشش کی بدولت بدعتی و رافضی کشی کا ہنگامہ موقوف ہوا اور متعصبین ملاؤن کا زور توڑ دیا پس اکبر کو دونون کے مشورہ سے ایسا موقع ملا کہ آزادانہ حکومت کی بنیاد قائم کر دی جسمین ہنود و مسلمان یہود و نصاریٰ آزادی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ ہر ایک اپنے مذہب کے فرائض آزادی سے ادا کرنے لگا کوئی کسیکا مانع و مزاحم نہین ہوتا تہا۔

وفات

سنہ ۱۰۰۳ہجری مین فیضی کو دمّہ کا عارضہ لاحق ہوا۔ بیماری کے شروع مین یہہ رباعی لکھی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد　　　مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو می گنجید　　　تا نیم نفس بر آورم تنگی کرد

اسی مرض لاحقہ کے ساتھہ اور بہی امراض عاید حال ہوئے اطبائے یونانی و مصری برابر معالجہ کرتے جاتے تہے مگر کسی کا علاج مفید نہین ہوتا تہا۔ روز بروز مرض بڑہتا گیا۔ حکیم مصری جو مشہور طبیب تہا بادشاہی حکم سے اُس نے نہایت توجہ و غور سے علاج کیا۔ لیکن موت کا کیا علاج کرے۔ وقت موعود قریب پہنچ گیا تہا۔ مرنے سے دو تین دن قبل فراج مین بیہوشی جاری ہوگئی تہی۔ کبہی کبہی ہوش مین آجاتا تہا۔ تمام اہل بیت کو مایوسی ہوگئی۔ اکبر بادشاہ کو خبر ہوگئی۔ بادشاہ عیادت کے لئے آیا۔ ابو الفضل نے بہائی کو ہوشیار کیا اور بادشاہ کی تشریف آوری کی خبر دی۔ فیضی نے حالت سکرات مین آنکہین کہولین اور آداب و تسلیم بجا لائی اکبر خدا کے سپرد کرکے واپس ہوا۔ ابو الفضل نے بیمار کی خدمت کے لئے رخصت لی۔ پہر عین نزع جان کے وقت نصف شب اکبر کو خبر ہوگئی۔ بیقراری اضطراری کی حالت مین آیا۔ فیضی کا سر ہاتہہ مین تہام کر دو تین دفعہ پکارا شیخ جیو! مین حکیم علی کو علاج کے لئے لایا ہون آپ بات کیجئے۔ شیخ نے کچہہ جواب نہین دیا۔ پس اکبر نے سر سے دستار پہینک دی۔ اہل بیت کو تسلی دیکر مراجعت کی۔ آخر بمصداق کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ بماہ صفر سنہ ۱۰۰۴ہجری مین اس عالم ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اعزہ و احبا خاص بادشاہ و ارکان سلطنت کو سخت رنج و غم عائد حال ہوا۔ تمام اعیان دولت و ارکان سلطنت و علما و مشائخ جمع ہوئے۔ اُس خزانہ علم کو تغسیل

وتکفین کرکے بزرگان سلف کے مقبرہ مین دفن کئے۔

من اشعارہ الفارسی

گر سیہ اینچنین شود چشم تو بہر ہلاک ما — از پس مرگ عاشقان سرمہ کنند خاک ما

در ہوس شکر لبی فیضی خستہ داد جان — روح قدس ببین کہ شد واسطۂ ہلاک ما

وله

خال منما کشتۂ آن نرگس مستانہ را — کس نبیند ازو بہ پیش مرغ بسمل دانہ را

وله

آزاددلان در خم امید نمانند — مرغان بہشتی نہ شناسند قفس را

وله

گر بدانی قدرے لذت یکتائی را — ہر دو عالم ندہی گوشۂ تنہائی را

ہست ہر ذرہ از ریگ روان مجنونے — کہ بسر کردہ قدم بادیہ پیمائی را

وله

بپروا سے محتشم از مجلس رندان کاینجا — سر خاقان شکنند کاسۂ فغفور امشب

وله

کدام ساقی بدمست گرم خونریز است — کہ بوسۂ مئی بدماغم ز بوی خون کم نیست

وله

امشب وداع یار زہر گم علامت است — شام وداع نیست کہ صبح قیامت است

وله

دل بجوئے تو گرفتار و تو بے پرواست — از کبابم خبرے گیر کہ آتش تیز است

وله

دل خوبان شہر مائل تست — سنگ آہن ربا مگر دل تست

وله

خاک ہستی ہمہ برباد و نثار رفت ببین — آب فرعون چہ شد و آتش نمرود کجاست

وله

خاکبیزان رہ فقر بجائے نروند — گوئی این طائفہ اینجا گہرے یافتہ اند

وله

وصلت چو عمر رفتہ میسر نمی شود — یکبار شد میسر و دیگر نمی شود

وله

اے سنگ تراش دل ترا یاد کند — وز سنگدلیہائے تو فریاد کند

وله

رویت افروخت از عتاب امروز — طرفہ گرم است آفتاب امروز

وله

وقت است کز خرابۂ دنیا برون رویم — زین ویرزندہ ہمچو مسیحا برون رویم

پیرہن از قید دلہا در کمند عنبرین مویان ولہ کہ می پیچم سلیمانہا بزیر پر پریان

شرط ست جان بیاد رخ یار باختن ولہ شطرنج غائبانہ بدلدار باختن

خواہی من دیوانہ را شیرین شو و شور جنون سنگ ستم تنہا بزن دشنام ہم چندے بدہ

تو اے پروانہ این گرمی ز شمع محفلے داری چو من در آتش خود سوز اگر سوز دلے داری

شدی فیضی شہید یار شربت با داگر نالی بحشر این خونبہا بس کہ چون او قاتلے داری

شستند پاک از دل ما نقش رنگ بوئے پیران سادہ لوح و جوانان سادہ روی

فطرت ۔ میر ابو تراب

فطرت تخلص ۔ میر ابو تراب نام آپکا وطن مشہد ہے ۔ صاحب استعداد ذکی الطبع تھا طبع رسا و فکر صفا سے کلام موزون کرتا تھا وطن مالوف سے ہند مین وارد ہوا سیر و سیاحت کرتے ہوئے حیدر آباد دکن مین پہنچا ۔ قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوکے منصب مناسب سے سرفراز ہوا ۔ مدت تک آرام سے بسر کرتا رہا آخر سنہ ۱۱۰۶ ہجری مین فوت ہوا ۔ میر مومن استرآبادی کے دائرہ مین دفن کیا ایک رباعی جو اُس نے حالت نزع مین کہی تھی ۔ اسکی لوح مزار پر کندہ کرائے مین ھو ھذا

فطرت بتو روزگار نیرنگی کرد نتواخت بمہر و خارج آہنگی کرد

آن سینہ کہ عالمی درو می گنجید اکنون ز تردد نفس تنگی کرد

اسیطرح فیضی کی رباعی بھی ہے ۔ معنی بجنسہ فطرت کی رباعی ہے مگر الفاظ مین تھوڑا فرق ہے

رباعی فیضی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد مرغ دلم از قفس شتاب آہنگی کرد

آن سینہ کہ عالمی در وے گنجید تا نیم نفس بر آوردم تنگی کرد

شاعری مین توارد ہوا ہے ۔ اکثر شعرا مین توارد ہوتا ہے ۔ صاحب دیوان ہے مگر دیوان نادر الوجود ہے

حرف ق

قربی - سید شاہ ابوالحسن

قربی تخلص - سید ابوالحسن نام - آپ سید عبداللطیف نقوی کے صاحبزادے ہین آپکی ولادت سنہ ۱۱۷۱ ہجری مین شہر بیجاپور دکن مین ہوئی - چار برس کی عمر مین پدر بزرگوار کے ہمراہ سیر و سیاحت کے لئے وطن سے برآمد ہوا دو سال کال شاہنور مین اور چھ سال ارکاٹ مین سکونت پذیر ہوا پھر وہان سے بلدہ ویلور مین آیا - اور سکونت پذیر ہوا - محمد حسین بیجاپوری سے کتب فارسیہ اور محمد فخرالدین ناعطی سے کتب حقائق اور محمد ساقی سے کتب صرف نحو کی سند حاصل کی - کم مدت مین ذی استعداد و صاحب سواد ہوگیا - اور کتب بینی کے طرف راغب ہوا - کثرت مطالعہ سے ایسی لیاقت پیدا کی کہ نثر عربی و فارسی نہایت فصیح و بلیغ لکھنے لگا - اور سخن سنجی مین بھی مہارت کاملہ حاصل کی آپ صوفی صاف مشرب درویش پاکیزہ مذہب تھے - اور آپکی طبیعت کا زیادہ میلان تصوف کی طرف تھا - جب کبھی آپ غزل یا قصیدہ یا مثنوی مین فکر فرماتے تھے تو حقائق و معارف کے مضامین خوش اسلوبی کے ساتھ اشعار مین درج کرتے تھے - آپنے اولاً حضرت محمد فخرالدین ناعطی کی بیعت کی اور قادریہ طریقہ کی خلافت کا خرقہ زیب تن فرمایا - ثانیاً حضرت سید محمد علی قدس سرہ سے تمام سلاسل کی خلافت کا خرقہ پہنا اور حضرت ہی کی خدمت مین اذکار و اشغال مین مشغول ہوئے - پھر آپنے حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہ سے سلسلہ قادریہ و نقشبندیہ و چشتیہ و رفاعیہ کی اجازت حاصل کی - اور حضرت شیخ مخدوم ساوی قدس سرہ کی خدمت مین بھی اذکار و اشغال سے

مستفید ہوئے۔ آخر ریاضات شاقہ کے بعد مرجع خاص و عام ہوئے۔ اکثر طلباے صراط مستقیم آپکی ہدایت سے درجۂ کمال کو پہنچے۔ آپکے مریدان با اخلاص از انا الحق سے آگاہ اور لی مع اللہ کے رمز سے واقف ہوئے۔ آخر آپنے اس دار ناپائدار سے بہشت برین کے طرف رحلت کی۔ یہ واقعہ ۸۲ ھ ہجری مین واقع ہوا۔ قلعہ ویلور کے خندق کے کنارے مدفون ہوئے۔ مولانا آگاہ آپسے حسن ارادت کہتے تھے۔ اور آپکے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ آپکی رحلت کی تاریخ کہی۔ ھو ھذا

بوالحسن آنکہ از نسیم فیضش	چمن دین چو باغ خلد شگفت
قرعۂ کوشش عرشیان گردید	آن گہرہا کہ در معارف سفت
با نہانش عیان نکردہ ظہور	با عیانش نہان نماندہ نہفت
از پئے واردان شہد غیب	خس و خاشاک غیر از دل رفت
کرد زین طاق تنگ عزم رحیل	تا شود با جہان مطلق جفت
در حریم بقا بشاہد قدس	روش بر روش شاد و خندان جفت
بود جان جہان ازین معنی	از سفر کردنش جہان آشفت
فکر تاریخ رحلتش کردم	غاب قطب البلاد ہاتف گفت

من اشعارہ الفارسی

اے آہ برق سیرم بگذر ز سبزہ کردی	از حال دل خبر دہ یک بار جان ما را
ز زلف او پس از چندین شب تار	بدست خویش تارے دارم امشب
فرزی چشم آہ با نالہ روان شد	رسم است کہ ہمرہ قافلۂ بے جرسی نیست
نیست فوارہ اے پری پیکر	آب بر خاست بہر تعظیمت

قدر - خواجہ منعم خان

قدر تخلص - خواجہ منعم خان نام ہے - گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ آپ ہمدانی الاصل ہیں
آپکے جد اعلی خواجہ علی ہمدانی حضرت سید علی ہمدانی کے ارشد خلفا سے ہیں - خواجہ کی نسب کا
سلسلہ حضرت خواجہ احرار سے بچند واسطہ منتہی ہوتا ہے - خواجہ علی مع پسر خواجہ ابراہیم ہمدان
سے سیر کرتے ہوئے کشمیر میں وارد ہوئے - کشمیر کی سیرابی و شادابی دیکھکے وہاں فروکش
ہوگئے پار و پسر زندگی وہان سکونت پذیر رہے - پیری مریدی کا سلسلہ جاری رکھا
اہل کشمیر آپسے حسن عقیدت رکھتے تھے - امیر خان صوبہ کابل خواجہ ابراہیم سے ارادت کامل
رکھتا تھا ہمیشہ حسن سلوک سے خدمت کرتا تھا - خواجہ ابراہیم کا فرزند خواجہ عبدالغفور
کشمیر سے برآمد ہوکے کابل میں امیر خان کی خدمت میں پہنچا - امیر خان نے مرشد زادے کی
بہت خاطر و مدارات کی - اور آپ کی تشریف آوری غنیمت سمجھکے آپکو کابل کی دیوانی پر مقرر
کرنے کی بادشاہ کے حضور میں درخواست کی - درخواست منظور ہوئی - خلعت دیوانی و خطاب
خانی حضور سے سرفراز ہوا - مذکور الیہ چار سال تک دیوانی کا انتظام خوبی کے ساتھ انجام دیکے
امیر خان کے ہنگامہ میں شہید ہوئے - آپکی تعمیرات سے کابل کا پل و مسجد ہے - عبدالغفور کے
فرزند خواجہ عبداللطیف کابل سے شاہجہان آباد میں آئے - اور وہاں سے اورنگ آباد میں امیر الامرا
حسین علیخان کے پاس فروکش ہوئے - آپکے خلف الصدق خواجہ عبدالغنی خان والد خان قدر
صاحب ترجمہ صوبہ حیدرآباد کی کچہری دیوانی میں مدت تک مامور رہے - آپکی رحلت کے بعد
نواب صمصام الملک دیوان دکن نے نہایت قدردانی سے صاحب ترجمہ کو نواب آصفجاہ ثانی
کی خدمت میں باریاب کرکے والد مرحوم کی جگہ مقرر کرایا سنہ ١١٩٣ ہجری تک دیوانی پر مامور رہے

انتہیٰ کلامہ ۔ آپ طبع سلیم و ذہن مستقیم سے موصوف تہے ۔ کلام و خط شفیعائی کی مشق حضرت شاہ معین الدین علی تجلی سے کرتے تہے ۔ خوش قد ہیبت خوب منظر تہے ۔ سراپا اخلاق و اشفاق تہے اعزہ و احبا کے ساتہہ حسن اخلاق سے ملتے تہے ۔ فرحت و عشرت سے زندگی بسر کرتے رہے آخر آپ سنہ ۱۲ ہجری کے آغاز میں بہشت برین روانہ ہوئے ۔

من اشعارہ الفارسی

یار می آید و نثار رہ اش	ولہ	دُر غلطان اشکبار من است
زنبیرہ چو داغ بیابان شو و مشک گرنہ ہر شب	ولہ	فلک را انجم زرہ نپوشد قمر زہالہ سپر نہد
ماہ نو با کمال آرائش	ولہ	نعل شبرنگ خوش خرام تو باد
من زشادی چو عید میدانم	ولہ	چون بہ بر گلعذار می آید
قدر از بہر گریہ و زاری	"	کوہ و صحرا بکار می آید

من اشعارہ الہندی

موشگافی خوب نہین اے شانہ اس زلف کی	ولہ	بال سے باریک ہے یہ بات کا کل کی قسم
پیتا ہے بسکہ لوہو ہر شب یہ بلبلون کا	ولہ	دہوتی ہے شبنم آکر صبح منہ غنچہ
کوہ کن کی صفت جان کنی تیشہ سے	ولہ	بات شیرین کے لگا تو بہی نہ تا رو مین
ساقی گیا ہے روٹہہ کے ہم سے ہزار حیف	ولہ	آئی ہے کیون تو ہوم سے اکہے بہار حیف
بلبل کو فصل گل مین اسیری ہوئی نصیب	ولہ	رکہتا ہے کس قفس مین یہ صیاد دیکہنا
شیرین کا بیستون مین تو کہینچا ہے نقش پا		تیشہ لگے گا سر ہی مین فرہاد دیکہنا
آنکہون مین مرے پہرتی ہے سچ آہ کسو کی	"	دیکہا تہا مین تصویر سر راہ کسو کی
بلبل ہوئی ہے دام مین صیاد کے اسیر	"	غنچون کے کان کہولنے باد صبا چلی

مہر داغون کی ہوئی ہے دیکھ لے اے بیوفا | ولہ | عشق کے دفتر سے رکھتا ہون مین یہ فرمان دل
تخت شاہی ہے زمرد کا دوا کے سے لئے | ولہ | مینہ برسنے سے نہین سبز ہے ہر رنگ صحرا

قدرت۔ محمد قدرت اللہ خان

قدرت تخلص۔ محمد قدرت اللہ خان نام۔ آپ محمد کامل صدیقی کے صاحبزادے ہین۔ آپکی نسب کا سلسلہ حضرت امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ خود صاحب ترجمہ نے تذکرہ نتائج الافکار مین لکھا کہ میرے بزرگان سلف بلاد عرب سے ہند مین آئے۔ ہند کے شہرون مین پھرتے پھرتے بلدۂ قنوج مین سکونت پذیر ہوئے۔ پھر میرے اجداد سے ایک بزرگ سلطنت غوریہ کے آخر عہد مین قصبۂ گوپاموین پہنچے۔ قصبہ کو وطن بنا لیا۔ اور وہان کے شرفا ومعززین سے موافقت پیدا کی۔ آرام سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور حکام نے صاحب فضیلت وذی لیاقت دیکھکے صدارت کی نیابت پر مقرر فرمایا۔ اور معاش کافی جاری کردی سلطنت تیموریہ کے انقراض کے بعد ہمارے خاندان مین نیابت صدارت کی خدمت قائم رہی۔ ہمارے ہی خاندان سے یکے بعد دیگرے خدمت پر مامور ہوتا رہا پس سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین قصبہ گوپاموین قدرت صاحب ترجمہ کی ولادت ہوئی۔ آپ نے زمانۂ عقل و شعور مین تحصیل علوم و فنون کیطرف متوجہ ہوئے اور دل مین عزم جزم کیا "تا وقتیکہ تحصیل سے فارغ نہین ہونگا کسی سرشتہ مین نوکری نہین کرونگا۔ پس صاحب ترجمہ نے مولوی محمد مستقیم کی خدمت مین کتب نحو وصرف تمام پڑہین۔ اور کتب فارسیہ شیخ غلام جیلانی و شیخ بدر عالم سے ختم کین۔ اور مولوی خوشدل سے سخن سنجی کی نقادی حاصل کی۔ اور جناب مولوی سید شاہ غلام نصیر الدین سعدی بلگرامی کی خدمت مین شرف بیعت سے مشرف ہوا سلسلہ قادریہ مین اشغال اذکار کی

سندلی سنہ ۱۲۲۷ ہجری مین حضرت خوشنود کی خدمت مین علم فرائض و حساب مین لیاقت پیدا کی سنہ ۱۲۳۲ ہجری مین نواب رضوان مآب کی خدمت مین باریاب ہوکے خطاب خانی و خدمت تولیت مقبرہ نواب پر سرفراز ہوا۔ مقبرہ کا انتظام کمال دیانت کے ساتھ کرتا رہا۔ پھر مشاعرہ عظیم کی مجلس مین حکم بنایا گیا۔ تا کہ شعرا کے باہم اعتراضات کا فیصلہ کرے۔ آپ سلیم الطبع و منصف مزاج تھے۔ عابد و زاہد متقی و پرہیزگار تھے۔ اکثر عبادت الٰہی مین مصروف رہتے تھے۔ صاحب دیوان ہے آپکا دیوان ضخیم ہے۔ آپکا کلام نہایت شیرین و دلنشین ہے۔ سخن سنجان منصف کے نزدیک مقبول ہے۔ اور آپنے ایک تذکرہ شعرا مسمی بہ نتائج الافکار تالیف کیا۔ نہایت صحت و صداقت کے ساتھ لکھا ہے۔ مدراس مین نواب صاحب کی عنایت سے سنہ ۱۲۵۸ ہجری مین مطبوع ہوچکا ہے۔ آخر آپ اس عالم فنا سے عالم بقا روانہ ہوئے۔ آپ کی وفات کی تاریخ و سنہ معلوم نہین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

اے از فروغ نور تو روشن چراغہا — وز پرتو جمال تو در سینہ داغہا

وله
فزود حسن چو از ساغر شراب ترا — سزد از این دل بریان من کباب ترا
بحال پیریم اے ترک نوجوان رحمی — اگرچہ منع کند عالم شباب ترا

وله
گر بگورستان گذر افتد من رنجور را — نالہ ام بیدار سازد خفتگان گور را

وله
خدمت اہل صفایم مشرق انوار کرد — فیض شاگردی رساند آخر باستادی را

وله
طفل بدخو بیکہ بستم رشتہ الفت باو — می کشد ہر سو برنگ کاغذ بادی مرا

وله
فارغ بعدم بودہ ام از فکر جہانی — آوردہ درین دہر تماشای تو ما را

وله
بر چرخ نیست رنگ شفق بلکہ در غمت — شد اشک ریز دیدہ پر خون آفتاب
قدرت زار کہ از نالہ نمی بست زبان — من ندانم چہ بلا شد کہ خموش است امشب

کارم شود تمام بیک نالہ چون سپند	وله	جان بر لبم حیات مرا اعتبار نیست
بر تہی دستان نظر بر اہل ہمت را بود	وله	سر فرو بردن بساغر نیست از مینا عبث
دود حسرت ز دل خویش بر آورد رقیب	وله	من گرفتم چو ازان لب نئے قلیان گستاخ
اگر آن ابر نیسان بر سر من بیحجاب آید	وله	بیارم گوہر مقصد بکف در جوئیم آب آید
دل ستم زده در وصل یار می نالد	وله	چو بلبل کہ بفصل بہار می نالد
او کشش سینہ بے کینہ ہدف کرد آخر	وله	نقد جانے کہ مرا بود تلف کرد آخر
شور آوارگیم برده سبق بر مجنون		زنده دیوانہ من نام سلف کرد آخر
از صفائے رخ زیبائے تو افتاد چو عکس		از دم سرد خود آئینہ کلف کرد آخر
دریا دو چشم مست تو اے نور دیده ہا	وله	از دیده خون ناب چو صہبا گریستم
دل خستہ و آه سرد دارم	وله	یکجان و ہزار درد دارم
پوشیده چسان کنم غم دل		چشم تر و رنگ زرد دارم
در کنج قفس خوش باسیر گذرانم	وله	در کار تو اگر این مشت پر من
ساغر می شبانہ باکہ زدی	وله	با رخ لالہ رنگ آمده
بر نخیزی ز کوئے او قدرت		چقدر پابسنگ آمده
بی خبر ز صدائے از نوای مجروح عشق	وله	کشتۂ تیغ نگاه سرمہ دار کیستی
اے چرخ چنین ذلیل و خوارم کردی	وله	آشفتہ و زار و بیقرارم کردی
میخواستی از روز ازل خواری من		آخر بستمگری دو چارم کردی

قیس ۔ محمد صدیق حیدرآبادی

قیس تخلص ۔ محمد صدیق نام آپکا اصلی وطن حیدر آباد دکن ہے آپکے بزرگ

اکثر سرکار عالی نظام مین وقایع نگاری اور اخبار گوئی کی خدمات پر مقرر تھے۔ چنانچہ آپکے نانا محمد عاقل خان ناتک مخبرین کے افسر تھے۔ اور آپکے خالو شیر محمد خان ایمان اعظم الامرا ارسطو جاہ کے مصاحب تھے اور شعرا مین استاد الشعرا مشہور تھے۔ آپنے نشو و نما کے بعد سن شباب مین بقدر ضرورت فارسی عربی پڑھکے تحریر و تقریر کی استعداد حاصل کی اور موروثی وقایع نگاری و تاریخ دانی کا کمال پیدا کیا۔ اور شعر گوئی بھی شروع کی۔ کلام کی اصلاح خالوئے بزرگوار سے لیا کی۔ چندمدت مین لائق ہوگئے۔ آپکا کلام دلکش و دلچسپ ہوتا ہے مضامین پاکیزہ کے زیور سے جلوہ تازہ دکھلاتا ہے۔ رنگینی معانی و شیرین بیانی سے کرشمہ نمایان کرتا ہے۔ شاعر نازک خیال خوش مقال ہے۔ خواجہ میر درد و میر تقی میر کی وضع و طرز کی پیروی کرتا ہے ظریف الطبع و لطیف المزاج تھا۔ صاحب دیوان ہے اور دیوان کا نام پتنگا رر رکھا تھا۔ آپنے ایک دیوان ریختی شاہجہان آباد کی بیگمات کی بول چال مین لکھی۔ فقیر مولف کو آپکا دیوان ریختی ملا تھا افسوس کہ وہ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوا۔ نہین تو اسمین سے چند اشعار ہدیہ شائقین کرتا۔ آپکو مہاراجہ بہادر چندو لال نے دو روپیہ روزینہ مقرر کردیا تھا اور نواب میر کبیر شمس الامرا بہادر نے بھی خاص اپنی سرکار سے دو روپیہ یومیہ معین فرمایا تھا آپ خوشی و خرمی سے زندگی بسر کرتے رہے خوش اخلاق و خوش فکر تھے۔ آخر سنہ ۱۲۳ ہجری مین جان بحق ہوئے۔

من اشعارہ الهندی

کان کا ہلتا ہے دُریون اُس بت مغرور کا ۔۔۔ جسطرح جھولے ہے گہوارے مین بچہ حور کا

جام مے مین عکس ہے کیا اُس رخ پرنور کا ۔۔۔ گود مین لیکر پری بیٹھی ہے بچہ حور کا

بسکہ جلنے کو شمع مین راہ فنا آمادہ ہون ۔۔۔ کاغذ گل خوردہ ہون سیماب آتش زادہ ہون

برہمن جو وہ سیمبر نہین ہے — اپنی بہی ہمین خبر نہین ہے
بستے ہین اُسی سے کعبہ و دیر — کس جا پہ وہ جلوہ گر نہین ہے
ہستی سے عدم کو کوچ کرنا — اتنا تو بڑا سفر نہین ہے
وہان تیغ پہ ہاتہہ رکہا — یہان ڈہونڈا تو تن پہ سر نہین ہے
نالہ کر کرکے تہک گئے ہم — ہوتا اُسکو اثر نہین ہے
اے برق تجلئے جہان سوز — جی کا تو ہمین خطر نہین ہے
سودا ز لفون کا ہے اگر قیس — ہمکو تو یہہ درد سر نہین ہے

ولہ

کان مین کہدو کوئی شانے کے — سانپ ہین پیارے سرہانیکے
حشر بہی ہو گیا نہ آئے تم — پاؤن پوجے تمہارے آنیکے
مژدہ تر ہین دیکھیو اے برق — خار و خس اپنے آشیانیکے
کبہو بڑہتے ہین اور کبہو گہٹتے — یہی اسلوب ہین زمانیکے
قیس کہتا تہا اپنی چہاتی دیکہہ — صدقہ ہاتون کے اس نشانیکے

ولہ

یون نمایان زلف کے حلقہ سے خال یار ہے — حلقۂ پرکار مین جیون نقطۂ پرکار ہے

قدرت ۔ غلام ابراہیم خان

قدرت تخلص ۔ غلام ابراہیم خان ۔ نام آپ دلاور خان نصرت کے فرزند ہین عنایت اللہ خان کشمیری کے نواسہ ۔ سادات صحیح النسب سے ہین ۔ آپکی ولادت دکن مین ہوی ۔ پرورش و تربیت بہی اسی مین پائی ۔ سن شعور کے بعد کتب درسیہ والد ماجد کے سایۂ مرحمت مین ختم کین ۔ خوش فہم و خوش فکر تہے ۔ شعر گوئی کے میدان مین قدم رکہا

جو کچھہ کلام موزون کرتا تھا والد یا جد کے ملاحظہ مین گزرتا تھا۔ والد کی صلاح سے رفتہ رفتہ کلام رنگین ایجاد کرنے لگا۔ شعرا مین بلند آوازہ ہوا۔ ابتدائے جوانی سے مزاج مین بے پروائی تھی۔ باپ کی دولت و حشمت پر اعتماد تھا۔ تلاش معاش کی ذرا بھی فکر نہین کی۔ والد متوفی سنہ ۴۹ ہجری کے بعد قطع تعلق کرکے ادہونی مین خانہ نشین ہوا تھوڑی مدت مین باپ کا ذخیرہ خورد برد کیا۔ جب کچھہ باقی نہین رہا تب قانع و متوکل بنگیا۔ فن موسیقی اور ستار بجانے مین استاد تھا۔ حالت قناعت مین یہی فن آپکا رفیق تھا۔ اکثر امرا ازادسے جو لہو و لعب کے طرف زیادہ راغب ہوتے تھے آپکی خدمت مین آیا جایا کرتے تھے اور آپکے ساتھہ حسن سلوک کرتے تھے۔ آخر آپ گھر و رخت کرکے اورنگ آباد دکن مین آئے اور یہان سنہ ۱۱۸ ہجری مین فوت ہوگئے۔ خوش مزاج و زندہ دل تھا۔ آشنا پرست و رنگین خیال۔ راگ رنگ کا شائق۔ آواز رباب چنگ کا عاشق۔ زندگی عیش و عشرت مین بسر کرتا تھا۔ حریفان ہم مشرب کی خوب خاطر و مہمانی کرتا تھا۔ آزادانہ مشرب و درویشانہ مذہب رکھتا تھا۔ من اشعارہ الفارسی

اے خوش آن دل کہ بہ لیلا بسری پیدا کرد
صفت آئینہ کہ صاحب نظری پیدا کرد

تا نوزہ کردہ از ناز کمان ابروی
بسمل بستہ بال و پری پیدا کرد

جفائے او بدل ہمیشہ ہم ساز است
بغیر سنگ کہ با شیشہ محرم راز است

کرد غارت نگاہے دل و دین قدرت
این دو صید آن قدر انداز بیک تیر گرفت

باین شوخی صبا گر فرد فصل بہار آرد
گریبان چاک سازد غنچہ تصویر در گلشن

قاری۔ خواجہ محمد فاضل گجراتی

قاری تخلص۔ خواجہ محمد فاضل نام۔ آپ گجراتی الاصل ہین۔ شہر لاد نجیب سے

شریف و نجیب تھے۔ جوان صالح لائق و فاضل قاری خوش الحان۔ عالم شباب مین وطن سے اورنگ آباد دکن مین آئے۔ نواب سید نصیر الدولہ نصیر جنگ صوبہ دار اورنگ آباد کے توسل سے بندگانعالی نواب آصفجاہ کے حضور مین باریاب ہوئے۔ نواب صاحب کی سفارش سے ملازمین کے زمرہ مین شریک ہوئے فراغت و خوشحالی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور جناب حضرت شیخ صاحب کی خدمت مین مثنوی شریف پڑہی مزاج مین صلاحیت و آدمیت بے انتہا تہی۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند تہے ہمیشہ شرع کے طریقہ پر قائم و مستقل رہتے تہے۔ ہر ایک کیا امیر کیا فقیر سب کے ساتہہ خوش اخلاقی سے ملتے تہے۔ فانی المشرب تہے درویشی خاکساری کو بہت پسند کرتے تہے۔ فطرۃً موزون الطبع تہے۔ طبیعت کی رسائی و ذکاوت ذہن کی صفائی سے کبھی کبھی شعر کہتے تہے۔ آپکا کلام صوفیانہ عشق و محبت کے بیان سے لبریز۔ و ہر ایک شعر کا مضمون شور انگیز ہوتا ہے۔ نزاکت و عذوبت مین شکر ریز۔ آخر آپنے سنہ ۱۲۷۶ ہجری مین عالم فانی سے رحلت کی اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

مِن اشعارہ الفارسی

کسے کند چو نظر نو بہار چشم ترا — کشد بہ پردۂ دل خار خار چشم ترا
سیاہ مستی عاشق دگر دو بالا شد — چو دیدہ میکدۂ روزگار چشم ترا
چو عندلیب نواز است نغمۂ ہستی — کسے کہ کرد تماشا بہار چشم ترا

حرف کاف فارسی و عربی

کافی۔ نواب میر عباس علیخان حیدرآبادی

کافی تخلص۔ میر عباس علیخان نام۔ آپ مشاہیر امرائے حیدرآباد سے تہے۔

نواب شاہ یار الملک کی اقارب قریبہ سے اور ہنگن پلی کے جاگیرداروں میں سے تھے آپکے بزرگوں نے قدیم زمانہ مین کارنمایان کئے تھے۔ سرکار عالی سے جاگیر اور صلات سے سرفراز۔ آپ خاندانی رئیس شریف مین فارسی عربی و ہندی مین عمدہ لیاقت رکھتے تھے۔ اور شعرگوئی مین یگانہ و بے مثل تھے۔ آپنے اکثر غزلین طرحی وغیر طرحی لکھین اور چند قصائد حضور بندگانعالی اور مہاراجہ چندولعل بہادر کے مدح مین کہے اور حضور مین پیش کئے۔ شہر مین آپکی لیاقت و قابلیت کی شہرت ہوئی۔ ہر طرف آپکی طبیعت کے جواہر چمکنے لگے۔ حضور بندگانعالی نے آپکو خانی و بہادری کے خطاب سے ممتاز فرمایا۔ اور مہاراجہ بہادر نے بھی آپکو تفرقے سے سرفراز اور دو سو روپیہ ماہوار منصب مقرر کیا۔ آپ اکثر اوقات مہاراجہ کے خدمت مین حاضر رہتے تھے۔ خوش مزاج و خوش اخلاق صاحب مروت و محبت تھے۔ فقرا دوست و غربا پرور تھے۔ امیر مورد فیض گستر تھے۔ آخر ۱۲۳۷ ہجری مین عالم باقی کو روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

نہین معلوم لگی کسکی جگر مین شمشیر
آج پھر لال ہے قاتل کی کمر مین شمشیر

نہ فقط ہے ترے مژگان ہی کو خاصیت تیر
ہے خم گوشہ ابرو بھی اثر مین شمشیر

خلق کی سمت سے بھاگے ہے دل وحشت دوست
جادۂ شیر ہے آہو کی نظر مین شمشیر

یہ نہین ہے مہ نو قتل عزیزان کے لئے
چرخ دون پیشہ نے باندہی ہے کمر مین شمشیر

ولہ

کیون نہو اس چشم نازک کو گران بار نظر
کام جسپر نشتر کا کرے تار نظر

اس جفا پیشہ کا مفتون ہے دل نادان میرا
دیکھنا آئینہ کا ہے جسکو بھی عار نظر

شب جو نقشہ چشم مین اس شعلہ رو کا پھر گیا
اب تلک چیون سوئی آتش دیدہ ہے تار نظر

لگادی سوزش داغ جگر نے آگ سب تن مین — ہوا آخر یہ شعلہ برق سوزان اپنے خرمن مین
بہرا اس چشم مین کس شوخ کا تہا شوق نظارہ — کہ جیون سیماب تڑپے ہے مرا ہر اشک دامن مین

کالا - میان محمد کالا پہاڑ

کالا تخلص - میان محمد کالا پہاڑ - دکنی الاصل ہے - سپاہی جری و بہادر تہا - ریاست نظام شاہیہ و عادلشاہیہ مین اکثر معرکون مین کارنمایان کرکے نیک نام ہوتا تہا - اور کارہائے دست بستہ کو ادنی توجہ مین حل آسان کرتا تہا - بہادری و دلاوری مین تیز قدم و راسخ دم تہا - غنیم کے مقابلہ مین کبہی پس پا نہین ہوتا تہا - ہمت و جرأت سے غنیم کو پس پا کردیتا تہا - فن بنوٹ مین استاد تہا سپاہگری کے رموز سے خوب واقف تہا اکبر بادشاہ کا معاصر تہا - علی عادل شاہ کے زمانہ مین زندہ تہا - فارسی تحریر و تقریر مین ہوشیار تہا - فارسی زبان مین اہل زبان کے ساتہہ خوب بامحاورہ تکلم کرتا تہا - موزون الطبع تہا کبہی کبہی شعر کی فکر کرتا تہا - آخر سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین فوت ہوا - من اشعارہ الفارسی

گر عشقت عنان دل نگیرد — دلم گوئی بلا منزل نگیرد
روانم اشک را ہر دم بکوشش — مردم ز غم رخ نکو ہست

کمتر - فقیر کمتر شاہ دکنی

کمتر تخلص - کمتر شاہ نام - آپ فقراء دکن سے ہین صوفی المذہب فانی الذات تہے عارف باللہ عاشق رسول اللہ و حقائق و معارف سے آگاہ تہے - آپکو شعر گوئی کا شوق تہا اور مرثیہ خوانی کا ذوق - فصیح البیان و بلیغ اللسان تہے جو کچہہ موزون فرماتے تہے

وہ سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا۔ آپکے کلام کی فصاحت و لطافت اس درجہ تھی کہ اہل زبان دیکھکے تعجب کرتے تھے۔ کلام شستہ و پاکیزہ و برگزیدہ ہوتا تھا۔ سامعین کو لطف و مزہ آتا تھا۔ آپکا حافظہ تو غضب تھا اساتذہ سلف و خلف کے ہزارہا اشعار حفظ تھے۔ اکثر مراثی و مثنویات بھی نوک زبان تھین۔ باوجود این لیاقت کسر نفسی و خاکساری اسقدر تھی کہ ہر کس و ناکس کے سامنے عاجزی و انکساری ظاہر فرماتے تھے۔ غرور و تکبر سے منزلون دور رہتے تھے۔ خوش اخلاق و خوش اشفاق تھے۔ شہر حیدرآباد کے امرا و فقرا آپکو چاہتے تھے آپ جب کبھی کسی کے گھر آ نکلتے تھے تو صاحب خانہ آپکو چار روز مہمان رکھتا تھا۔ رخصت کرنا نہین چاہتا تھا آپ شہر مین عزیز دلہا تھے۔ آخر آپ اسی شہر مین سنہ ۱۲۲۵ ہجری مین عالم بقا کو روانہ ہوئے

من اشعارہ الہندی

بر مین جو آج اپنے وہ زہرہ جبین نہین	وہ کیا نہین کہ ہم یہہ جانا کہ ہم نہین

کامل - میر کامل برہانپوری

کامل تخلص - میر کامل نام - آپکا مولد و منشا برہانپور ہے - آپنے وطن مالوفہ مین علمائے کرام سے کتب درسیہ پڑہین مستعد طالب علم تھے - شاعری کا عشق تھا اس فن مین کامل تھے - خوش دماغ خوش فکر تھے - عین عالم شباب مین سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین بہشت کو روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

غنچہ چون در باغ دعوی آن دہان تنگ کرد	گل بخندید از تعجب گفت بلبل واہ واہ
شاہد شب در چراغان روغن گل ریختند	جنگ با پروانہ دارد فوج بلبل واہ واہ

کلان - میر کلان اورنگ آبادی

کلان تخلص ۔ میر کلان نام ۔ اورنگ آبادی المولد ہے ۔ شریف زادہ ہے سن شعور میں شعرگوئی کا شوق ہوا حاجی میر علی اکبر رتمال فرخ آبادی کی خدمت میں اصلاح لیتا تھا خوش فکر و خوش مذاق تھا اکثر کلام ریختہ میں موزون کرتا تھا خوب کہتا تھا ۔ جوان صالح و با اخلاق تھا ۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی کے دوستون میں سے تھا ۔ سرکار عالی نظام خلد اسد ملکہ کے اہل مناصب کے زمرہ میں ملازم تھا آخر سنہ ۱۱۹۳ ہجری میں فوت ہوا من کلامہ

ابتدا کیسی محبت تھی تمہاری ہم سے — ہو گئی ہو آج بیرحم کس خطا کے واسطے

ظلم اور سختی روا کیون ہے کلان برے سجن — کیا کیا حق نے تمہین پیدا جفا کے واسطے

کمتر ۔ مرزا مغل اورنگ آبادی

کمتر تخلص ۔ مرزا مغل نام ۔ اصل وطن اورنگ آباد ہے آپکے والد با جد عالمگیری زمانہ مین سمرقند سے اورنگ آباد دکن مین آئے ۔ نواب غازی الدین خان فیروز جنگ کے توسل سے بادشاہ کے حضور مین باریاب ہوئے ۔ منصب مناسب سے سرفراز ہوئے ۔ مشہور ہے کہ نواب صاحب موصوف کے قرابتدارون مین سے تھے ۔ مرزا کی ولادت دکن مین ہوئی ۔ اور اسی ملک کی آب و ہوا مین تربیت و پرورش پائی ۔ عالم شباب مین موروثی خدمت منصب پر ممتاز ہوا علمی لیاقت بقدر ضرورت تھی فارسی و تحریر و تقریر مین مستعد طالب علم تھا موزون الطبع و خوش فکر تھا ۔ شعرگوئی کا شوق دل مین پیدا ہوا فارسی و ہندی مین کلام موزون کرنے لگا کلام کی اصلاح شاہ سراج اورنگ آبادی سے لیتا تھا ۔ کلام شیرین و رنگین ہے ۔ لطافت و متانت سے خالی نہین ہے ۔ چمنستان شعرا کے مولف نے لکھا کہ سنہ ۱۱۸۰ ہجری تک زندہ رہا آخر سنہ ۱۱۹۳ ہجری مین فوت ہوا ۔ مجھے آپکے فارسی اشعار دستیاب نہین ہوئے انتہی کلامہ

من اشعارہ الهندی

نہو لیجو کبہی ساقی یہہ عالم بیحجابی کا
چہوگا نا منہہ پیالے کا گلے پڑنا گلابی کا

ذرہ تو لگ گلے ساقی ہے موسم بیحجابی کا
کہ جاری فیض بارش سین ہوا چشمہ گلابی کا

مجہے اسباب پر کمتر تعجب سخت آتا ہے
مرے رونے پہ ہنسنا قہقہا کر کر گلابی کا

یہی سامان ہے ساقی میرے خانہ خرابی کا
چہنا لینا پیالے کا پٹک دینا گلابی کا

گلابی پاؤن پڑتی تہی ہر ایک دم جا کی جہاں تک
تو کیا بہولا ہے ساقی وہ زمانہ بیحجابی کا

کوکبی - قباد بیگ گرجی

کوکبی تخلص - قباد بیگ نام - گرجی الاصل ہے - شاہ عباس ماضی بادشاہ ایران کا غلام تہا - علم و فضل کے زیور سے آراستہ تہا - زمانہ دراز تک بادشاہ کی ملازمت مین رہا آخر ایران سے حیدرآباد دکن مین آیا - قطب شاہ والی حیدرآباد کے دربار مین باریاب ہوا قطب شاہ نے اسکی بہت خاطر و مدارات کی اور اسکو صیغۂ منصب مین مامور فرمایا - کوکبی صاحب ترجمہ بسبب عنایت قطب شاہی حیدرآباد مین متوطن ہوگیا ١٠٣٣ سنہ ہجری تک زندہ رہا - آخر سنہ مذکور مین عالم بقا کو روانہ ہوا - میر کے دائرہ مین مدفون ہوا - موزون الطبع تہا کبہی کبہی شعر موزون کرتا تہا - جو کچہہ کہتا ہے خوب ہوتا ہے **من اشعارہ**

هرچه بهر رنگ معشوق بود معشوق است
نقص عشق است که پروانه بمهتاب نسوخت

با کائنات کردم ازان دوستی که یار
در هر دلے که جلوه کند در دل من است

کم گو - عبد الرحیم کشمیری

کم گو تخلص - عبد الرحیم نام - آپکا وطن اصلی کشمیر جنت نظیر ہے - حافظ قرآن

و مستعد طالب علم تھے۔ فارسی عربی مین لیاقت و مہارت رکہتے تھے۔ آپکو شعر گوئی سے دلچسپی تھی۔ اکثر اوقات سخن سنجی مین صرف کرتے تھے۔ آپ کا کلام دلچسپ و برجستہ ہوتا ہے اور آپکو سرخوش سے تلمذ ہے۔ آپ عالمگیری لشکر کے ہمراہ اورنگ آباد دکن مین آئے لشکر مین کسی خدمت مناسب پر ملازم تھے۔ آخر آپنے سنہ ۱۱۳۳ ہجری مین بلدہ اورنگ آباد مین دار فانی سے ملک جاودانی رحلت کی من کلامہ

ریخت باران بلا بر تن غم پرور ما — چہ بلاہا کہ نیاورد فلک بر سر ما

ولہ
ز خضر عمر فزون ست عشق بازان را — اگر ز عمر شمارند روز ہجران را

ولہ
نہ نرگس ست عیان بر سر مزار مرا — سپید شد برہت چشم انتظار مرا

ولہ
گرفتہ زخم دلم در دہن خدنگ ترا — بلذتی کہ مکد طفل شیرخوار انگشت

ولہ
نہ عینک است کہ بر دیدہ دارم از پیری — برای خط جوانان دو چشم من چار ست

ولہ
گاہے بگوش ندہ ولان نغمہ رسان — زان پیشتر کہ بانگ بر آید فغان ما

ولہ
اشک من طالب آن نرگس جادو باشد — ہمچو طفلی کہ دوان در پئے آہو باشد

ولہ
چون تار عنکبوت ز ہجر تو شد تنم — در گوشۂ خرابہ از انست مسکنم

ولہ
بناز کشت جہانے بت ستمگر من — ہنوز بر سر ناز ست ناز پرور من

چون سایہ ہمرہم بہر سو روان شوی — باشد کہ رفتہ رفتہ بما مہربان شوی

ز زنجیری کہ عشق انداخت در پای من مجری — فتاد آخر ترا ہم حلقہ در گردن ای قمری

کلیم۔ ابو طالب

کلیم تخلص۔ ابو طالب کنیت نام ہے ہمدانی المولد کاشانی المنشا ہے نشو و نما

عالم شعور کے ابتدا میں شیراز گیا۔ اور وہان کے علما و فضلا سے علوم و فنون کی تحصیل کی۔ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد تلاش معاش میں سفر اختیار کیا۔ جہانگیر کے زمانہ مین ہند آیا۔ شاہنواز خان صفوی کے مکان پر فروکش ہوا۔ خان موصوف نے کلیم کے ساتھ مہمان نوازی کے مراسم کریمانہ طور سے ادا کئے ابھی جہانگیر کے دربار مین رسائی نہین ہوئی تھی کہ وطن کی محبت و کشش دامن گیر ہوئی۔ ١٠٢٨ء ہجری مین وطن مالوفہ کی طرف مراجعت کی چنانچہ کہتا ہے۔ ؎

طالب ز ہوا پرستی ہند	برگشت و بسوئے مطالب آمد
تاریخ توجہ عراقش	توفیق رفیق طالب آمد ١٠٢٥

ہندوستان سے وطن مالوفہ مراجعت کی۔ لیکن دل مین ہندوستان کی حسرت و تمنا متمکن تھی چنانچہ کہتا ہے۔ ؎

ز شوق ہند زان سان چشم حسرت بر قفا دارم	کہ رو ہم گر براہ آرم نمی بینم مقابل را
اسیر ہندم و زین رفتن بیجا پشیمانم	کجا خواہد رسانیدن پرفشان مرغ بسمل را
بہ ایران میرود نالان کلیم از شوق ہمراہان	بپائے دیگران ہمچو جرس طی کرد منزل ہا

وطن مین پہنچ کے دو ڈہائی سال سے زیادہ نہین ٹھیرا۔ پھر ہندوستان مین آیا۔ اولاً دکن مین آیا۔ ابراہیم عادلشاہ والی بیجاپور کے پاس جا رہا تھا کہ راہ مین جاسوسی کے شبہ مین گرفتار ہوا۔ قلعہ شاہدرک مین قید کیا گیا۔ قید خانہ مین عادلشاہ کی مدح مین ایک قصیدہ لکھا معلوم نہین اسکا قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ مین گذرا یا نہین؟ غالباً قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ مین نہین گذرا۔ اگر گذرتا تو عادلشاہ کی عنایت و قدردانی سے مالامال ہو جاتا۔ اور شاہجہان کے دربار مین پہنچنے کی

تمنا کرتا۔ آخر چند روز کے بعد قید خانہ سے رہا ہو کے شاہجہان کے دربار کا عزم جزم کیا۔ اور ایک قصیدہ میر جملہ شہرستانی کی مدح مین موزون کیا۔ اسمین اپنا تمام حال و قید خانہ کے مصائب کا ذکر بہی کیا۔ قصیدہ کے اشعار مندرجہ ذیل مین ھو ھذا

فلک قدرا نمی پرسی کہ گردون ۔۔۔ چرا آزرد ما را بے محابا
چرا آزرده بیمار غمی را ۔۔۔ کہ می آید بدرگاہ مسیحا
بعزم سیر بیجاپور گشتیم ۔۔۔ رہے با اختری چون و پیما
بجنگ راہداران فتادیم ۔۔۔ چہ گویم تا چہا کردند با ما
ہمہ اندر تجسس ہوشگافان ۔۔۔ ہمہ در گنج کاوے ذہن دانا
یکے گوید کہ دزد اند باشند ۔۔۔ بزندان چندگہ زنجیر فرسا
دگر گوید کہ جاسوس فلانند ۔۔۔ کہ از تفتیش ما گشتند بینا
یکے می گوید اینان را بکاوید ۔۔۔ کہ شاید نامہ گردد ہویدا
زبس تفتیش از ہم می کشودند ۔۔۔ اگر در بار ما بودے معما
کنون در چنگ ایشان مبتلایم ۔۔۔ نمی دانیم چارہ جز خدا را
زبہر پاس ہندوہائے با تیغ ۔۔۔ چو مو استادہ دائم بر سر ما
عجب دارم کہ با این منع جادہ ۔۔۔ چسان بے خواست آمد تا باینجا
اشارت کن کہ چون اقبال گردیم ۔۔۔ بخاک آستانت جبہہ فرسا

جب دکن سے آگرہ مین پہنچا۔ میر جملہ شہرستانی کے مکان پر فروکش ہوا۔ میر جملہ دوست پرور مہمان نواز تہا۔ کلیم کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تہا مہمان عزیز کو عزیز سمجہتا تہا۔ میر کی وجہ سے دیگر امرا بہی کلیم کی تعظیم و تکریم کرنے لگے۔ ابہی وہ زمانہ نہین آیا تہا کہ شاہجہانی دربار مین

باریاب ہو جائے - پس چند روز کے بعد میر جملہ و دیگر امرا کے توسل سے شاہجہان بادشاہ ہند کے دربار مین باریاب ہوا - اور ملک الشعرائی کے خطاب سے سربلند ہوا۔ سنہ ۱۰۴۴ ہجری مین جب شاہجہان نے تخت طاؤسی ایک کرور روپیہ خرچ کر کے تیار کرایا اور جشن نوروز کے دن آگرہ مین اسپر جلوس فرمایا تب کلیم نے تہنیت مین ایک قصیدہ لکھکے پیش کیا - قصیدہ کا مطلع یہہ ہے ؎ -

خجستہ مقدم نوروز غرۂ شوال   فشاندہ اند چہ گلہائے عیش بر سر سال

شاہجہان نے قصیدہ کے صلے مین کلیم کو روپیہ کے وزن مین تلوایا - پانچہزار پانسو روپیے وزن مین ہوئے سب روپیے اسکو دیئے - کلیم کے خطاب ملک الشعرائی سے شیدا وغیرہ رشک وحسد سے کہتے تہے - خوشا حال گذشتگان کہ ملک الشعرائی نہین دیکہی اور جہان سے چلے گئے - کلیم حاسدین کے رشک حسد کی کچہہ پروا نہین کرتا تہا - بادشاہ سے اکثر صلات و جائزے پاتا تہا - سیر چشم و سخی المزاج تہا جو کچہہ پاتا تہا فقرا و اہل کمال پر تقسیم کر دیتا تہا - اپنے پاس کبہی ذخیرہ نہین کرتا تہا - ایک وقت سلطان روم نے اعلیحضرت شاہجہان کو لکہا کہ آپ صرف ہندوستان کے بادشاہ ہین نہ کل جہان کے کیا وجہ ہے کہ آپنے اپنا لقب شاہجہان مقرر کیا لقب تبدیل کیجئے یا وجہ سے آگاہ فرمائیے - بادشاہ متفکر ہوا - اور وزرا سے مشورہ کرنے لگا - کہ کیا جواب دینا چاہیے یا لقب کو بدلنا - اس موقع پر کلیم نے ایک مدحیہ قصیدہ لکہکے حضور مین پیش کیا - اوراسمین ایک شعر ایسا موزون کیا کہ سلطان روم کا جواب دندان شکن ہے - شعر مذکور

ہند و جہان ز روئے عدد چون برابر است   شاہ مرا خطاب شاہجہان زان مقرر است

بادشاہ نہایت ہی خوش ہوا - اور اسی بیت کو سلطان کے جواب مین بہیجا - اور کلیم کو اشرفیوں مین

تلوایا اور اشرفیاں وزن شدہ اُسی کو عطا کیں ۔

جب جنگ فیلان کے تماشاگاہ مین شاہزادے عالمگیر نے ایک مست ہاتی سے مقابلہ کیا کلیم نے اس واقعہ کے بیان مین ایک مثنوی موزون کرکے پیش کی ۔ صلہ و انعام وافر پایا ۔ اس واقعہ کی حقیقت یہ ہے کہ ایکروز شاہجہان بادشاہ ہند جنگ فیلان کے تماشے مین مشغول تہا اور شہزادے بہی گہوڑون پر سوار سیر کر رہے تہے یکایک ایک مست ہاتی مقابلہ کے ہاتی سے علیحدہ ہوکے عالمگیر کے طرف حملہ آور ہوا ۔ عالمگیر نے چالاکی سے ایک نیزہ ہاتی کے سر پر مارا ہاتی نے غضبناک ہوکے گہوڑے کو دانتون مین دبا لیا عالمگیر زمین پر گر پڑا لیکن گرتے ہی چالاکی و چستی سے کہڑا ہوا اور ہاتی پر حملہ کیا ۔ اور راجہ جیسنگہ نے بہی ہاتی پر نیزہ کے دو تین وار کئے ۔ اور اسی اثنا مین مقابلہ کا دوسرا ہاتی بہی آگیا پس اس مست ہاتی نے فرار کا راستہ اختیار کیا ۔ شاہجہان شاہزادے کی دلیری دیکہکے بہت خوش ہوا ۔ اور شاہزادے کا پیار کیا ۔ اور اسکو اشرفیون مین تلوایا ۔ اور اشرفیان فقرا کو تقسیم کین ۔ مثنوی کے اشعار مندرجہ ذیل مین

بہمانی گوش رباب ہوش ‌ ‌ ‌ یکے قصہ دارم بہن دار گوش
حدیثے سراسر بیان وقوع ‌ ‌ ‌ بگویم ہوا ز زبان وقوع
ز مردم من این نقل نشنیدہ ام ‌ ‌ ‌ من از دل شنیدم دل از دیدہ ام
دو ید از فضا آن دو فیل مہیب ‌ ‌ ‌ یکے سوئے شہزادہ اورنگ زیب
بمردی ز جا یک سر مو نشد ‌ ‌ ‌ ز راہ چنین سیل یکسو نشد
یکے نیزہ برق سان تافتہ ‌ ‌ ‌ نظر از رگ غیرتش یافتہ
ز قدرت چنان زد بپیشانیش ‌ ‌ ‌ کہ جست از قفا برق رخشانیش
دران کوہ پیکر نہان شد سنان ‌ ‌ ‌ دگر بار در رفت آہن بہ کان

ز خرطوم انداخت پیچان کمند ‏ فتاد اسپ شہزادہ در پیل بند
گرفت اسپ شہزادہ بر وے سوار ‏ ز بیم آب شد زہرۂ روزگار
چو در اسپ سامان جولان ندید ‏ چو شہبازے از خانۂ زین پرید
ہمان دم کہ بر خاک پا را فشرد ‏ روان دست جرأت بشمشیر برد
علم کردہ شمشیر بروے دوید ‏ گرازان سوے فیل غنیمش رسید
دریں سن اگر بودے افراسیاب ‏ ہمی گشت از دیدن فیل آب
در آغاز و انجام آن گیر و دار ‏ ہمی دید شاہنشہ کامگار
ازان شیر دل چون بدید آن جنگ ‏ بفرق سرش بفشاند گنج و گہر
نظر کردۂ شاہ آفاق شد ‏ بمردانگی در جہان طاق شد

سنہ اول جلوسی میں جب شاہجہان بادشاہ نے دربار عام کی تعمیر کا حکم دیا تب حسب الحکم دربار عام تعمیر ہوا۔ اسوقت صاحب ترجمہ نے ایک رباعی لکھکے پیش کی نوازش و مرحمت شاہانہ سے سرفراز ہوا۔ ھو ھذا

این تازہ بنا کہ عرش ہمسایۂ اوست ‏ رفعت حرفے ز رتبۂ پایۂ اوست
باغیست کہ ہر ستون سرش سرویست ‏ کاسائش خاص و عام در سایۂ اوست

سنہ دوم جلوسی شاہجہانی میں ایک سفید ہاتھی مائل بسرخی جو عجائب زمانہ سے تھا بادشاہی سرکار سے لائے کلیم نے اسکی تعریف میں ایک رباعی لکھی۔ صلہ و انعام سے سربلند ہوا ھو ھذا

بر فیل سفیدت کہ مبیناد گزند ‏ شد بخت بلند ہر کہ بر او دیدہ فگند
چون شاہجہان برو برآمد گوئی ‏ خورشید شد از سفیدۂ صبح بلند

جب خانجہان لودی نے عرف پھیر لئے بغاوت کا بازار گرم کیا۔ اور دریا خان افغان

بادشاہی ملازم بہی اسکا مددگار رہوا بادشاہی فوج کے مقابلہ مین شکست کہاکے دونون مقتول ہوئے اور دونون کے سر بلدہ برہانپور مین بادشاہ کے ملاحظہ مین لائے ۔ شادیانے بجوانیکا حکم صادر ہوا ۔ ارکان دولت نے تہنیت کی نذرین پیش کین ۔ کلیم صاحب ترجمہ نے بہی ایک باعی منظوم کرکے بادشاہ کی خدمت مین پیش کی ۔ انعام و صلہ سے سرفراز ہوا هو هذا

این مژدۂ فتح از پئے ہم رسیا بود   این کیف دوبالا چہ نشاط افزا بود
از کشتن دریا سپر اہم رفت   گویا سر او حباب این دریا بود

کلیم تاریخ گوئی مین بہی بے نظیر تہا اکثر احباب کے وفات و تہنیت کی تاریخین لکہی ہین چنانچہ ملک قمی کی رحلت کی تاریخ کہی هو هذا

ملک بادشاہ ملک معنی	کہ نامش سکہ نقد سخن بود
چنان آفاق گیر از ملک معنی	کہ حد ملکش از قم تا دکن بود
بجستم سال تاریخش ز ایام	بگفتا او سر اہل سخن بود

کلیم فن شاعری مین جامع الکمالات والفضائل تہا ۔ کلام کے تمام اقسام کو ایسی خوش اسلوبی وخوبی کے ساتہہ موزون کرتا تہا کہ ہر ایک مضمون سے نیا رنگ نمود ہوتا تہا ۔ واقعہ کا ایسا خاکہ کہینچتا تہا کہ بعینہ واقعہ ناظرین کے سامنے تماشا گاہ بنجاتا تہا ۔ اسکی مثنویان زیادہ مشہور ومتداول ہین لیکن مثنویان مختصر چہوٹی چہوٹی ہوتی ہین ۔ مثنوی لکہنے مین ایسی کامل قدرت رکہتا تہا کہ فوراً واقعہ سانحہ کو موزون کردیتا تہا ۔ قصائد مین تمہید عمدہ طرح سے قائم کرتا ہے اور ممدوح کی مدح کے طرف ایسی خوبی کے ساتہہ گریز کرتا ہے کہ قاری وسامع کو لطف ومزہ حاصل ہوتا ہے ۔ غزلیات مین تغزل وتشبیہ استعارہ ونازک خیالی وایجاد تازہ معانی کثرت سے لاتا ہے ۔ مبالغہ وتمثیل سے بہی کام لیتا ہے ۔ فقیر مولف آخر مین اقسام کلام سے

بستعدد اشعار متفرق تذکرون سے انتخاب کرکے گزارش کرتا ہے تاکہ ناظرین کو ہر ایک مضمون سے لطف حاصل ہوجائے۔ مثنویات سے اگرچہ تمثیلاً جنگ فیلان و مقابلہ و مقاتلہ عالمگیر کی مثنوی صدر مین مذکور ہوچکی ہے۔ لیکن مثنوی قحط دکن عجیب و غریب ہے جسکو کلیم نے سنہ ۱۰۴۰ ہجری کے قحط کی بابت لکھی ہے خاص اہل دکن کے مطالعہ کے لئے گزارش کرتا ہوں تاکہ ناظرین نظر عبرت سے دیکھین۔ مجھے افسوس سبات کا ہے کہ مثنوی کا کامل نسخہ میرے پاس موجود تہا۔ حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگیا۔ اب تذکرہ بہارستان سخن سے جسقدر اشعار ملے ہین لکہتا ہون

از مثنوی قحط دکن

نشان از ابر باران آنچنان رفت ۔ که گوئی برج آبی ز آسمان رفت
بخشکی شد چنان ایام مجبور ۔ کز اہل فسق شد تر دامنی دور
بشکل نان چنان مشتاق بودند ۔ که نقش پائے ہم را می ربودند
حدیث گوشت بے نام و نشان بود ۔ دہان گر گوشتے دیدے زبان بود
چو شکل نان جو قرص ماہ پیداست ۔ ز تاثیر نظر بر آسمان کاست
نظرہا قرص مہ را کرد تاراج ۔ بنان شب فلک ہم گشت محتاج
اگر از خانہ برخاستی دود ۔ بسان کعبہ در شہرت نشان بود
عجب بنود از تنگی حال ۔ که او در شیر بفروشد باطفال
بنوعی رغبت بر مردن فزون بود ۔ که دیدار طبیبان بد شگون بود
ز بس رسمے چہ فرسنگ مژہ افتاد ۔ نشان از کوچہ تابوت میداد
فغان اندر دہان نوحہ گر بود ۔ که در کوئے خموشانش گذر بود

بعض مولفین نے کلیم صاحب ترجمہ کے اخلاق و عادات و فضائل و کمالات کی بابت لکہا کہ وہ خوش اخلاق و پسندیدہ اوصاف فیاض و دل صاف صافی الطبع و سلیم المزاج تہا معاصرین شعرا سے محبت و اخلاص رکہتا تہا۔ عند الملاقات انکی تعظیم و تکریم کرتا تہا۔ شعرا و غیر شعرا کو خیر و نیکی کے ساتہہ یاد کرتا تہا۔ رشک و حسد سے کوسون دور رہتا تہا۔ بعض نے کلیم کی ہند سے اول مرتبہ مراجعت کی بابت لکہا کہ اسنے اسوجہ سے وطن مالوفہ مراجعت کی تہی کہ وہ ابو طالب آملی کی ملک الشعرائی سے رشک کرتا تہا الخ۔ اور دوسرے یہہ بہی لکہا ہے کہ نور جہان بیگم اکثر اسکے اشعار پر اعتراض و نکتہ چینی کرتی تہی۔ چنانچہ کلیم نے ایکروز یہہ شعر موزون کیا اور دلمین سمجہا کہ اسمین کہین اعتراض کا موقع نہین ہے سونچ سمجہہ کے بیگم کے پاس بہیجا؎

ز شرم آب شدم آب را شکستی نیست　　بحیرتم کہ مرا روزگار چون بشکست

بیگم نے شعر کے نیچے لکہا {یخ بست و شکست}

مراجعت کی اصل وجہ یہہ ہے کہ کلیم کو کامیابی نہین ہوئی تہی۔ شباب کا عالم تہا بمقتضائے جوانی کامیابی کی امید پر منتظر رہنا گوارا نہین کیا۔ اور یہہ پہلا ہی سفر تہا کہ عزیز و قریب سے جدا ہوا تہا۔ اعزہ کی محبت و کشش نے بہی مراجعت وطن پر مجبور کیا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

جب شاہجہان نے سیر کشمیر کا ارادہ کیا۔ کلیم بہی بادشاہ کے ہمرکاب گیا۔ کشمیر کی آب و ہوا کی تازگی و سیرابی دیکہہ کے نہایت ہی خوش ہوا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ حضور مجکو یہان سکونت کی اجازت عطا کرین۔ مین یہان فراغت سے فتوحات شاہجہانی کو نظم کرونگا بادشاہ نے درخواست منظور کی۔ کلیم فراغت سے کشمیر مین رہنے لگا۔ سنہ ۱۰۵۵ ہجری مین جب شاہجہان کشمیر گیا تو کلیم نے ایک قصیدہ خیر مقدم مین لکہہ کے پیش کیا بادشاہ نے دو سو اشرفی اور خلعت سے سرفراز فرمایا۔

کلیم کی وفات

آخر کلیم نے بمصداق کل من علیہا فان اس دار فانی سے بعالم جاودانی بتاریخ ۱۵ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۰۶۱ ہجری میں رحلت کی غنی کشمیری نے رحلت کی تاریخ کہی ہے طور معنی بود روشن از کلیم ٭ کشمیر میں محمد قلی سلیم کی قبر کے قریب مدفون ہوا۔

من بوادر طبعہ

غزلی دیگر بود در گوشۂ صحرا مرا — میگذارد ہر کجا خاری است سر در پا مرا
مرگ را شبنم نے از برائے زندگی ست — میکند آخر کفن آلودۂ دنیا مرا

وله

دست ہر کس بہان سبحہ بوسیدن خطا است — ہیچکس نکشود آخر عقدۂ کار مرا
نشاء از بادہ ندیدیم و طرب از مستی — خاک محنت زدہ بودہ گل ساغر ما

وله

عریان تنی خوش است ولی زیب دیگر است — جیب دریدہ دامن در خون کشیدہ را

وله

ہر کرا ایام پیش آورد زود ش برنشاند — این پشیمانی ز تاد جنزر دریا روشن است

وله

اشک را در چشم از لخت جگر نتوان ساخت — طفل خود سر بود رنگ ہمنشینان بر گرفت

وله

حسن اگر بے پردہ باشد عشق از دیوانہ نیست — بر چراغ روز بال افشانی پروانہ نیست

وله

دل ترک آشنائی ما زود کرد و رفت — زان شد پسند یار کہ عیب وفا نداشت

وله

در خم زلف تو دلہا چہ بہم ساختہ اند — چون نسازند بپائے ہمہ یک زنجیر است

وله

اے مست ناز گر ہمہ بادہ بخاک ریخت — یکبار ساغر از کف ما نتوان گرفت

وله

اے گلبن تازہ خار جور رست — از گل در پائے باغبان برفت

وله

کس واقف حیرانی من نیست درین بزم — کانجا کہ توئی دیدہ بغیر سے نگران نیست

وله

تو بیزبانی ما را حریف حرف نہ — بداد ما برسانی شوخ تازبانی ہست

چرا ننالد بلبل که بیوفائی دهر	وله	امان ندارد که گل خنده را تمام کند
مقبول روزگار نگشتیم و ایمنیم	وله	ما را که بر نداشت چسان بر زمین زند
هرگه که سنگ حادثه از آسمان رسد	وله	اول بلا بمرغ بلند آشیان رسد
آخر همه کدورت گلچین و باغبان		گردد بدل بصلح چو فصل خزان رسد
هواداران گروه دیگر ند و عاشقان دیگر	وله	نگیرد جای بلبل کل اگر صد باغبان دارد
ز رشک طالع تر دامنان داغم درین گلشن		که شبنم بستر از گل بلبل از خار آشیان دارد
چه خواری کز وفاداری ندیدم	وله	کنم صد شکر کز عالم بر افتاد
کلیم از دست بیداد که نالم		بگشت من گذار لشکر افتاد
کینه ایکاش باعث میشدی بر قتل ما	وله	خون ناحق گشته زود از یاد قاتل میرود
اگر جدا ز تو می را حلال میدانم	وله	خدا به تیغ تو خون مرا حرام کند
در بدر نتوان بدنبال خریداران دوید	وله	خوب شد اسباب ما را یکقلم سیلاب برد
ا طفل بوده ایم و شب جمعه دیده ایم	وله	هرگز بصبح شنبه مستان نمیرسد
با این دو دیده زحسنت چه میتوان دید	وله	هزار دیده نداریم صد هزار افسوس
اگر چه از مژه رو بیم غبار رهگذارش	وله	بچشم من نرسد توتیائے خاک درش
بخانه چند نشینی سری به بستان کش	وله	چو چشم خویش مے باده در گلستان کش
خنده بر بخت زنم یا بوفاداری دوست	وله	گریه بر خویش کنم یا بگرفتاری دل
شوقم از بسکه ساخته امیدوار تو	وله	بی وعده انتظار به هر رهگذر کشم
این همسفران پشت بمقصود روانند	وله	شاید که بانم قدمے پیشتر افتم
خودنمائی شیوهٔ من نیست چون دیوار باغ	وله	گل بدامن دارم اما خار بر سر میزنم

روز عیدم شیوهٔ من عجز خاطر بردن است　وله　تازه سازد داغ مردم چون محرم بیستم

ای گوشهٔ عزلت ز تو آب رخم افزود　وله　نشناسم اگر قدر ترا در بدر افتم

قمری ریخته بالم به پناه که روم　وله　تا بکی سرکشی ای سرو خرامان از من

ز شوق شاهد معنی همیشه همچو دوات　وله　براه عالم بالاست چشم حیرت من

با همه کهنه دلقی دلگیر از دو عالم　وله　انس سر چون جرس کشیده در جیب پاره پاره

معشوق خورد سال در آید بقید ضبط　وله　سروی که قد کشید ز بستان برآمده

خدا کار هر کس چنان ساخته　وله　که گوئی بغیری نپرداخته

بنالم ام دل صد مرغ می کشید اینجا　وله　مرا بروی چه از دام خود رها کردی

ز گوشش این نکته پیر مغان برون نخواهد شد　وله　که هستی خاکساری ورد پرهیز مغروری

من غزلیاته

گیرد که گفت از زبان طلب ما　ول　قفلی زند اندیشهٔ خواهش بلب ما

ما خانه ز برق نفس افروختگانیم　در بر نکند خلعت مهتاب شب ما

آن زهر سرشتیم که در میکده کام　می تلخ نگردد مگر از یاد لب ما

سیمای اصالت بود از ناصیه ظاهر　از جبههٔ ما پرس حدیث نسب ما

طالب نفسی تازه کن آنگاه باهنگ　بیتی دو بخوان زین غزل منتخب ما

بتن بویا کند گلهای تصویر نهالی را　وله　بیا بیدار سازد خفتگان نقش قالی را

من و اندیشهٔ بوس و کنار او محالست این　مگر بینم بخواب این آرزوهای خیالی را

ترا باید ز خویش آموختن علم وفاداری　چه حاجت با معلم صاحب ادراک عالی را

هنوز ادراک شعورم می رمی ای ساقی ز من مگذر　بچشم مست خود تکلیف ده این جام خالی را

گہے ابر تر و گاہے ترشح کو نہ کہ باران — بیا در چشم من بنگر ہوائے برشکالی را

وله

جز حرف عشق نیست سر بیان ما — چون شمع یک سخن گذرد بر زبان ما

از بار عشق گرچہ دو تا ہیم یکدلیم — از راستی دو خانہ ندارد کمان ما

وله

پیری رسید و مستی طبع جوان گذشت — ضعف تن از تحمل رطل گران گذشت

وضع زمانہ قابل دیدن دوبارہ نیست — او پس نگرد ہر کہ ازین خاکدان گذشت

از دست برد حسن تو بر لشکر بہار — یک نیزہ خون گل ز سر ارغوان گذشت

در راہ عشق گریہ متاع اثر نداشت — صد بار از کنار من این کاروان گذشت

طبعی بہم رسان کہ بسازی بعالمی — یا ہمتے کہ از سر عالم توان گذشت

در کیش ما تجرد عنقا تمام نیست — در فکر نام ماند اگر از نشان گذشت

بدنامی حیات دو روزی نبود بیش — آن ہم کلیم با تو بگویم چسان گذشت

بے دیدہ راہ اگر نتوان رفت پس چرا — چشم از جہان چو بستی ازو میتوان گذشت

کاظم - صوفی شاہ

کاظم تخلص - صوفی شاہ نام - آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے آپ مشاہیر مشائخ دکن کے خاندان سے ہین صوفی مشرب صلح کل مذہب تھے۔ گوشہ نشین صابر و قانع تھے - اہل شہر آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے - آپ سخن فہم و سخندان تھے کبھی کبھی موزون فرماتے تھے آپکا کلام شور انگیز و عشق آمیز ہوتا ہے - آپ بارہوین صدی کے آخر تک زندہ تھے - رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی - **من اشعارہ الفارسی**

بود ز داغ جنون زینت بہار مرا — خاست شعلہ سر انگشت ہائے خار مرا

زجیب خندهٔ گل صبح سر برون آورد — فروکشود که بند قبای یار مرا
دل خراب مرا حرف غم کشد سوی می — هوای ابر فزون میکند خمار مرا
بنای حیرت عشقم صفا سرشت من است — بآب آئینه کردند گل غبار مرا
شدم نزار ز داغ فسردگی کاظلم — ز پنبه بستر و بالین بود شرار مرا

وله

سوی آئینه آن شیرین تکلم رو اگر آرد — چو طوطی بال افشاند خطش بر قند گویائی
تبسم می کند از جوش جمعیت درین گلشن — برنگ غنچه هر کس را گره در مشت زر دارد

وله

دل خورم کجا ورنه ناله آواز حزین دارد — شکستی شیشهٔ تصویر کی اندر کمین دارد
چه عیش از جلوه مهر جهان تاب بردارم — چو شبنم جمله تن اندر نگه یک چشم تر دارم
دولت بیدار ما را نیست آسیب زوال — بخت ما در سایهٔ بال هما خوابیده است
می چکد از ناله ام خون تبسم غنچه وار — از نمکدان که یارب زخم دل خندیده است
شاهد معنی سربسته به تنگ آمد — لذت بوسه دهد مهر خموشی ما را
اکنون نمید به برخ ساده روی خوش — آئینه را نمود خجلت تیره روزگار

گرامی - میر عبد الرحمن

گرامی تخلص - میر عبد الرحمن نام وزارت خان خطاب ہے - آپ میر معین الدین احمد المخاطب امانت خان کے فرزند ہین عالمگیری عہد مین ہمیشہ خدمات بادشاہی مین سرگرم رہتے تہے - عالمگیری عہد مین مختلف خدمات پر مامور رہے - خدمات مفوضہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے بادشاہ آپکی خدمت و کارگذاری سے بہت خوش ہوتا تہا - آپکو وزارت خان خطاب سے سرفراز فرمایا تہا - بہارستان سخن کے مولف نے

لکہا کہ گرامی میرے جد میر کاظم خان کے برادر ہین۔ عالی ہمت بلند حوصلہ تہے۔ خوش خلقی و خوش وضعی سے موصوف۔ غربا پروری و مہمان نوازی مین معروف تہے۔ سخن سنجی و سخن فہمی مین کامل۔ تحریر و تقریر مین منشی فاضل تہے۔ طبع سنجیدہ و فکر پسندیدہ سے ہمیشہ اشعار تازہ و پاکیزہ موزون فرماتے تہے۔ آپکی طبیعت مین مضامین دلنشین کی آمد تہی بدون غور و فکر جو کہتے تہے خوب مرغوب ہوتا تہا۔ معاصرین شعرا آپکے کلام کو مانتے تہے اور آپکی نازک خیالی کی داد دیتے تہے۔ آپ اپنے امثال اقران مین بے مثل و بے نظیر مانے جاتے تہے۔ آخر آپ عارضۂ فالج مین مبتلا ہوکے ۱۲۲۴ ہجری مین شاہ عالم بہادر شاہ کے آخر عہد مین بہشت برین روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

تا قافلہ سالار جنون فال سفر زد		دیوانۂ ما دامن صحرا بکمر زد
بر صبح بناگوش بتان تا نظر افتاد	وله	آئینۂ خورشید ز چشم سحر افتاد
شد فصل گل و دامن ساقی نگرفتم		ہنگامۂ مستی بہار دگر افتاد
یک صبحدم بسیر گلستان گذشتہ		شبنم ہنوز بر رخ گل آب میزند
خود را بدم آن تیغ جوہردار خواہم زد		برائے دادن جان دست و پا بسیار خواہم زد
صورت یار کہ کشد نقاشش		نقش زلفش بہ پیچ و تاب کشند
چشمم بر قدح و جور بمینا کردم		فصل گل آمد و من توبہ بیجا کردم
با رفیقان ز خود رفتہ سفر دست نداد		سیر صحرائے جنون حیف کہ تنہا کردم
چون ابر ہر کجا کہ رسیدم گریستم		دامن بروئے خویش کشیدم گریستم

بر عکس بود خاصیت زعفران عشق
تا رنگ خود در آئینہ دیدم گریستم

گوہر - محمد باقر خان

گوہر تخلص - محمد باقر خان نام. گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ بزرگان ولس واکابر قوم نوائط سے ہیں - نواب والاجاہ کے دربار مین معزز و مکرم تھے - آپنے ایکروز ایک قصیدہ میمیہ نواب کی مدح مین لکھکے حضور والاجاہ مین پیش کیا - قصیدہ مین ایک بیت ایسی تھی کہ اُس سے ایک موضع التمغا کی طلب معلوم ہوتی تھی وہ بیت یہ ہے

توان چون سر گشتن کامیاب وضع آزادی — دیدگر بیر لب جو موضعی در وجہ تمغا یم

نواب نے قصیدہ سُننے کے بعد کریمانہ عنایت و مرحمت سے ایک موضع عطا فرمایا - چنانچہ الی یومنا ہذا موضع مذکور انکی اولاد و آل پر جاری و بحال ہے - حیدر علیخان کے ہنگامہ مین تعلقہ نیلور کی فوجداری پر مامور تھے ایک سال تک فوجداری کا انتظام عمدہ طرح سے کیا - پھر وہان سے معزول ہوکے حضور مین پہنچے - چند ماہ کے بعد سنہ ۱۲ ہجری کے آخر مین فوت ہوئے - مسجد آقا مقیم واقع میلاپور مین مدفون ہوئے - آپ فن شاعری مین بے نظیر تھے - آپکا کلام نہایت ہی رنگین و شیرین ہوتا ہے - نازک خیالی و شیرین مقالی مین سنجیدہ - آپ مضامین تازہ کے ایجاد و تلاش مین موجد تھے - من اشعارہ الفائقہ

سرکشید تار نگہ از ریشہ ور گیاہی من — گرو نیرنگی جنبش جلۂ تن بیتا ترا
مکن زگوشۂ دستار زلف را بیرون — زعطر فتنہ پریشان مکن دماغ مرا
با بریشہ دوا بند سیل زاری ما — نسب بہ برق رسانید بیقراری ما
چہ ریزہاے زمرد ز دیدہ می بارد — کہ شیشۂ دلم آن شوخ سبز رنگ شکست
زوستگیریت اے یار آہ خورسند ہم — کہ ناتوانی من منت عطا نکشید

سخاوت پیشهٔ هنگام عطا منت نهد بر خود	وله	ز خجلت شیشه آری پیش ساغر نگون آید
همیشه زخم دلم لب بخنده وا دارد	وله	که ناوک تو بدل الفت رسا دارد
چه طرفه رسم در اقلیم بی نیازی هاست		کرشمه پرور درویش التجا دارد
بتوان رفت بقربان کمانداری او	وله	تیر او شیوهٔ دلجوئی ما میداند
بچاک سینهٔ من لعل یار میخندد	وله	فغان که بر گل زخمم بهار میخندد
میان تا بست آن شیرین ادا در خواهش قتلم	وله	بذوق تیغ او چون بسملم من هم کمر بندم
چرا زاهد کند منسوبم آزاده دامانی	وله	عجب تر ساقیم خورشید و دامان تری دارم
بهار آمد بگلشن بزم عشرت تاک میخواهم	وله	عروس نو ز عالی دودمان تاک میخواهم
آوارهٔ عروج و نزولم براه دوست		چون گرد بار سر بهوا سینه بر زمین

گل مولانا علی گل استرآبادی

گل تخلص - مولانا علی گل نام - سادات استرآباد سے ہیں نشو و نما کے بعد وطن مالوف میں علما و فضلا سے کتب درسیہ عربیہ تحصیل کیں - علم و فضل سے آراستہ علوم حکمیہ و نقلیہ سے پیراستہ ہوئے - مدت تک ایران میں طلبہ کو درس و تدریس دیتے تھے - آپ شعر و شاعری میں بھی استاد کامل تھے - آپکا کلام نازک خیالی و شیرین مقالی میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے فصاحت و بلاغت میں تلا ہوا - آپ ایران سے قطب شاہیہ زمانہ میں میر مومن استرآبادی کی خدمت میں حیدرآباد دکن میں وارد ہوئے - میر موصوف نے ہم وطنی کے لحاظ سے آپکی بڑی عزت و آبرو کی - اور بادشاہی منصبداروں میں معزز عہدے پر ملازم کرایا آپ دکن میں مدت تک خوشحال و فارغ البال رہے آخر میر موصوف کے انتقال کے بعد

۱۱۳۳ھ ہجری مین فوت ہوئے میر کے دائرہ مین مدفون ہوئے مین اشعار۵ اردو فارسی

اے شوخ ستم بردل افگار بدست		آزار دل سوختہ زار بدست

گلشن شیخ سعد اللہ برہانپوری

گلشن تخلص - شیخ سعد اللہ نام - برہانپوری المولد گجراتی الاصل ہے نتایج الافکار کے مولف قدرت اللہ خان قدرت نے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ آپکی نسب کا سلسلہ زبیر بن العوام صحابی رض سے پہنچتا ہے - آپکے اجداد مین اسلام خان احمد آباد گجرات مین وزارت کی خدمت پر مامور تہا جب احمد آباد گجرات پر اکبر بادشاہ متصرف ہوا - اور گجراتی سلاطین کی سلطنت منقرض ہوئی - آپکے اجداد مین سے ایک بزرگ برہانپور مین آئے اور وہان سکونت پذیر ہوئے - آپکی ولادت شہر مذکور مین واقع ہوئی - نشو و نما و سن شعور کے بعد وہان کے علما سے کتب درسیہ عربی و فارسی تمام کرکے عالم شباب مین حرمین شریفین کی زیارت و حج کے لئے پیادہ پا گئے - زیارت و حج سے فارغ ہوکے ہند مین مراجعت کی بائیس برس تک احمد آباد گجرات و اورنگ آباد دکن و برہانپور خاندیس وغیرہ بلاد دکن مین سیاحت کرتے رہے - پہر چالیس یا پینتالیس برس کی عمر مین دکن سے براہ وطن مالوفہ دلی گئے وہان متوطن ہوگئے - توکل و قناعت کے طریقہ مین ثابت قدم و راسخ دم تہے - قدسی سیرت فرشتہ صورت - متدین صوم صلوٰۃ کے پابند - دلی مین حضرت شاہ گل متخلص بوحدت سرہندی مجددی کے مرید اور میرزا عبد القادر بیدل کے شاگرد ہوئے - شیخ سے منقول ہے کہ وہ نقل کرتے تہے کہ مجکو میرزا بیدل نے گلشن تخلص عطا کیا - اور اس لحاظ سے کہ گل و گلشن مین باہم نسبت و تعلق ہے اختیار کیا - شاید میرزا نے دو مین تخلص مین سے اور مین

میرے اشعار مین تغیر و تبدیل کی ہو ۔ انتہی نقلہ ۔
آپ عالم فاضل و منشی کامل تہے نثر و نظم پر قادر ۔ آپکی نثر رنگین اور نظم دلنشین ہوتی تہی موسیقی ہندی مین اُسقدر ماہر تہے کہ آپکو امیر خسرو ثانی کہتے تہے ۔ خوشگو نے اپنے تذکرہ مین بیان کیا کہ آپکا مزاج وارستہ و بے تکلف تہا ایکروز آپ کسی امیر کے دولتخانہ پر گئے امیر موصوف کتب لغات کا شائق تہا کسی غریب کی سفارش کیلئے گئے تہے ۔ امیر کی ڈیوڑہی کے اندر کفش پانون سے نکال کے رومال مین لپیٹ کے بغل مین لئے ہوے مسند پر بیٹہے ۔ آخر بغل کے بستہ کو بہی نکال کے تکیہ کے قریب رکہا امیر شائق کتب نے پوچہا حضرت کیا یہ کشف اللغات ہے آپنے فرمایا نہین کفش اللغات ہے اور کہولکے اُسکا شہر کہلا دیا تمام اہل مجلس آپکی بے تکلفی و حسن کلامی سے حیران ہوئے انتہی کلامہ
شاعر پر گو تہا اشعار غزلیات و قصائد و مثنویات و رباعیات تخمیناً ایک لاکہہ بیس ہزار تہے ۔ اکثر اوقات شعر گوئی مین مصروف رہتے تہے ۔ کثرت اشعار کا بہی یہی اندازہ ہے ۔ اور ریختہ مین بہی آپ اچہے شاعر تہے ۔ ہمکو آپکے اردو اشعار نہین ملے ۔ آخر آپ پینسٹہہ برس کی عمر مین مرض اسہال سے اکیس روز بیمار رہکے روز یکشنبہ کیبس تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۴۰ ہجری اور بعض نے سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین شہر دہلی مین فوت ہوئے ۔ خوشگو صاحب تذکرہ نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ؎ جائے گلشن بہ بہشت آمدی ۔

گنا بیگم المعروف بہو بیگم

گنا بیگم تخلص و نام ہے ۔ علی قلیخان والہ داغستانی کی دختر نیک اختر ہے ۔ نواب اعتماد الدولہ غازی الدینخان بہادر نبیرہ آصفجاہ کی حرم محترم ۔ نہایت حسین و جمیلہ تہی

غایت نزاکت و لطافت سے ہنوسیری مشہور تھی۔ یعنی اُسکا جسم لطیف وزن مین نوسیر تھا عظمت و شان و لیاقت و وقار مین ہم سنگ کوہ تھی۔ خوش مقال و نازک خیال تھی گلستان خوش بیانی کی گل رعنا چمنستان خوبی کی سرو بالا تھی۔ شعرائے معاصر کے ساتھہ ہم طرح غزلین کہتی تھی۔ من اشعارہ الفارسی

تا کشیدی از نزاکت سرمۂ دنبالہ را
جگر پر سوز و دل پرخون گریبان چاک جان برلب

شد عصائے آہوی چشم بیمار ترا
قضا را شرم می آید ز سامانیکہ من دارم

گہن - میر بدر الدین ❊

گہن تخلص - میر بدر الدین نام آپ شاہ عبد الہادی کے خلف الصدق اورنگ آبادی الوطن ہین - غلام قادر سامی اورنگ آبادی کے شاگرد - فارسی عربی مین مستعد طالب العلم تھے شعرگوئی کا دلمین شوق پیدا ہوا - ہندی و فارسی مین شعر کہنے لگے - شاہ سامی شاذ سے کلام کی اصلاح لیتے تھے معدن طبیعت سے مضامین رنگین کے جواہر گنجینۂ خیال سے معانی دلنشین کے لآلی بے بہا ایجاد کرتے تھے - دوہے اور کبت بھی موزون فرماتے تھے بہاکا زبان سے خوب واقف تھے - خوش مزاج و شگفتہ جبین تھے آخر آپ سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین فوت ہوے

من اشعارہ الہندی

ارے اے باغبان بلبل کبھی لیتے پہ دل مت کہہ
بجائے سبز بختو سرخ رو ہووی جو گل مہندی

کر وہ خود عشق گل مین خون دلسے ہات دہوتا ہے
نہاں اُسکا صنم کے پاؤن پر سر رکھے سوتا ہے

کہون گر جوہری مین اپنے دلکو تو عجب نہین ہے
جہان فانی ہے یاد حق ستی ہشیار رہ دائم

پلک کے تار مین آنسون کے موتی کو پروتا ہے
گہن تو عمر کو اپنے عبث غفلت مین کہوتا ہے

حرف لام

لطف - مرزا علی خان دہلوی

لطف تخلص - مرزا علیخان نام - آپ استرآبادی الاصل ہین آپ کے بزرگان سلف وطن سے ہندمین آئے اور شہر دہلی مین متوطن ہوئے آپکی ولادت دلّی مین ہوئی اور نشو ونما بہی دلّی ہی مین ہوا - عالم شباب مین علماکی خدمت مین کتب درسیہ علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی علامۂ دہر وفہامۂ عصر ہوئے - شعروشاعری کا شوق ہوا فارسی واردو مین کلام موزون کرنے لگے رفتہ رفتہ استادی کے درجہ کو پہنچے - کلام شستہ ورنجتہ ہے ہر ایک مصرعہ وفقرہ برجستہ وشایستہ ہے آپ میرتقی میر کے شاگرد تہے - آپ کا ہر ایک شعر شیرینی مین شکرپارہ رنگینی مین گل تازہ ہے آپکی طبیعت نہایت لطیف تہی دماغ مین نازک خیالی موجزن تہی - طبیعت رسا وفکر والا ہے جو کچہہ موزون فرماتے تہے وہ سنجیدہ وپسندیدہ ہوتا تہا - آپ دلّی سے بنگالہ گئے چند مدت وہان گذارے پہر بندگانعالی آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے - شہر مین آپکی شہرت ہوئی اُسوقت کے شعرا مثلاً شیر محمد خان ایمان آپسے ملنے کو آئے آپ نہایت خوش خلاقی سے ملے اور اپنا کلام سنایا سب خوش ہوئے آپنے قصائد بندگانعالی کی مدح اور اعظم الامرا کی توصیف مین لکہے اور حضور مین گذرانے - حضور مین پسند ہوئے بندگانعالی نے نہایت قدردانی سے چارسو روپیہ ماہوار اور ایک پالکی سے سرفراز فرمایا - اعظم الامرا نے بہی آپکی بڑی تعظیم وتوقیر کی آپکو مصاحبون مین شریک فرمایا - جب اعظم الامرا کے بعد میرعالم وزیر ہوے تو اُنکو بہی اپنے کلام جادو بیان سے مسخر کیا - میرعالم نے بہی آپکو مصاحبت مین رکہا - آپ خوش خلاق

و پسندیدہ شمائل و حمیدہ خصائل تھے سلیم الطبع و حلیم المزاج ظریف و لطیف تھے۔ بذلہ سنجی و لطیفہ گوئی مین بے نظیر تھے۔ محفل کی زیب و زینت۔ یاران ہم مشرب کو آپکی صحبت مین لطف و مزہ آتا تھا۔ آخر آپ سنہ ۱۲۳۶ ہجری مین عالم اخروی کے مسافر ہوئے۔ آپکے دو بھائی ایک مرزا علی رضا دوسرا حاجی مرزا جان تھے دونون شہر مین سوزخوانی کرتے تھے۔ ایک بمرض موت فوت ہوا دوسرے کو چورون نے شہید کیا۔ صاحب گلشن بیخار نے لکھا کہ آپ نے ایک تذکرہ اردو مین شعرا و ریختہ گویونکا لکھا ہے تذکرہ نادر الوجود ہے فقیر مولف کو دستیاب نہین ہوا۔ من اشعارہ الهندی

آپ تو بات مین بگڑتے ہین		واہ کیا منہ سے پہول جھڑتے ہین
او میان تیغ ڈالے اور یک زخم		کب سے ہم ایڑیین رگڑتے ہین
طرفہ یہان دیکھے رسم صیادی		مرغ بسمل کے پر جکڑتے ہین
ہمنشین زخم دلکے پھٹ گئے ٹانکے		آج تو خود بخود ادھڑتے ہین
لطف تو اور آستان علی		جہان ملایک جبین رگڑتے ہین
ہو گئی زنجیر پا اپنی پہ زلف پرشکن	ولہ	ورنہ دل تجھی کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا
ہے کون سبزہ رنگ خرامان کہ رشک سے	ولہ	جون شمع سبز جلتا ہے ہر سرو باغ کا
ساقی لگا دی خم مرے منہ سے کہ بار بار		احسان کون کھینچے سبو اور ایاغ کا
خرما و سانہ رنگ نہ مضمون سا حال ہے	ولہ	کس منہ سے اسے بھیجئے پیغام محبت
ہوتے ہین بعد قتل طلبگار حق سعی	ولہ	ملک تمام مین دیکھی نئی خون بہا کی طرح
کیا کم ہے سلطنت سے سگ کوئے یار اگر		قانع ہو استخوان پہ ہما کی طرح
خوبی کا تیرے بسکہ اک عالم گواہ ہے		اپنے بغیر دیکھئے ہے حالت تباہ ہے

لالہ - سرو بنجی رائے اورنگ آبادی

لالہ تخلص - سرو بنجی رائے نام - قوم کہتری سے تہا سرکاری کچہری مین متصدی تہا فارسی مین مستعد و لائق تہا حساب سیاق مین خوب مہارت رکہتا تہا - موزون الطبع تہا فارسی اور اردو مین شعر کہتا تہا خوش فکر و خوش خیال تہا شفیق اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تہا سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین زندہ تہا - آخر سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے ابتدا مین فوت ہوا -

من اشعارہ الہندی

لالہ کے داغ دل کی سیاہی کو جوش دے ... قہوہ پیو پیا کہ تہین مین خمار ہے

اگر ٹک ناز سے ابرو چڑہا چین جبین کہینچے ... مہ نو جیون کمان گوشہ مین جا کر خط کشین کہینچے

لچہمی نرائن شفیق نے اس بیت کے ثانی مصرع کو اسطرح درست کیا ہے - نہایت ہی برجستہ مصرع ہے ؎ مہ نو تیغ مغرب سان دم اپنا و اپسین کہینچے -

لائق سید گل حسین دولت آبادی

لائق تخلص - سید گل حسین نام دولت آبادی المولد و المنشا ہین سخن سنجی و شعر گوئی مین لائق و فائق تہا - میر عبد القادر مہربان کے دوستون مین سے تہا - آزاد بلگرامی سے تلمذ رکہتا تہا سنہ ۱۲۱۰ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی - آپکے اشعار سے صرف ہمکو ایک بیت تذکرہ بہار و خزان سے ملی ہو ہذہ

دل از خود میرود بے اختیار از دیدن نازش ... نمیدانم چہ افسون کرد چشم سحر پردازش

لطف - میر لطف علیخان

لطف تخلص - میر لطف علیخان نام بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ آپ سید سعد اللہ ہمشیرہ زادہ سید شہاب الدین مرید و جانشین سید شاہ نور محمد حموی کے پوتے ہین - اور درویش محمد خان صوبہ بہار کے نواسہ ہین - آپ عربی فارسی مین ہی استعداد طالب العلم تہے - شعر گوئی سے نہایت دلچسپی رکہتے تہے - آپکا کلام پختہ و پسندیدہ ہوتا ہے - فکر رسا و ذہن صفا سے جو کچہہ موزون فرماتے ہین خوب مرغوب ہوتا ہے - آپکی رحلت سنہ ۱۳ ہجری کے آخرین ہوئی -

من اشعارہ الفارسی

حاجت بفیض شعلہ ندارد چراغ ما		روشن چو لالہ ز آتش خویش است داغ ما
از فیض عشق منت صہبا نمی کشیم		پر میشود بگردش چشمی ایاغ ما
ہوشم از سر می برد آہ رسائے عندلیب	ولہ	موج می باشد نہان در نالہائے عندلیب
ننمود تاب جلوہ آئینہ را	ولہ	دل درین باب جرأتے دارد
درد ہجرت زبس ضعیفم کرد	ولہ	آہ صد جا شکستہ می آید
روشن از ساغر نگاہ کسے	ولہ	ساغر می کشیدہ ام کہ مپرس
زیر بار گران سنگ جنون		آشفتہ آرمیدہ ام کہ مپرس
شگفتہ گردد چنان بگلشن	ولہ	گل بہار از افتخار نرگس
بجلوہ حسن خوش نگاہان		شکست خورد اعتبار نرگس
در محفلے کہ جلوہ نمائے کرشمہ		پروانہ رخ تو بود صد ہزار شمع
در وادی الفت بقدم رہ نتوان برد		رفتن نگر از خویش بود در سفر عشق

لذتی - افضل خان

لذتی تخلص - افضل خان نام - تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ امرائے دہلی سے ہین

نواب سعادت اللہ خان کے معاصر بحسب اتفاق دہلی سے مدراس مین وارد ہوئے اور یہان سکونت اختیار کی۔ صرف ہمکو آپکا احوال اسی قدر معلوم ہوا اسی پر اکتفا کیا گیا انتہی کلامہ رائق نے گلدستۂ شعرا مین لکھا کہ مثنوی چندر بدن مہیار آپکی تالیف سے ہے مثنوی نہایت ہی لطیف و پختہ مضامین ہے۔ انتہی کلامہ۔ مثنوی کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہایت ہی فصیح البیان تھے۔ آپ بارہوین صدی کے آخر مین زندہ تھے۔ کسی مولف تذکرہ نے آپکے رحلت کی تاریخ نہین لکھی۔ من اشعارہ الفارسی

صبح بہار و غنچہ و گل فرش راہ اوست — نسرین و لالہ خار و خس جلوہ گاہ اوست
شب کہ آہم علم شعلہ چو برپا میکرد — برق پر میزد و از دور تماشا می کرد
سینہ چشمی کہ بسمل دارم بہ قصد زخم شمشیرش — ہوا را سرمہ دان سازد بہ شعلہ ہائے نخچیرش

لائق۔ حکیم غلام دستگیر خان

لائق تخلص۔ غلام دستگیر خان نام۔ آپ غلام مرتضی عرف ملقب بہ عنایات کے فرزند اور حکیم باقر حسین خان رائق کے خواہرزادے ہین آپکی ولادت ۱۲۳۴ھ ہجری مین مدراس مین واقع ہوئی۔ سن شعور کے بعد کتب درسیہ فارسی مولوی واقف و حاجی زین العابدین سے تحصیل کین تحصیل کے بعد شعر و شاعری کا شوق دل مین پیدا ہوا۔ مولوی اقم و واقف و محمد حسین رفعت شیرازی سے مشق سخن کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ شاعری کے درجہ کو پہنچا۔ کلام پختہ و برجستہ موزون کرنے لگا۔ اور کتب عربیہ بقدر ضرورت علمائے مدراس مثلاً قاضی الملک بہادر و مدار الامرا بہادر و مولوی یوسف علی صاحب کی خدمت مین ختم کین اور علم طب مین حکیم حسن اللہ خان و مولوی منتہم الدولہ بہادر میر مجلس اطبا سے سند لیا

حاصل کی۔ سند حاصل ہونے کے بعد سرکاری اطبا کے زمرہ مین منسلک ہوا۔ اکثر اوقات مریضون کے معالجہ و کتب طبیہ کے تدریس مین مصروف رہتا تھا حکمت و طب و شاعری سے دلچسپی رکھتا تھا۔ صاحب تالیف و تصنیف تھا۔ ایک تذکرہ شعرا مسمی بمعاصر الشعرا نہایت مختصر لکھا۔ فقیر مولف کو آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوی من اشعار الفارسی

نہان از بدئے شاید سخن چون من دارد — که از رنگ سخنی ہست دگر باشد لبانت را
وله
ہرگز ز دم سرد کسے گشتہ نگردد — در پردہ بسوز ہم چراغ دل ما را
وله
شود کنج قناعت حاصل اندر ترک مطلبہا — که آب گوہر عزت بود در بستن لبہا
وله
تا ثبات دہر را دیدم بسان نقش آب — می نماید پیش چشمم اوج دولت چون حباب
وله
ساقی مرا نہ پیر خرد کار و بار نیست — جز دخت رز بخلوت من یار و راز نیست
لائق ز فیض عشق بت سنگدل مرا — دیوانہ وار جائے خوش از کوہسار نیست
وله
لائق حسن خدا داد تو اے حور سرشت — دیدہ خود ز تماشائے جہان فرسنست
وله
سنبل آسا پریشان خود در بند است — نیست دل بستہ زلف تو بزندان محتاج
وله
طرہ زلفش بعارض تا بہ پیچ و تاب شد — زہرہ ام از ہیبت این مار بر گنج آب شد
وله
زبانہ زد بہ تنم یاد آتشین رخسار — تنم شرار بریزد برنگ چوب چنار
کار و بار دولت دنیا بود در پنجہ زر — زندگی را کن بانگشتان بست خود شما
شد ہوا دار من خاک نشین چشم پر آب — چون بدل جذبہ عشق تو فرستاد آتش
لائق افتد لخت دل ہمراہ اشکم بر زمین — ہمچو آن طفلے کہ در بازیست با ہمسالہ

حرف میم

محشر میر عظمت اللہ احمد آبادی

محشر تخلص - میر عظمت اللہ نام - بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ سید مزاج آزاد ابنہ سید غلام نور محمد اورنگ آبادی کے مدرسہ مین طالب علمانہ رہتا تہا - ذہن استعداد و چالاک طبع تہا - شعر گوئی سے طبیعت مناسب تہی - مولوی صاحب بلیغ سے کلام کی اصلاح لیتا تہا آپکا کلام ملاحت و فصاحت سے خالی نہین ہے - شائقین کلام آپکے اشعار موزون سے لطف و مزہ پاتے ہین **من اشعارہ الفارسی**

ولم از داغ بستانے ست گویا — گریبانم خیابانے ست گویا

مفتون - میر محمد شریف اورنگ آبادی

مفتون تخلص - میر محمد شریف نام - آپ میر بلیغ کے تلامذہ سے ہین فارسی و ریختہ دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین - بہ نسبت فارسی شعر ریختہ مین خوب چست و چالاک ہین - مضامین تازہ تازہ ایجاد کرتے ہین - نازک خیال و شیرین مقال ہین - کسی تذکرہ نویس نے آپکی ولادت و وفات کی تاریخ نہین لکہی - بہار و خزان کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین زندہ تہے - **من اشعارہ الفارسی**

شکست خورد ز دستم چو گل پیالۂ ما — بغیر بو نشد از می دگر حوالۂ ما
ز شوخیٔ نرگس کہ یاد آمد — رم آہو است دل طپیدن ما
قطرہ اشکم فتاد اندر کنار آستین — رشتۂ گوہر بود ہر تار تار آستین
نیست مارا با بتان شل حنا دست نبین — یکدگر سے داریم و آنہم تکمہ دار آستین

بی وجہ این کشیدن لبہائے شوخ طبیعت
از جام لعل خویش مئے ناب منکشد

ملا مجلسی اصفہانی

ملا مجلسی تخلص نام ہے اصفہانی المولد والمنشا ہے۔ صاحب فضل و کمال تہا محتشم کاشی کا شاگرد ہے۔ سخن دان و سخن فہم تہا میدان شاعری مین خوب جولانی کرتا تہا۔ معاصرین شعرا سے بڑہا ہوا تہا۔ ظریف لطیف لطیفہ گو و بذلہ سنج تہا۔ عشق پرست و شیفتہ حسن تہا۔ ایک زمانہ مین مہ جبین پر آشفتہ ہو گیا تہا۔ بمقتضائے کشش قلبی معشوق کو دام محبت مین کہینچا۔ اور اسکی تعلیم و تربیت مین مشغول ہوا۔ چند مدت کے بعد مع محبوب ہند مین وارد ہوا۔ ہند سے سیر کرتا ہوا حیدرآباد دکن مین پہنچا قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہو کے منصب مناسب سے سرفراز ہوا۔ تا مرگ دکن مین متوطن رہا آخر سنہ ہجری کے شروع مین دار فانی سے بملک جاودانی رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون۔ میر مومن کے دائرہ مین مدفون ہوا۔ صن ۲ اشعار ۲ الفارسی

در جہان ہر جا بلائے بود از ما در گذشت	غیر بخت تیرہ کو چون سایہ در دنبال ماست

معصوم۔ میر معصوم کاشانی

معصوم تخلص۔ میر معصوم نام۔ نتائج الافکار کے مولف نے لکہا کہ آپ مرزا رفیع الدین حیدر معمائی کے فرزند ہین آپکا مولد و منشا کاشان ہے۔ آپنے والد ماجد و دیگر علما سے تعلیم پائی۔ شعر و شاعری مین والد ماجد سے اصلاح سخن لیتے رہے خوش فکر و خوش طبع تہا۔ مضامین بلند و تلاش رجمند سے موصوف تہا مدت تک حسن خان شاملو حاکم ہرات کی خدمت مین رہا۔ عزت و آبرو سے بسر کیا اوجی نظیری

شعرا سے جو حاکم ہرات کے مصاحب تھے خوب ربط پیدا کیا تھا۔ شاہجہانی عہد میں وارد ہند ہوا۔ چند مدت دکن میں بسر کرکے خان اعظم صوبہ دار بنگالہ کی خدمت میں پہنچا۔ خان اعظم کے سایۂ عاطفت میں آرام سے زندگی بسر کرتا رہا۔ معصوم مرزا صائب و کلیم کے یاران صمیم سے تھا۔ آخر سنہ ۱۰۵۲ ہجری میں منزل آخرت کا راہی ہوا۔ من اشعارہ

نوا زسنجاف داری طوق من آہن اے قمری — ببین شعر تو بیرحم ست یا شعر من اے قمری

رباعی

اے خواجہ تو از عقل بجنون نرسی — نمرود اگر شوی بگردون نرسی

زنہار مرو مرو بدنیا کہ اگر — صد سال فرو روی بقارون نرسی

ولہ

مرا کشائش خاطر نہ از گلستانست — کلید قفل دلم برہ بیابانست

اے کہ ہمراہ موافق زجہان می طلبی — آنقدر باش کہ عنقا ز سفر باز آید

خراب ہمت خویشم کہ صبح چون گردون — گر آفتاب بہ پیشم فتد و شام نماند

نامہ تا صد چون بر آمد قالب من شد تہی — مرغ روح من جواب نامۂ دلدار بود

حرام باد بمعصوم ذوق عشق اگر — بغل کشادہ در آغوش نیشتر نرود

آن خال عنبرین کہ نگارم بر و زدہ — دل می برد ازان کہ بوجہ نکو زدہ

کسیکہ گلشن کوے ترا وداع کند — اگر بنکہت گل برخورد صداع کند

معز - مرزا معز الدین اصفہانی

معز تخلص۔ مرزا معز الدین نام۔ آپکا وطن مالوف تبارزہ عباس آباد اصفہان ہے آپکے بزرگان سلف سلاطین صفویہ کے حضور میں خدمات جلیلۂ عہد ہائے عمدہ پر کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے تھے۔ آپکے والد ماجد میرزا حسن جامع علوم معقول و منقول میں

فرید دہر تھے اور فضائل و کمالات میں وحید عصر تھے۔ اور صاحب تالیف و تصنیف تھے چند رسائل معقولات میں لکھے ہیں اور مولانا روم قدس سرہ کی مشکلہ ابیات کی شرح لکھی ہے۔ میرزا معز صاحب ترجمہ کی عمر چھ برس کی تھی کہ والد ماجد نے اس دنیا سے بعالم بقا رحلت کی۔ حسب وصیت والد ماجد سن شعور کو پہنچ کے میرزا ابو سعید اصفہانی سے علوم عقلی و نقلی کو حاصل کیا اور آخوند شفیعائی سے تکمیل کی۔ تحصیل و تکمیل کے بعد ابراہیم شاہ برادر زادہ نادر شاہ کی خدمت میں ملازم ہوا ابراہیم شاہ کے مزاج پر ایسا محیط ہوا کہ تمام مہمات سلطنت کا مختار کل ہوا۔ ابراہیم شاہ کی سلطنت منقرض ہونے کے بعد اصفہان سے شیراز اور شیراز سے بندر طاہرین آیا۔ اور بندر سے جہاز پر سوار ہو کے سنہ ۱۱۶۷ ہجری میں بندر ٹھٹھہ میں پہنچا۔ محمد مراد مخاطب بہ سربلند خان حاکم ٹھٹھہ کے اصرار سے چند مدت وہاں سکونت پذیر رہا۔ پھر وہاں سے براہ خشکی بندر سورت میں آیا۔ اور سورت سے اورنگ آباد۔ اور اورنگ آباد سے حیدر آباد میں وارد ہوا۔ پھر چند روز بسر کر کے نواب صمصام الملک شاہنواز خان شہید کے ہمراہ اورنگ آباد میں آیا مستغنیانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ شہید موصوف آپکی خدمت کرتے تھے ہمدردی و مساعدت سے پیش آتے تھے۔ میرزا معز صاحب ترجمہ شہید کے حسن سلوک پر آشفتہ اور انکی صحبت رنگین پر فریفتہ تھا۔ تا زمانہ شہادت نواب کی صحبت سے جدا نہیں ہوا۔ نواب کی شہادت کے بعد اورنگ آباد میں توکل و استغنا کی مسند پر متمکن رہا۔ آخر ہفتم تاریخ شعبان روز پنجشنبہ سنہ ۱۱۸۵ ہجری میں فوت ہوا۔ سالار جنگ کے مقبرہ میں مدفون ہوا۔ من اشعارہ الفارسی

چشمم از نسیم دارم شاید بروزگارے	آرد بدیدهٔ من از کوئے او غبارے
در خیال تو چو از خواب گران برخیزم	ہمچو آئینہ سراپا نگران برخیزم

تا دم ز قرب بعد کہ تا قطرہ از محیط | دوری نکرد و باز نیامد گہر نشد

ولہ رباعی

یا راہ بکوئے وصل محبوبم دہ
یا بیزاری ز صورت خوبم دہ
یا این دل صبور از من بستان
یا در غم ہجر صبر ایوبم دہ

محفوظ۔ محمد محفوظ خان بہادر

محفوظ تخلص۔ محمد محفوظ خان نام۔ شہامت جنگ بہادر خطاب ہے آپ نواب سراج الدولہ انور الدینخان بہادر شہید کے فرزند دوم ہین۔ آپ صفات پسندیدہ سے موصوف اور مکارم اخلاق مین معروف تھے کتب درسیہ اساتذہ عصر سے ختم کین تہین۔ علوم عقلیہ و نقلیہ مین کامل استعداد رکھتے تھے۔ اکثر اوقات درس و تدریس مین مصروف رہتے تھے۔ متشرع و دیندار تھے ایک منٹ اتباع شریعت کے سوا نہین گزارتے تھے صراط مستقیم پر ثابت قدم و راسخ دم تھے۔ بمقتضائے ذہن رسا و طبع صفا سخن سنجی و شعرگوئی سے دلچسپی رکھتے تھے فکر بلند و طبع ارجمند سے کلام پاکیزہ نظم کے سانچے مین ڈہالتے تھے آپکا کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا شعرائے عصر کلام کی داد دیتے تھے۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ ایک روز اورنگ آباد مین نواب غفران مآب نظام الملک آصفجاہ بہادر مرحوم کے دربار مین بسرکردگی سلطان العلما مولوی قمر الدین صاحب مرحوم علما و فضلا مجتمع تھے مسئلہ فقہیہ مین بحث و تکرار ہو رہی تھی لانسلم کا بازار گرم تہا و لم و لا کا دور چل رہا تہا مگر مسئلہ کا حل پورے طور سے کوئی نہین کر سکتا تہا محفوظ صاحب ترجمہ والد ماجد کے ہمراہ دربار مین حاضر تہا۔ علما کی تقریرین ہو رہی تہین اسی اثنا مین صاحب ترجمہ کے والد بزرگوار نے جرأت کر کے آصفجاہ کے حضور مین عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو بندہ زادہ اس مسئلہ لاینحل کو ضرور حل کریگا۔ اسبات کے سنتے ہی اہل مجلس

حیران ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ علمائے معتبر اس مسئلے کے حل کرنے میں متردد ہیں یہ طفل العلم
نوآموز کیونکر حل کریگا۔ حضور غفران مآب نے فرمایا کہ اگر جانتا ہے تقریر عرض کرے۔ پس
محفوظ صاحب ترجمہ نے جوش وخروش کے ساتھ تقریر کی۔ حاضرین دربار سنکے بہت ہی
محظوظ ہوئے تحسین وتعریف کرنے لگے۔ بندگانعالی نہایت ہی خوش ہوئے۔ فرمایا
ہم آپکی لیاقت سے بیخبر تھے۔ اسکا صلہ ایسا کرینگے کہ زمانہ میں یادرہیگا۔ جو آپ کو مطلوب
ہو عرض کیجئے۔ محفوظ صاحب ترجمہ نے عرض کیا خداوند نعمت اس دینی خدمت کا معاوضہ
دینا نہیں چاہتا ہوں لیکن بمصداق اطاعت اولو الامر واجب ولازم ہے امیدوار ہوں
کہ حضور کتب خانہ کے داروغہ کو حکم دیں کہ فدوی کو کتب خانہ سے چند کتب بطور عطیہ پہنچائے
غفران مآب آصفجاہ بہادر نے حکم واجب الاذعان جاری کیا کہ کتبخانہ سے دو ہزار جلد پسندیدہ
محفوظ کو دیجائیں۔ جب صاحب ترجمہ کی والد کی شہادت واقع ہوئی نواب والاجاہ
حسب الحکم نواب ناصر جنگ شہید باپ کی جاگیر وخطاب حکومت ارکاٹ سے سرفراز ہوا
محفوظ صاحب ترجمہ بھائی کے ہمراہ کرناٹک میں آیا۔ بھائی کے سایۂ عاطفت میں رہا۔
آخر سنہ ۹۳ا ہجری میں اس عالم ناپائدار سے عالم بقا کو روانہ ہوا۔ نواب والاجاہ بہادر نے
مرحوم کی نعش کو حسب الوصیت حیدرآباد بھیجدی والد ماجد کی مزار کے قریب دفن کیا
گیا۔ آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے۔ رسالہ قرۃ العین فی فضائل رسول الثقلین
اور چند حواشی بر حاشیہ قدیمہ لکھے ہیں۔ یادگار موجود ہیں۔ من کلامہ

زینت ما از گداز دل بود مانند شمع
گر بسر تا کے نشستن عقد گوہر پوشیم ما
کرد عکس رخ پیچ کے
مکی داشراب من امشب
خسرو اقلیم عشقیم افسرم از گل کنید
گوہر تاجم ز اشک دیدۂ بلبل کنید

بر تنہا بدروش جانم خلعت بیلۓ زید — تار پود کسوت عشقم ز موج گل کنید

بر بہر تار مو تا نگہ دارم رسا — سر جبینان از نگاہم شانہ کا کل کنید

در ہوائے گیسویش مانند موئی گشتہ ام — از برائے من عصا از رگ سنبل کنید

ولہ

بکام دل مژہ آب زندگی دارد — تبسمے کہ ترا زیر لب نہانی بود

ہزار شکر کہ در دل نشست ہمچو خدنگ — اگرچہ تیر نگاہ تو آسمانی بود

از بوسۂ دہنش گشت نکتۂ روشن — بچاہ رفتن یوسف چہ کامرانی بود

کنارہ گیر بہ پیری ز وصل مہرویان — کہ پردہ دار حریفان شب جوانی بود

ماجد - تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ محمد علی حسین خان بہادر

ماجد تخلص - محمد علی حسین خان نام - تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ ظفر جنگ خطاب ہے آپ نواب عمدۃ الامرا بہادر کے فرزند ہین - آپکی ولادت ۱۲۹۵ھ ہجری مین واقع ہوئی - نو برس کی عمر مین تلاوت قرآن شریف و مختصرات فارسیہ مولوی آدم سے پڑہین - زمانۂ قلیل مین مطولات فارسیہ مثلاً عرفی و دیوان ناصر علی و دیوان اسیر و غیرہا قاضی عبید اللہ کی خدمت مین ختم کین تحصیل و تکمیل کے بعد دواوین اساتذہ قدما کے مطالعہ مین مصروف ہوا - آپکی طبیعت مین استعداد خداداد تہی - ایک دیوان تقریبًا چار ہزار بیت کی مرتب کی ترتیب کے بعد اپنے اشعار کو پانی مین ڈالدئے - اساتذۂ قدما کی طرز پر موزون کرنے لگا - اور حضرت آگاہ سے اصلاح لیتا رہا - جب آپ استادی کے درجہ کو پہنچے استاد کی اصلاح کو موقوف کردی - نواب یعنی ماجد صاحب جب استاد سے مستغنی ہوا - آگاہ نے حکمت عملی سے کہا نواب صاحب اب آپکے کلام مین اصلاح کی ضرورت باقی نہین ہے - اگر ضرورت ہوتی تو

مین خدمت بجالاتا - پس ماجد نے اصلاح نرک کی چنانچہ کہتا ہے ؎

شعر خود پیش کسے ارچہ گذارم ماجد کہ کنون حاجت استادنماندہ ست مرا

ماجد شعر و شاعری کے دریا مین غواص کامل تہا - طبع نادر سے لآلی مثالی ایجاد کرتا تہا باوجود خوردسالی نازکخیالی و خوش مقالی مین فرد فرید تہا - خاندان انوریہ کا فخر تہا ملک مدراس مین بازار سخن کو کسی نے ایسا آراستہ نہین کیا تہا - اساتذۂ قدما کے چالیس دواوین اول سے آخر تک بغور و فکر مطالعہ کیا تہا - اکثر مقام مین اعتراض کرکے حواشی لکہے - گلزار اعظم کے مولف نے اکثر اعتراضات و اصطلاحات نقل کیا ہے - فقیر مولف طوالت کی وجہ سے دو ایک مثلہ پر اکتفا کرتا ہے - اِن کنت شائقًا فارجع الیہ -

اعتراض ماجد بر کلام محمد قلی سلیم

منم آن مرغ کہ دل نوحہ طراز ست مرا کہ قفس تنگ تر از چنگل باز ست مرا

اس بیت مین بجائے قفس - آشیان مناسب ہے -

رسوائے کوے عشق چو خورشید محشریم ازبام آسمان فلک افگند طشت ما

اس بیت مین بجائے آسمان لفظ خویشتن چاہئیے - اس لئے آسمان و فلک دونون ایک ہین -

اعتراض ماجد بر کلام مرزا صائب اصفہانی

بیت

خصم سرکش شود از راہ تحمل مغلوب خاک خاموش بہ از آب کند آتش را

مصراع اول کا تبدیل کرنا اصلاح مناسب ہے ع ازرہ عجز شود دشمن سرکش مغلوب اسلئے کہ خاکساری و عاجزی خاک کے مناسب ہے - خاک کو خاکساری سے تعلق ہے -

بیت

مشو از نفس این ناتوانی آرا مید آنجا ایضًا کہ بنیم این جہانی می شود یکسر امید اینجا

مصراع آخر اسطرح ہونا چاہیئے ع کہ بینم ایجہان خواہد شدن یکسر سیہ اینجا۔

مرا چو رشتہ بمکتوب می توان پیچید — زبسکہ دوری آن سنگدل گداخت مرا

مصراع آخر اسطرح مناسب ہے ع زبسکہ دوری آن سبزخط گداخت مرا

سہل باشد گر ز آتش دستے فرہاد من — ہر رگ سنگے شود چون شمع روشن سنگ را

اس شعر کا تبدیل کرنا اسطرح مناسب ہے۔

اینچنین باشد گر ز آتش دستی فرہاد من — ہر رگے خواہد شدن چون شمع روشن سنگ را

پس ماجد نے اسیطرح اور شعرائے متقدمین و متاخرین کے اشعار پر اعتراضات کئے ہین انکا فیصلہ سخن سنجان انصاف پسند کی رائے پر موقوف ہے۔ بظاہر ماجد کے اعتراضات بجا و درست معلوم ہوتے ہین۔ گلدستہ کرناٹک کے مولف نے لکھا کہ ماجد کی توجہ سے اکثر احباب موزون الطبع شاعری کے میدان مین جولانی کرتے تھے اور اُس جادو خیال کے ہمطرح کلام موزون کرکے درجہ پختگی کو پہنچ رہے تھے لیکن اُس نقاد سخن کی زندگی نے مہلت ندی نہین تو مدراس مین فن شعر و شاعری کا بازار شاہجہانی عہد کے موافق رونق پذیر و گرم ہوتا۔ انتہی کلامہ۔ ماجد ابتدا مین سنی المذہب تھا۔ آخر مین ذوالفقار علیخان صفا تخلص بخشگو کی مصاحبت کی بدولت مذہب آبائی سے انحراف کیا مذہب امامیہ حلقہ مین شامل ہوا۔ اور صفا کے اغوا سے اپنے استاد آگاہ سے بھی منحرف ہوا۔ اور استاد کو اپنی مجلس مین ناخوشی کے ساتھ یاد کرتا تھا۔ حضرت آگاہ سنکے صبر کرتے تھے اور زبان سے فرماتے تھے علی حسین ماجد جوان مرگ مین مبتلا ہوگا۔ اہل مدراس کے نزدیک ماجد کی عزت و عظمت بے انتہا تھی عزیز القلوب تھا لیکن آخر مین انحراف مذہب و استاد کی احسان فراموشی کی وجہ سے عزت و عظمت سابقہ باقی نہین رہی تھی۔ امارت و نوابی کے رخصت ہونیپر کوئی فرد افراد انسان

انسان سے کچھہ نہین کہہ سکتا تہا - آخر ماجد صاحب ترجمہ عالم شباب مین بعارضہ سہال
خونی بتاریخ دوم ذیحجہ سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین اس دار ناپائدار سے بدار القرار آخرت روانہ ہوا شاہزادہ
سیلاپور متصل ہاتی کنڈہ روبروئے مسجد حافظ احمد خان دفن کیا گیا مولانا فائق نے تاریخ کہی
ع امیر الملک ماجد نوجوان رفت - آپکے دو دیوان غزلیات وایک دیوان قصائد
وایک مثنوی یادگار باقی ہین - ان چارون مولفات مین کبہی تخلص ماجد وکبہی تخلص حسین
لکھتا ہے - اور کبہی از روئے خود پسندی وخود بینی نازان ہوتا ہے اور کہتا ہے ؎

نسزد ہمسری من بمعاصر در شعر — حرف با موسی وسرخوش وبیدل دارم
چو بسم اللہ بود ہر مصرع من تاج دیوانہا — ولہ — کہ میدارد بلاغت پیشہ چون من در سخن دستی

من بوارق طبعہ

نخواہد بست مانی نقش خط آن پریرو را		اگر از جوہر آئینہ سازد خامہ مو را
اگر راحت طلب باشی اسیر رنج خواہی شد	ولہ	کہ خفتن برق باشد خرمن عیش زلیخا را
کسے زہم نکند فرق صلح وجنگ را	ولہ	کہ پر ز موج تبسم بود خدنگ ترا
بے اختیار گریہ مستانہ می کنم	ولہ	در کف بیان شیشہ نباشد عنان ما
حسین از بسکہ عشق آن میانم ناتوان کرد	ولہ	نگہ چون طفل اشکم ماندہ در آغوش مژگان را
شمیم مشک از موج ہوا چون نافہ می آمد	ولہ	پریشان کرد شاید شانہ آن زلف سمن سا را
دہد رنگ قبول آخر سیہ بختی بمطلبہا	ولہ	کہ می باشد نہان وقت اجابت در دل شبہا
نشو ونما فروتنی از ما گرفتہ است	ولہ	وار وز مین صفت سر ما جوش نقش پا
آن بحر حسن پیش من آید چو بیحجاب	ولہ	قالب تہی ز شوق کند دیدہ چون حباب
تا دیدہ ست روئے تو ماہی لب افتاب	ولہ	کردہ ست آب آئینہ در ساغر آفتاب

تا جدا از کف ہیچگہ نگذارد دامان وطن	وله	از شکستن دور باشد تا بود گوہر در آب
شاہ جہان عاجزی و خاکساریم	وله	ہمچو زمین ز نقش کف پایم افسر است
کنون بعشق توام کار مشکل افتادست	وله	کہ مستی بکفت شیشۂ دل افتادست
محفل صاف دلان نیست بسامان محتاج	وله	خانۂ آئینہ نبود بہ چراغان محتاج
بسکہ در سعی ہلاک من بیچارہ دوید	وله	از نجوم آبلہ در پائے فلک گشت پدید
خط ز رخسار یار گشت پدید	وله	دود گل کرد ز آتش خورشید
چہ حرف میزند آن چشم سرمہ گون یارب	وله	کہ ہر کہ رفت بہ بزمش خموشی می آید
گرہ بر بند مژگان میزند از اشک چشم من	وله	نگردد محو تا از دل خیال جامہ زیبایش
جائے اشک آب عقیق یمنی بارد چشم	وله	تا خیال لب لعل کہ بدل دارد چشم
عمرے گذشت و چشم نہ بربستہ ام ہنوز	وله	یارب برنگ آئینہ حیران کیستم
بدل تا گشت روشن شمع عشق آتشین رو	وله	برنگ شعلۂ جوالہ پروانۂ خویشم
گلرخی سرو قدے سیمبری پیدا کن	وله	شبنم آسا بغمش چشم تری پیدا کن
سینہ واکردہ چو گل سرخوش ناز آمدہ	وله	اے منت بندہ چہ خوش بندہ نواز آمدہ
گر ز آتش بدلت شمع رخی زد تا جہ		از چہ امروز بصد سوز و گداز آمدہ
پے تسلیم از خط شعاعی ہر سحر تا جہ	وله	گذارد بر زمین خورشید پیش یار من دستے
قبا چاک و پریشان زلف مخمورانہ می آئی	وله	کجا بودی شب ای مہ از کدامی خانہ می آئی
چون من از چشم نگارم نہ فتادی بچہ وجہ	وله	آخر اے سرمہ تو ہم بخت سیاہی داری

مختار۔ محمد انور خان بہادر

مختار تخلص۔ محمد انور خان بہادر نام۔ سیف الملک حسام جنگ خطاب ہے۔ آپ

نواب والا جاہ کے تیسرے فرزند ہین۔ آپکی ولادت سنہ ۱۲۶۶ ہجری مین واقع ہوی۔ سن شعور کے ابتدا مین کتب درسیہ فارسیہ فن عروض وقافیہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپکی طبیعت لیاقت کے لباس سے آراستہ تھی باوجود امارت شعرگوئی سے دلچسپی رکھتے تھے۔ کبھی کبھی موزون فرماتے تھے۔ میر اسمعیل ایجادی و میر علی مردان یکدل سے اصلاح لیتے تھے۔ ذکی الطبع پسندیدہ وضع تھے۔ خوشنویس تھے فن خطاطی مین کامل تھے۔ اور فنون سپاہگری مین بھی ملکۂ تامہ رکھتے تھے۔ سادات وفقرا کے ساتھہ حسن عقیدت و صدق سے پیش آتے تھے۔ اور بزرگان دین کی خدمت کو اپنی رستگاری و بہتری کا وسیلہ سمجھتے تھے آپکی ذات جامع کمالات وحسنات تھی۔ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے بھرا ہوا ہے۔ آخر آپنے سنہ ۱۲۱۹ ہجری مین اس سراے فانی سے ملک جاودانی کیطرف رحلت کی۔ مدراس سے آپکی نعش کو تھرنگر مین لیگئے والد ماجد مرحوم کی قبر کے قریب دفن کئے۔ آپکا ایک مختصر دیوان یادگار ہے۔

من اشعاره الفارسی

آئین دلبری نبود بے حجاب را — جز رنگ بوئے نیست گل آفتاب را

وله

من نمیدانم چہ افسون خواندہ در گوش آب — بحر در فریاد و حیران دیدہ گرداب را

وله

از بس گداخت کاہش ہجر تو جان ما — بے مغز ہمچو نے شدہ ہر استخوان ما

وله

بسکہ ضعف و ناتوانی آشنایم گشتہ است — جادہ از بیطاقتی زنجیر پایم گشتہ است

وله

رموز پیچ و تاب زلف و را شانہ میداند — زبان نالۂ زنجیر را دیوانہ میداند
بود افتادگی آئین معراج مطالبہا — بہار خاکساریہاے ما را دانہ میداند
نقش رخش کہ بود نہان و سواد چشم — از خون دیدہ بر در و دیوار می کشم
بہ نیم غمزہ توانی کہ قتل عام کنی — نعوذ باللہ اگر غمزہ را تمام کنی

معجز ۔ غلام محی الدین

معجز تخلص ۔ غلام محی الدین نام ۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکا مولد و منشا بلدہ محمد پور عرف ارکاٹ ہے آپکی ولادت سنہ ۱۱۷۳ ہجری میں ہوئی ۔ آپ سن رشد و تمیز کو پہنچ کے تحصیل علوم و فنون کے طرف متوجہ ہوئے ۔ طبع رسا و ذہن صفا سے علوم و فنون میں استعداد کامل حاصل کی پھر وطن مالوف سے مدراس وارد ہوئے ابتداً نواب شہامت جنگ کی خدمت میں پہنچے ۔ چونکہ نواب صاحب آپکے بزرگان سلف سے واقف تھے عنایت و کرم سے سرفراز فرمایا ۔ نواب کی رحلت کے بعد چند روز حیران و پریشان رہے نواب امیر الامرا بہادر فرزند دوم نواب والا جاہ نے آپکو اپنے فرزند نواب عظیم الدولہ بہادر کی تعلیم کے لئے مقرر فرمایا آپ مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے ۔ جب عظیم الدولہ بہادر مسند نشین ہوئے ۔ استاد کو مدد معاش کافی سے سربلند کیا ۔ معجز صاحب تجرد آزاد مشرب تھے ۔ اکثر گوشہ نشین رہتے تھے درس و تدریس میں اوقات عزیز بسر فرماتے تھے ۔ سخن سنجی و شاعری میں فکر صائب و طبع مناسب سے موصوف تھے ۔ آپ کو مولوی باقر آگاہ سے تلمذ ہے ۔ سخن فہم تھے شاعری کے دقائق کو خوب سمجھتے تھے ۔ آخر سنہ ۱۲۲۹ ہجری میں بہشت بریں روانہ ہوئے ۔

من اشعارہ الفارسی

برنگ نغمہ بتار نفس پیچیدم از عشقت — بجز آہے ز آثار وجودم کس ندید اینجا

وصل یار خواہی ترک عیش زندگانی کن — کہ این جنس گران بے نقد جان نتوان خرید اینجا

ولہ

دل آئینہ چون سیماب میلرزد ز بیتابی — مبادا شعلۂ حسنش بہ برباد آبش را

ولہ

گلشن بخون طپیدۂ تیغ نگاہ کیست — بلبل ز آہ شعلہ فشان داد خواہ کیست

علاج ضعف دل من نکرد هیچکسی ز لعل خویش که گلقند آفتابی بود

شوره بیهوده مکن بلبل نالان که بود نرگس آن گل رعنا بشکر خواب هنوز

از جگر چاکی عشاق بتان بیخبر اند خبر چاک کتان از دل مهتاب مپرس

دل رفت و داغ عشق تو در سینه ام گذاشت اینست در فراق توام یادگار دل

ز پا افتادگیهایم بچشم کم مبین هرگز که دارد دگر من بر دامن آن ماهرو دستی

مومن - میر مومن استرآبادی

مومن تخلص - میر مومن نام سید شرف الدین علی کے فرزند - اور سید فخر الدین سماکی کا خواہرزادہ تہا - مشاہیر سادات استرآباد سے تہا - عالم شباب مین خالوئے بزرگوار کی خدمت مین کتب درسیہ علوم نقلی و عقلی تمام کین - فارغ التحصیل ہونے کے بعد شاہ طہماسپ صفوی کے دربار مین باریاب ہوا - بادشاہ قدردان کے حکم سے شاہزادہ میرزا حیدر سلطان کا اتالیق و ادب آموز ہوا - اور شاہزادہ موصوف کی تعلیم بہی آپ ہی کے متعلق ہوئی - مدت تک صفویہ سلاطین کی ملازمت مین معزز و مکرم رہا - پہر شاہزادہ کا انتقال ہوگیا - معاصرین حساد میر کے اخراج کی فکر مین تہے - میر موصوف عقیل و فہیم تہا تقوی و پرہیزگاری مین بے نظیر تہا - علم معقول مین عدیم المثال تہا - معاصرین نے دہریت و الحاد کے طرف منسوب کیا - اسوجہ سے میر موصوف ایران سے دل برداشتہ ہوکر حرمین شریفین کو باراده حج و زیارت روانہ ہوا - حج و زیارت سے فارغ ہوکر ۹۸۹ھ ہجری مین عازم ہند ہوا - اوائل محرم سنہ مذکورہ مین گولکنڈہ حیدرآباد دکن مین وارد ہوا - اسوقت سلطان ابراہیم قطب شاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز تہا - میر موصوف بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا

بادشاہ قدر دانی نے میر کی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ مہمان کی مہمان نوازی عمدہ طرح سے کی۔
منصب مناسب پر مقرر فرمایا۔ میر موصوف فاضل متبحر تھا اُسوقت اکثر طلبہ و علما میر کے
خدمت مین مستفید ہوتے تھے۔ میر بھی شوق سے درس و تدریس مین مشغول رہتا تھا۔ چند روز
کے بعد سنہ مذکورہ مین بادشاہ موصوف نے عالم فانی سے رحلت کی۔ اُسکے بعد سلطان
محمد قلی اُسکا خلف الصدق تخت نشین ہوا۔ سلطان جدید نے میر موصوف کو عہدہ وزارت
و وکالت مطلق پر مقرر فرمایا۔ اور کل امور سلطنت کا مختار کل بنایا۔ اور آپ لہو لعب مین
مشغول ہوا۔ یاران ہم مشرب کے ساتھ سیر و شکار مین مصروف ہوا۔ میر موصوف ریاست کے
سفید و سیاہ کا مختار و مالک تھا۔ جو چاہتا تھا سو بے محابا کرتا تھا کسی کی روک ٹوک نہین تھی
مگر میر موصوف مستقل مزاج و دیانت دار متقی و پرہیزگار تھا۔ رئیس رعایا کا خیرخواہ تھا
امور ریاست مین ہمہ تن مصروف رہتا تھا نہایت جان فشانی و دلسوزی سے ریاست کے
کامون کو انجام دیتا تھا۔ رعایا کے حقوق کی بڑی حفاظت کرتا تھا۔ اُنکی جان و مال کی نگرانی
مین پوری دلدہی کرتا تھا۔ رعایا کیا امیر کیا فقیر سب خوشحال و فارغ البال تھے کسیکو
کسی سے شکایت نہین تھی۔ میر موصوف باوجود عہدہ وزارت و شان حکومت ہر کس
و ناکس کے سامنے نہایت تواضع و خاکساری و کسر نفسی سے پیش آتا تھا۔ غرور و تکبر کو اپنے پاس
نہایت حقیر و ناچیز جانتا تھا۔ میر کے زمانہ وکالت مین ایران و توران کے ہزارہا علما و فضلا
دکن مین آئے اور میر کے توسل سے عہدہائے جلیلہ پر مقرر ہوئے حجاج و زائرین بھی جوق
جوق آئے میر کی سفارش سے مالامال و فارغ البال ہو کر وطن مالوفہ کو روانہ ہوئے
اور میر موصوف مقامات عظام مین ہزارہا روپیہ بھیجتا تھا۔ کربلائے معلی و نجف اشرف
و مشہد مقدس وغیرہ مقامات کے مجاورین و خدام کے لئے وظائف مقرر کر دیئے تھے

سالانہ کل طوائف معتمد آدمی کے ہاتھہ سے روانہ کرتا تھا۔ میر کی مزاج مین تعصب نہین تھا
فریقین کے ساتھہ شیر و شکر تھا۔ کیا شیعہ کیا سنی ہر ایک فریق کے معزز شخص کو معزز و مکرم
رکھتا تھا۔ اکثر حیدرآباد مین اُسوقت مشائخ سنی المذہب تھے اُن کی بڑی تعظیم و توقیر
کرتا تھا۔ علی ہذا القیاس علمائے امامیہ کی بھی بڑی عزت و آبرو کرتا تھا۔ میر موصوف کے
زمانہ مین امن و امان تھا۔ کہین شور و شر نہین ہوتا تھا۔ یہہ میر کی خوبی تھی۔ میر موصوف
ہمدرد قوم تھا۔ اُس زمانہ مین دیار و امصار سے اکثر اہل کمال اس ملک مین وارد ہوتے تھے
شہر مین مسافر خانون وغیرہ مقامات مین جہان موقع پاتے تھے فروکش ہو جاتے تھے۔ بمصداق
اذا جاء اجلہم لا یستاخرون۔ ابھی کامیاب نہوے تھے کہ مسافر عدم ہوے اُن بیچارے غربا
کی تجہیز و تکفین پوری طور سے نہین ہوتی تھی اور دفن و غسل کا برابر بندوبست نہین ہوتا تھا
میر موصوف نے چند بیگہ زمین افتادہ خرید کی۔ اور اُس زمین مین جو کچھہ جھاڑی تھی اُسکو
کٹوایا۔ صاف ہموار میدان بنوایا۔ اور کئے لاکھہ ہون خرچ کر کے کربلائے معلی کی خاک پاک
چند جہازون مین بھروا کر منگوایا اور اُس میدان ہموار کو تا بقدر آدم کھدوایا اور مٹی کو نکلوایا
اُس مٹی خارج شدہ کی جگہہ کربلائے معلی کی خاک پاک کو ڈلوا کر اُس میدان محفوظ کو معمور
کر دیا۔ اور اُس مقام مین ایک عمدہ حمام باوڑی و مسجد و حوض بھی بنوا کے خالصاً لوجہ اللّٰہ
الکریم وقف کر دیا۔ اور سو غلام و کنیزک خرید کے اُنکو بھی ضروری مسائل کی تعلیم دیکر
آزاد کر دیا اور اُنکو سرکار کی طرف سے معاش و انعام مقرر کر دیا۔ غلام و کنیزک مین
آدھے شیعہ اور آدھے سنی تھے اب بھی بدستور غسالون مین آدھے سنی اور آدھے شیعہ
مین گویا ہمارے قول کی تصدیق کا محضر ہے۔ اور یہہ خدمت اُن کے تفویض تھی کہ
جہان میت ہو وہ میت کا غسل و کفن اپنے ہاتون سے کرین اور کسی سے کچھہ سوال نکرین

اسوقت سے حیدرآباد دکن مین غسالی قائم ہوئی۔ انہین کی اولاد بڑہتے بڑہتے غسالون کی
ایک قوم ہوگئی۔ بیچارے غسالون کے خاندان کثیر ہونے کی وجہ سے وہ جو وظائف قدیمہ تہے
کافی نہین ہوتے ہین اور جو انعام قطب شاہیہ تہے وہ بہی انقلاب زمانہ سے سرکار مین ضبط ہوگئے
اب بیچارے غسالون کی گذر اوقات مردہ شوئی و کفن دوزی پر ہے اہل شہر اُن کے ساتہہ
خوب سلوک کرتے ہین۔ ابتک میر مومن کا یہ فیض حیدرآباد مین جاری ہے اور آئندہ بہی
رہیگا۔ اور وہ مقام وقف شدہ موسوم بدائرہ میر موجود ہے۔ اسمین ہزارہا علما و فضلا
اور امرا و وزرا مدفون ہین۔

میر موصوف علم جفر و نجوم و عملیات مین بہی مہارت رکہتا تہا۔ صاحب گلزار آصفی نے
ایک نقل لکہی ہے ہم یہان اُس نقل کو مختصر کرکے لکہتے ہین۔ اہل دربار سے ایک امیر گہر گیا۔
درباری لباس اُتارا یکایک اُسوقت ایک سانپ کا بچہ نظر آیا۔ امیر نے اُسیوقت مار ڈالا۔
سانپ کے مارتے ہی امیر کے تمام جسم مین جلن شروع ہوگئی۔ آخر امیر سوزش کی برداشت نہ کرسکا
ایک حوض جو مکان کے صحن مین تہا اُسمین کود پڑا۔ اور غائب ہوگیا جو لوگ حوض کے
کنارے تہے سمجہے کہ امیر مذکور حوض مین غرق ہوگیا۔ اُن کے اعزہ آئے حوض مین تلاش کئے
امیر مذکور کا نشان نہین پایا نہایت پریشان ہوئے کسی نے کہا کہ میر مومن صاحب کی خدمت
مین جاؤ اور اون سے یہہ سب معاملہ بیان کرو وہ ضرور کچہ کرینگے امیر مذکور کے بہائی میر موصوف
کی خدمت مین گئے۔ اور تمام واقعہ بیان کیا۔ میر نے تین ریزہ سفال پر کچہ نقش لکہہ کر دیا
اور فرمایا ایک نقش حوض مین ڈالدو اور ایک پہر تک انتظار کرو ضرور امیر نکل آئیگا۔ اگر
نہ نکلے تو دوسرا نقش ڈالدینا۔ پہر ایک گہنٹہ تک تامل کرنا اگر آجائے فہو المراد نہین تو
پہر تیسرا نقش ڈالنا۔ امیر موصوف کے بہائی حسب فرمودہ میر اولاً ایک نقش ثانیاً دوسرا

نقش ثالث تا ثالث تیسرا نقش ڈالا۔ تیسرے نقش میں امیر غائب شدہ حوض میں نمود ہوا سب نے اُن کو حوض سے باہر نکالا گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد ہوش آیا سب نے اُس (مُکرم) سے واقعہ پوچھا اُس نے بیان کیا کہ میں جب حوض میں کودا مجکو اسوقت اندر دو زبردست شخص پکڑ کر ایک ویرانہ جنگل میں لیگئے اور وہان سے بادشاہ کے دربار میں۔ مین نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ جوانون نے کہا تو نے جو سانپ مارا وہ جن تہا۔ بادشاہ کی بہن کا بیٹا تہا مین نے دربار میں بادشاہ کو دیکھا اُس کے سامنے ایک بیوی صاحبہ پریشان حال کہڑی ہوی ہے اور کہہ رہی ہے کہ میرے بچے مقتول کا قصاص ہونا چاہیے۔ بادشاہ نے ہمشیرہ کی خاطر سے میرے قتل کا حکم دیا اور مجکو جلادون کے سپرد کیا۔ جلاد مجکو قتلگاہ پرلیجارہے تھے کہ یکایک بادشاہ کے دو ہرکارے پہنچے اور کہا مجرم کو واپس لیچلو پہر مجکو دربار مین واپس لیگئے۔ اُسوقت بادشاہ نے بہن کو سمجہایا کہ معاف کرو میر مومن اس بیچارے کی سفارش کرتے ہین۔ مگر عورتون کا ہٹ مشہور ہے وہ نہین مانی۔ پہر بادشاہ نے قتل کا حکم دیا۔ اسیطور جلاد لئے جاتے تہے کہ پہر ہرکارے آئے اور کہا مجرم کو واپس لیچلو۔ پہر مجہے واپس لیگئے بادشاہ نے ہمشیرہ کو سمجہایا مگر وہ نہ مانی۔ پہر حکم دیا دربار سے باہر نہین نکلے تہے کہ ہرکارے دوڑے اور بادشاہ نے فرمایا کہ ہمشیرہ کو نکالو اس ایک کے لئے میری تمام رعایا اور ریاست برباد ہوتی ہے۔ جاؤ اس مجرم کو جہان سے لائے ہو وہان پہنچادو۔ اُسوقت مجکو بادشاہی سپاہیون نے یہان حوض مین پہنچادیا۔ مین کنارہ پر نکل آیا۔ آپ سب حاضرین نے مجکو حوض سے باہر نکالا۔ اُسوقت تمام اہل دربار و بادشاہ و رعایا کو معلوم ہوا کہ جناب میر موصوف عامل کامل ہین۔

حدائق السلاطین مین لکہا ہے کہ آپ بہت روشن الطبع و خوش فکر تہے کبہی کبہی شعر موزون کرتے تہے

آپ صاحب دیوان تھے آپکا دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات سے آراستہ ہے انتہی کلامہ
اور فرشتہ نے بھی لکھا ہے کہ آپ شاعر بے نظیر تھے۔ دو ایک غزلین بھی بطور نمونہ
بیان کیا ہے ہم دونون کتابون سے آپکے اشعار ذیل مین ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ کلام
صاف و شستہ ہے استعارہ و کنایہ سے پاک ہے۔ ہان شاعرانہ تشبیہ و مبالغہ سے خالی نہین ہے
تذکرہ علما مین لکھا ہے کہ آپنے حدیث و ادب مین مولانا سید علی الملقب نور الدین
الموسوی شستری سے اجازت و سند حاصل کی ہے۔ اور آپکی تصنیف سے کتاب رجعت ہے انتہی کلامہ
آپنے دکن مین شادی کر لی تھی۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپکے صاحبزادے قطب شاہیہ سلطنت
مین معزز عہدون پر مامور تھے بادشاہ کی طرف سے صاحب انعام و اکرام تھے۔ زمانہ کے انقلاب
سے خاندان مین تغیر و تبدل اس درجہ ہوا کہ نہ وہ انعام رہا نہ وہ منصب و اکرام۔ فی الحال میر موصوف
کے خاندان مین ایک لڑکا جوان صالح مسمی میر حیدر علی استرآبادی حیدرآبادی موجود ہے
نواب خانخانان نظام یار جنگ بہادر کی سرکار مین مختصر ماہوار منصب پر ممتاز ہے۔ نواب صاحب
قدردان ہین خاندان ماسلف کا لحاظ کر کے میر حیدر علی کے ساتھہ ہمدردی و اعانت فرماتے
ہین۔ اللہ تعالی نواب صاحب کو جزائے خیر دارین مین عطا کرے آمین ثم آمین۔
آخر میر صاحب موصوف بعارضہ بخار سرسام ۱۰۳۲ ہجری مین اس عالم خاک سے عالم پاک
کی طرف رحلت گزین ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ملا خاتون نے جو فاضل کامل
شاگرد بہاء الدین عاملی تھا اور میر صاحب کا مصاحب اکثر اوقات مطالب علوم حکمیہ و
مسائل نظریہ مین میر موصوف سے استفادہ کیا ہے۔ خود ملا مدعی تھا کہ مین آپکا شاگرد ہون
آپکی رحلت سے سخت غمگین ہوا۔ آپکی رنج و الم مین ایک مرثیہ لکھا اور اس مین تاریخ
رحلت بھی کہی وہ یہہ ہے ؎

تاریخ رفتنش طلبیدم ز عالی | گفت بجواز رفتن عیسیٰ بآسمان

۱۰۳۳

مرثیہ کا مطلع

مضی و اعظم مفقود فجعت بہ   من لا نظیر لہ فی الناس یخلفہ

قصیدہ بہت طویل ہے۔ ہم نے بوجہ طوالت ایک ہی شعر پر اکتفا کیا۔

حسب نصیحت میر مرحوم دائرہ مین مدفون کئے گئے۔ پس ماندون کا ارادہ تہا کہ میر کی لاش کربلائے معلی روانہ کرین مگر نصیحت کی وجہ سے سب نے اس ارادہ کو فسخ کیا۔ میر نے دائرہ کو کربلائے معلی کا ایک قطعہ پر فضا بنا دیا تہا اسی وجہ سے یہین دفن کرنیکی وصیت کی میر کی قبر پر بادشاہ کے طرف سے مختصر گنبد پختہ بنایا گیا۔ وہ ابتک موجود ہے۔ اُسپر آیات قرآنی و ادعیہ ماثورہ کے کتبہ بہی موجود ہین قبر سنگ سیاہ صاف سے بنی ہوی ہے۔ واقعی کن کیا ہند مین دائرہ کی جگہ سے بڑہ کر کوئی جگہ متبرک نہین ہے۔ اُس شخص کے نیک نصیب جو دائرہ مین مدفون ہو۔ میر نے دائرہ کی زمین وقف کر دی تہی عام اجازت تہی کہ سُنی و شیعہ کی کوئی تخصیص نہین تہی۔ ابتدا مین اکثر شیعہ و سنی برابر اُسمین دفن ہوتے گئے ہین بعد مین کئی ایسے اسباب واقع ہوئے کہ وہ مقبرہ خاص امامیہ کے نام پر منسوب ہوا۔ اولاً یہہ کہ اُسمین کوئی مقام ایسا نہین ہے کہ جہان دس دس بلکہ زیادہ مدفون نہوے ہون۔ بالشت دو بالشت بہی جگہ خالی نہین رہی۔ اس وجہ سے لوگ جدید مقام تلاش کرنے لگے۔ دوسرے بعض متعصبین لوگون نے جہلا کے خیال مین جما دیا کہ یہہ مقبرہ خاص امامیہ کے ہی لئے ہے اسوجہ سے بہی امرائے ذی استطاعت جدید مقبرے قائم کرنے لگے۔ دائرہ مین کسیکو ممانعت نہین ہے اب بہی جو سنی غریب و مسکین ہین اُسی دائرہ مین دفن ہوتے ہین۔ میرے نزدیک ہم دونون فریق کو بایکدیگر شیر و شکر ہونا چاہئے۔ اور طرفین کے تعصب کو بالائے طاق

ر کہنا چاہیئے۔ من عمل صالحاً فلنفسہ الخ پر عمل کرنا چاہیئے۔ باہم نفاق کرنے سے ضرر اٹھاتے ہیں۔ اب ہم اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتے ہیں۔ صرف اس کلمہ پر العاقل تکفیہ الاشارہ پر اکتفا کرتے ہیں۔

من اشعارہ الفارسی

عاشق آن قدر کجا دارد گر گردد دوست		امیدانیم عاشق بلبل و پروانہ را
ز پیچ زلف تو پیچیدہ در سرم دودی	ولہ	کہ سوخت جان ملائک ز رشک مجمر ما
خوشم کہ در دل من عشق مدعا نگذاشت		مرا بوالہوسیہاے خویش نگذاشت
چہ آفتی تو ندانم کہ در جہان امروز		محبت تو دو کس با ہم آشنا نگذاشت
کمینہ مرتبۂ عشق عشق مجنون ست	ولہ	محبتی کم ازین داخل محبت نیست
یکروز بود صحبت عالم ہمہ یکروز	ولہ	زانروی قیامت بزبانہا ہمہ فرداست
مردیم و ہیچکس بسر خاک ما نگفت	ولہ	کای مردہ شاد باش کہ فردا قیامت است
دولت وصل بخوابم دست داد	ولہ	آسمان در خواب گویا بودہ است
شادم از عشق تو دیوانہ و این می بایست	ولہ	حسن پر شور ترا عشق چنین می بایست
گفتہ ہر کہ دم از عشق زند می کشمش		جان فدایت کہ مرا نیز ہمین می بایست
بتو ہر کہ بودہ یکدم دل داغدار دارد	ولہ	کہ بغیر داغ چندی ز تو یادگار دارد
اثر ملاحت او من ز خم خوردہ دانم		کہ نمک فشان ہمہ شب بدلم گذار دارد
عالم شگفت و خاطر ما ناشگفتہ ماند	ولہ	گلزار مہر و باغ وفا ناشگفتہ ماند
شرمندہ ام کہ غنچہ پژمردۂ دلم		با صد ہزار سعی صبا ناشگفتہ ماند
شب جلوۂ او غیرت صد حور و پری بود		صد حور و پری بندہ جلوہ گری بود
با جذب زلیخا نتوانست بر آمد		یعقوب کہ مستغرق مہر پدری بود

مجنون بره عشق نکو رفت و لیکن	وله	از معرکه بیرون ننهدنش بجگر می بود
ز دور پرتو حسنت بدل چنان تابد	وله	که آفتاب جهانتاب از آسمان تابد
تویی که حسن ترا کمترین اثر اینست		که آفتاب تو در مغز استخوان تابد
هر سحر گلشن بخون غلطید و بلبل خون گریست	وله	زان شبیخونها که حسنت بر گل سیراب زد
وه صد کاروان مصر چین برباد در یکدم	وله	نسیمی کاورد باد صبا زان جعد گیسویش
بخود میل دلی از جانب دلدار فهمیدم	وله	الهی خیر باشد یاری از یار فهمیدم
خدا را بگذری بر تربت سوسن گزان مسکین		بوقت جان سپردن حسرت بسیار فهمیدم
از دیدنت بفیض دو عالم رسیده ایم	وله	ای دوست ما ترا نه چو اغیار دیده ایم
صبر و سکون کجاست بملک نیاز و ناز	وله	از حیرت است اگر نفسی آرمیده ایم
معجز نار خلیل و فیض آب زندگی	وله	از دل بر آتش و از چشم پر نم یافتیم
یک نفس مومن اگر از دوست غافل گشته	وله	زین گنه تا یکنفس باقیست استغفار کن
اے صید دست و پازده عذر گنه بجو	وله	گستاخی بخدمت صیاد کرده
ز سینه تا رسدم بر لب و دهن ناله	وله	هزار جا بنشیند ز ضعف تن ناله
ز ناله بی تو همین بر لبست گر دل نیز		بگوش میرسد از چاک پیرهن ناله
بسمک لبدأقه یا مسک بدا بسم الله	وله	اے بیاد تو ز صد درد دوا بسم الله
ذکر تو در همه حال دل مشتاق ترا		آنچنان خوش که در آغاز دعا بسم الله
من چون شوم بهتر هم طرب همدم کسے	وله	دارم غم کسے که ندارد غم کسے
کردیم قطع یاری یاران که پیش دوست		نامحرم است هر که بود محرم کسے
گذشت عمر گرامی بغفلت عجبی	وله	بغفلتے عجبی و بسرعتی عجبی

مقدمات که ز ترتیب یافته در همه عمر | نتیجهٔ همه گردیده حسرت عجبی

رباعیات

این عمر بباد نوبهاران ماند | این عیش بسیل کوهساران ماند
زنهار چنان بزی که بعد از مردن | انگشت گزیدنی بیاران ماند

وله

از چرخ چو بر زمین بلا میریزد | رنج و غم و غصه جا بجا میریزد
گر حصه با پیش رسد دوری نیست | بر عضو ضعیف دردها میریزد

وله

غم نیست که دل جنون فاشی دارد | گر بیخبری خوش انتعاشی دارد
سودای ترا بهره و عالم نه بد | دیوانه با عقل معاشی دارد

وله

گر مرد رهی ولا ز محنت نجهی | مردانه ز کف دامن همت ندهی
گر زیستن خویش چو مردان خواهی | منت نکشی ز کس و منت ننهی

وله

شادمانیست بندهٔ غم ما | عالم دیگرست عالم ما
خنده اعشق ور ستخیز بلا | ای خوشا روزگار درهم ما
شکر درد تو چون کنیم که هست | داغ ما لالهٔ داغ مرهم ما
شاه اقلیم درد و غم ماییم | ملک هجران سواد اعظم ما
تنک آن دو دیده خوش نمکین ست | کم ز کوثر نگیر زمزم ما
ید بیضای وصل گور فراق | گشته ثعبان آتشین دم ما
تنگساری ازو مجو مومن | غم ما از کجا و بیغم ما

وله

خدایا واربان از شور بختی دلفگاران را | گلستان کن بیک باران رحمت شوره زاری را
شدم پر از غمت غافل مشو از روزگار من | که من بر یاد شوقت داده ام خوش روزگاری را

پیوستہ با ناسازگاران سازگاری کن — گر باشد سازگار خود کنی ناسازگاری را
خاری بر خارم مپسند گردون زیک ستی — چہ خوش بودی کہ دادی سستی ہم سرخاری را

بہ تلخی جان دہ و کمتر حدیث درد گو مومن
چہ غم از تلخی ناکامئے ناکامگاری را

سجدہ دارد دلم بر شکوہ لاف صبر و طاقت را — نیارم با کمال عجز این اظہار قدرت را
نہ بینم آنکہ بر سو سر کشد صد شعلہ ز شکوہ — بصد خون جگر پنہان کند دل آہ حسرت را
ز خونین دانہائے من فلک را زد و قہا باد — کہ خوش آبے دو رنگی دادہ گلزار محبت را
نسیم لطف جانان کم شد اے باد سحرگاہے — مدد کن تا بجوش آریم دریا ہائے رحمت را
چہ عہدے بود عہد وصل جانان جانشتا بہزن رہی — دریغا ماندہ استم بدل قدر فرصت را
فدائے رسم عادت سوز خود گردم کہ در عہدش — عجب بیرانہ دیدم شہرائے رسم عادت را
بشرمست گرز من بیتابی ہائے شرداز و بگذر — پریشان دشت طرح وضع صحبت مغز طاقت را
اگر این است مومن صحبت ہجران کہ من دیدم — بہ بزمش حرف خورد بیرون میا بگذار حیرت را

مہربان میر عبدالقادر اورنگ آبادی

مہربان تخلص۔ میر عبدالقادر نام اورنگ آبادی المولد سید صحیح النسب والحسب ہے آپکی نسب بائیس پشت مین حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام سے منتہی ہوتی ہے۔ آپکے بزرگون مین بعض نیشاپور سے ہند مین آئے مقام کنتور صوبہ اودہ مین متمکن ہوئے۔ قاضی محمد کنتوری جو اصل سادات و خلفائے شاہ بدیع الدین مدار سے تھے۔ آپکے اجداد مین سے تھے آپکے جد سید محمد حنیف بن سید امان اللہ کنتوری نے اپنے ماموں ملا قطب الدین سہالوی سے

تحصیل علم کرکے عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین ملازمت و منصب مناسب حاصل کیا۔ سنگمنیر کی
وقایع نگاری و بخشی گری پر مامور ہوا۔ اس خدمت سے معزول ہونیکے بعد روضہ منورہ خلد آباد
کی قضاوت پر مقرر ہوا تا آخر حیات خدمت پر مامور رہا۔ بعد ازان آپکے والد ماجد سید محمد شریف
المخاطب شریف الدینخان مقرر ہوئے اور شاہ نظام الدین نگرامی اورنگ آبادی المتوفی ۱۱۴۲ھ ہجری
کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔ آپ بھی موزون الطبع تھے کبھی کبھی بتقاضائے موزونی طبع
بکہدو بیت موزون فرماتے تھے اور شرافت تخلص کرتے تھے۔ مہربان کی ولادت ۱۱۵۱ھ ہجری
مین شہر اورنگ آباد مین واقع ہوئی۔ تاریخ ولادت {ولادت عبدالقادر مہربان} ہے
اور بعض نے جو ۱۱۴۳ھ ہجری لکھا لا اصل لہ کیونکہ خود مہربان نے اپنی تالیفات مین ۱۱۵۱ھ ہجری
بیان کیا ہے۔ سن شعور و تمیز مین تہوڑی مدت مین قرآن شریف حفظ کیا۔ اور کتب درسیہ
عربی و فارسی جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین تمام کین اور فن شعر مین بھی میر موصوف سے
تکمیل کی۔ اور علوم غریبہ نجوم و جفر و تکسیر مین بھی لیاقت و مناسبت حاصل کی تھی۔ اولا والد
بزرگوار کا مرید و خلیفہ ہوا تہا۔ سہروردیہ و چشتیہ طریقہ کی خلافت و اجازت پائی تھی۔ آپکے والد
مولانا شاہ فخر الدین دہلوی سہروردی الچشتی کے مرید و خلیفہ تھے اور بعد مین بلا وساطت
والد اپنے حقیقی ماموں مولانا موصوف سے خلافت حاصل کی۔ عالم فاضل ادیب کامل
جامع غرائب ہر فن شاعر شیرین سخن تہا۔ رنگین خیال فصیح زبان و شیرین مقال سحر بیان تہا
رسائی فہم و جودت ذہن سے موصوف کا وقت سرعت درک مین معروف تہا۔ اقران و امثال
مین علیہم المثال۔ ارباب کمال مین سر آمد کمال تہا۔ اور والد کی وفات کے بعد روضہ خلد آباد
کی موروثی خدمت قضا پر مامور ہوکے زندگی بسر کرتا تہا۔ اور درس و تدریس و مطالعہ کتب
تفسیر و حدیث مین مشغول و طالبین و مریدین کی ہدایت و ارشاد مین مصروف رہتا تہا۔ اور

آخر میں شاہ فخر الدین اورنگ آبادی ترمذی کی صحبت میں مستفید ہوا۔ تکمیل کے بعد طریقہ قادریہ وغیرہ طرق کا خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اور نواب آصفجاہ ثانی کے وزیر رکن الدولہ کا مصاحب تھا۔ وزیر موصوف مہربان کے حال پر مہربان تھا۔ لچھمی نرائن نے گل رعنا میں لکھا کہ ابتدا میں رنگین تخلص کرتا تھا۔ اور میر ضیاء الدینخان اورنگ آبادی بھی رنگین تخلص رکھتا تھا۔ میر موصوف نے مہربان سے درخواست کی کہ آپ یہہ تخلص مجکو دیجئے اور اپنا تخلص دوسرا قرار دیجئے۔ مہربان نے اپنا تخلص اختیار کیا۔ پہر میر غلام علیصاحب آزاد نے مہربانی سے مہربان تخلص عطا فرمایا۔ فی الحال شعر عربی کی مشق کرتا ہے انتہی کلامہ۔ نظم مین متعدد رسائل لکھے۔ کحل الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر۔ پندرہ ہزار بیت۔ دیوان قصائد مناقب دو ہزار بیت۔ وقائع کربلا دس ہزار بیت۔ نثر مین بھی کئی رسائل تالیف کئے۔ مرآت الشہود میر فخر الدین ترمذی کے حال مین سات ہزار بیت۔ عدیم المثال فی تجارد الامثال و ہزار بیت ومناقب مرتضوی تیرہ ہزار بیت۔ وفخر الوظائف شرح تہذیب اللطائف۔ لطائف سنہ واذکار کے بیان مین سولہ ہزار بیت۔ ودیوان غزل پانچہزار بیت۔

نتائج الافکار کے مولف نے لکہا کہ سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین اورنگ آباد سے مدراس گیا اور اہل مدراس کو علوم ظاہری و باطنی سے مستفید کیا۔ نواب والاجاہ رئیس الکاٹ مدراس نے آپکی بلحاظ شرافت وفضیلت بڑی تعظیم وتکریم کی۔ اور حسن اعتقاد سے ہمیشہ آپکے ساتھہ مراعات شائستہ فرماتا رہا اور آپکے لئے ایک خانقاہ واقع میلاپور تعمیر کرادی۔ اور وظیفہ یا محتاج بھی مقرر کر دیا تھا آپ مدۃ العمر خانقاہ مین رہے طالبین ومریدین کو علوم ظاہر و باطن سے فیض پہنچاتے رہے آخر سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رحلت کی اور خانقاہ مذکورہ مین مدفون ہوئے انتہی کلامہ۔ اور مدراس مین آپکے خلفا ومریدین بیشمار تھے۔ ابتک وہان آپکا سلسلہ

جاری ہے۔ جو مشائخ آپکے سلسلہ اولاد و آل مین ہین فخری لقب سے مشہور ہین۔ چونکہ آپ پیر کیے تعلق و نسبت کی وجہ خود کو ملقب بفخری مشہور کرتے تھے۔ اور بعض اہل مدراس مشائخ فخری کو منسوب بفخر الدین ترمذی نسبا خیال کرتے ہین۔ ہمکو تذکرون اور تواریخ سے اس امر کا کہین ثبوت نہین ملا۔ ہم صرف شہرت پر اعتبار نہین کر سکتے والعلم عند اللہ مہربان صاحب دیوان و تصنیفات تھے۔ اکثر رسائل تصوف مین اور بعض تذکرے بھی لکھے ہیں چنانچہ ہم نے رسائل کی فہرست صدر مین لکھی ہے اب آپکے دیوان سے اشعار ذیل ہدیہ ناظرین کرتے ہین

من اشعارہ الفارسی

حرفے گذشت از کمر شوخ دہان ما — مو دار شد چو کلک مصور زبان ما

ولہ
ہلاکم کرد داغ حسرت ہائے نگارینی — بجائے سبزہ از خاکم شود شاخ حنا پیدا

ولہ
صبا آہستہ پا نہ گذر در کوئے او افتد — کہ ہست از چشم نازک مزاجان فرش راہ آنجا

ولہ
ہر زمان بینم عتاب آلودہ چشم یار را — بیدماغیہاست لازم مردم بیمار را

ولہ
پریشان می شود ہر کس دارد فکر تعبیرش — نمیدانم سر زلف کرا دیدم بخواب امشب

ولہ
بہرہ ام وادی و شد جمع حواسم ز نشاط — گشت شیرازہ دلم را ز رگ پان امشب

ولہ
چرا پیشش تو اظہار مدعا نکنم — تو بیدماغ نہ خاطرم پریشان نیست

ولہ
قاصدا ز اظہار پیغامش دل ما شاد کن — خندہ داری بلب چیزے مگر فرمودہ است

ولہ
دل دادن از برائے نگاہے گناہ ما — دل بردن و نگاہ نکردن گناہ کیست

ولہ
ز عشق درد سر دارم دگر ہیچ — خیالے آن کمر دارم دگر ہیچ

ولہ
دوش در بتکدہ دشمن ایمانے چند — در ربودند دل و دین مسلمانے چند

ولہ
بارہا خوردیم زخم و تشنگی باقی ہنوز — تا چہ مقدار آب شمشیر تو قاتل شور بود

بلای گردش چشم تو داد دردسرم　وله　تو جام باده کشیدی مرا خمار آمد

دوستان شب میرود حرفی از آن گیسو کنید　وله　خشک شد مغزم علاجش از گل شبو کنید

وصف رخسار کسی کردم نفس گلزار شد　وله　نکهت فردوس می آید دهانم بو کنید

خنجر دست نگارین که قتلم کرده است　وله　در کفن بوی حنا می آید از خونم هنوز

مرهم و بیقراری دل نیست کم هنوز　　چو گرد باد می کند این خاک رم هنوز

ما را بآرزوی نگاهی چه میکشی　وله　بیرحم این مشابه غلام حیا مباش

صدف نیم که با برگهر فشان نازم　　بود چو آئینه ام آبرو ز جوهر خویش

می کند در دیده من اشک آتش فام رقص　وله　نغمه چون بسیار گرم افتد کند در کام رقص

نه پنداری که خط گل کرد بر پیراهن عارض　وله　غبار ناتوانان دست زد بر دامن عارض

جا فروتن می تواند یافتن بالای چشم　وله　از خم ابروی جانان یافتم قدر رکوع

یاد چشم و روی او ای مهربان بس میکند　وله　از بهار نرگس و سیر چمن دارم فراغ

تا تو گفتی ای ستمگر خنجری دارم بکف　وله　گفت از خود رفته من هم سری دارم بکف

چو گل لبریز زخمم خون ناب ساکنی دارم　وله　شدم تصویر بسمل اضطراب ساکنی دارم

بجنون گفت بعالم کیست سامان چمن دارد　　دل صد پاره من درجواب آمد که من دارم

نیم ای مهربان در غربت از رنج سفر فارغ　　برنگ بوی گل اندر غربت وطن دارم

ندارم چاره گر رزق از لبم چو آسیا ریزد　وله　تلاش نوکری چندانکه می بایست من کردم

محتاج چراغی نبود مشت غبارم　وله　چون کاغذ آتش زده خود شمع مزارم

بر سر لوح مزار ما گل نرگس زنید　وله　ما شهید تیغ آن چشم خمار آلوده ایم

بارها دیدی و حال مهربان پرسی ز من　وله　بیمروت در شکایتها زبانم وا مکن

بگرد لعل تو خط نیست بلکه کلک قضا	وله	بہائے بوسه رقم کرد در خط ریحان
بید باغ از سیر باغم ہمچنے وارم بلند	وله	کشتهٔ رفتار یارم نیستم شیدائے سرو
اینقدر ها دیدنِ آئینه ظالم خوب نیست	وله	میتوان کردن نگاهِ ناز بر دل گاه گاه
داغم ز دست آن گل بیرحم کاشکے	وله	بر برگ لاله نامه ام انشا کند کسے

ممتاز - محمد بہادر خان برہانپوری

ممتاز تخلص - محمد بہادر خان نام برہانپوری المولد ہے - آپکی نسب کا سلسلہ یوسف خان چک کشمیری سے منتہی ہوتا ہے - سخن گوئی و سخن فہمی مین ممتاز نواب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین منصب جاگیر سے سرفراز تہا - نواب معین الدوله بہادر ایلچپور ناظم اورنگ آباد کا مصاحب و جلیس تہا - اور آزاد بلگرامی کے معاصرین سے تہا - آخر ۱۱۹۶ہجری مین فوت ہوا

من کلامه

چون کمال از صید ما را حاصلے منظور نیست	وله	از برائے دیگران است انچه می کوشیم ما
دل به بیداد فلک خود داده ایم	وله	از ازل این دانه نذر آسیاست
جنون طرفه دارم بیاد گردش چشمی	وله	نگیرد جا آبادی نگنجد در بیابانے
حرص جمع مال دنیا رہبر راه فنا است	وله	خویش را از بہر زر بیہمت قارون مکن
جز ولائے شبیر حق ممتاز در دل جا مده		جائے گوہر سوده الماس معجون مکن

منت - میر قمر الدین دہلوی

منت تخلص - میر قمر الدین نام - مشہدی الاصل ہین - آپکا تولد قصبه سونی پت مین ہوا

اور نشو و نما دلی مین پایا۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین علوم و فنون کو حاصل کیا۔ فاضل و مستعد ہوا۔ مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ چشتیہ مین بیعت کی جب تک آپ دلی مین تہے تب تک سنی المذہب تہے جسوقت دلی سے لکہنؤ گئے اسوقت امامیہ طریقہ اختیار کیا۔ شاعر عالی دماغ و بلند خیال تہا۔ آپکا کلام بلاغت و فصاحت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا۔ لکہنؤ مین مدت تک امرا و متمول اہل دول کی تعریف و مدح مین قصائد لکہے۔ خوب انعام و صلے پائے۔ پہر لکہنؤ سے کلکتہ گئے گورنر جنرل بہادر کی مدح مین ایک قصیدہ لکہکر پیش کیا۔ ملک الشعرائی کا خطاب پایا۔ گورنر بہادر نے آپکو سفیر کرکے نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی کے خدمت مین بہیجا۔ آپ کلکتہ سے سنہ ۱۲۰۰ہجری مین حیدرآباد پہنچے۔ دربار آصفی مین باریاب ہوئے ایک قصیدہ بندگانعالی کی مدح مین لکہکر نذر کیا۔ بندگانعالی بہت خوش ہوئے دس ہزار روپیہ عطا فرمایا۔ اور دو سو روپیہ ماہوار منصب مقرر کردیا۔ آپ یہان سے نہایت خوشی و خرمی سے ہند روانہ ہوئے پہر لکہنؤ مین پہنچے راجہ ٹکیت رائے کے مصاحب ہوئے چند روز قیام کرکے اُنچاس برس کی عمر مین بتقریب سیر لکہنؤ سے کلکتہ گئے وہان پہنچتے ہی سنہ ۱۲۰۸ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔ صاحب دیوان ہین۔ آپکے دیوان مین کل اشعار پچاس ہزار ہونگے۔ آپنے کئی مثنویان تصنیف کین۔ اور نثر مین ایک کتاب بنام شکرستان لکہی۔ اس کتاب مین گلستان سعدی کی طرز اختیار کی ہے۔

من اشعارہ الفارسیہ مثنوی

درین عمر دہ مثنوی گفتہ ام	بآئین و طرز نوی گفتہ ام
چو اشعار من در عدد میرسد	شمار قصائد بصد میرسد
بود شعر من در غزل سی ہزار	ز پانصد رباعی گرفتم شمار

من اشعارہ الہندی

اس آنیکا کچھ ہے لطف پیارے		ہر دم جو کہو کہ جائین گے ہم
گر اُس لب جان بخش کی مین بات بناؤن	ولہ	عیسیٰ بہی جو کچھ بولے تو صلوات سناؤن
قدم رکھہ گیا کون سینے پہ اپنے	ولہ	گل داغ مین آج مہندی کی بوہے
مدعی عشق محبت کرتے ہین مجھکو منت	ولہ	ہان یہہ سچ ہے مین نے کی خوبون تو ایک خوسی ہے
برہنہ پا ہی پھل سچ مجکو اُس دشت مغیلان مین	ولہ	جہان ہر خار کو دعوی ہو نشتر کی نیابت کا
علاج دلکو آئے تہے مسیحا سخت دعوے سے		یہان کیا ہو گیا وہ معجزہ حضرت سلامت کا

من اشعارہ الفارسی

نقدے بکف نبود بجز آبرو مرا		آن ہم زدست ریخت بپائے سبو مرا
پر از اسباب کلفت شد جہان جائی نمی یابم		کہ بار خاطر غمدیدہ را یکسو نہم آنجا
رسم دیوانگی از حلقۂ گیسوے تو خاست		شور محشر ز خرام قد دلجوے تو خاست

محب ۔ مولانا محب علی سندی

محب تخلص ۔ محب علی نام ۔ سندی الاصل ہے ۔ وطن سے عبدالرحیم خانخانان کے ہمراہ آیا ۔ اہل مناصب کے زمرہ مین شریک تہا ۔ ہمیشہ خانخانان کی رفاقت مین بسر کرتا رہا ۔ خانخانان کے انتقال کے بعد ایرج خان بن خانخانان کی خدمت مین زندگی گذارتا رہا کبہی برار مین کبہی خاندیس مین رہتا تہا آخر سنہ ۱۰۳۰ ہجری مین فوت ہوا ۔ شیخ محمد بن فضل اللہ کا مرید تہا ۔ پیر سے حسن عقیدت و ارادت رکہتا تہا پیر پرست و نیک سیرت تہا ۔ شاعر بہی تہا کبہی کبہی کلام موزون کرتا تہا ۔ جو کچھہ کہتا تہا پسندیدہ ہوتا تہا ۔ من اشعارہ

بصدمہ کہ غمت زد ببسے زجا رفتم ہزار سالہ رہ رفتہ را قفا رفتم
گدائے در بیگانہ منفعت دارد زرہ ہم غلط شدہ در کوئے آشنا رفتم
یکے قرص خورشید در آب دید روان بر سرش دام ماہی کشید
چو از جنبش آب شد در شکست بغواصی آمد کشش آرد بدست
فرو رفت تا کہ بکام نہنگ تر از روئے ما راہمین است سنگ

مسیح - حکیم رکن الدین کاشی

مسیح تخلص - رکن الدین نام - حکیم نظام الدین علی کاشانی کا فرزند ہے - مسیح کا مولد و منشا کاشان تہا - فن طب مین عیسوی دم علوم فلسفہ مین معلم ثانی تہا سخن سنجی و جادو بیانی مین ثانی انوری و خاقانی تہا - شاہ عباس ماضی مسیح کے حال پر نہایت عنایت و کرم فرماتا تہا اور حکیم کی بڑی تعظیم و توقیر کرتا تہا - چند مرتبہ حکیم کے دولتخانہ پر خود بادشاہ رونق افزا ہوا ہے ایک روز حکیم دربار شاہی مین کسی فاضل کے ساتہہ مناظرہ مین مشغول تہا بادشاہ بہی اسوقت موجود تہا بادشاہ نے مخالف کی جانبداری کی مسیح نے کشیدہ خاطر ہو کر درباداری ترک کی اور بارگاہ سے باہر گیا - تہوڑی دیر کے بعد ایک قصیدہ اجازت سفر کے بارہ مین لکہکر بہیجا - اسکا مطلع یہہ ہے لیکن بادشاہ نے اجازت نہین دی -

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

جب بادشاہ دارالسلطنت سے مازندران کو روانہ ہوا تب مسیح موقع پاکر فی الفور دارالامن ہند کی طرف متوجہ ہوا - اکبر بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا - بادشاہ ہند نے مسیح کی بڑی تعظیم و تکریم کی مدت تک عیش و آرام کے ساتہ زندگی بسر کرتا رہا - عہد جہانگیری مین بہی کامرانی

و شادمانی سے رہا اکثر اوقات دربار شاہی مین باریاب ہوتا تھا ایکوقت دلی سے تفرجاً الہ آباد
مین آیا اور وہان چند روز مقیم رہا آخر وہان سے بشوق سیر حیدرآباد روانہ ہوا۔ چند روز کے بعد
شہر مین پہنچا۔ میر مومن استرآبادی وزیر قطب شاہ حکیم کی ملاقات کے لئے فرودگاہ پر آیا مسیح
برہم تو اصلع باشتباہ گلاب شیشہ شراب میر پر افشان کیا۔ میر نہایت رنجیدہ ہوکر اٹھا مسیح بھی
اس حرکت ناشائستہ سے نہایت ہی نادم و پشیمان ہوا۔ وہان ایک ساعت بھی قیام کرنا حرام
سمجھا فی الفور بیجاپور روانہ ہوا۔ بیجاپور مین اسکی دلچسپی نہین ہوئی۔ اسوقت بیجاپور کے
قرب وجوار مین جہانگیری لشکر پڑا ہوا تھا۔ دریافت کرکے بیجاپور سے لشکر مین پہنچا۔ مہابت خان
سے ملازمت حاصل کی۔ مہابت خان کے ہمرکاب رہا جب صاحبقران ثانی شاہ جہان تخت نشین
ہوا تب یہ قطعہ تاریخی پیش کیا بارہ ہزار روپیہ انعام پایا۔ قطعہ یہ ہے ہ

بادشاہ زمانہ شاہ جہان	خرم و شادو کامران باشد
حکم او بر ممالک عالم	ہمچو حکم خدا روان باشد
بہر سال جلوس او گفتم	در جہان بادشاہ جہان باشد

سنہ ۱۰۴۱ ہجری مین بسبب کبر سنی حضور بادشاہ سے مشہد مقدس کی رخصت چاہی۔ اجازت
ہوئی۔ رخصت کے وقت بادشاہ نے پانچہزار روپیہ زاد راہ دیکر روانہ کیا۔ نہایت شادکام
وفائز المرام گیا۔ مشہد مقدس مین پہنچکر زیارت سے مشرف ہوا اور وہان سنا کہ شاہ عباس ماضی
فوت ہوگیا ہے۔ اطمینان خاطر سے ایک سو پانچ برس کی عمر مین وطن مالوفہ کاشان کیطرف
متوجہ ہوا۔ کاشان مین پہنچکر چند روز مقیم رہا۔ پھر وہان سے اصفہان مین شاہ صفی کے دربار مین
پہنچا۔ شاہ سے بے توجہی دیکھکر شیراز مین آیا۔ چند روز کے بعد شیراز سے کاشان مین وارد ہوا
مولف شاہجہان نامہ لکھتا ہے کہ حکیم رکنا عراق مین ہند سے معاودت کرکے آیا دعاے دولت

ابدپیوند مین مشغول ہوا۔ اس خاندان کے دعاگویون مین ہے اکثر اوقات صاحب قران ثانی انعام و حرمت سے غائبانہ یاد و شاد فرماتے ہین۔ آخر ۱۰۶۶ھ ہجری مین اس عالم فانی سے ملک جاودانی کو روانہ ہوا۔ مصرع تاریخ کسی شاعر نے لکہا ہے ۵ رفت بسوئے فلک باز مسیح دوم اُسکا کلیات ایک لاکھ بیت پر شامل ہے مرزا صائب تبریزی جو آپکا شاگرد رشید ہے اُس نے اُستاد کے فوت ہونے کے بعد کل اشعار مین سے سات ہزار ابیات انتخاب کر کے ایک مختصر دیوان جمع کیا۔ من اشعارہٖ الفارسی

اگر خواہی کہ سنجی زور فقر و سلطنت باہم
بچینی ہائے فغفوری بزن کشکول چوبین را

سبزہ پامال است در زیر درخت میوہ دار
در پناہ اہل دولت ہست خواری بیشتر

نالۂ زار است کارم تا نفس با شد مرا
نالہ ہم فریاد و ہم فریادرس باشد مرا

عمر اگر امان دہد وقت خزان درین چمن
بیم شبی قضا کنم نالۂ عندلیب را

پیش قدت آب دہد سرو باغ را
پیش قدت بیاد سپارم چراغ را

عشقی کہ رفتہ رفتہ جنون آورد چہ سود
دیوانہ گشتن از نگہ اولین خوش است

کجا از خواب نازان فتنہ در بر قمر خیزد
نگر در دست پا کش آفتاب فتنہ کہ برخیزد

دل من آتش طور است افسردن نمیداند
چراغے کز دلم روشن کنی مردن نمیداند

مرا از طرۂ مشکین او یکتار می باید
ہمہ سامان کفر م شد ہمین زنار می باید

بہ زبان گر نام خاکم بگذرد آذر شود
در درآید در دلم خورشید خاکستر شود

بکام دل ندیدم یک نفس در مدت عمرش
کنون چشمی کہ دارم بر نگاہ واپسین دارم

چنان روشن زیاد روئے او شد خانۂ گورم
کہ نتوان ہم نوشتن خواندن از لوح مزارم

گر تو باشی میتوان صد سال بیجان زیستن
بیتو گر صد جان دہد یک لحظہ نتوان زیستن

اے دل بیکار آخر غمگسار من توئی | ہم چراغ خانہ ہم شمع مزار من توئی

رباعیات

دل بے تو مرا ز عمر خود دلگیر است | وین گرسنہ شوق تو از جان سیر است
در آمدن اے نگار تاخیر مکن | ہر چند کہ زود تر بیائے دیر است

ولہ

گر آتش روز خم نشیمن گردد | دو زخ حیران سینہ من گردد
گر پنبہ داغ من شود رشتہ شمع | ہر چند کشند باز روشن گردد

ولہ

خوبان کہ چراغ حسن افروختہ اند | در آتش ہجر خرمنم سوختہ اند
بسیار دراز ست شب ہجر مگر | روز سینہ مرا دران دوختہ اند

ولہ

پیوستہ بروئے تو تماشا دارم | دل در خم آن زلف چلیپا دارم
بندست بہر یک سر موئے تو دلم | من یک سر و صد ہزار سودا دارم

مخمور - مرزا لطف اللہ تبریزی

مخمور تخلص - میرزا لطف اللہ نام - حاجی شکر اللہ تبریزی کا فرزند ہے - حاجی وطن سے دل برخاستہ ہو کر ہند میں وارد ہوا - اور بندر سورت میں سکونت اختیار کر لی - اُسی مقام میں سنہ ۱۰۹۵ ہجری میں مرزا لطف اللہ عالم شہود میں جلوہ آرا ہوا - اسکی ولادت میں کسی نے تاریخ یہ مصرع موزون کیا ع برسپہر سعادت آمد ماہ - مخمور نے سن تمیز و رشد کے بعد سورت میں آقا حبیب اللہ شاگرد آقا حسین خوانساری سے کتب درسیہ علوم متعارفہ عربیہ و فنون ادبیہ تحصیل کیں اور سخن کی اصلاح بھی آقا صاحب سے لیتا رہا - پھر سورت سے بطریق تجارت ملک بنگالہ میں گیا - وہاں کے حاکم نواب سرفراز الدولہ بہادر نے مخمور کی شرافت ذاتی و لیاقت صفاتی کا لحاظ کر کے اپنی دختر نیک اختر سے شادی کر دی اور حضور شاہی سے

مرشد قلیخان رستم جنگ کا خطاب و منصب مناسب مقرر کرایا اور اڑیسہ کی صوبہ داری
پر مامور کیا۔ میرزا نے نعمت کی قدر نہ کی بعض مشیران شریر کی صلاح سے صوبہ کے
انتظام مین کما ینبغی توجہ نہین کی اور وہان سے دل برخاستہ ہو کر حضور نواب آصفجاہ والی دکن
کی خدمت مین پہنچا۔ اور نواب آصفجاہ کی ملازمت اختیار کی۔ حیدرآباد دکن مین مدت تک
رہا خوب انتظام کیا۔ زمین کی پیمائش و بندوبست عمدہ طرح سے کیا۔ ایکہتر برس کی عمر
مین سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین رشتہ زندگی کو قطع کیا۔ صاحب تحفۃ الشعرا نے اپنے تذکرہ مین
لکہا کہ مخمور تخلص مرشد قلیخان نام رستم جنگ خطاب اور گل رعنا بہی صاحب تحفہ کے
ساتہہ متفق ہے مگر صاحب صبح گلشن بجائے مخمور محمود تخلص لکہتے ہین شاید سہو کاتب ہے
مخمور شاعر سلیم الطبع خوش مزاج شگفتہ جبین تہا۔ فضائل و کمالات سے آراستہ تہا
شیرین بیانی و نازک خیالی سے پیراستہ تہا۔ ملکی انتظام مین نہایت ہی لائق و فائق تہا
حساب پیمائش مین یگانہ روزگار تہا۔ فارسی و ہندی مین شعر کہتا تہا ہم ذیل مین آپکے
اشعار بطور نمونہ ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ آپ صدوروی خان ملازم نواب شجاع الدولہ
کی بغاوت کی وجہ سے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے مستعد ہوئے مقابلہ مین کامیابی نہین ہوئی
ناخوش ہو کر وہان سے حیدرآباد دکن مین نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت مین آئے نواب صاحب
نے بڑی خاطرداری کی اور خدمت جلیلہ پر مقرر فرمایا آپ دکن مین ایسے جمے کہ مر کر اٹھے
آپکی وفات سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین اورنگ آباد مین ہوئی۔ ص ۲۰ اشعار ۲ الفارسی

پشت فلک بخاک رساند غرور ما	کہسار را اگر کند گرمی سنگ زور ما
گرفت شور جنونم چنان گریبان را	کہ بر میان زدہ ام دامن بیابان را
نوشتہ اند بتعریف لف خال و خط	جدا جدا سخنم ہمچو خط ہندو را

ماه من برلب جو جلوه فروش است امشب | ولہ | آب از عکس خطش بادله پوش است امشب
بر خاک درت سر شهان است | ولہ | این قطعه زمین بر آسمان است
آویزه بگوش عقل گردد | حرفی که ز پاک گوهران است
در مشرب عذب خاکساران | شیرینی شهد کسر شان است
خوردم چه هما فریب دولت | این لقمه تمام استخوان است
سیلاب سرشک ما بهامون | دیوانهٔ مطلق العنان است
تاب سخن سبک ندارم | این پنبه بگوش ما گران است
از رفتن عمر دارم افغان | فریاد جرس ز کاروان است

حضور آصفجاه نے بہی اسی زمین مین ایک غزل لکہی تہی اُسکا مطلع و مقطع یہہ ہے

یادت همه دم انیس جان است | چون بو که ببرگ گل نهان است
از درد دلم مپرس آصف | رنگ رخ زرد ترجمان است
دیده میداند چها شب بر سرم بی او گذشت | ولہ | همچو سیل از پل سرشک چشم از ابرو گذشت
دل آزاری ندارد حاصلی غیر از پشیمانی | ز تیر انگشت افسوسی بلب وا هم کمان دارد
از کوه گران سنگ مکافات بترسید | با شیشهٔ ناموس کسی کار ندارید
تعجب نیست بدطینت اگر حاجت روا گردد | ولہ | که زخم کهنه را خاکستر عقرب دوا گردد
ز روزن کی بخود در ماندگان را کار بگشاید | گره امکان ندارد باز از انگشت پا گردد
بگلزار صحبت رشته گلدسته را مانم | ولہ | که عمرم جمله صرف اجتماع دوستان گردد
چه ابتر و زود و دفتر ایام | ولہ | که خود بخود ورق این کتاب میگردد
سفیدبازبینان را بهر صورت که هست | کاش این آئینهٔ من هم جوهری پیدا داشتم

نہ دل از من خبر دارد نہ من از دل خبر دارم
دل از من کی جدا گشت و من از دل کی جدا گشتم

بسان شیشہ ساعت رفیق کار پیدا کن
بیک ساعت زمین و آسمان را زیر و بالا کن

باشد دو جہان قائم از ان ذات یگانہ
بر پا چو کمانست بیک تیر دو خانہ

بیک صورت بود با نیک و بد طرز سلوک من
مثال صفحہ آئینہ دارم وضع ہمواری

چو مجنون کے توانم کرد جولان در بیابانی
مرا ہمچو نگین باید بقدر نام میدانی

متین ۔ میر مہدی برہانپوری

متین تخلص ۔ میر مہدی نام آپکا مولد و منشا برہانپور ہے ۔ آپ وہاں منصب داران بادشاہی کے فرزند ہیں آپکے والد صاحب سخن تھے ۔ میرزا بیدل کے شاگرد ۔ متین نے برہانپور میں والد یا جد کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی ۔ اور بقدر ضرورت تعلیم پاکر استعداد حاصل کی ۔ مستعد طالب علم تھا خوش خلق و کم سخن ۔ شعر گوئی و سخن سنجی میں فکر بسیار رکھتا تھا ۔ شاہ سراج اورنگ آبادی سے سخن کی اصلاح لیتا تھا ۔ اسوقت میں شاہ سراج برہانپور میں تھے ۔ جس وقت شاہ صاحب اورنگ آباد واپس آئے متین بھی اورنگ آباد میں وارد ہوا چند مدت استاد کے پاس رہا ۔ پھر وطن مالوف روانہ ہوا ۔ پھر آخر سنہ ۱۱۹۶ ہجری میں عالم بالا کی طرف رحلت کی ۔ حسن ۲ اشعار ۱۸ الہندی

روز ازل سے مجھے ورد زبان ہے شیشہ
بات شیشہ ہے سخن شیشہ فغان ہے شیشہ

ولہ
اس سنتی پوش قاتل پہ چڑھا لہو کا رنگ
عاشقو لازم ہے اب جوگی کا سر وا کیجیے

ولہ
عرس کو مجنون کے سرخون نے کیا ہے اتفاق
وحشیو لازم ہے تم بھی اپنے سامان سے چلو

جان جاتا ہے میر افسوس کوئی کہتا نہیں
آنسو تھم گیا لکھنو کی ایوان سے چلو

گل شاخ پر صبا سے ہلتی نہین چمن مین ۔۔۔ گلرو کی تبسم نے بسمل تلملاتے ہین

مقصود ۔ میر مقصود علی اورنگ آبادی

مقصود تخلص ۔ میر مقصود علی نام اورنگ آبادی المولد ہے ۔ فارسی مین عمدہ لیاقت ومہارت رکہتا تہا ۔ خوش الحان تہا اکثر قصائد نعتیہ میلاد شریف مین خوب پڑہتا تہا سامعین کے دلون پر بڑا اثر ہوتا تہا ۔ اکثر وجد مین پہڑکتے تہے ۔ شعرگوئی مین مشق کرتا تہا جو کچہہ کہتا تہا خوب مرغوب ہوتا تہا شفیق اورنگ آبادی تذکرہ چمنستان مین رقم فرماتے ہین کہ مقصود فقیر سے ربط رکہتا ہے اکثر اوقات میرے غریب خانہ پر تشریف لاتا ہے ۔ خوش مزاج وخوش وضع تہا ہر ایک کے ساتہہ حسن سلوک کرتا تہا ۔ آخر سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین فوت ہوا ۔

من اشعارہ الہندی

دیکہنے سے چشم یار مین یون کیف کی بہار ۔۔۔ رہتا نہین ہے ہوش کسی ہوشیار کا

ہمکو آپکے اشعار مین سے صرف یہی ایک شعر ملا ۔ اس لئے اسی پر اکتفا کیا گیا ۔

میر ۔ سید شاہ میر برہانپوری

میر تخلص ۔ سید شاہ میر نام ۔ باشندہ برہانپور مین ۔ مشائخ برہانپور سے تہے ۔ سید صحیح النسب والحسب تہے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل تہے توحید وتصوف کے دریا مین ڈوبے ہوئے تہے محبت وشوق الہی کے شرارون سے ہمہ تن سوختہ تہے ۔ دل کے سوز وگداز سے سینہ بریان ودیدہ گریان تہے ۔ اسی جوش وولولہ مین حقانی خیالات وربانی مشاہدات کو موزون کرتے تہے آپکی غزلین اور مرثئے اور رباعیات ودوہرے نہایت ہی بامزہ وشور انگیز

ہوتے ہین اور کتب و قطعات دلکش و دلاویز۔ آپ علم موسیقی مین کامل و ماہر تھے۔ اقسام سرود و ترانہ سے خوب واقف اس فن کے عالم باعمل تھے۔ لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ مجکو سلطان الدین شوریدہ کی زبانی معلوم ہوا کہ آپنے فی الحال یعنی ۱۱۷۵ ہجری مین و ہر پتہ سچار نام کی ایک کتاب تالیف کی ہے اُس کتاب مین موسیقی کے مطالب عمدہ طرح سے بیان کئے ہین انتہی کلامہ۔ آپکی وفات ۱۱۹۷ ہجری مین واقع ہوئی۔

من اشعارہ الہندی

درخت انبہ پہ کویل پکار رہی
نین پیو جانا پی پی ہانک مار رہی

شکل محراب مین پی کین
سرنگون ہوا یدل دوگانہ کر

پنگھٹ پہ چل دیکھ بہار ہجوم حسن
چنچل چلی ہے گہر کو لے سر پر گہڑا اٹھا

منعم ۔ محمد منعم برہانپوری

منعم تخلص ۔ محمد منعم نام ۔ آپکا اصلی وطن برہانپور ہے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل نہین ہوئے تھے مگر بقدر ضرورت لائق و ہوشیار تھے۔ اچھے کارپرداز تھے۔ فن سیاق مین اچھی مہارت رکھتے تھے۔ خوش نویسی مین ہفت قلم تھے۔ ہر قلم مین علم تھے نستعلیق مین گویا جواہر رقم عطارد رقم کہتے تھے۔ فارسی مین خوب مہارت رکھتے تھے۔ برہانپور سے نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین اورنگ آباد گئے۔ دار الانشا مین مقرر ہوئے ناصر جنگ کی شہادت کے بعد آصفجاہ ثانی کے زمانہ تک خانہ نشین رہے۔ پہر بندگانعالی نے آپکو منصب دو صدی مقرر فرمایا۔ مدت تک نہایت آرام و راحت سے بسر کئے آخر ۱۲۰۳ ہجری مین فوت ہوئے خوش خلاق و خوش اطوار تھے۔ خندہ رو و شگفتہ جبین تھے۔ دوست نواز و محبت پرور تھے

لچھمی نرائن شفیق کے معاصر تھے۔ اکثر اوقات شفیق سے ملتے تھے باہم شعر و شاعری کے چرچے رہتے تھے۔ من اشعار الہندی

تجھ حسن کے ہیں قربان یوسف جمال والے ‌‌ — مہتاب گال والے ابرو ہلال والے
گردش سے تجھ نین کے ہیں حیران ‌ — خورشید ڈہال والے جاہ و جلال والے

مہتاب۔ لالہ موہن لال اورنگ آبادی

مہتاب تخلص۔ موہن لال نام۔ قوم کہتری اورنگ آبادی المولد تہا۔ منشی خوشنویس و انشا پردازی میں مشہور تہا۔ لچھمی نرائن کے سررشتہ میں منشیون میں ملازم تہا۔ خوش خلق و خوش گفتار و پسندیدہ کردار و برگزیدہ رفتار تہا۔ مزاج میں خاکساری و عاجزی بیشمار تہی دوستون سے خوش صحبت تہا۔ ہر ایک سے موافق تہا شعر گوئی میں خوش فکر و نازک خیال تہا بہ نسبت فارسی ریختہ ہندی کے طرف زیادہ مائل تہا۔ خوب کہتا تہا۔ آپکا کلام مرغوب ہے آپکی وفات سنہ ۱۲۰۲ ہجری میں واقع ہوئی۔ ہمکو آپکا فارسی کلام نہیں ملا صرف چند اشعار ریختہ حاصل ہوئے ہیں وہ ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔ من اشعار الہندی

آب آنکھون سے کم ہوا رو رو — چشمۂ آفتاب کی سوگند
دل سے وسواس دور کر آ مل — تجھکو تیرے جناب کی سوگند

لچھمی نرائن نے بہی اسی طرح میں ایک غزل لکہی ہے ہم غزل میں سے چند اشعار بطور نمونہ لکھتے ہیں تاکہ ناظرین مستفید ہون ۔ ہ

تشنہ لب ہون شراب کی سوگند — جل گیا جی کباب کی سوگند
ہر گہڑی تو قسم نکہا جہوٹی — تجھکو دل کی کتاب کی سوگند

کیا جھلک ہے سجن کے چہرہ پہ / زر زری کے جناب کی سوگند
بے سخن ہون تیرا دہن دیکھے / یار حاضر جواب کی سوگند
دور کر اب حجاب کو اپنے / چادر ماہتاب کی سوگند
دل صاحب ہے کیا پریشان آج / زلف کے پیچ و تاب کی سوگند

منصور - میر منصور آسیری

منصور تخلص - میر منصور نام - آپکے بزرگ آسیر کی قلعداری پر مامور تھے آپ بھی چند مدت اُنہی آبائی موروثی خدمت پر بحال رہے پھر تارک دنیا ہوئے - قلعداری کو ترک کرکے برہانپور مین آئے فقرا و مشائخ کی صحبت اختیار کی صحبت نے ایسا اثر کیا چند ہی روز مین درویش کامل و فقیر واصل ہوئے - مدت تک برہانپور مین زندہ رہے - توکل قناعت پر زندگی بسر کرتے رہے کسی امیر و فقیر سے ملتجی نہین ہوئے - نہایت آزادی بے پروائی سے رہے - آپ اشفاق اورنگ آبادی کے خسر تھے آپکے دو شعر مشہور ہین - باقی اشعار کا پتا نہین شاید اختفا ہونے سے تلف ہوئے واللہ اعلم بحقیقت الحال - آپکا انتقال ۱۲۰۰ ہجری مین ہوا

من اشعارہ الہندی

ہم نے جانے تھے کہ دلدار ہمارا ہوویگا / یہ نہ جانے تھے کہ جا غیر کا پیارا ہوویگا
رمز کرتے ہین رقیبان مجھے معلوم ہوا / اُسکی قدرت نہین دلبر کا اشارا ہوویگا

مبتلا - الفت خان اورنگ آبادی

مبتلا تخلص - الفت خان نام - اصلی وطن اورنگ آباد ہے - عالم شباب مین ضروری استعداد

استعداد حاصل کرنیکے بعد شعر گوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ آہستہ آہستہ اس راہ مین چلنے لگا رفتہ رفتہ سخن سنجی کے میدان مین سبکخرام ہوا۔ مضامین رنگین و خیالات نگارین کو آراستہ کرنے لگا۔ شاہد سخن کو معانی تازہ کے زیور سے پیراستہ کرنے لگا۔ جوان صالح بیباکی وضع خوش طبع تھا بلاغت معانی و فصاحت بیانی سے بلند آوازہ۔ آب و رنگ لیاقت سے مثل گل تازہ۔ شاہی منصبدارون مین ممالک آصفجاہی جان نثارون مین مشہور تھا لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ خانصاحب فقیر سے بتوسط غلام محمد خان انور ملے اور رسم اخلاص و محبت کو قائم کیا کبھی کبھی غریبخانہ پر قدم رنجہ فرماتے تھے نیک مرد و عزیز دل ہین حق تعالی اُن کو سلامت رکھے انتہی کلامہ۔ لچھمی نرائن کے کلام سے ثابت ہوا کہ آپ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین زندہ تھے۔ شعراء اورنگ آباد مثلاً عارف الدینخان عاجز و شاہ سراج الدین سراج و غلام قادر ساحی و میر آزاد بلگرامی وغیرہ کے معاصر تھا۔ آخر سنہ [illegible] ہجری مین عالم قدس کا مسافر ہوا۔ من اشعارہ الہندی

دن بدن کیون زرد رو اور ناتوان ہوتی ہے یہہ		کچھ دوا کر باغبان اس نرگس بیمار کی
لٹ پٹا جاتی ہے اُسکی صف مین ہر مژگان	وله	شوخ جب آتا ہے سر پر سج کے پیچ لٹ پٹا
ظاہر مین عشق و حسن مین اتنا ہی فرق ہے	وله	تمنے جفا دیا جو گئے ہم نے دعا دیا
نہین آرام ہم بن ہمسری کے دل شکستون کو	وله	کبھو تو یاد کرنا شوخ اپنے خوار و خستون کو
کنارہ کر کہ غضب ہے نگاہ گرم غضب	وله	دلبر ہے ان دونون مین دل آزار بیطرح
دلکو خوش آتی ہین یہہ دلبر کی ادا مین بھولیان	وله	غیر کو دشنام سے کرتا ہے ہمپر یہ لیان
غنچہ و گل خون مین آغشتہ ہوئی گلشن مین صبح	وله	فندقین ہین کسکی انگشتون سے جب ہم جولیان
داغ دل کو دیکھ یہہ بلبل کی نہ عرضین نہ بیان	وله	شوخ لالہ کس سے سنکے ہو بہو فریادیان

کوئی اگر پر درد تیرے پاس آزاری کرے — تجھسے غمخواری نہوسے بن ور آزاری کیجے

مہر۔ مہر علی اورنگ آبادی

مہر تخلص۔ مہر علی نام آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ شاعر رنگین خیال و خوش فکر و شیرین مقال تہا صغر سنی مین شعر گوئی کا مرض لاحق ہوا تہا۔ روز بروز بڑہتا گیا۔ آپ شعر و سخن کے فریفتہ تہے۔ مرزا محمدی بیگ مرزا تخلص سے اصلاح لیتا تہا۔ لچھمی نراین کا دوست و عنایت فرما تہا سنہ ۱۱۷۸ ہجری مین فوت ہوا۔ من شعرائے الہندی

خسرو مین عشق کی بیداد ہے — جان شیرین جو و یا فرہاد ہے
قید سے کیا کم ہے پابند چمن — سرو کو کیونکر کہو آزاد ہے
حشر تک ہرگز نہوئین گے کبہو — ظلم تیرا ہمکو ظالم یاد ہے

ولہ

خاک ہونا کیمیائی عشق کی تدبیر ہے — پارہ بیتابی دل مارنا اکسیر ہے
آبرو پائی شجاعت نے عطائے فقر سے — موج نقش بوریائے جوہر شمشیر ہے
جون صبا یکدم خراشی کر کہ تجہبین باغمین — ہے گریبان چاک گل غنچہ نپٹ دلگیر ہے

ولہ

دیکہہ چشم مہر سے اے باغبان وقت خزان — عندلیبان پہر کہان اور یہ بہار اپہر کہان

ولہ

سوز دل سے آہ کی بہڑکے اٹہا دون تو سہی — خرقہ پشمینہ زاہد کا جلادون تو سہی
ریش قاضی قمر بینا ہے جیون بال ہما — ریش زاہد تخت طاوسی بنادون تو سہی
ترش روئی سے ہوئی زاہد کو کہانسی آخرش — اس بہانے اسکو مین دارو پلادون تو سہی

ولہ

پڑہ نماز بار بار ہر وقت رندون کو نچہیڑ — تجکو اے زاہد پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ
میکدہ کی راہ اے زاہد نجا جائے خضاب — رند داڑہی تیرے ویونہین لائے ہی لتہیڑ

یہ دل دیوانہ آہون کے تڑپتے جب جگر سے
قید مین جو کوئی سو مین آزاد اور آزاد قید
ہوئے زمین کا شق جگر اور آسمان لرزہ پڑے
قمریان پرواز مین اور سرو کیچڑ مین گرے

مرزا ۔ مرزا محمدی بیگ

مرزا تخلص ۔ مرزا محمدی بیگ نام ۔ اورنگ آباد اصلی وطن ہے منصبدارون مین ملازم تھے فن شعرگوئی مین سحر پرداز تہا اور سخن گوئی مین یکتا و بے انباز تہا سلیم الطبع و فہیم المزاج تہا سخن رنگین کی شیرازہ بندی کرتا تہا ۔ تازہ بیانی و پاکیزہ معانی سے دلون کو تسخیر کر لیتا تہا ۔ کلام ہندی مین صاحب دیوان ہے فارسی مین کہتے تھے مگر بہت ہی کم ہمکو آپکا فارسی کلام نہین ملا ۔ آخر سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین فوت ہوا ۔ من ۲ اشعار ۲ الہندی

سیہ چشم اسنے قاصد سخن کے ہات بر دیدیجو
مرزا کو آج حاجت قاصد نہین رہی
یہی مضمون ہے اسکا کہ انجہو آنسو بہنگو دیجو
پیغام پہنچتا ہے نگاہ رسا کے ہات

مقدس ۔ محمد جان خلد آبادی

مقدس تخلص ۔ محمد جان نام ۔ روضۂ مقدس خلد آباد کے رہنے والے ۔ شاہ برہان الدین غریب کے مجاورین مین سے تھے مستعد طالب العلم تھے فارغ التحصیل نہین تھے مگر ذی استعداد صاحب سواد تھے شعر ہندی و فارسی مین مشق کرتے تھے ۔ میر عبدالقادر مہربان قاضی دولت آباد کے شاگرد تھے ۔ ذکی الطبع و ذہین تہا شعر خوب کہتا تہا ہم عمرون مین بڑہا ہوا تہا سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین زندہ تہا سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے اندر ہی فوت ہوا ۔ سنجیدہ مزاج و خوش طبع تہا ۔ من ۲ اشعار ۲ الہندی

دلسین عزلت مین مئی حدت کو پیدا کیجیے	خم مین رکہہ بیٹہ مانند انگور صہبا کیجیے
تجہ قدم کی خاک ہو دلمین یہی ہے آرزو	دیدہ عالم مین سرمے کی طرح جا کیجیے

مضطر - شیخ احمد اورنگ آبادی

مضطر تخلص - شیخ احمد نام - اورنگ آبادی المولد ہے - کتب درسیہ علوم متداولہ کی تحصیل و مستعد تہا ۔ پیشہ تجارت مین مشغول تہا روزی کی کشایش سعی کرتا تہا ۔ زر بازو و محنت سے پیدا کرتا تہا - آپکی گذر اوقات تجارت پر تہی - شعرگوئی کا شوق تہا اکثر اوقات مشق سخن مین صرف کرتا تہا - خوش کلام و شیرین سخن تہا - آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہوتا تہا - آپکا انتقال سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین ہوا ۔ مو۲ اشعار ۱۲ الہند

عبث ہمکو سخن وعدہ قیامت کا بتاتا ہے	اسی دنیا مین کوئی کسیکے کام آتا ہے
جو عرض حال کرتا ہون جواب تلخ ہے تب تب	نہین یارو کہین سے بات کا کچہہ پتا پاتا ہے

محرم - محمد ماہ اورنگ آبادی

محرم تخلص - محمد ماہ نام - آپ نواب شجاعت خان بہادر صوبہ دار برار کے فرزند ہین اور نوابصاحب حضرت شاہ نظام الدین بلگرامی کے نواسہ تہے - شاہ صاحب مشاہیر مشائخ دکن سے ہین - نوابصاحب حضور آصفجاہ کے زمانہ مین پنجہزاری منصب صوبہ داری برار سے ممتاز تہے - مدت تک برار مین بہادری شجاعت سے کام کرتے رہے آخر کو غنیم کے جنگ مین صوبہ نارکور سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین شہید ہوئے - محرم کے بڑے بہائی باپکے خطاب سے سرفراز ہوئے حضوری خدمات کا انجام کرتے رہے - محرم منصبدار تہے - جوان صالح خوش سلیقہ

فہیم و ذہین تہا۔ فراست و متانت سے موصوف تہا۔ تہوڑی مدت مین شعرگوئی مین رتبۂ کمال کو پہنچا۔ کم گو تہا جو کچہہ کہتا تہا خوب کہتا تہا فارسی شعر کی نسبت ہندی شعر مین مشق کم کرتا تہا۔ اکثر فارسی شعر کہتا تہا ۱۱۶۶ھ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہٖ الہندی

نزاکت بسکہ رکہتا ہے وہ دلدار جہان آرا — صفائی آئینہ ہے یار اسکے عکس عالی کا
بجا ہیگا کہ کوئی فرش راہ گلرخان ہووے — سلے جیون خار اسکو ہر گل نازک نہالی کا
شاخ کی مینا کو کس شوخی سے لاتی ہے بہار — ولہ — گل پہ شبنم نہین ہے اسکو ملاتی ہے بہا
بہار آوے تو بلبل کو قفس مین قید مت کرنا — تو ایسا ظلم اس بیکس پہ صیاد مت کیجو

مراد۔ میر منور برہانپوری

مراد تخلص۔ محمد منور نام آپکی ولادت برہانپور مین ہوئی۔ آپکے والد یا جد محمد فخرالدین نصیر آباد خاندیس کے قاضی تہے۔ آپنے تعلیم و تربیت کے بعد شعرگوئی شروع کی موزون الطبع و خوش فکر تہے۔ کبہی کبہی کلام موزون کرتے تہے۔ تقدیر ایزدی سے آپکے والد یا جد کا انتقال ہوگیا آپ پراگندہ حال و پریشان ہوئے نواب نجف علی خان بہادر کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ نوابصاحب اسوقت برہانپور مین تہے آپکے والد سے شناسا تہے۔ مراد کے حال پہ مہربانی کی اور اپنی رفاقت مین رکہا۔ مراد آپکی بدولت بامراد ہوا۔ آخر سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی۔ من اشعارہٖ الہندی

اپنا دامن اشک پر خون سے تو افشان کیجیے — بیٹھیے صحرا مین اور سیر گلستان کیجیے
خوب نہین دیوانگی مین شہرت کا بود و باش — مصلحت یون ہے کہ اب مسکن بیابان کیجیے

کیجیے پیدا اگر رتبہ نسیم صبح کا
بے تکلف سیر باغ کوے جاناں کیجیے

آخرش ملک عدم کو یہاں سے جانا ہے ضرور
بیٹھے بیٹھے کیا چلنے کا ساماں کیجیے

مہندی - میر مرتضی اورنگ آبادی

مہندی تخلص - میر مرتضی نام - سید صحیح النسب ہے - اورنگ آبادی المولد ہے حیدر آباد میں نشو و نما پایا - ابتدائے جوانی میں بقدر ضرورت فارسی عربی میں استعداد پیدا کر لی - اور شعر گوئی بھی شروع کی - مضامین تازہ کو خوب تلاش کرتا تھا نقاش فکر کی سعی و کوشش سے نوادر صورتیں پیدا کرتا تھا - سرکار بندگانعالی کے منصبداروں میں تھا - لچھمی نراین لکھتے ہیں کہ مجھکو میر دولت کی زبانی معلوم ہوا کہ میر مہندی ۱۱۷۳ ہجری میں مرہٹہ کی لڑائی میں فوت ہوا راقم نے اسکی وفات کی تاریخ لکھی - (مہندی شہید شد) کہ اب یہہ چند اشعار جو مولف کے حاصل ہوے گزارش کرتا ہوں انتہی کلامہ من ۲ الشعار الہندی

جب تیرے حسن کی گلشن میں ہوا دی کی
گل نے اپنا تنک چاک گریباں نہیں سیا

ولہ
خار داغوں سے جلی ہے لالہ ایسا آگ میں
میں ہزار آتش کے پتھر ساں یہہ سیا

ولہ
تجھ تنگیلے کے لب سے خواہش ہے ج دل
رات دن جلتا ہی رہتا ہے بغل میں جیسے دیا

ولہ
نان داغ دل ہمارا آب آنکھوں کا سرشک
عشق کی دولت سے ہم نے خوب کچھ کھایا پیا

ولہ
بوجھتے ہیں پشم کر فرش تجمل خاکسار
نقش پا الیں سے نہیں کمتر ہے موج بوریا

ولہ
چار دن پیچھے اسے جن ہمیں قیامت آگئی
مہندی حیرت ہے تنہا خضر اتنک کیوں جیا

ولہ
ہے کسی کا تاب دیدہ ہوا
یوں جو آئینہ آب دیدہ ہوا

ولہ
گرم جوشی ستی خورشید لقا گھر سے نکل
ہو گئی صبح دم سرد کے بھرتے بھرتے

کرے ہے آج چشم عندلیبان روشن آئینہ | وله | ہوا ہے اسکے عکس سے رشک گلشن آئینہ
کدہر جاویگا وہ تیر نگہ سینے سنی اُس کے | | پہر آیا ہے گرچہ جوہرون سے جوشن آئینہ
ان گلرخون سے یارو ہم نباہ کیون نبہائین | وله | بانکی بہوان چڑہا کر ترچہی کرین نگاہین

مستعد - آقا صابہا

مستعد تخلص - آقا صابہا نام - آپکا اصلی وطن ری تہا - آپ وطن مالوفہ سے عالمگیری زمانہ مین ہند مین آئے - نواب میر غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ کی خدمت مین بار یاب ہوئے - نواب مہمان نواز وغریب پرور تہے - آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی - آپ مدت تک نواب کی خدمت مین رہے - نواب کے انتقال کے بعد بندگانعالی آصفجاہ کی خدمت مین رہے - آپکی زندگی کا مدار نوابصاحب کی عنایت و مرحمت پر تہا - پریشانی سے گذرتی تہی جسوقت بندگانعالی آصفجاہ دلّی روانہ ہوئے - اُسوقت آپ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید سے روشناس ہوئے - شہید آپکے حال پر بڑی مہربانی کرتے تہے - نواب شہید کی توجہ وعنایت سے مستعد خان کے خطاب سے ممتاز ہوئے - آپ خوش اخلاق تہے پاکیزہ رو و پسندیدہ خو تہے - عضد الدولہ بہادر کے فرزند سید جمال خان بہادر سے ربط خاص رکہتے تہے بدیہہ گوئی مین مشہور تہے - باجی راو کی لڑائی مین سر سواری نواب شہید کے سامنے یہہ بیت پڑہی ~

بہر مدد نمودن تو مرتضی علی | شمشیر خویش را دبستید جمال خان

نواب شہید نے یہہ بیت سنی اور فرمایا آپکو سرداران بالادست کی تعریف کرنا لازم ہے ورنہ آپسے ناخوش ہون گے - آپنے نواب شہید کی ترغیب سے ایک مبسوط قصیدہ لکہا

نواب شہید کی خدمت مین پیش کیا مقبول ہوا - آپ خوش سیرت پاکیزہ صورت جوانمرد صاحب ہمت تھے - خوگرفتہ بزرگان صحبت یافتہ صاحب کمالان تھے - فن شعرگوئی مین درست کلام کی شیرازہ بندی مین چست تھے - شعر و سخن کے شیفتہ لطائف و ظرایف کے فریفتہ تھے - علم و فضل مین مستعد تھے - آخر آپکو سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین عارضہ جنون لاحق ہوا - دو تین مہینہ اسی مرض مین مبتلا رہے معالجہ بہت کچھ ہوا مگر مفید نہین ہوا - اسی مرض مین اس عالم سے رخصت ہوے - ہمکو آپکے کلام سے صرف یہہ ایک غزل ملی - باقی نادر الوجود ہے - شاید تلف ہوگیا ہے - **من الشعر الفارسی**

اسیرم ہجرم زندگانی را تماشا کن
نمردم از فراقت سخت جانی را تماشا کن

بگلشن بے رخت گر سایۂ گل بر سرم افتد
زپا چون سایہ افتم ناتوانی را تماشا کن

بیادت عالمی دارد دلم در کنج تنہائی
ز درد غافل در آغوش نہانی را تماشا کن

ز رنگ اشک گلگونی رخ زردم ز ہجرانی گل
بہار زندگی بنگر جوانی را تماشا کن

گذاری کن بمن اے ابر نیسان گر ہم انگہ
ز ہجرین دو چشم درفشانی را تماشا کن

بیا یکدم ببزم مستعد اے غنچۂ خندان
رخ زرد و سرشک ارغوانی را تماشا کن

مبارک - مبارک خان نیازی

مبارک تخلص - مبارک خان نام - آپ مبارک خان نیازی کے صاحبزادے ہین آپ عالمگیری زمانہ مین تربیت خان کے مصاحب و مقرب تھے بدزبانی و سخت مزاجی کیوجہ سے ایک مغل کا شقی کے ہاتھ سے زخم تلوار آبدار زخمی ہوے تھے - زخم کاری نہ تھا صحیح و سلامت رہے - آخر عالمگیر کے فوت ہونیکے بعد سخت پریشانی و حیرانی مین مبتلا ہوے - آخر بہادر گانتا

نظام الملک آصفجاہ نے قدردانی و جوہر شناسی سے منصب مقرر کر دیا۔ عمر دراز کو پہنچکر عالم بقا کو پہنچے۔ آپکے صاحبزادے میان مبارک ہی سرکار آصفجاہی کے منصبدار و جاگیردار تھے۔ آپکی جاگیر ضلع آشٹی متعلقہ برار مین تھے۔ اور آشٹی مین نیازی کے عمدہ عمدہ مکانات و منازل تھے۔ اب کھنڈر و نشان تک بھی باقی نہین ہے اور نہ اُن کی اولاد مین کوئی باقی ہے۔ ماثر الامرا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مبارک خان اول ہی کے زمانہ مین اس خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔ مگر تحفۃ الشعرا مین میر افضل ثابت نے مبارک خان ثانی کا حال لکھا۔ اور ثانی کو شعرا کے زمرہ مین بیان کیا ہے۔ شاعر خوش فکر و خوش خیال تھے۔ کبھی غزل و رباعی موزون کرتے تھے۔ طبع متین و مزاج رنگین تھے۔ آپکی وفات تقریباً سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین واقع ہوئی آشٹی مین مدفون ہوئے۔ **من اشعارہ**

بلبل آسا زدہ ام نالہ و فریاد بسے	ہمچو گل بر تن جامہ و ربدن با قیست
شب تار فراقت زدہ ام پہلوئے	لیک آن صبح وصال تو و میدن با قیست
گرچہ کردیم تہی سیکدہا از سر شوق	می ازان نرگس چشم چشیدن با قیست

موزون - رائے مدن سنگھ

موزون تخلص۔ رائے مدن سنگھ نام۔ آپ قوم کایتہ سے ہین۔ آپکے بزرگون کا اصلی وطن قصبۂ چکولی متعلقہ اٹاوہ صوبۂ اکبرآباد تھا آپکے اجداد مین سے وطن سے بر داشتہ خاطر ہو کر دلی مین آئے۔ اور دلی مین سکونت اختیار کی۔ راجہ جگت سنگھ مدن سنگھ کے والد نواب غازالدینخان بہادر فیروز جنگ کی سرکار مین تھے۔ اولاً دار الانشا مین میرمنشی تھے۔ پھر نواب صاحب کی مرحمت سے سہ ہزار منصب و راجگی کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ اور نواب ممدوح کے دیوان ہوے

اور رائے مدن سنگہ نواب آصفجاہ کی سرکار مین مستوفی الملکی کی خدمت پر مامور تہا۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین دو ہزاری منصب و علم و نقارہ و خطاب راجگی سے سرفراز و ممتاز ہوا۔ قلعہ مصطفی نگر متعلقہ حیدرآباد دکن کی حراست آپکے متعلق ہوئی۔ آپ مدۃ العمر قلعہ کی حراست مین مشغول رہے یہانتک کہ فوج انگریزی نے قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا اور اُسپر حملہ کیا راجہ انگریزی فوج یعنی فرانسیسی فوج کے مقابلہ مین ہمت و جوانمردی سے ثابت قدم و مستعد رہا آخر کئی زخم بندوقون کے اُٹھائے قلعہ سے باہر نکلے اُنہین زخمون کے صدمہ سے پچاس برس کی عمر مین ۱۱۹۹ھ ہجری مین اس جہان ناپائدار سے دار القرار کا سفر اختیار کیا۔ ذی استعداد و صاحب سواد تہا سخن سنجی و تاریخ گوئی مین یگانہ ظرافت و لطافت مین مشہور زمانہ تہا۔ انشا پردازی مین بے نظیر و سخن دانی مین روشن ضمیر تہا جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی کا صحبت یافتہ و دست گرفتہ تہا۔ نواب ناصر جنگ شہید کے دربار مین معزز و مکرم تہا آپنے ایک قصیدہ نواب شہید کی مدح مین لکہا تہا ہم وہ قصیدہ ذیل مین گزارش کرتے مین۔ آپ صاحب دیوان تہے افسوس مولف فقیر کو آپکا دیوان نہین ملا ان اشعار منتخبہ ملے مین وہ بہی ہدیہ ناظرین کیے جاتے ہین

من اشعارہ الفارسی

کرد گلشن جلوہ رنگین بہار آئینہ را — می سپارد عرض قدم بوس از بہار آئینہ را

روش قد تو دیدند کہ وا رفتند ز سرو — داریم انگشت ندامت بلب خود جوہا

شب کہ یاد ابروئے در دل من راہ داشت — چشم گریان زخیالش یوسفی در چاہ داشت

بجا کنند غمزدگان شکوہ فلک — ببین بدن چہ فتنہاست کہ در چشم یار ہست

لب دگر درین محفل تبسم آشنا گردد — دل از ربا بود نگل مستی ز رخی آب از گہر گیرد

از اخگر و سینہ پہ تپیدن خریدہ ایم — از آب بتار و آب چکیدن خریدہ ایم

حسن او بی نقاب می بینم — رویش آفتاب می بینم
بسکه من شیفتهٔ چشم سیاهی شده ام — سرمه گون پرتو مهتاب شود در باصرهم
سخت حیرانم چسان برمن گوارا کرده — حال عاشق را چو زلف خود پریشان داشتن
ز سر کوی تو رفت آئینه ترسان ترسان — چید گل از چمن حسن تو دامان دامان
میکند صید خود این کج کلهان را آسان — آفریده ست خدا آئینه دام عجبی

قصیده

قلم بموج بگانه خسرو نموده رنگین قصیده سر — که حسن هر حرف اوست روشن ز آب خود همچو شمع گوهر
نوید نصرت ز حرف هاتف رسید وقت سحر بگوشم — که رخم رنگین چو گل نماید نثار سلطان فیض گستر
برای تحریر متن وصف جهان خداوند مهر سیما — گرفته ام ز ریاض نسرین ورق چو صبح سعادت انور
ز زلف سنبل کشیده مسطر قلم گرفتم چو شاخ نرگس — ز مشک اذفر مداد کردم ز لعل تحریر آب کوثر
و سپهر گردون اگر به بیند عروج فکر فلک خرامم — بذوق خواهد قصیده من بگیرد از فتنه ها ز عقد اختر
زهی جوان بخت بادشاهی که هست تعلیم و ایض یزدان — جهان ستان و ظفر نصیب فلک شکوه زمانه داور
بعدل گستری نقد روان پرورند تعلیم بجود حاتم — بتخت سرور بعزم برتر بتقصیر قیصر بدل سکندر
برای نظم امور گیتی بود موافق بفکر و دانش — هر آنچه آرد قضا بامضا هر آنچه دارد قدر مقدر
زرش چو قارون سخا چو حاتم چو اسکندر بهمت — لبش چو عیسی یدش چو موسی خوش چو یوسف داش چو حیدر
چرا نبالد جهان بدورش که حرف عدالت او — چرا نبازد جهان بعهدش که جرم بخشش بنده پرور
چرا نباشد غنی و مسکین به لذت عیش محفل آرا — که در عهد او سپهر حسنت فزا بهر عیش چو دور ساغر
کجا سلیمان کجا سکندر کجا ارسطو کجا فلاطون — که پیر گردون بپیش رایش بود سبق خوان چو طفل اصغر
ز ذات والا صفات ناصر بود جهان را بهار خوبی — بهر اقبال و فتح و دولت چو خضر سازد خدا ایمن

مسرت۔ شیخ وزیر علی دہلوی

مسرت تخلص۔ شیخ وزیر علی نام شہر فار دتی سے تہا مستعد طالب العلم تہا شعر گوئی مین لائق وفائق تہا۔ حکیم عزت اللہ خان عشق دہلوی کا شاگرد ۱۲۲۹ھ ہجری مین شہر حیدر آباد دکن مین آیا۔ مہاراجہ چندو لال بہادر کے دربار مین باریاب ہوا۔ بہادر موصوف نے آپکا دو روپیہ یومیہ مقرر کر دیا آپ شعرا کے زمرہ مین شریک ہوئے۔ چند سال عیش و عشرت کے ساتہہ زندگی بسر کئے آخر ۱۲۵۷ھ ہجری مین فوت ہوئے خوش مزاج و خوش کلام تہے شگفتہ جبین و خندان رو تہے۔ محبت و دوستی کے لائق تہے صاحب مروت و ہمت تہے آپکا کلام لطیف و صاف ہوتا ہے۔ من اشعارہ

اگرچہ روتے روتے کہو ئیں آنکہین	نرکہا دیدۂ خونبار پر ہا تہہ

ہمون۔ مرزا علی رضا دہلوی

ہمون تخلص۔ مرزا علی رضا نام مشہدی الاصل ہے۔ آپکے والد مشہد مقدس سے ہند مین وارد ہوئے۔ شہر دلی مین سکونت اختیار کی آپکی ولادت دلی مین ہوئی۔ نشو و نما کے بعد سن شعور کے وقت کتب درسیہ علما و فضلا سے تحصیل کین سخن گوئی و سخن سنجی کا شوق ہوا۔ میر ممنون دہلوی کے شاگرد ہوئے۔ جو کچہہ کہتے تہے میر کی خدمت مین پیش کرتے تہے۔ میر کی اصلاح کی بدولت چند روز مین شاعر بنگئے۔ خوب کہنے لگے کلام مین پختگی و شستگی آگئی۔ مضامین تازہ تازہ و خیالات پاکیزہ پاکیزہ ایجاد کرنے لگے معاصرین پر بڑہ گئے پہر آپ ۱۲۳۰ھ ہجری مین دلی سے شہر حیدر آباد دکن مین آئے

راجہ چندولال بہادر مہاراجہ کے شعرا مین ملازم ہوئے سو روپئے ماہوار مقرر ہوئے خوش خرم رہے۔ خوش خلق و نیک سیرت تہے۔ اہل کن کے ساتہہ مثل شیر و شکر تہے یہان کے تمام امرا آپکی عزت و آبرو کرتے تہے آخر آپ تقریباً ۱۲۵۲ہجری مین فوت ہوئے۔ من ۲ اشعارہ

پہر آرزو ئے دلکو حسرت نے خون کیا ہے جز ایک نگاہ خشم کبہی اُسکی خو نہین	گردن پہ پاس کے ہے خون اپنی آرزو کا قسمت تو دیکہہ یہہ بہی کبہو ہے کبہو نہین

مشتاق۔ حافظ محمد تاج الدین دہلوی

مشتاق تخلص۔ محمد تاج الدین نام۔ آپکا اصلی وطن میرٹہہ ہند ہے۔ آپکی ولادت میرٹہہ مین ہوئی۔ نشو و نما بہی وہین کی سرزمین مین ہوا۔ آپ عالم شباب مین وطن لوفہ سے دلی مین وارد ہوئے۔ وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ حاصل کی بقدر ضرورت استعداد و لیاقت پیدا کرکے شعر و شاعری شروع کی طبیعت تیز و چالاک تہی۔ صفائی طبیعت و روشنی فکر سے کلام موزون کرنے لگے۔ کلام شستہ و سنجیدہ ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ درجہ استادی کو پہنچے۔ آپ دلی سے لکہنو گئے۔ وہان مشاعرے مین داخل ہونے لگے۔ شعرا لکہنو کو طبیعت کے جوہر دکہانے لگے۔ سب شعرا آپکے کلام کو وقعت کی نگاہ سے دیکہتے تہے۔ کہتے ہین کہ آپکو ناسخ سے تلمذ تہا۔ ناسخ آپکی شاگردی پر فخر کرتا تہا۔ آپ مدت تک لکہنو مین رہے۔ پہر وہان سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ ماہ لقا بائی عرف چندا جی کی خانقاہ مین فروکش ہوئے چند روز کے بعد حیدر آباد مین آپکی شہرت ہوئی حیدرآباد کے شعرا آپسے ملے بہت خوش ہوئے۔ رفتہ رفتہ آپکا تذکرہ

راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر کے دربار مین ہوا اُسیوقت پالکی بہیجکر آپکو بلوایا۔ آپ دربار مین رونق افروز ہوئے۔ مہاراجہ نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی اُسیوقت خلعت عطا کرکے دوسو روپیہ ماہوار منصب مقرر کردیا۔ آپ نہایت ہی خوش خرم ہوئے۔ عیش و عشرت کے ساتہہ زندگی بسر کرتے رہے۔ شہر مین اکثر امرا و شرفا آپکے شاگرد ہوئے۔ جناب مولوی شمس الدین فیض جو دکن کے ملک الشعرا و جگت استاد تہے وہ بہی آپکے شاگرد تہے آپکی عمر قریب سو برس کی تہی۔ آخر اسی شہر مین ـــــــ ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔ آپ میانہ قد۔ گندم رنگ۔ ریش مختصر چہرہ کشادہ کو چشم تہے۔ **من اشعارہ الهندی**

جسکو چتون تیری بیکل نظر آتی ہو گی	بے اجل اُسنے کئی بیر کیے کہانی ہو گی
کوہکن و پرویز کو قصہ اپنا سنائی دو	ہے یہہ ہی فسانہ شیرین ایک پری دیوانے دو

محسن۔ ملا محسن ہمدانی

محسن تخلص۔ ملا محسن نام۔ ہمدانی الاصل ہے۔ ملا نظیری کا فرزند ہے۔ علم و فضل مین ہوشیار و لائق تہا۔ اور شعر گوئی مین بہی فائق تہا۔ کلام لطیف و پاکیزہ شیرین و بامزہ ہے خوش صورت و نیک سیرت تہا۔ صاحب مروت و الفت تہا۔ یاران ہم مشرب سے نہایت خندہ روئی و شگفتہ پیشانی کے ساتہہ ملتا تہا۔ ہمدان سے ہند مین وارد ہوا۔ اولا احمد آباد گجرات مین پہنچا۔ تقی اوحدی اپنے تذکرہ مین لکہتا ہے کہ مین نے محسن کو احمد آباد مین دیکہا چند روز قیام کرکے حیدر آباد دکن شاہان قطب شاہیہ کی خدمت مین پہنچا۔ سلاطین قطب شاہیہ محسن کے ہم وطن تہے۔ اُسوقت سلطان محمد قلی قطب شاہ تخت نشین تہا۔ بادشاہ نے مہمان کی بڑی خاطرداری و مدارا کی۔ اور بہت کچہہ سلوک فرمایا۔ مدت تک محسن دکن مین

خوش خرم رہا آخر بوقت موعود سنہ ہجری میں فوت ہوا۔ ص ۲ اشعار ۲ الفارسی

غرور حسن نگذارد کہ یاد دوستان آری		الٰہی پیری بخشد کسوفی آفتاب را

میرک ۔ میرک معین سبزواری

میرک تخلص ۔ میرک معین نام ۔ آپکا اصلی وطن سبزوار ہے ۔ وطن کی آب وہوا میں آپکا نشو و نما ہوا ۔ سن شعور کے بعد آپنے علماء سبزوار سے کتب درسیہ علوم و فنون تحصیل کیں ۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ استعداد و لیاقت کے لباس سے پیراستہ ہوئے عالی فطرت و نیک طینت تھے ۔ طبیعت میں فراست و متانت تھی شعرگوئی میں مشہور و معروف تھے ۔ آپکا کلام تازہ تازہ مضامین سے گلزار معلوم ہوتا ہے اور شگفتہ معانی سے سبزہ زار نظر آتا ہے آپ اکبری زمانہ میں زمین ہند میں وارد ہوئے ۔ خدمت میں سلاطین قطب شاہیہ کے حیدرآباد دکن میں پہنچے اسوقت محمد ابراہیم قطب شاہ تخت نشین تھا ۔ بادشاہ کی خدمت میں ملازمت حاصل کی ۔ بادشاہ موصوف علما و شعرا سے زیادہ محبت رکھتا تھا آپ کی بڑی عزت و آبرو کی منصب عمدہ مقرر کردیا آپ عمدہ طرح سے زندگی بسر کرنے لگے مدت تک خوش حال و فارغ البال رہے آخر سنہ ہجری میں بعارضہ بخار گولکنڈہ حیدرآباد میں فوت ہوئے ۔ ص ۲۰ اشعار ۲ الفارسی

خضر گاہے خود نمائیہا بجز دم می کند		یافت سرکش وحشتی خود را چرا گم میکند
در ظلمت فراق چنان گم شدم کہ وصل	ولہ	تا شمع روئے دوست نیابد نشان من
با کسے یکدم آشنا نشدیم	ولہ	کہ چو مژگان زہم جدا نشدیم
جز رفیقی نبود تنہائی		با عسس با خود آشنا نشدیم

محسن - ملا محسن لاری

محسن تخلص - ملا محسن نام - لار کا رہنے والا تہا - صاحب علم و فضل تہا - انشا پردازی و عبارت نویسی میں بے نظیر تہا - منشی و شاعر ناظم و ناثر تہا - شعر خوب کہتا تہا - اُسکا کلام رنگین و نمکین ہوتا تہا ہر ایک شعر شستہ اور ہر ایک مصرع برجستہ ہوتا تہا - کلام کے دیکھنے سے مزہ و لطف آتا ہے وطن سے احمدنگر دکن میں آیا - ملا نجفی کے توسل سے نظام شاہ بحری کے نبیرہ کے دربار میں بار پایا در منصب مناسب پر ممتاز ہوا مدت تک خوشی و خرمی سے بسر کرتا تہا آخر ۹۷۲ھ ہجری میں فوت ہوا - احمدنگر میں مدفون ہوا

من اشعاره الفارسی

برہنہ پائی منہ بر زمین کہ از ہر سو	بہ رہگذار تو دلہا چو اخگر افتادست

مائل - ڈاکٹر احمد حسین مدراسی

مائل تخلص - احمد حسین نام - آپ مولداً مدراسی مسکناً حیدرآبادی ہیں - فن ڈاکٹری میں سند یافتہ ہیں - بہونگیر علاقہ سرکار عالی کے شفاخانہ میں ڈاکٹری خدمت پر مامور ہیں خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے ہیں - امیر و فقیر کے حال پر برابر توجہ فرماتے ہیں - خلائق آپکی ممنون و مشکور ہے آپکی تشخیص نہایت درست ہے اکثر لوگ آپکے معالجہ میں شفا پاتے ہیں بہت ہوئے کہ آپکے ہاتھ میں شفا خداداد ہے - آپ فارسی میں [illegible]

[illegible]

آپ خوش گفتار و نیک کردار ہین۔ آشنا پرور و دوست نواز ہین آپکی عمر فی الحال قیاساً چالیس برس کی ہوگی۔ ادام اللہ بقاہ۔ من اشعارہ الھندی

تھام کر دل وہ بھی رو دین ایکبار اتنا تو ہو | میرے نالون مین اثر پروردگار اتنا تو ہو

لامکان پر جبہت بنے اونچا غبار اتنا تو ہو | خاک ہوتی ہے عروج خاکسار اتنا تو ہو

ہنس پڑے وہ دیکھکر پروردگار اتنا تو ہو | آنکھہ سے ٹپکی محبت لبین پیار اتنا تو ہو

نالہ آتش فشان کبتک یہہ ٹھنڈی گرمیان | جل بجھے کون و مکان تو شعلہ بار اتنا تو ہو

اے خدا مجھکو بنادے اب تصور غیر کا | اُن کے دل مین جا کے آؤن اختیار اتنا تو ہو

معنی لا تقنطوا سمجھادو آکر خواب مین | ہو تسکین دل امیدوار اتنا تو ہو

وہ اُدہر مجبور ہے اور مین اِدہر مجبور ہون | لطف اے اہل قسم بوس و کنار اتنا تو ہو

معلی۔ محمد مظفر الدین حیدر آبادی

معلی تخلص۔ محمد مظفر الدین نام آپکے بزرگون کا اصلی وطن راجورہ ضلع میدک علاقہ حیدر آباد ہے آپکے جد بزرگوار دہلی سے حیدر آباد مین آئے۔ اور اسی شہر مین کسی محکمہ مین ملازم ہوگئے۔ ملازمت کی وجہ سے یہین سکونت اختیار کرلی۔ معلی کی ولادت خاص حیدر آباد مین ہوئی۔ عالم شباب مین فارسی و عربی مین بقدر ضرورت لیاقت و استعداد پیدا کرکے کسی سررشتہ مین نوکر ہوگئے۔ فی الحال آپکی عمر قریب ساٹھہ برس کی ہے سخن سنجی مین صاحب مذاق ہین فارسی و اردو دونون زبانون مین کہتے ہین۔ کلام درست و صاف ہے۔ اب آپ استادی کے مرتبہ پر ہین اکثر طلبہ اس فن کے آپکے شاگرد ہین۔ ہمکو یہہ نہین معلوم ہوا کہ آپکو تلمذ کس بزرگ سے حاصل ہے۔ من اشعارہ الھندی

دل سے دہیان اُس شوخ کا جاتا نہیں | غیر کا ہرگز خیال آتا نہیں
ہر طرف اُس شوخ یکتا کے سوا | دوسرا کوئی نظر آتا نہیں
ہے جہنم گنہگاری کا خوف | ورنہ مین مرنے سے گھبراتا نہیں
اسقدر محو جمال یار ہون | مجھکو اپنا بھی خیال آتا نہیں

وله

چال کچھ غیر نے چلکر ہے بچھائی شطرنج | آج بدلا ہوا آتا ہے نظر یار کا رخ

موزون۔ خواجم قلیخان

موزون تخلص۔ خواجم قلیخان نام۔ ذوالفقار الدولہ قائم جنگ خطاب۔ آپکے
والد ندربی ترکمان شرفاء توران سے تھے۔ سبحان قلی خان والی بخارا کے ملازم تھے۔
سنہ مین عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین والی مذکور کے طرف سے بتقریب سفارت آئے۔ اور
بادشاہی عنایت و نوازش سے سرفراز ہوئے۔ مراجعت کے بعد اپنے بڑے بیٹے بولباش خان
کو نوکری کے لئے ہندوستان مین بھیجا۔ اور آپ بخارا مین حاسدین کی عداوت سے مقتول
ہوا۔ قتل کے بعد آپکا دوسرا لڑکا بیگلر بیگی خان مع تمام لواحق و توابع اپنے بڑے بھائی
کے پاس آیا۔ خواجم قلی خان مذکور اسوقت ایکسالہ عمر رکھتا تھا۔ بچہ شیرخوارہ تھا۔ بگلربیگی خان
سادات بارہ کی توجہ سے مانڈو کی قلعداری و فوجداری پر رحمت خان کی جگہ پر مقرر ہوا
خواجم قلیخان بھی بھائی کے ہمراہ تھا۔ چندسال کے بعد آپکا بھائی عارضہ جنون سے فوت
ہوا۔ نہایت پریشان و غمگین ہوا۔ تمام خاندان کی پرورش کا بوجھ سر آیا۔ عالم شباب مین تھا
سنہ ۱۱۳۶ ہجری مین نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر خدمت خلعت وزارت کے تقرر ہونیکے
بعد حضور سے اجازت لیکر دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ آپنے راستے مین خواجم قلیخان کو

ہمراہ لیا۔ مبارز خان صوبہ حیدرآباد کے معرکہ کے بعد برہانپور مین جاگیر عطا کرکے حسن سلوک سے ممتاز فرمایا۔ پھر کہون ضلع خاندیس کی فوجداری کی خدمت پر مقرر فرمایا۔ خواجہ کچھ وقت اسی خدمت پر زندگی بسر کرتا رہا۔ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین صوبہ برار ہوا۔ چند مہینے بھی نہین گذرنے کہ معزول ہوگیا۔ بعد ازان کبھی نگلانہ کی فوجداری کبھی برہانپور کی صوبہ داری پر دورہ کرتا رہا۔ آخر نواب صلابت جنگ بہادر کے زمانہ مین بڑی عزت و عظمت پائی امراء نامی مین ناموری حاصل کی۔ ذو الفقار الدولہ قائم جنگ کا خطاب پایا۔ ہم عصرون مین معزز و مکرم ہوا۔ جب خاندیس کا ملک مرہٹون کے قبضہ مین گیا۔ اسوقت آپ صوبہ داری سے علیحدہ ہوگئے۔ حیدرآباد دکن مین نواب صلابت جنگ کی خدمت مین پریشان حال و خستہ بال آئے نواب صاحب نے بڑی خاطر و مدارات کی اور پرگنہ جاگانون ضلع آکولہ برار جاگیر مین عطا فرمایا آپ جاگیر کی سند لیکر قصبہ مذکور مین پہنچے چند روز عیش و عشرت مین گذارے آخر سنہ [illegible] ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ آصفجاہ مرحوم آپکے حال پر نہایت عنایت و مہربانی فرماتے تھے۔ سلام کے وقت صحبت سے سپر رہا تھا کہتے تھے۔ قاقشالی تحفۃ الشعراء مین لکھتا ہے کہ خواجم قلیخان موزون تخلص جوان صالح خوش خلقی و خوش وضع عالی دماغ نازک مزاج تھا۔ شعر گوئی مین بھی لیاقت و سلیقہ رکھتا تھا۔ ہندی و فارسی دونون زبانون مین شعر و ریختہ کہتا تھا۔ آپکے اشعار صاف صاف ہوتے ہین۔

من اشعارہ الفارسی

الٰہی برفروز از برق وحدت شمع جانم را
برنگ شعلہ گرم سیر شوقت کن روانم را

بسان لالہ کن داغ دلم را رونق گلشن
ز آب رحمت خود سبز گردان بوستانم را

تنم چون موی نازک شد ز ضعف خود پرستیہا
توانا کن بعشق خویش جسم ناتوانم را

بتن از شوق خود چون شمع سرگرم تجلی گشته — ز سوز سینه روشن شد [illegible] ما را
زبس شمع [illegible] ز جوی [illegible] گلچین نگاهم — تماشا از ذوق گلشن برگ گل برگ [illegible] ما را
دلم [illegible] قطره [illegible] — گهر افشان ز جوش [illegible] ما را
ز پیدا [illegible] خود می یابد [illegible] — چو [illegible] ساز کن [illegible] ما را

ولہ

[illegible] غنچه [illegible] — چو شمع از آتش دل [illegible] اینجا
[illegible] گل خندان [illegible] غنچه دل [illegible] — که خیر چاک گریبان [illegible] اینجا
[illegible] — چه پیدا می [illegible] اینجا
بیاد قامت شمعی که از خود رفته ام [illegible] — بچشم [illegible] اینجا
ز سوز شمع [illegible] نکهت [illegible] خشک [illegible] — اگر گویم سخن [illegible] اینجا
ز یک رنگان عشقم [illegible] — میان مسجد و میخانه [illegible] اینجا
برای [illegible] نشین [illegible] — چو شمع از کف [illegible] اینجا

ولہ

زبس دارد صفا از جوش حسن گرم امشب — بجای اشک ریزد گوهر از چشم ترم امشب
بیاد چشم مخمورش زبس از خویشتن رفتم — چو نرگس مست حیرت گشت بر کف ساغرم امشب
خیال شمع رخسارش که دارد گرم پروازم — که چون پروانه ریزد آتش از بال و پرم امشب
بسان شمع سرگرمست بهر سوختن آهم — نمیدانم هوای کیست یارب بر سرم امشب
نمیدانم بسینه آتش روی که شد داغم — که موج لاله دارد دامن خاکسترم امشب
زبس یاد بنا گوشش بهم آغوش خیالم شد — توان چیدن گل نسرین سحر از بسترم امشب
بسان ذره دارد جلوه هر موج نگاه من — زبس تابید از خورشید رویش اخترم امشب
زبس دل شد خموش از ناله کردن پیش لعل او — برنگ غنچه می ماند قبای اخگرم امشب

ندارم بر رخ آرائے نگہ موزون	طپیدن می برد دل را برنگ دیگر [illegible]

ملا عبد القیوم

ملا تخلص۔ عبد القیوم نام۔ تاریخ مشائخ برہانپور سے معلوم ہوا کہ آپکے بزرگان سلف شادی آباد عرف مانڈو میں محمود شاہ خلجی بادشاہ مانڈو کے دربار میں معزز و مکرم تھے ہوشنگ شاہ خلجی معاصر احمد شاہ بہمنی کے زمانہ تک آپکے بزرگان سلف کا سلسلہ مانڈو میں جاری رہا۔ ہوشنگ کے بعد آپکے اجداد اعلیٰ میں ایک بزرگ شیخ سلطان نصیر خان فاروقی کے عہد میں بلدہ برہانپور میں آئے۔ اور وہاں سکونت اختیار کی عالم فاضل تھے۔ طلبہ کے درس تدریس میں مصروف رہتے تھے۔ گوشۂ عزلت میں گوشہ نشین تھے۔ ملک قناعت میں حکمرانی کرتے تھے۔ قانع و صابر تھے۔ باشندگان برہانپور کیا امیر کیا فقیر حضرت شیخ کی تعظیم و تکریم کو اپنا فخر سمجھتے تھے۔ اور آپکی خدمت کو غنیمت جانتے تھے۔ آپ بروز جمعہ جامع مسجد میں وعظ فرماتے تھے۔ فصیح اللسان و بلیغ البیان تھے۔ تفسیر قرآن و تشریح احادیث کو ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے بیان فرماتے تھے کہ شیخ کے نصائح و پند حاضرین کے دلوں پر موثر ہوتی تھیں۔ اور بزرگ شیخ کے کلام میں وہ اثر تھا کہ سامعین وعد و وعید کے بیان سے کبھی روتے تھے۔ اور کبھی ہنستے تھے۔ آپ مدۃ العمر برہانپور میں رہے آخر وہیں فوت ہوئے۔ شیخ کے اولاد میں شیخ عارف مولداً برہانپوری تھے۔ یہہ بزرگ بھی بزرگان سلف کے قائم مقام تھے۔ علم و فضل کی صفت سے موصوف و بزرگی اور شیخت میں معروف

[illegible] بھی قادری تھے اچھا کلام

مدراس مین وارد ہوے کے سکونت اختیار کی حفظ قرآن مجید و تلاوت کلام حمید مین اوقات شریف بسر کرتے رہے۔ اہل مدراس آپکے ساتھہ حسن ارادت رکھتے تھے۔ آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے انتہی کلامہ۔ اور گلزار اعظم کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ والا جاہ کی سرکار مین بار رکھتے تھے انتہی کلامہ۔ آپکے صاحبزادے عارف الدین خان رونق تخلص کی ولادت مدراس مین واقع ہوی۔ چنانچہ آپکا حال صاد مین لکہا گیا ہے۔ رونق کے فرزند مولوی محمد مہدی واصف دا مین آپکا حال بہی ردیف واو مین مذکور ہے۔ واصف کے لخت جگر مولوی عبد الباسط عشق تخلص ہین آپکا ذکر خیر بہی ردیف عین مین لکہا گیا ہے۔ ملا عبد القیوم صاحب ترجمہ حضرت عشق کے فرزند دلبند ہین حضرت عشق نواب ناصر الدولہ بہادر کے آخر عہد مین مدراس سے مع عیال و اطفال حیدر آباد دکن مین آئے منصب مناسب پر متقرر ہوے کسی محکمہ مین چند مدت ملازم رہے آخر وظیفہ و منصب مناسب پا کے خانہ نشین ہوے۔ آپ حکیم حاذق و طبیب فائق تھے طب یونانی کے ساتھہ ڈاکٹری مین بہی مہارت کامل رکھتے تھے۔ شبانہ روز آپ بنی آدم کے علاج مین بسر کرتے تھے۔ آپکا مشرب صلح کل تہا۔ ہندو و مسلمان سے حسن سلوک برابر فرماتے تھے خوش اخلاق و پسندیدہ سیر تھے۔ فن شاعری مین استاد مانے جاتے تھے۔ مدراس و حیدر آباد دکن مین آپ مشہور و معروف تھے۔ مریضون کا معالجہ نہایت توجہ و ہمدردی کے ساتھہ فرماتے تھے۔ مدراسی و حیدر آبادی آپکے دست شفا سے صحت و شفا پاتے تھے آخر آپنے شہر حیدر آباد مین رحلت کی۔ ملا صاحب ترجمہ مدراسی المولد و المنشا ہین باپ کے ہمراہ مدراس سے حیدر آباد مین وارد ہوے۔ ابتدا مین والد ماجد کی خدمت مین تربیت و تعلیم پائی اور کتب متداولہ عربی و فارسی علمائے ہند و دکن سے ختم کین۔ علم و فضل کے لباس سے آراستہ اور فنون متفرقہ کے پیرایہ سے پیراستہ ہوے۔ تحصیل تمام ہونے کے بعد

آپ ہندوستان روانہ ہوئے مولانا معین الدین کڑوہی سے تحصیل کی تکمیل کی۔ اور
آپ موزون الطبع تھے۔ شعر و شاعری سے نہایت ہی دلچسپی رکھتے تھے۔ جناب مولانا سید علی رضا صاحب
شوستری شاد الملک طوبی کی خدمت میں مدت دراز تک مشق کلام کرتے رہے۔ آپ کا
کلام شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ آپکے اور اہل زبان کے کلام میں ما بہ الامتیاز نہیں ہوتا ہے
جو کچھ موزون فرماتے ہیں مرغوب ہوتا ہے۔ آپ خوش اخلاق و پسندیدہ سیر تھے مہمان نواز
وغریب پرور تھے امیر و فقیر آپکی نظر میں مساوی معلوم ہوتے تھے۔ ہر ایک شخص کے ساتھ حسن سلوک
فرماتے تھے۔ مہمان دوست تھے واردین و صادرین کی نہایت ہی خاطرداری و مدارا کرتے
تھے۔ آپکا دولتخانہ مسافرخانہ تھا۔ اور آپکا دسترخوان گویا خوان یغما تھا۔ صبح و شام
آپکے دسترخوان پر دس بیس اشخاص شریک طعام ہوتے تھے۔ آپنے تا مرگ مہمانداری
وغربا پروری کی رسم قائم رکھی۔ آپ ہمدردئی قوم میں بے نظیر تھے۔ درم سے قلم سے
زبان سے جسقدر ممکن ہوتا تھا دریغ نہیں فرماتے تھے۔ ہر ایک کے معین و مددگار رہتے تھے
اور ہر ایک کے لئے سعی و کوشش میں کوتاہی نہیں جائز رکھتے تھے۔ باشندگان حیدرآباد
آپکی سفارش و سعی کی قدر کرتے تھے اور آپکو قوم کا سچا خیرخواہ جانتے تھے۔ اور آپ
شبانہ روز قوم کی خدمت و سرپرستی میں کمربستہ رہتے تھے۔ غربا کی ہمدردی و غمخواری
قدرۃً آپکا خمیر تھی۔ کبھی آپ غربا کی ہمدردی سے کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ آپنے حجاز ریلوے
کی تعمیر کے لئے چندہ فراہم کرنے میں جسقدر محنت و جانکاہی کی ہے اظہر من الشمس ہے
ہزار ہا روپیہ جمع کرکے سلطان روم کی خدمت میں بھیجا۔ سلطان کے جانب سے تمغۂ مجیدیہ
اعزاز آیا۔ آپ چندہ فراہم کرنے کے لئے دکن سے ہند گئے ہند سے سندہ سندہ سے گجرات
وغیرہ ممالک میں سفر کیا۔ تا مرگ چندہ جمع کرنے میں مصروف رہے۔ افسوس کہ ملا صاحب کے بعد

کوئی بزرگ اس خدمت کے لئے قائم نہین ہوا مجلس جنیدہ حجاز ریلوی برخاست ہو گئی۔ آپ ابتداءً محکمہ گزیٹیر مین ملازم ہوئے۔ دو تین سال تک محکمہ مین رہے۔ جب محکمہ برخاست ہوا تب آپ ڈپٹی کمشنر انعام ہوئے۔ پھر اس محکمہ سے تعلقداری پر مستقل ہوئے چند مدت کے بعد ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ آپ تعلقداری سے علیحدہ کئے گئے اور آپکو سرکار عالی سے چار سو روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ آپ چند سال وظیفہ یاب رہے۔ قناعت و صبر کے ساتھ وظیفہ کی آمدنی پر گذر اوقات کرتے رہے۔ آخر ماہ رمضان ۲۳ سنہ ۱۳۲۳ ہجری مین فوت ہوئے حسب وصیت آپکی نعش مبارک کو تغسیل و تکفین کر کے گلبرگہ مین حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز کے روضہ مین دفن کئے۔ آپکے باقیات الصالحات مولوی عبد النعیم و مولوی عبد الباسط وغیرہ یادگار باقی ہین بمصداق الولد سر لابیہ ہر ایک علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہے۔ خداتعالی انکو خوش خرم رکھے اور دنیوی ترقیات سے کامیاب کرے اب مین آپکے کلام سے متفرق چند اشعار غزلیات اور ایک قصیدہ جو آپنے اعلیحضرت خلد منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ ششم مرحوم کی تہنیت سالگرہ مین موزون کیا تھا ذیل مین گزارش کرتا ہون۔ **من اشعاره الفارسی**

بیاد زلف و رخ آن نگار گریہ و خندہ
مریض عشق بلبل و بہار گریہ و خندہ

چنان بعشق تو رسوا شدم کہ دشمن ہم دوست
مرا بہ بیند و بے اختیار گریہ و خندہ

نشان گریہ خوبیست خندہ عاشق را
ببین صراحی مے آشکار گریہ و خندہ

چو شمع آنکہ درین بزم یک شبے گذراند
عبث بزندگی مستعار گریہ و خندہ

دہان خندہ بگو ہمچو یا کہ دیدہ خونبار
جراحت نظر دل شگار گریہ و خندہ

در حریم وصل او دامان اگر پیچیده ام | ولہ | دامن حشر است پنداری که بر پیچیده ام
گو سیه روزم ولی چون شام سے خورشید رو | آفتاب داغ عشقت در جگر پیچیده ام
جعد او پیچون سیه ماری که باشد شعله دم | می نماید چون بران موباف زر پیچیده ام
بر ورش طلا شکل حلقه بیرون در | سر بسر تا پا و پا تا بسر پیچیده ام

آنکه را زست دگر دو با ز تقدیرست و بس | ولہ | وانکه با زست نه بیند چشم تصویرست من
از سر جان بگذرم خود را رسانم تا به دوست | گر ازین تدبیر نا بد کار تقدیرست و من
ذره ذره محو دیدار رخ پر نور او | نی همین خورشید و مه حیران تنویرست و بس

افتادگی مقابل خصم زبون مدان | ولہ | چون شیر در کمین و بهم سینه بر زمین
گیران رقیب کرده جدایم ازو چه پاک | شیطان و آرمنده پی کینه بر زمین
طلا حکایت دل و جان داونشت بیاد | ماند بیادگاری دیرینه بر زمین

رباعیات

جواب رباعی عمر خیام که گفته (مادر بحلال به که دختر بحلال)

غافل ز شعار شرع اسلام | جاهل ز شرایع و نصوص احکام
مادر چو بکار برده ای خیام | دختر البته بر تو گردیده حرام

از آتش فرقت تو ای سیمین تن | ولہ | سر تا قدم شده ست رشک گلشن
یعنی که چو طاوس بباغ حسرت | صد دیده انتظار وا گشته ز تن

مینا آسا ز سربلندان باشی | ولہ | چون باده بکام مستمندان باشی
ای گلبن امید بباغ جاوید | چون گل بفشانی زر خندان باشی

قصیده غرا بجواب طوبی بتقریب سالگره بندگان عالی طاب ثراه

شود چو زلف گرهگیر تو بحال گره — مسلسل است ز خال تو در خیال گره
بروی خال چو از موی میزنی گرهی — فتد بسلسلهٔ موی ام ز خال گره
خیال خال گره میزند بهر دل صاف — چنانکه بلبله بسته است بر زلال گره
چو دام زلف بچینی بگرد دانهٔ خال — کبوتر دل ما را زنی به بال گره
تو شحنهٔ تو عسسی دزد خال را به همین — که بر زنی همه بر گردن رجال گره
گره بزلف دهی تا که تاب نگشاید — چنانکه بسته شود بر سر عقال گره
بکار و بار دل خلق تا گره زده — فتد بتار تو از صنع لایزال گره
دو چشم تو دو غزالند و زلف تو دو رسن — ازین جهان آبندی بران غزال گره
ازانکه آهوی چشمت چرد نه سبزهٔ خط — نهاده همه از خوف انتقال گره
گره فتد بدلم زان دو زلف پرچینت — چنان بر آب زند جنبش شمال گره
رخ تو گنج صفت زلف پرشکن برجست — چو اژدری که همی بر زند بمال گره
چو آفتاب جمال تو سر نهد بافول — زنی بزلف گرهگیر بر جمال گره
بهر گره که ببندی گشوده عقدهٔ دل — بلی به بست و گشاد و دل است دال گره
ز بستن تو گشاید دری به خسته دلان — جبینت گر بسته بر هنگونه محال گره
ز مشکسائی هر عقده‌ات گر این زلف — بجوی خشک زند نافهٔ غزال گره
بسان سلک دُرِ آری بهم بود بنظم — چگونه بسته این زلف از اعتدال گره
ولی بهر گرهٔ زلف تو بدان مانند — که غنچه بر سر شاخ و بر نهال گره
ز بسکه بر سر مویت گره زنی بگره — همارو روز و شبت هست اشتغال گره
گره زده بگره از برای آنکه دلی — نریزد از گره وزد باحتمال گره

ازانکه وعده فراموش میکنی زلفت
همیشه میزند همه بر وعدهٔ وصال گره

ازانکه دور و تسلسل محال میدانند
عقول فلسفیان زن باعقال گره

میان تو دو جهان و میان تو یک موی
چه معجز است بیک موی بر جبال گره

کمند زلف و خدنگ نظر بدل بندد
چنانکه در دل اعدای شه بنال گره

چو رشته گره سال شد بسی ای سرو
زنی بکاکل خود هم علی الطوال گره

چو عمر شاه درازی دهی گره ای زلف
نگر که میشود امروز جشن سالگره

چه جشن جشن شهی کز کمال محبوبی
ملک ز بوسه زند بر سر لغال گره

بدین خیال که شاید رسد تبسم شاه
ز لعل سنگ به بندد چو غنچه آل گره

برشته چو گره میفتد شود کوتاه
مگر چو صفر عدد بر فزوده سال گره

باتصال بیفتد گره برشتهٔ سال
ابر شماره هر ریزهٔ رمال گره

بقلب تست چو آدم لآلی بسیار
ببد سگال تو افتد در انفصال گره

شها بابرو تو کان ذو قوس داوی است
مباد هیچ گه از غصه و ملال گره

برشتهٔ امل دشمنت کند مثال
همی فتد بتو الی و اتصال گره

چو رشتهٔ املش خواستی شود کوته
سر عدوی تو گردیده بر نضال گره

زانکه سفته سنان تو بند بند عدو
پدید گشته ز سر تا بپای نال گره

حباب لجهٔ هیجا مفارق اعدا
سمند تست نهنگش بیال و یال گره

ز سهم رمح تو دشمن بکمر گسسته شود
چه سود گر بکمر بسته بر جدال گره

مگر کمند تو بسته است دست و پای عدو
دیا که بسته باطراف و خیال گره

اگر عدو سے گره بر همی برد گرسے
ز لانه لعل نیفتد بلا زوال گره

هلال ناکه رکاب تو گردد از سر شوق
بزیر آید و گردد بدید بر دوال گره

هلال آید و گردد نعال شبرنگت
چو میخ خورده ثوابت بران نعال گره

ز رشک خنجر شه چونکه ناتوان بین است
ز بعد بر زده خود را بدل هلال گره

ز بسکه شاد بود با گشاده پیشانی
نزد ز چین بجبین یا بپرده لال گره

گشوده و شگفته غنچه از خلقت
بهیچ شئ نه پسندی بهیچ حال گره

گره نماند بجای بغیر قلب عدو
از آنکه هست همه دال بر ملال گره

بسعی باطل او بین که بر جبین عدو
ز قطره‌های عرق بسته انفعال گره

نسیم حلم تو زلف بتان پریشان کرد
از آنکه بسته بدلها باشتغال گره

بتصدایش نپسندی گره از آن ابنا
که عاقلان نپسندند بر خیال گره

ز بسکه هست نوال تو رفته در عالم
بار سنجال زر دست بر رجال گره

رجال را همه پشت جوال می بندند
چنان جهیج هم بهار سنجال گره

همین نطاق زر و طوق گوهرش بخشی
بدور ز پوزنه بسته هست بر بغال گره

بصره‌های زر و سیم چون گره بزند
گشاده ز سرشان نواز نوال گره

که نوال تو علاج همچو بازرگان
نموده پر زنه گوهر بسته بر جوال گره

ز هشت هشت بها هر که میدهی ویرند
قبا و برد همین سائل سوال گره

چنان یراق دهی با عراقیان براق
ز زنگهای زرین بسته بر جلال گره

منظم بدیح تو در رکن شاها
همیشه داد مکرر با متثال گره

چو نیست هیچ کسی تا که قدر من داند
زدم بدامن عزلت باعتزال گره

رسد بخاک نشینان ز رشحه‌ات فیض
ز قطره‌های سحاب است بر طلال گره

شکسته حالی من از زبان حال شنو / نه از مقال که گردد بلب سوال گره

چنان رهم ز گرهہاے کار خود بتو عرض / فتد چو در گره هم بے مثال مال گره

مرا ز چشم وفا نیز این اشاره رسد / که در وجود و عدم هر دو شان مآل گره

شها منم که بسے عقده هاے لا ینحل / کشوده ام بمقالات انفصال گره

چو نیست مادح شه عجمی لال زبان / چرا بطرح بیفتد گه مقال گره

مرا که طبع روانست چون فرات نشد / جبال قافیه ها یم بقیل و قال گره

نهم چو نیل بکهسار نفط روے سخن / روان کنم و نیابد دران مجال گره

ز تیز زبانی من بین درین چکامه نغز / همه بسلک سخن گشته چون لآل گره

سخن گره بزبان سخنوران کردم / چنانکه گشته سخن بر زبان لال گره

سخنوران زمانه گره بسے زده اند / نیافته ست بدینگونه انحلال گره

مرا بعرض هنرها کشایشے دگرست / اگرچه طبع ملولم شد از ملال گره

اگرچه بسته و بکشاده ام گره صدبار / ولے نه بسته یکے هم با بتذال گره

صبا بگو بغزال غزل سرا از من / که نافه تو نه بسته بدین کمال گره

گره نه بسته ام و بسته ام گهر ز انصاف / همین بعرض رسانده ام از زبان حال گره

من اشعاره الهندی

کیا نمایاں چشم شوخ تیغ زن آہن میں ہے / ہے تماشا دیدنی دیکھو ہرن آہن میں ہے

بہہ دہاں قفل ہے یا قفل دہان یار ہے / کہیئے آہن میں دہن ہے یا دہن آہن میں ہے

ہے بہہ رستے خون کے کیا آپکی تلوار پر / یا کہ آب تیغ سے پھولا چمن آہن میں ہے

آب تیغ ناز کی چادر سے سِلتا ہے کفن / تیرے کشتوں کے لیئے قاتل کفن آہن میں ہے

جھنجھناہٹ ہے تری شمشیر جوہردار کی
بازبان تیغ کافر کا بھجن آہن میں ہے

زندہ جاوید ہے کشتہ تری شمشیر کا
دیکھیے آب بقا کیا سوجھن آہن میں ہے

سلسلہ ٹوٹا نہ ملا آپکی تقریر کا
گو زمین ایسی کڑی ہے کہ سخن آہن میں ہے

ولہ

چھت آسمان کی توڑکے چھپر بنائیں گے
سامان ملے کہان سے جو ہم گھر بنائیں گے

یہہ دل ہمارا خانہ کعبہ نہیں کہ آپ
توڑیں گے بار بار مکرر بنائیں گے

تار نظر سے ہم ورق گل پہ عندلیب
ان گلرخون کیواسطے مسطر بنائیں گے

تصویر ہم نے کھینچی ہے اسواسطے تری
عاشق تجھی کو تجھپہ ستمگر بنائیں گے

رباعی

ہے جیسے وہ دورا ورہے ویسا رقیب
یہہ اپنے ہیں تقدیر وہ اسکے ہیں نصیب

کہتے ہیں قیامت ہے تجھے عالم میں تمام
حیران ہون کہ پھر کیون نہیں تو مجھسے قریب

غزل

گرچہ پامال ہیں پر تجھکو دعا دیتے ہیں
ترے پازیب کے گھنگرو یہہ صدا دیتے ہیں

نہ سہیں ہم تو بھلا کون سہے انکا ظلم
ہم وفا کرتے ہیں وہ داد جفا دیتے ہیں

سچ بتا دعوی مسیحائی کا پھبتا ہے کسے
تری بیداد کو ہم مرکے جلا دیتے ہیں

لاکھہ لاکھہ اپنا اگر خون جگر کھائے حنا
سر دھرون کو وہ اپنا کف پا دیتے ہیں

کسطرح کھا گئے ان سینتون سے دھوکا
نقد دل آپکو لایہہ بھلا دیتے ہیں

محمود۔ حافظ غلام محمود

محمود تخلص۔ غلام محمود نام۔ ابوالمعین کنیت۔ آپکی ولادت باسعادت بانگر عرف ادھوئی میں واقع ہوئی۔ اور آپکا نشو ونما وہان کی آب وہوا میں ہوا۔ آپ عالم شباب میں تقریبًا پندرہ سولہ برس کی عمر میں علم قرأت و تجوید میں عالم باعمل تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ آپکا حافظہ

آپکا حافظہ ایسا قوی تھا کہ کبھی تلاوت قرآن مین سہو خطا نہین فرماتے تھے۔ جب تراویح مین قرآن سناتے تھے آپکی اقتدا مین سولہ سترہ حفاظ ہوتے تھے۔ تراویح کی نماز مین کسی حافظ سے لقمہ لینے کی نوبت نہین آتی تھی۔ صاف صاف مثل دریائے روان کے پڑھتے جاتے تھے۔ نہایت ہی خوش الحان تھے۔ سامعین کو سننے سے لطف و مزہ آتا تھا۔ عین عالم شباب مین آپکے دل مین یہہ شوق پیدا ہوا کہ اپنی قوت بازو سے معاش پیدا کرنا چاہئے۔ بنا علیہ وطن مالوفہ سے برآمد ہو کے حیدرآباد دکن مین آئے۔ دو سال تک شہر مین بسر کرکے وطن مالوفہ مراجعت کی۔ اور جسقدر مال کسوبہ ہمراہ لیگئے تھے والدین کی خدمت مین بطور نذرانہ پیش کردئے۔ والدین کے فرمانے سے شادی کر لی۔ جو کچھہ والدین نے شادی مین خرچ کیا تھا۔ آپنے تمام صرفہ شادی جیب خاص سے ادا فرمایا۔ شادی کے صرفہ سے والدین کو زیربار نہین کیا اور آپ تا بزندگی جو کچھہ پیدا کرتے تھے اپنے ذاتی اخراجات کے لئے رکھکے باقی تمام والدین کی خدمت مین گذرانتے تھے۔ والدین کی زندگی تک وطن مین سکونت پذیر رہے۔ والدین کے فوت ہونے کے بعد دوبارہ حیدرآباد مین آئے محلہ براق پنچی مین فروکش ہوئے۔ آپکو علم تصوف سے زیادہ دلچسپی تھی اور اہل اللہ سے حسن ارادت تھی مولوی حافظ شجاع الدین صاحب مولوی صدر الدین صاحب و حضرت مولانا شاہ سعد اللہ وغیرہم کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے۔ اور مولوی حافظ شجاع الدین صاحب کے مرید و خلیفہ ہوئے اور سلسلۂ قادریہ وغیرہ سلاسل کی اجازت پائی۔ اور حسن اتفاق سے باصرار احباب ماہ رمضان مین نواب صمصام الدولہ جلوخانہ کی مسجد مین نماز تراویح مین ایک شب مین قرآن ختم کیا۔ نہایت خوش الحانی سے سنایا سامعین نے توجہ سے سنا۔ نوابصاحب آپکے حالات سے واقف ہوئے فوراً آپ کو حضور مین

بلایا۔ آپ ایک قصیدہ مدح مین موزون کر کے دربار مین حاضر ہوئے۔ نواب نے تیس روپیہ
ماہوار و طعام خاصہ مقرر فرمایا۔ اور صاحبزادون کی تعلیم آپکے تفویض کی۔ حافظ صاحب
ترجمہ مدت تک نواب ممدوح کی خدمت مین رہے۔ نواب سراج الملک کی دیوانی مین
فریزر صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد کو مثنوی مولوی معنوی کے پڑہنے کا شوق ہوا۔ دیوان صاحب
کی خدمت مین لکھا کہ کوئی لائق منشی بھیجئے۔ دیوان صاحب نے میر مہدی حسین منشی کو تجویز کیا۔
منشی موصوف نے عرض کیا کہ حافظ محمود صاحب ترجمہ اس خدمت کے لئے لائق و فائق ہے
مثنوی کے رموز و اسرار کو خوبی کے ساتہہ بیان کرتا ہے۔ پس دیوان نے صمصام الدولہ بہادر
کے پاس رقعہ بہیجا۔ اور حافظ صاحب کو طلب کیا نواب صاحب نے حافظ صاحب کو بھیجدیا۔ دیوان صاحب
نے حافظ صاحب کو ماہوار پچاس روپیہ دار الانشا مین مقرر کیا۔ اور نواب مختار الملک
سالار جنگ و رزیڈنٹ صاحب کی تعلیم و تدریس کی بہی معین کیا۔ رفتہ رفتہ حافظ صاحب کی
تنخواہ پچاس سے سو روپیہ ہوئی۔ جب نواب مختار الملک نواب ناصر الدولہ غفران منزل کے
عہد مین خلعت دیوانی سے سرفراز ہوئے تب مدار المہام موصوف نے حافظ صاحب کی ایکسو پچاس
روپئے ماہوار کردی۔ اور آپسے متعدد خدمات کے کام لینے لگے۔ آپ ہر ایک خدمت کے
کام کو عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے چند روز کے بعد اور پچاس روپیہ اضافہ کر کے دو سو ماہوار
مقرر کئے۔ اور آپکو خدمت وکالت فیمابین دیوان و حضور نواب افضل الدولہ بہادر و خدمت
عرضی خانہ و خدمت تقسیم یومیہ داران و خدمت اہتمام اعراس و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان
والا جاہی وغیرہا سے سرفراز فرمایا جب مدار المہام نے دیکہا کہ آپ خدمات مفوضہ کا کام
نہایت دیانت و امانت کے ساتہہ ادا کرتے ہین اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے مین سرمو کوتاہی
نہین جائز رکہتے ہین اس حسن خدمات کے صلہ مین آپکو ایکسو پچاس روپئے اضافہ کر کے

تین سو روپیہ ماہوار سے معزز فرمایا۔ اور کمال بندہ نوازی سے آپکو منصبداروں کے زمرہ مین شریک کیا۔ حافظ صاحب تا بزندگی عیش و آرام کے ساتہہ زندگی بسر کرتے رہے اور منصبداروں کے زمرہ مین شریک ہونیکے بعد منجملہ خدمات مفوضہ سے خدمت اہتمام اعراس و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان والا جاہی من ابتدائے ۱۲۷۲ ہجری تا بزندگی حافظ صاحب ممدوح کے تفویض ہا حافظ صاحب ممدوح نے جب بارہ حرمین شریفین کا عزم جزم کیا۔ تب خدمات مذکورہ کا اہتمام اپنے فرزند مسمی محمد حسن علی کے نام منتقل فرمایا۔ حافظ صاحب نے کامل چالیس برس تک سرکاری خدمات کو عمدہ طرح سے انجام یا حسب مرضی آقائے ولی نعمت خدمات مفوضہ کا فرض ادا کیا کبہی مالک و آقا کے خلاف نہین کیا۔ آخر آپنے بمصداق کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام بتاریخ نہم ماہ جمادی الاول ۱۲۸۶ ہجری دنیائے ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون اور آپکا فرزند دلبند حافظ محمد حسین علی جو علم فارسی عربی و انگریزی مین لائق و فائق تہا ۱۳۰۵ ہجری مین فوت ہوگیا۔ حافظ محمود صاحب ترجمہ جامع العلوم والفنون تہے۔ فارسی و عربی مین ادیب کامل تہے۔ ناظم و ناثر تہے۔ شعر و شاعری سے رغبت رکہتے تہے۔ آقا جواد حاجب تخلص شیرازی سے مشق کلام فرماتے تہے آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے بہرا ہوا ہے۔ ہر ایک شعر و مصرع لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہے۔ کلام کی صفائی و طبیعت کی رسائی آپکے اشعار آبدار سے عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین لیکن آپکا کلام پراگندہ حالت مین گمنامی کے گوشہ مین پڑا ہوا تہا۔ فی زماننا آپکے ہمشیرہ زادے سیرۃً فرشتہ صورۃً انسان کامل جناب ابو القدر حاجی عبد القادر محی الدین قادری منصبدار سرکار عالی نے دیوان پراگندہ کے اشعار متفرقہ کا شیرازہ باندہ کے مطبع نظام دکن مین

مطبوع کرایا۔ اور احباب و اعزہ کی خدمت مین ہدیۃً تقسیم فرمایا۔ چنانچہ فقیر مولف ہذا کو بھی ایک نسخہ عطا کیا ہے۔ حافظ صاحب فارسی و ریختہ مین کلام موزون فرماتے تھے۔ ریختہ کا کلام نادر الوجود ہے صرف چند ہی غزلین دستیاب ہوئی ہین۔ بترتیب ردیف فارسی غزلیات مین شریک کئے ہین۔ اب مین آپکے نتائج طبع کو بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

مارا عشق بہ صبر ہست و آن نبود دل مارا ۔۔۔ خداوندا تو آسان کن درین رہ مشکل مارا
کجا مہر تو بیرون از وجود ما رود ہرگز ۔۔۔ کہ با عشق تو آمیزش بود آب و گل مارا

ولہ
میزند ابروے آن مہ تیغ پنہانی مرا ۔۔۔ میکشد ظاہر ز عقد چین پیشانی مرا

ولہ
بسکہ جو یاست دلم ناوک مژگان ترا ۔۔۔ جائے سازد بجگر نشتر پیکان ترا

ولہ
بیان سوز دل آمد چو بر زبان ما ۔۔۔ زبان چو شمع بسوزد گہ بیان ما

ولہ
اسیر زلف گرہ گیر کردہ اند مرا ۔۔۔ مقیم حلقۂ زنجیر کردہ اند مرا

ولہ
عزم مدینہ باز بود در دکن مرا ۔۔۔ ہر دم بشوق تست سفر در وطن مرا

ولہ
بود بگرد رخ یار طرۂ پرتاب ۔۔۔ چنانکہ گرد گل تازہ سنبل سیراب

ولہ
بیاد آن گل رخسار بسکہ می گریم ۔۔۔ بجائے اشک بریزد مرا ز دیدہ گلاب

ولہ
مرا بہ ہجر تو باشد مکان در آتش و آب ۔۔۔ کہ میکشد ز دل و دیدہ ام بہم آتش و آب
بفرق داغ جنون سیل اشک تا زانو ۔۔۔ ز سر بپائے مرا ہست بر بہم آتش و آب

ولہ
تا در دلم خیال لب نوش دلبرست ۔۔۔ مستغنی از تصور تسنیم و کوثرست
تا چشمۂ حیات لب جانفزائے او ۔۔۔ خضر خطش باین دل لب تشنہ ہمبرست

ولہ
کسے گدائی کوئے تو اختیار کند ۔۔۔ کہ ناز بر ہمہ شاہان تاجدار کند

دل را خیالِ زلف تو دیوانه میکند　وله　آئینه را رخ تو پریخانه میکند

در چمن آن گل نورسته اگر می آید　وله　غنچه در جیب خود اندا ختہ سر می آید

عشق احمد کا گلے جبکہ مین ڈالا تعویذ　وله　وحشت و حزن و جنون میں اثر پایا تعویذ

نہ ثلاثی و رباعی کی مجھے خواہش ہے　وله　رکھتا ہون نام محمد کا مین ستہر التعویذ

خط بر خسار تو دارد شوکت و شان دگر　وله　گشت ہر مورے بعہد تو سلیمان دگر

ہر خم زلفت بپائے دل بچ دہد سے دگر　وله　میشود دیوانہ حسنت خرد مندے دگر

چو حسن جلوہ کند بارخ جہان افروز　وله　بجلوہ آئینہ سازو ز عشق عالم سوز

بیروے تو گر بسوئے چمن بنگرم امروز　وله　در دیدہ زند ہر رگ گل نشترم امروز

درد تو مرا انیس جان بس　وله　دل را غم چون تو دلستان بس

مرا بود بدل و دیدہ و جگر آتش　وله　ز دست عشق تو از پائے تا بسر آتش

نور محمدی بہ قدم چون شد اختصاص　وله　عشقش گشت از پئے تجدید وجہ خاص

از ہوا ہائے چمن روئے تو ام باشد غرض　وله　از ہوا ہائے چمن بوئے تو ام باشد غرض

ہرگز نشد بگلشن و گلزار انبساط　وله　چون شد مرا بہ سید ابرار ارتباط

الست بندہ کو جب رب کہا خدا حافظ　وله　جواب قالو بلیٰ کا دیا خدا حافظ

تا دیدہ تاب طلعت رخسار یار شمع　وله　از تاب رشک سوختہ پروانہ وار شمع

تا کہ شد از نور مہرش در دلم روشن چراغ　وله　مردمان دیدہ ام دارند در روغن چراغ

اے کردہ ناوکت دل عشاق را ہدف　وله　پیوستہ غمزۂ تو ز ابرو کمان ہدف

سرور ایجاد و تکوین است عشق　وله　مظہر پیدایش دین است عشق

مرا کہ افعی زلفت بزہر کردہ ہلاک　وله　ز مہرۂ لب نوش تو بایدم تریاک

ساقیا گرو چمن ریختہ گل بر سر گل | وله | خوش بود موسم گل ساغر مل بر سر گل

ز ابلقئے کہ بزنجیر زلف او دارم | وله | ہزار طوق تو گوئی کہ در گلو دارم

کرد تا طفل سرشک من وطن در آستین | وله | موجۂ طوفان نماید ہر شکن در آستین

شاہی بود بدل گدایان کرم او | وله | عدل است بجا ہر چہ رود از ستم او

اے از فروغ نور رخت انور آئینہ | وله | باز زیب طلعت تو صفا پرور آئینہ

غنچہ دہان من بگو سرو روان کیستی | وله | سرو روان من بگو غنچہ دہان کیستی

غنچہ ز لعل تو خجل گل ز رخ تو منفعل | در چمن مراد دل سرو چمان کیستی

زلف کج تو دام دل لعل لبت کام دل | چون نشوی تو رام دل ای بت [illegible] جان کیستی

صورت رشتہ در نظر شکل تو ہست جلوہ گر | ایدل زار گو کہ در عکس میان کیستی

در شب تیرہ من ز غم نالہ و آہ میکنم | تو بر خم چہ صبحدم شمع مکان کیستی

نمودی رخ دل عشاق حیران ساختی رفتی | وله | نشاندی زلف خاطرہا پریشان ساختی رفتی

دل من چون تنور از سوز ہجران ساختی رفتی | روان از چشم نم سیلاب طوفان ساختی رفتی

ربودی صید دل عشاق از یک جنبش مژگان | ز گوہر کہربا جذب نمایان ساختی رفتی

ز مردم پردہ چشمان تو دل در طرفة العینے | بجا و شیر را صید غزالان ساختی رفتی

من اشعاره الهندی

خال پیدا رخ پہ تیرے سے بہت پرفن ہوا | کیا تماشا ہے کہ گلشن میں زاغ کا مسکن ہوا

جیسے عریانی کا خلعت مجھکو زیب تن ہوا | پھر نہ یار دوش تیرا کوئی پیراہن ہوا

جائے سبزہ نیچے جہاں نکل آتے ہیں وہاں | کشتۂ دست نگارین کا جہاں مدفن ہوا

دلمیں اپنے رات دن روئے بتاں کا ہے خیال | یہ چراغ دیر بیت اللہ میں روشن ہوا

ولہ

ہو جس کے دلکو حضرت خیر الورا سے ربط — کیونکر نہووے اسکو ورا الورا سے ربط

مقصد ہو جسکا حق کی رضا پر چلے مدام — رکھیلے وہ بس حبیب خدا کی رضا سے ربط

حشر و نشر کا ہول نہوگا مجھے کبھی — رکھتا ہون دل سے شافع روز جزا سے ربط

ولہ

کہا سکیگا کب ہما اس خستہ تن کے ہڈیان — آتش فرقت سے جلتے ہین بدن کے ہڈیان

ہون سگان کوچہ محبوب کے یارب نصیب — تا نہ طعمہ ہو ہما کا میرے تن کے ہڈیان

دام مین گر دم نکلجائے تو لے صیاد تو — تا چمن پہنچائیو مرغ چمن کے ہڈیان

ولہ

ہم دل و جان سے وفا کرتے ہین — کیا ہوا اگر وہ جفا کرتے ہین

سیر گلشن جو کیا کرتے ہین — گل سے بلبل کو جدا کرتے ہین

عارض و زلف پہ چھڑکتے ہین نمک — ہم سے مت پوچھ کہ کیا کرتے ہین

دن کو والشمس کا کرتے ہین حفظ — رات واللیل پڑھا کرتے ہین

ولہ

وہ قامت بالا ہے ترا یا کہ بلا ہے — اے سرو خرامان تو بتا مجکو کہ کیا ہے

دل کیون نہ کرے تیرے لب لعل کی تعریف — یہہ مخزن اسرار کو سو بار پڑھا ہے

کب ہے وہ ترا خال تہ ابروئے خمدار — محراب حرم مین یہہ سیہ مست پڑا ہے

دولت ہے ترے خاک نشینون کو میسر — یہ سایۂ دیوار ترا ظل ہما ہے

جون نقش قدم اے دل گمراہ جو کوئی — پامال خلایق ہے وہی راہ نما ہے

حرف نون

نظام ۔ عماد الملک غازی الدین خان بہادر

نظام تخلص ۔ میر شہاب الدین نام ۔ غازی الدین خان عماد الملک خطاب

آپ میر محمد پناہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ ثانی بن نواب آصفجاہ مرحوم کے فرزند و نواب عماد الدولہ وزیر الممالک قمر الدین خان کے نواسہ تھے۔ آپکے والد ماجد نواب ناصر جنگ شہید کے بعد دلی سے صوبہ داری دکن پر سرفراز ہوکر عین موسم بارش مین ہولکر مرہٹہ کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد دکن مین آئے۔ بتاریخ سوم ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین شہر مین داخل ہوئے امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کے لشکر مین تھے کہ یکایک ساتھوین تاریخ ذیحجہ سنہ مذکور بعارضہ قے و دست جان بحق ہوئے۔ نقشبندی خان مصاحب نے آپکی نعش مبارک کو دار الخلافہ دلی مین لیجا کر آپکے مدرسہ و باغ مین دفن کیا۔ عماد الملک صاحب ترجمہ کی ولادت باسعادت سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین شہر دلی مین واقع ہوئی نشو و نما بھی اسی شہر فیض اثر کی آب و ہوا مین ہوا۔ جب آپکے والد ماجد دکن مین آئے اسوقت آپکی عمر آٹھہ برس کی تھی۔ والد ماجد آپکو تعلیم و تربیت کی غرض سے ابو المنصور خان صفدر جنگ احمد شاہ بادشاہ کے وزیر کے تفویض کر کے آئے تھے۔ وزیر موصوف آپکو نہایت محبت و الفت سے فرزندون کی طرح رکھتا تھا۔ ایک روز آپنے مدار المہام سے عرض کی کہ مجکو بادشاہی دربار دکھلائیے مدار المہام نے فرمایا کہ اے فرزند آپ ابھی بسبب صغر سنی دربار دیکھنے کے لائق نہین ہو۔ انشاء اللہ تعالی مین آپکو موقع دیکھکر لیجاؤنگا۔ پھر آپنے کئی مرتبہ مدار المہام کی خدمت مین دربار کی درخواست کی ایکروز تو بہت اصرار کیا۔ اوس روز نواب صفدر جنگ وزیر کی بیوی نے بھی آپکی سفارش کی کہ بچہ مدت سے دربار کی آرزو کرتا ہے آج ہمراہ لیجاؤ بچہ کی دلداری کرو۔ صفدر جنگ راضی ہوئے۔ اور آپکو تاکید کی اگر بادشاہ آپ سے کوئی سوال کرے تو جواب مین سبقت نہین کرنا۔ مین سوچ سمجھکر بادشاہ کی طبیعت کے موافق جواب دونگا۔ آپنے قبول کیا۔ نواب صفدر جنگ اور آپ دربار مین پہنچے اسوقت

احمد شاہ بادشاہ حاضرین دربار سے پوچھ رہے تھے کہ یہہ تین لفظ ہندی جو مشہور ہیں
ان کے معانی پورے طور سے معلوم نہیں ہوتے ہیں عرض کرو ایک لفظ پوت دوسرا
سپوت۔ تیسرا کپوت ہے تمام امرا سوچ رہے تھے کہ ایسے معانی عرض کرنا چاہئے
کہ بادشاہ کے مرغوب ہوں۔ بادشاہ نے صفدر جنگ سے مسئلہ مذکور کے معانی کا سوال کیا
صفدر جنگ بھی فکر کرنے لگے۔ مگر آپکی طبیعت چستی و چالاکی میں موجزن تھی آپنے اسوقت
صفدر جنگ کی نصیحت کو بالائے طاق رکھا آگے بڑھ کے عرض کی اگر خانہ زاد کو حکم ہو تو
تینوں الفاظ کے معانی عرض کرے۔ بادشاہ آپکی تیزی فراست کو دیکھکر متعجب ہوا فرمایا
بیان کرو نواب صفدر جنگ بہادر نے ہرچند اشارہ سے ممانعت کی مگر آپ باز نہیں رہے
عرض کیا خداوند لفظ اول کہ پوت ہے اوسکا مفہوم و مصداق ذات ہمایوں ظل الٰہی ہے
آپ بادشاہ اور آپکے آبا و اجداد بھی بادشاہ تھے۔ اور لفظ ثانی اسکا مفہوم و مصداق عموی
بزرگوار بندہ یعنی نواب صفدر جنگ ہیں ان کے آبا و اجداد میں سے کوئی وزیر نہیں ہوا ہے
عم بزرگوار خود بیک یابو و چابک ہند میں وارد ہوئے تدبیر و تقدیر کے اتفاق سے شاہ ہند
کے وزیر ہوگئے۔ اور لفظ ثالث اسکا مفہوم و مصداق خانہ زاد ہے کہ غلام کے آبا و اجداد
وزارت کی کرسی پر معزز و ممتاز رہے۔ کمترین غلام باوجود لیاقت خدمت گذاری عم بزرگوار
کے ہاتھ میں گرفتار رہے اور کوئی امیر و اہل دربار میری کیفیت بادشاہ کے گوش گذار نہیں کرتا
بادشاہ و اہل دربار آپ کی تقریر سے حیران و متعجب ہوگئے۔ بادشاہ نے صفدر جنگ وغیرہ سے
فرمایا اب تک آپنے اس ہماری موروثی خانہ زاد کی تربیت و پرورش کی اب ہم کرینگے
یہہ کہکر بادشاہ آپکو محل مبارک میں لیگیا۔ آپ چند مدت تک بادشاہی ظل عاطفت میں رہے
پھر آپنے صفدر جنگ کو وزارت سے علیحدہ کرادیا اور اپنے ماموں انتظام الدولہ کو وزیر اولہ

آپ بدستور امیرالامرائی پر رہے۔ چنانچہ صفدر جنگ نے وزارت سے معزول ہونیکے
بعد ایک شعر کہا وہ شعر خاص و عام مین ضرب المثل تھا ؎

رفتہ رفتہ اشک چشم در گلو زنجیر شد — طفل دامنگیر ما آخر گریبان گیر شد

بعد مین تو آپنے عاقبت محمود خان کشمیری جو آپکا استاد اور آپکی سرکار کا مہتمم و مدارالمہام
تھا اُس کے ورغلانے سے تیموریہ خاندان مین بڑی درہمی خرابی پیدا کردی۔ ہولکر کو مقام
خواجہ پر بادشاہ اور وزیر اور امیر آتش کے فرار ہونے کی خبر معلوم ہوئی۔ بھیجا باعلی الصباح ہولکر
کی فوج نے بادشاہی لشکر و اثاث البیت سلطنت کو غارت کیا۔ اُس روز تیموریہ خاندان
کی بڑی ذلت ہوئی۔ اُسوقت سورجمل جاٹ کا محاصرہ ترک کرکے دارالخلافہ دہلی مین پہنچے
ہولکر ملہار کی اعانت سے انتظام الدولہ وزیر کو تغیر کراکے خود وزیر ہوا اور صمصام الدولہ کو
امیرالامرائی دلائی۔ وزارت ہوتے ہی اُسی روز ۱۰ تاریخ شعبان ۱۱۶۷ ہجری احمد شاہ بادشاہ کو
مع والدہ شاہ مقید کرلیا۔ اور معزالدین بن جہاندار شاہ کے بیٹے عزیزالدین کو تخت نشین
کیا اور اُسکو عالمگیر ثانی کا خطاب دیا۔ پھر ایک ہفتہ کے بعد احمد شاہ اور اُسکی والدہ کی
آنکھون مین سلائی کھنچوائی ۸ ربیع الاخر ۱۱۷۳ ہجری مین۔ پھر چند مدت کے بعد عزیزالدین
عالمگیر ثانی کو بھی قتل کرایا۔ اور محی السنہ بن کام بخش بن عالمگیر کے بیٹے کو تخت نشین
کیا اُسکا لقب شاہجہان ثانی رکھا۔ آخر ان تمام معرکون اور محاربون سے فارغ ہوکر
چند مدت بندر سورت مین رہے۔ اور پھر حرمین شریفین کی زیارت و حج کو گئے۔ حرمین سے
مراجعت کرکے کالپی مین جو آپکی جاگیر تھی بسر کئے آخر ۱۱۸۹ ہجری مین بہشت برین کو
روانہ ہوئے۔ آپکی اولاد مین نصیرالملک تھے وہ بھی اپنی جاگیر مین فوت ہوئے اُن کی
اولاد مین معلی جاہ۔ قطب الملک۔ حبیب الدولہ۔ مجید الدولہ۔ مع والدہ خود مسماۃ

عمدة النسا بیگم حضرت غفران مآب کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے۔ بندگان عالی نے تمام کو جاگیر سیر حاصل عنایت کی خوشحال و فارغ البال رہے اونکی بنائر مین ایک بزرگ حاضر دربار نواب ناصر الدولہ بہادر کے زمانہ مین نصف جاگیر بحال برقرار تھے۔ مجید الدولہ بہادر و حمید الدولہ بہادر کے فرزند بدستور جاگیرات موروثی پر بحال تھے۔

گل رعنا مین لکہا ہے کہ آپ علم و فضل مین بے نظیر تھے۔ اور متعدد زبانون مین مہارت رکہتے تھے اور ہر ایک زبان مین تحریر و تقریر کر سکتے۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ کشمیری۔ افغانی۔ مرہٹی اور عربی و فارسی مین خط نہایت خوب عمدہ لکہتے تھے۔ علما و فضلا و شعرا کی صحبت کو پسند کرتے تھے۔ مدت تک شمس الدین فقیر کو اپنے ساتہہ رکہا۔ آپ شعر گوئی سے نہایت ہی دلچسپی رکہتے تھے۔ سخن فہمی و سخن سنجی مین بے مثل تھے تحریر و تقریر و حاضر جوابی مین بے بدل تھے مرزا قتیل سے کلام کی اصلاح لیتے تھے۔ جو کچہہ موزون فرماتے تھے مرغوب دل پسند ہوتا تہا۔ آپ زیرک و تجربہ کار و ہوشمند و ہوشیار تھے۔ آپ صاحب دیوان مین۔ آپکا دیوان مطبوع ہو چکا ہے فقیر مولف کے پاس موجود تہا موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہو گیا۔ اب مختلف تذکرون سے آپکے نتائج طبع انتخاب کر کے گزارش کرتا ہون۔ صح۲ الشعراء ۲ الفارسی

بحرف مدعی گفتم عزیزا سنگدل خونم — که بعد از کشتنم سوی مزار و لب گزیدیها
زخط اگر حسن جسارت فزون تر شد عجب نبود — صفائی تازه دارد سبزه گرد رو مید تہا

وله

ابکه اندر روز قیامت خبرے می گوئی — گوئیا از شب هجران خبرے نیست ترا
دوستان نیست عجب گر بدل آرامم نیست — که بکام دل ناکام دل آرامم نیست
تیر نگاه مست تو دانی کجا نشست — بر دل نشست و خوب نشست و بجا نشست

بجاست عهد وفا گر بپا نیست درست	وله	که هست لف نفوذ رشیوه شکست درست
بگو چه چاره کنم از پی تو اے سر فکر		نماند جیب من از دست برود سمت درست
زباغ رخت سفر در بهار نتوان بست	وله	شگوفه بر سر شاخ است بار نتوان بست
کفر از زلفش خرید و پیش چشمش دین فروخت	وله	بنده ام سودای دل را کان خرید و این فروخت
رو نئے سست نصیب تو اگر دیده تر است	وله	چشم گر اشک ندارد صدف بے گهر است
تا چسان آگهی از حال منش دست دهد	وله	یار من بیخبر و نالهٔ من بے اثر است
غمزهٔ چشم فزون سازیت مرا از خویش برد	وله	آنچه عشقت با دلم میگفت آخر پیش برد
یار برداشت نقاب آئینهٔ صاف بیار	وله	جلوه مفت است اگر دیدهٔ بینا داری
بادشاه کشور دین حضرت مرسل که هست	قصیده اقتباسا	جمله موجودات از نور وجودش آشکار
گر بخاک تیره انداز نگاه فیض بخش		ورنه سنگ خارا بگشاید لب اعجاز بار
سنگ خارا گردد از اعجاز او در ثمین		خاک تیره گردد از فیضش زر کامل عیار

نصرت - میر محمد نعیم

نصرت تخلص - محمد نعیم نام - دلاور خان خطاب - وطن سیالکوٹ ہے - آپکے والد میر عبد العزیز دارا شکوہ کی خدمت میں ملازم تھے - دارا شکوہ کے درہم برہم ہونیکے بعد خلد مکان عالمگیر کی خدمت میں حاضر ہوئے منصب دو ہزاری و دلاور خان خطاب سے سرفراز - میر محمد نعیم صاحب جمدہ عنایت اللہ خان کشمیری کی دختر نیک اختر سے منسوب ہوا اور شاہ عالم کے زمانہ میں والد ماجد کے خطاب سے ممتاز ہوا - جب محمد فرخ سیر کے ابتداء جلوس میں ممالک دکن آصف جاہ کے تفویض ہوا تب میر محمد نعیم آصفجاہ کے ہمراہ دکن میں آیا

بعد ازان امیر الامرا حسین علیخان دکن کا صوبہ دار ہوا۔ پہر محمد نعیم کو رائچور ضلع بیجاپور کی فوجداری پر مامور فرمایا۔ پہر امیر الامرا کے زوال کے بعد نواب آصفجاہ صوبجات دکن پر متصرف ہوئے۔ پہر محمد نعیم آصفجاہ کے سایۂ عاطفت مین آیا۔ آصفجاہ کی خدمت مین تا مرگ زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر سنہ ۱۱۳۹ ہجری مین فوت ہوا۔ وصیت کے موافق پائین قبر شاہ ابراہیم جو قریب حصار روضۂ شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ ہے مدفون ہوا۔ نصرت نے اپنے مرشد کے حق مین کہا تہا ؎

آن شاہ کہ بادشاہ ہفت اقلیم
عیسی ست بزندہ کردن مردہ دلان
نصرت پسرش زجان و دل تسلیم است
ہر چند کہ نام پاکش ابراہیم است

اور دلاور خان ثانی بن محمد نعیم خان آصفجاہ اول کے زمانہ سے آصف جاہ ثانی کے زمانہ تک صوبہ سرا توابع بیجاپور پر حاکم تہا۔ سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین گلبرگہ کے قلعہ کی قلعداری پر مقرر تہا۔ شاعر لائق و نازک خیال تہا اور علم موسیقی مین فائق تہا۔ آخر سنہ ۱۱۹ ہجری مین اس دار ناپائدار سے کوچ کیا۔ من اشعارہ الفارسی

می کشم بے وفنا ئے کہ بسوزد مرا
آتش افتد درچنین آبے کہ می سوزد مرا

ولہ
پست فطرت را بود معراج روزی یا فتن
مور را تخت سلیمان است سنگ آسیا

ولہ
می دہد از شام غربت صبح وطن
بیکسی انداخت آخر کار ما را با خدا

ولہ
بسکہ وا رد داغ حسرتہا دل پرورد ما
جلوۂ طاؤس خواہد کرد آخر گرد ما

ولہ
صبح محشر شد و از شب باقی است
سخن از زلف ایار ست امشب

ولہ
رہروے را بخرد کار است
ہست کو رنگ بروبش بار است

ولہ
از لب قمری بگوشم خورد این حرف بلند
سرو ہم در پیش بالایت کمر بستہ است

وله
هر کف خاکی که می بینی برنگ دیگرست
آرزوی عالمی ازبسکه اینجا رنگ ریخت

وله
اینقدر بر خود منازای چرخ صبحت شام شام
در دیار ما که حیرت نام دارد شام نیست
چشم نعمت داشتن از سفرهٔ گردون غلط
نان خشکی دارد آن هم صبح هست و شام نیست

وله
فراموشی می پیمانهٔ کیست
زخود رفتن ره میخانهٔ کیست

وله
کسی بدگهر ز صحبت نیکان رسد بفیض
گر سنگ جزو کعبه شود بی شرار نیست

وله
نصرت هلاک مشرب پروانه میشوم
ورنه بزم شمع بزم و چراغ مزار نیست

وله
آئینه پشت تپش دلیل است
از ما دل یار بی خبر نیست

وله
سوی دلدار میروم نصرت
سفر رو بآفتاب این است

وله
ذره با خورشید چشمک می زند
جام هستی اینقدرها لیک دیشب

وله
ناله کردن برامید چرخ کار هوش نیست
آسمان را صورت گوش است تا گوش نیست

دامن از گل کشیده می آید
نگر آئینه دیده می آید
رنگ می بازد از نزاکت طبع
گر ز دل تا بدیده می آید
دست دعا بدامن نازش نمیرسد
دست ز کار رفتهٔ ما را کجا رسد
وصل تو وحشت دل من بیتاب میبرد
آئینه بیقراری سیماب می برد
هر ره کرده مرا در کعبه و بتخانه برد
گر بدل وا میرسیدم یار من در خانه بود
نامه را امروز از دستم شراب ناب برد
زاهد از فردا مترسان دفترم در آب برد
نجات طرح منی گر ترا ز دل افتد
بغیر سجده که دارم اگر قبول افتد
نمی فتد بزمین همچو سایه اش هرگز
کسی که در ره خاک پیمبر رسول افتد
رنگین ز خون خود کف پای ترا که کرد
این کار بسته بغیر از حنا که کرد

بے آبروئے تو از نظرم نور میرود
دارد شکست رنگم امشب بہار دیگر
من چه خونها خورده ام در کار دل
صفحهٔ ساده فلک ہفت ہست
تا ابد زندگی کرامت کن
دامن کشیدہ از من چون آفتاب در شب
حق ناشناس بخت فریدون اگر دہد
ہوس عشق به پیری چقدر نادانی ست
ہستئ شمع فنا در ہستی معشوق ہست او
خوشدلے را گر بود لازم فراغ
نورسے ہم آسان کردہی پرتو تخلق
جان بحسرت دادہ زلف ترا در روز حشر
گر تو دامن ناز می فشانده بہوا
دل چو شد آب نمی گردد خشک
آب زمزم ہم کجا سنگ را تواند کرد پاک
گلشن زیاد رفت از بسکه می بالد بخود
چرا امروز خود را تلخ دارم در غم فردا
از وفارنگی ندارد نو بہار روزگار
مارا که تو اندر دل سخت تو بر و شست

وله این تیر بے کمان چه قدر دور می رود
وله می آید آن چمن ره شاید که بار دیگر
وله دل نمی آید بکار من هنوز
وله سخن چند یادگار نویس
وله بسمل ماست بر مزار نویس
میرفت و میدویدم چون سایه از قفائش
در کشور رش مباش بقید فرنگ باش
شمع گیر آمدن ماست شب ماہ غلط
ماتم پروانه باید داشت در انجام شمع
بید باغی نیز می خواہد دماغ
روشن ز یک چراغ توان کرد صد چراغ
نامهٔ اعمال باشد دسته سنبل بکف
نداشت شوخی رنگ اینقدر بہار شفق
چاه سیماب نمی گردد خشک
نیست زاہد را بشست و شو از آب تاک
بتوان امروز چیدن از سر دیوار گل
نگردد روز محشر نامه وا از شرم اعمالم
برگ این گلستان را چو بو گردیده ام
چون نقش برین سنگ نشستیم

ولہ

صبح وصال چون بود رخ نما که همچنین ۔۔۔ شام فراق چون رسد زلف گشا که همچنین

جان عزیز چون رود طرز خرام جلوه ده ۔۔۔ عمر دوباره چون رسد باز بیا که همچنین

ولہ

هر کرا دوست گفته نصرت ۔۔۔ گله او نمی توان کردن

جوهرش همچون سپند روئے مجمر می برد ۔۔۔ آتشے تا در دل آئینه زد تمثال او

بے حجابانه کجا تنگ ببر می آید ۔۔۔ تو که از جلوه که آئینه تر می آئی

زلفش پائے تو صد رنگ گل توان چیدن ۔۔۔ بگل که می نگرد چون تو در چمن باشی

نیّر ـ مہدیعلیخان حیدرآبادی

نیّر تخلص ـ مہدیعلیخان نام حیدرآبادی المولد ہے ـ آپ نقیعلیخان ایجاد کے خلف الصدق ہین ـ آپکی ولادت شہر حیدرآباد مین ہوئی ـ اور نشو و نما بھی شہر کی آب ہوا مین پایا سن شعور کے بعد شہر کے علما و فضلا اور والد ماجد سے کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین ـ عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوا طبیعت سنجیدہ و مزاج پسندیدہ تہا اور ہر ایک قسم کی لیاقت و استعداد موجود تہی ـ شعرگوئی کا شوق ہوا ـ طبیعت کے زور سے موزون کرنے لگا والد ماجد سے اصلاح لینے لگا ـ چند ہی روز مین کلام برجستہ و شستہ کہنے لگا ـ لچھمی نرائن نے گل رعنا مین لکہا کہ مین جب سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین حیدرآباد مین آیا تب نیّر میرے غریبخانہ پر مکرر ملاقات کیلئے آئے باہم مشاعرہ رہا ـ نیّر پسندیدہ سیرت خوش اخلاق ہین انتہی آخر سنہ ۱۱۱۵ ہجری مین نوبت ہوا ـ من اشعاره الفارسی

روزے ترا میان چمن دیدن آرزوست ۔۔۔ اے نوبہار گرد تو گردیدن آرزوست

طپش دل مرا خبر کرده است ۔۔۔ نیّر امروز یار مے آید ٭

بوسه از گلعذار می خواهم
بهرا ز مرتضی علی به نجف
سینه چاکم بگلعذار رفتم

وله

غنچهٔ یادگار می خواهم
گوشهٔ قبر وار می خواهم
داغدارم بلاله زار رفتم

نکہت محمد یوسف برہانپوری

نکہت تخلص۔ محمد یوسف نام سخنور علیخان خطاب ہے۔ آپکے نسب کا سلسلہ طائفہ سلاطین کشمیر سے پہنچا ہے۔ شاعر خوش فکر و خوش کلام تھا۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ کا شیرازہ باندہتا تھا۔ گلہائے صنایع و بدایع کا گلدستہ بناتا تھا۔ آپکی طبیعت شور انگیز و ملاحت آمیز تھی۔ جو کچھہ طبع موزون سے برآمد ہوتا تھا۔ ملاحت و فصاحت سے بھرا ہوا۔ لطافت و ظرافت مین ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ سامعین کو سننے سے لذتے اندازہ و فرحت تازہ حاصل ہوتی تھی۔ اوائل مین امیرالامرا کی خدمت مین تھا بعد ازان شاہزادہ محمد اعظم شاہ کی ملازمت مین رہا۔ جب اعظم شاہ باپکے طرف سے احمد آباد گجرات کی صوبہ داری پر گیا۔ نکہت بھی ہمرکاب تھا۔ فرخ سیر بادشاہ کے زمانہ مین دارالخلافہ دلی مین پہنچا اور سخنور علی خان کے خطاب سے سرفراز اور سخنورون کے زمرہ مین ممتاز ہوا امرا کے مدایح مین قصائد لکہتا تھا بیشمار صلے و جائزے پاتا تھا۔ فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے آخر زمانہ تک روشن الدولہ ظفر خان بخشی دوم کی رفاقت و ملازمت مین رہا۔ مزاج مین شوخی و آزادی تھی ہجو کرنے مین بھی استاد تھا۔ اگر کوئی ممدوح صلہ نہ دیتا تھا تو اوسکی ہجو کرتا تھا۔ چنانچہ اسد علیخان جو ایک ہاتھی نہین رکہتا تھا۔ اور بچہ انکا منواکے جمایا تھا۔ اسکی ہجو مین کہتا ہے ؎ بیستون تازہ از سنگین دلی ایجاد کرد

ناخنے در بندہ تر از تیشہ فرہاد کرد ؛ در مقام رشوہ از بس سخت گیری میکند
از برائے زر گرفتن پنجہ فولاد کرد ؛ و اشعار ہر ایک قسم قصیدہ و غزل و مثنوی رباعی
سے رکھتا ہے - نیز ایک کتاب بعبارت نثر اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر محمد شاہ
کے احوال میں لکھا ہے - کتاب معانی تازہ و مضامین شگفتہ سے خالی نہیں ہے خوش
صحبت و دوست پرست تہا - آخر ۱۱۵۰ہجری میں فوت ہوا - جب سادات بارہ کا زوال
ہوا اور محمد شاہ بادشاہ کو پورا استقلال حاصل ہوا - تب نکہت نے ایک تاریخی قطعہ بادشاہ
کے ملاحظہ میں پیش کیا - ہزار روپیہ خلعت و صلہ پایا - مادۂ تاریخ یہ ہے ؎
آفتاب ملک اقبال از کسوف آمد برد ؛ من اشعارہ الفارسی

نصیب گشت شبے پابوس مرا		ز کف چو رنگ حنا رفت اختیار مرا
ز پائے تا بسرم محو انتظار کسی است		کہ ہمچشم چو بادام ہست یار مرا
اگر در رفعت تنہائی من بے کشمکش حاصل	وله	بگردن خیمہ را چندین طناب افتد کہ برخیزد
نگاہے جواب خط من اسے دلربا نویس	وله	فرہاد نامہ بہ بت شیرین وا نویس
ہمت نقد دل این خاکنشین پیش تو قرض	وله	آنچہ در کیسہ من بود ہمین پیش تو قرض
من سپردم دل خود را تو ندادی بوسہ		آن بود پیشکش ناز تو این پیش تو قرض
لب را بیا بیا بوسہ بدہ باز بگیر		نکہت امروز طلب کردہ چنین پیش تو قرض
بنشین کہ بتن نقش بوریا دارم	وله	اگر کشیدہ کہ دارد لباس عریانی

نصیر شاہ نصیر الدین دہلوی

نصیر تخلص - نصیر الدین نام - چونکہ آپ سیاہ فام تھے اسلئے عزیز و اقارب مین میاں کلو معروف تھے

آپکا اصلی وطن شہر دہلی تہا۔ آپ شاہ غریب کے فرزند ہین۔ آپکے والد صوفی المشرب حنفی
المذہب تہے۔ فقیر تہے مگر زندگی امیرانہ بسر کرتے تہے شہر کے امرا و شرفا آپکی تعظیم و توقیر
کرتے تہے۔ آپ عزلت نشین تہے۔ گوشۂ عافیت سے قدم باہر نہین رکہتے تہے۔ ہزارہا معتقدین
گہر پر جاکر مستفید ہوتے تہے۔ آپکے بزرگون کے نام سے چند گانون بادشاہ کی طرف سے
آل تمغا معاف تہے۔ ملا۔ ماجرا۔ ہرسانہ علاقہ سونی پت۔ سنگیم پور علاقہ غازی آباد۔ وزیر آباد
دہلی کے قریب مین اب تک ۲۰ جمادی الاول کو آپکے بزرگونکا عرس ہوتا ہے۔ آبحیات مین لکہا ہے
کہ فی الحال موگری ایک گانون بلبگڈہ کے علاقہ مین عبداللہ شاہ سجادہ نشین کے نام پر
بحال ہے۔ آپکی ولادت شہر دہلی مین ہوئی۔ تربیت و پرورش بہی اُسی شہر مین پائی۔ والد حلیم
نے آپکو ناز و نعمت سے پالا تہا۔ استاد و ادب موزون کرکے تعلیم کیا تہا۔ آپنے فارسی عربی
مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کی۔ پورے طور سے کتب درسیہ مین کامیابی نہین
حاصل کی تہی۔ مگر فن شاعری مین ایسے کامل ہوئے تہے کہ بڑے بڑے فاضل مستعد و شاعر
آپکے کلام سنکر سننے سے حیران ہوتے تہے۔ آپ شاہ محمدی مائل کے شاگرد تہے۔ آپ بوجہ قلت
معاش برزندگی بسر کرتے رہے۔ آخر شاہ عالم کے زمانہ مین آپکی شاعری چمکنے لگی۔ اور جوہر
دکہانے لگے۔ دربار شاہی مین پہنچ گئے۔ عیدین و جشنون مین انعام و صلے پاتے رہے
ایک وقت آپنے جاڑے کے موسم مین ایک قطعہ بطور حسن طلب پیش کیا تہا اور صلہ
پایا تہا وہ قطعہ یہ ہے ؎

بچائیگا تو ہی اے میرے اللہ	کہ جاڑے سے پڑا ہے یہ بہت پالا
پناہ آفتاب مجکو بس ہے	کہ وہ مجکو اثر یا دیگا دوشالا

اس قطعہ مین لطف یہ ہے کہ آفتاب شاہ عالم کا تخلص تہا۔ آپ دہلی سے دو مرتبہ لکھنؤ گئے

وہان آپکی کچہہ قدر و منزلت نہین ہوئی بعض شعرا و حاضرین نے حسد و رشک سے آپکے کلام کی داد نہین دی - آپنے مشاعرہ مین آٹہہ غزلین فرمایشی سنگلاخ زمین مین پڑہی تہین اور ایک غزل اپنی طرح کی ہوئی پڑہی جسکی ردیف و قافیہ غسل کی لکہی ۔ محل کی لکہی تہا - اسپر بعض نے مشاعرہ مین طعن کیا اور کسی شعر پر کہا سبحان اللہ کیا خوب لکہی بیٹہی ہے - کسی نے کہا کہ قبلہ یہ لکہی تو نہ بیٹہی - آپنے کہا غزل تو خوب ہے مگر ردیف سے جی متلانے لگا - شاہ صاحب نے فرمایا جو صاحب مذاق ہے وہ لطف اٹہاتا ہے - جو صفراوی حسد مین مبتلا ہے وہ متلائیگا - آپ لکہنؤ سے دل برداشتہ ہوکر دلی آئے - پیشتر حیدر آباد مین تین مرتبہ آئے تہے انعام و صلے لیکر دلی چلے گئے - اب چوتہے بار اسطرف آنے کو تہے کہ راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر نے سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین سات ہزار روپیہ خرچ راہ بہیجکر بلایا - آپ راجہ صاحب کے حسب الطلب شہر حیدر آباد مین وارد ہوئے مہاراجہ نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی پچیس روپیہ روزانہ مقرر کر دیا یعنی ساڑہے سات سو روپئے ماہوار کر دی - علاوہ ماہوار انعام و صلہ بہی مرحمت کرتا تہا حیدر آباد مین تمام امرا و علما آپکی عزت و آبرو کرتے تہے - اکثر شعرا آپکی شاگردی کے سلسلہ مین شریک ہوتے تہے آپکے [illegible] آپ حیدر آباد مین ایسے جمے کہ پہر تا عمر دلی کا ارادہ نہین کیا آخر آپ سنہ ۱۲۵۴ ہجری مین جہان فانی سے رحلت کی - حضرت شاہ موسی صاحب قادری کے روضہ مین دفن ہوئے - آپکے شاگرد نے چراغ گل کے الفاظ مین تاریخ نکالی - آپنے مدت العمر اپنا دیوان مرتب نہین کیا غزلین کہتے تہے اور ایک تہیلی مین جمع کرتے تہے اور گہر مین رکہتے تہے اور فرماتے تہے کہ اسکی حفاظت کرو - آپکے اکثر غزلین متفرق و قصائد تلف ضایع ہوئے - مولف فقیر نے شہر حیدر آباد مین آپکا کلام اکثر کتبخانون مین ڈہونڈہا مگر کہین

نہین پایا نادر الوجود ہے۔ بیاضون مین متفرق غزلین ملجاتی ہین۔ آپکا کلام تشبیہون اور استعارون مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے سنگلاخ زمینون مین کہتے ہین مگر ایسے ڈہب سے کہتے ہین کہ خوشنما معلوم ہوتے ہین۔ مشکل مشکل الفاظ کو آسانی سے باندہتے ہین۔ اکثر بیجہ فہم لوگ غلطی سے اعتراض کرتے ہین کہ آپ کم استعداد تہے۔ کلام کی شیرازہ بندی بہی زیادہ نہین کرسکتے رطب یابس مین تمیز نہین فرماتے۔ یہہ معترضین کی غلط فہمی ہے۔ اکثر معاصرین آپکی سنگلاخ زمین مین غزل دیکہکر پہڑک جاتے تہے اور مشاعرہ بہی چہک جاتا تہا۔

آپ بدیہہ گوئی اور حاضر جوابی مین بے نظیر تہے۔ طبیعت مین چہتی و چالاکی تہی بعض مشاعرہ مین کسیکا شعر سنتے اور اسیوقت کہتے کہ یہہ درست نہین اسطرح کہنا چاہئے شاعر چپ ہو جاتا تہا۔ مشاعرہ مین غزل پڑہنے کا ڈہنگ بہی سب سے نرالا تہا۔ نہایت بلند آواز سے پڑہتے تہے کہ مکان گونج اوٹہتا تہا۔ تیز مزاج تہے ضعیف تہے مگر جوانی کا ولولہ وجوش موجود تہا۔ آپ سنی المذہب خوش اعتقاد تہے آپکی مزاج مین تعصب نہین تہا اولیاؤن کو مانتے تہے اور اہل بیت کی تعریف مین بہی قصائد مدحیہ لکہتے تہے۔ اور اصحاب کبار کو بہی نہین بہولتے تہے۔ خوش اعتقاد و وضعدار تہے۔ جہان کہین راستہ مین کسی قبر یا جگہ پر پہول پڑے ہوے پاتے وہین جوتی اوتار کے فاتحہ پڑہنے لگتے تہے۔ ایکروز تمام شاگرد ساتہہ تہے ایک طاق مین پہولون کا سہرا لٹکا ہوا نظر پڑا آپ کہڑے ہوگئے اور فاتحہ پڑہ دئے۔ شاگرد نے کہا کہ حضرت یہ مہترانی کا گہر ہے اُس نے اپنے ہیرالال بہگت کا طاق بنا رکہا ہے اُسوقت آپ ہنس پڑے اور کہا کہ مین نے خدا کا کلام پڑہا اُسکا ثواب کہین نہین جائیگا۔ جہان اُسکا موقع ہے وہان پہنچیگا۔ آپ خوش مزاج و خوش طبع تہے خوش پوشاک و خوش خوراک تہے۔ مزاج مین لطافت و نزاکت تہی وضع کے پابند تہے

نیک سیرت پسندیدہ خصلت تھے منتک فام کشیدہ قامت ریش مختصر وجاہت ظاہری کم تھی۔ مگر معنوی بزرگی و عظمت نے آپکی شان و شوکت دوبالا کر دی تھی۔ مجلس میں لطائف و غرائب کو اس خوبی و حسن سے ادا کرتے تھے کہ ہزاروں خوبیاں آپ پر صدقے ہوتی تھیں۔ ہر طرف سے واہ واہ کی آواز سنائی دیتی تھی۔ خوش مزاج و زندہ دل تھے جوانوں میں جوان بڈھوں میں بوڑھے بچوں میں بچے بن جاتے تھے۔ ہر ایک دنگل و میلے میں شریک ہوتے تھے اب ہم آپکے چند لطائف تذکرہ آبحیات سے نقل کرتے ہیں۔

لطیفہ۔ آپ ایک دفعہ دلی میں بھولو شاہ کی بسنت میں گئے اور چند شاگرد بھی ہمراہ تھے تیس ہزاری باغ کی دیوار پر بیٹھے اور تماشا دیکھ رہے تھے۔ کسی رنڈی نے بہت سا روپیہ خرچ کرکے ایک نہایت رنگین کا رتھ بنوائی تھی اور اسمیں بیٹھکر چھم چھم کرتے ہوئے سامنے سے نکلی۔ ایک شاگرد نے کہا استاد اسپر کچھ کہنا چاہیے آپنے اسیوقت فرمایا ؎

اس کی رتھ کا کلس سنہری دیکھ	شب کہا ماہ سے یہ پروین نے
پھر پرواز بہہ نکالی ہے	چونچ بیضہ سے مرغ زریں نے

لطیفہ۔ کسی ایسے موقع پر کوئی رنڈی گذری اس کے سر پر اودی رضائی تھی اور وسمہ کی چمک عجب لطف دکھاتی تھی۔ ایک شاگرد نے پھر فرمایش کی آپنے فرمایا ؎

اودی وسمہ کی نہیں تیری رضائی سر پر — مہ جبیں رات سے تاروں بھری چھائی سر پر

لطیفہ۔ دلی میں ایک ہندو بنجیا نامی رنڈی پر عاشق ہو کر مسلمان ہو گیا آپنے فرمایا

جس طرف تو نے کیا ایک اشارا نہ جیا — نہ جیا آہ تیری چشم کا مارا نہ جیا

لطیفہ۔ موسیٰ خان اور عیسیٰ خان دو بھائی دلی میں تھے۔ مال و دولت کی بابت آپسمیں جھگڑا ہوا۔ عیسیٰ خان ناکام ہوا۔ اور موسیٰ خان نے عدالت کے زور سے کامیابی

حاصل کی تمام مال لے لیا - آپنے بطور ظرافت فرمایا اُسمین کا ایک مصرع سے
ہوئی آفاق مین شہرت کہ عیسی خان کا گہر موسا * لطف یہہ ہے کہ دونون بہائی شاعر تہے ایک کا تخلص وفاق اور دوسرے کا شہرت تہا اور یہہ دونون شاعر حیدرآباد دکن آئے تہے اور نواب شمس الامرا بہادر کی خدمت مین دو دو سو روپئے ماہوار پر نوکر ہوئے تہے اور یہین فوت ہوئے۔

لطیفہ - دکن مین راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر مشاعرہ ومناثرہ رات پچہلی پہر کرتے تہے ایک رات نہایت عظمت وشان کا جلسہ تہا تمام دکن کے اور ایران کے شعرا جمع ہوئے سب اپنے اپنے طبیعتون کے جوہر دکہانے لگے - علی الخصوص ایرانیون نے خوب قصائد سنائے ہر طرف سے واہ وا فرین پائے - شاہ نصیر کی نوبت آئی - سب شاہ صاحب کے طرف متوجہ ہوئے اُسوقت آپسے ایک چوبدار نے آہستہ سے کان مین کہا کہ آپ غزل پڑہین تو مناسب ہوگا - آپ مین بگڑے فرمایا کیون ؟ اُس نے کہا ہوا تیز ہے لطف نہین ہوگا آپ خفگی سے منہ پر ہاتہہ پہیر کر بولے کہ ایسا تو مین خوبصورت بہی نہین کہ کوئی صورت دیکہنے کو نوکر رکہے گا یہہ نہین تو پہر مین کس مرض کی دوا ہون اسی گفتگو مین شمع آگئی آپنے غزل سنائی تو سب کو لٹا دیا -

لطیفہ - آپ حاضر جوابی مین برق تہے چنانچہ ایک دن سلطان جی کی ستروین مین گئے اور باولی مین جاکر ایک طاق مین بیٹہہ گئے حقہ پی رہے تہے اتفاقاً ایک نواب صاحب آنکلے آپسے صاحب سلامت ہوئی وہین بہت سی ارباب نشاط حاضر تہین اور رقص سرود ہو رہا تہا - نواب صاحب نے آپسے فرمایا کہ اُستاد آج آپ بہی بالائے طاق ہین - آپنے فرمایا جی ہان جفت ہونیکو بیٹہا ہون آئیے تشریف لائے ۔

لطیفہ - ایک دفعہ دکن جاتے ہوئے نواب جھجر کی خدمت مین اُترے کئی دن رہے رخصت کے وقت نواب سے ملے - نواب نے کہا گرمی سخت ہے - دکن کا سفر دور و دراز کا سفر ہے - خدا پھر خیر و عافیت سے لاوے - وعدہ فرمائیے کہ اب جھجر مین کب آئیگا - ہنسکر بولے کہ جھجر کی چاہ تو وہی گرمی مین ہے -

لطیفہ - دیہات جاگیر کے تعلق سے ایک دفعہ تحصیلدار سونی پت کے پاس ملاقات کو گئے اور کچھ رنگترے دلی سے بطور سوغات ساتھ لیگئے - تحصیلدار نے کہا کہ جناب رنگترون کی تکلیف کیا ضرور تھی - آپکی طرف سے بڑا تحفہ آپکا کلام ہے - ان رنگترون کی حسن تشبیہ مین کوئی شعر ارشاد فرمائیے - اُسیوقت رباعی کہی اور سنائی ؎

اے مہر برج آسمان اقبال
یہ نذر حقیر ہو قبول خاطر
ان رنگترون پہ غور سے کیجئے کا خیال
پردہ مین شفق کی مین گرہ بند ہلال

من اشعارہ الہندی

زیب تن گرچہ ہے گل پیرہن سرخ ترا — لیکن انجام یہہ ہوگا کفن سرخ ترا
مجھکو کہتا ہے وہ نکلا ہے شفق مین یہ ہلال — یا نمودار ہے زخم کہن سرخ ترا
دسترس پاؤن تک آتش رخ کے مجھکو ہے یہان — کیونکہ رتبہ نہوا سے گلبدن سرخ ترا
ہے مری آہ یہان نخل گلستان خلیل — رخ گلنار وہان ہے چمن سرخ ترا
شیشہ بادہ گلرنگ ٹپکتے ساقی — جامہ سبز مین دیکھے جو تن سرخ ترا
آستین سے یہ لگا کہنے وہ تلوار کو پونچھ — بن گیا موج ہم خون شکن سرخ ترا
رشک نیلم ہی نہین رنگ مسی کی یہ نمود — لب بہی ہے غیرت لعل یمن سرخ ترا
سچ بتا تو مجھے سوفار خدنگ قاتل — ہو کس کس کا پئے گا دہن سرخ ترا

خاک باہم ہو شرارت سے ہم آغوش نصیر

وله

لو لگی رہتی ہے جس سے وہ شمع رو نہ آیا
ہوا صحن چمن سے روکش لیلی صبا کی کیا ہے
دندان وکیل کے ست نفس اسے بخیۂ گریبان
کیا جلانے یہ گیا تہا کس منہ سے روکشی کو
برگشتہ بخت ہم وہ اتنی رہیں ہیں ساقی
موج سرشک سے ہے رونق قبائے تن کی
آخر کو کہکشان ہے یک رہ آہ نکلی
کشتی دل تو واہیہ موج خطر میں ڈوبی
کیونکر یہ ہاتہ اپنا پہنچے گا تا گریبان
اپنے ہی بعد مجنون پارہ ہوا نہیں ہے
نامحرمون سے تم نے کہلوائے بنا محرم
ہر دم نصیر رہ تو امیدوار رحمت

وله

اے اشک رواں ساتہ لئے آہ جگر ہی کو
سقف فلک کہنہ میں کیا خاک لگاؤں
سہر معرکۂ عشق میں آسان نہیں دینا
ہے جنبش مژگان کا کسی کے جو تصور
دل پر ہے مرے خیمۂ ہر آبلہ استاد
ہر جا تجلی ہے وہی پردۂ غفلت

صاف ہے شعلۂ آتش بدن شوخ ترا
بل بے تری شرارت یہاں تک کبہو نہ آیا
غنچے کے آہ منہ سے کسدن لہو نہ آیا
چاک جگر کا ہمکو طور رفو نہ آیا
آئینہ وہان سے لیکر خاک آبرو نہ آیا
لب تک کبہو ہمارے جام و سبو نہ آیا
کیونکر کہون کہ اسکو کارا تو نہ آیا
اس بات میں ہمارے فرق ایک مو نہ آیا
چین بر جبین ہو کس دن وہ روبرو نہ آیا
دست خیال جسکے دامن کو چہو نہ آیا
لے گردباد خیمہ کب کو بکو نہ آیا
ہیں تو بہی آہ لیکر کچہ آرزو نہ آیا
تیری زبان پہ کسدن لاتقنطوا نہ آیا
عاشق کہیں ہے فوج و علم اٹہ نہیں سکتا
اے ضعف ازل اہل ام کا تم اٹہ نہیں سکتا
گاڑی ہے جہان شمع قدم اٹہ نہیں سکتا
دل سے خلش خار الم اٹہ نہیں سکتا
کیا کیجے کہ یہ لشکر غم اٹہ نہیں سکتا
اے معتکف دیر و حرم اٹہ نہیں سکتا

یون اشک مین پرین کہ منزل کو پہنچکر
جون قافلہ ملک عدم اٹھہ نہین سکتا

ولہ

شب کو کیونکر تجکو ہے پہبتا سہرا طرہ ہار گلیمن
جون پروین ہالہ مہ تہا سہرا طرہ ہار گلیمن

رونق سر پہ ہان داغ جنون ہے اشک مسلسل زیب گلو ہے
چاہئے تجکو غیرت لیلی سہرا طرہ ہار گلیمن

شعلہ کہان آنسو مین کہ شب شمع کہی ہی صبح مین
تاج زر اور موتیون کا سا سہرا طرہ ہار گلیمن

بال پریشان ہین کاکل کے پیچ گلیمن ہین پگڑی کے
یون رکہتا ہے وہ مست والا سہرا طرہ ہار گلیمن

حق مین ہے سہرے طائر دل کی باز کا چنگل دام کا حلقا
اے بت کافر مجہکو دکہلا سہرا طرہ ہار گلیمن

شعلے اور تسبیح کے بدلے شیخ جی صد بار کہنے لگے مین
کیونکر نہ دیکہین ہم تماشا سہرا طرہ ہار گلیمن

رشک چمن تو سیر کریگا جبکہ کنار حوض و لب جو
فوارہ اوپر ہوا کے کہینگا سہرا طرہ ہار گلیمن

عکس شعاع مہر نہین یہ بیل چنبیلی لپٹی ہے
سرو چمن نے کیا ہے پیدا سہرا طرہ ہار گلیمن

کیفیت کیا ہو ساقی سے چمن طاؤس اور قمری
ابر و ہوا مین کہین مین تنہا سہرا طرہ ہار گلیمن

ہے یہہ تمنا میری جی مین تو تجہے دیکہون بادہ کشی مین
ہاتہہ مین ساغر بر مین بنا سہرا طرہ ہار گلیمن

اور بدلکر ردیف قوافی لکہئے غزل اس بحر مین جلدی
تمنے نصیر اب خوب نبہایا سہرا طرہ ہار گلیمن

ولہ

وقت نماز ہے انکا تماشا گاہ خدنگ و گاہ کمان
بن جاتے ہین اہل عبادت گاہ خدنگ و گاہ کمان

مرد جوانی مین تو ہے سیدھا پیری مین جہکتا ہے
قوت و ضعف کی ہے یہہ علامت گاہ خدنگ و گاہ کمان

ولہ

بادہ کشی کے سکہلاتے ہین کیا ہی قرینے ساون بہادون
کیفیت کے مینہ جو دیکہا دو ہین مہینے ساون بہادون

چہوٹتے ہین فوارہ مژگان روز و شب آنکہون سے
یون نہ برستے دیکہے ہونگے ملک کسی نے ساون بہادون

ٹانکنے کو پہرتی ہے بجلی آسمان گوٹ تمامی کے
دامن ابر کے ٹکڑون کو جب لگتے ہین سینے ساون بہادون

جہولے جہم کی آمد و شد ہم یاد کرین جہولیکی پینگین
سوجہے ہے بے یار نہ بنگئے اوہ یہہ جینے ساون بہادون

کیونکہ نہ یہہ دریا ہے نکر گر اے بادہ پر شور سیاہین
کان گہر چہیٹ زر کے کہتے ہین گنجینے ساون بہادون

کان جواہر کیونکہ سمجھے کہیت کو دہقان ادہون سے
برساتے مین تہون مین سپہر کے نگینے ساون بہادون

ابر سیہ مین دیکہی نہی بجلون کی تو طرح اس شکل سے جسنے
یاد دلائے پہر کے تیری وہ دندان مسّی ساون بہادون

ولہ

سدا ہے اس آہ چشم تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
نکل کے دیکہو ذرا تک اپنے گہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ شعلہ رو ہے سوار توسن اور اسکا توسن عرق فشان ہے
عجب ہے اک سیر دو پہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

ہنسے ہے کوٹہے پہ یوسف اپنا مین زیر دیوار رو رہا ہون
عزیزو دیکہو مری نظر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

پتنگ کیونکر نہو وہ حیران کہ شمع سبکو دکہا رہی ہے
بچشم گریان و تاج زر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

نہا کے افشان چنو جبین پر نچوڑو زلفونکو بعد اسکے
دکہاؤ عاشق کو اس ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کہان ہے جون شعلہ شاخ پر گل کدہر ہے فصل بہار شبنم
نما ہے اعجاز طرفہ تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کرو نہ دریا پہ میکشی تم ادہر کو آؤ تو مین دکہاؤن
سرشک سے نالہ جگر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کدہر کو جاؤن نکل کے یارب کہ گرم ہے شہر زمانہ مجہکو
دکہائی ہے شام تک سحر سے فلک پہ بجلی تہین پہ باران

وہ تیغ کہینچی ہوی ہے سر پر مین سر جہکائے ہون شہاب ریزان
دکہاؤن اے دل تجہے کدہر سے فلک پہ بجلی تہین پہ باران

غضب ہے چین جبین پہ کیا ہے بدن ٹپکتے نہی ہے پسینا
عیان ہے یارو نے سر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

نصیب لکہی ہے کیا غزل یہ کہ دل تڑپتا ہے سنکے جسکو
نمایان ہیں کسی شہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

ولہ

نہان ہے کب چشم پر شرر سے فلک پہ بجلی تہین پہ باران
ہے اس نگہ سے اشک تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

دکہا کے تم تشنہ شین جلوہ جو دیکہو فوارہ کا تماشا
تو دیکہو صدا آئی بام و در سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ مہوش پشت فیل پر ہے اور اسکی خرطوم آب افشان
عجب ہے تشبیہ جلوہ گر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ طفل تہا جبین قشقہ جو کہینچ سر پر کو دیکہو پانی
تو کیون نہ دل دیکہنے کو ترسے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

دوپٹہ سر پہ ہے بادلے کا گلاب پاش اسکے ہاتہ مین ہے
تکیونکہ جہلکے نہ کیونکہ برسے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

تو اپنی پگڑی پہ کہلے طرہ جو کہیلے پچکاریون سے ہولی
عیان ہو پہر نگی دگر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہاں وہ غرفہ میں تابِ رخ سے یہاں اغرہ پہ ہم ہے
یہ حسن لغت کے ہے شر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

عجب ہے کچھ ماجرا یہ ساقی کہ غل مچایا ہے میکشوں نے
مدام یہاں دیکھا ہے تیرے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ شوخ چہرے کی سیر کرکے پھسلے پتھر پہ جاکے بیٹھا
پکاری خلقت اُدھر اُدھر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

نصیر صد آفریں ہے تجھکو کہ اہل معنی پکارتے ہیں
عجب ہے مضمون تازہ تیرے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وله

خال پشت لب شیریں ہے عسل کی مکھی
روح فرہاد لپٹ بنکے جبل کی مکھی

سنگ و خشت در و دیوار فتادہ کو دیکھ
ہاتھ ملتی ہے پتھورا کے محل کی مکھی

بنگیا ہوں میں خیال کمر یار میں مور
نہ ترے زور کی طاقت ہے نہ بل کی مکھی

تیرہ بختان ازل کا کبھی دیکھا نہ فروغ
شبکو جگنوں کی طرح اُڑ کے نہ جھل کی مکھی

بیٹھنے سے ترے ہم سمجھے لب یار کو قند
بات مشکل تھی مگر تونے یہ حل کی مکھی

اُن کو کیا کام توکل سے جو بن جاتے ہیں
تاب برپانی پہ ہے اہل دول کی مکھی

ہو گیا ہے یہہ تری چشم کا بیمار نحیف
نہ اُڑا سکتا ہے منہ کی نہ بغل کی مکھی

رہیں پروانہ جانسوز کی کرتی تو ہے پر
نکہ شمع میں ہو جائیگی ہلکی مکھی

صنعت بعث چین دیکھہ لا جاکر تو
دیکھنی گر تجھے منظور ہے کل کی مکھی

دلربا تھہ فسوں ساز ہے بنگالہ کے
آدمی کو وہ بناتے ہیں عمل کی مکھی

سخن اپنا جو شکر ریز معانی ہے نصیر
ہے ردیف اسلئے اس شعر و غزل کی مکھی

نثار۔ مرزا محمد جان اورنگ آبادی

نثار تخلص۔ مرزا محمد جان نام۔ وزارت خان خطاب۔ آپ امانت خان مرحوم خوافی کے بنائرین سے ہیں۔ آپ کی ولادت شہر اورنگ آباد میں ہوئی۔ سن کے بعد

لیاقت و استعداد حاصل کرکے شعرگوئی کے طرف مائل ہوئے۔ فارسی ہندی دونون
زبانون مین موزون کرنے لگے۔ آپکو شاہ سراج اورنگ آبادی سے تلمذ تہا۔ آپنے بہی
مثنوی مین شاہ سراج کی مثنوی بوستان خیال کے دو ایک شعر داخل کرکے استادی
سراج کا اقرار کیا ہے ؎

مجھے بہت استاد کی یاد ہے	نہ یہ بیت ہے بلکہ فریاد ہے
مرے پر عجب طرح کے درد ہین	کہ بیت وہ اس درد کے گرد ہین

آپ انجمن سخن دانی کے صدر۔ امرا اورنگ آباد مین جلیل القدر تہے۔ سخن سنجی مین امرا مین
کوئی ایک فرد بہی اس ذہن و فکر کا نہین تہا آپ ہم عصرون مین بے نظیر انشا پردازی مین
خوش تقریر و تحریر تہے۔ حسن اخلاق و اشفاق مین عدیم المثال نازک خیال و شیرین مقال
تہے۔ آپکے دولت خانہ پر مہینہ مین دو مرتبہ مشاعرہ ہوتا تہا۔ چند مدت تک مشاعرہ کا
سلسلہ برابر جاری رہا۔ پہر کسی وجہ سے درہم و برہم ہوگیا۔ آپ سخن شناس شعرا دوست
تہے۔ شعرا و علما کے ساتہہ حسن سلوک مساعدت فرماتے تہے۔ سخاوت و شجاعت آپکی
موروثی صفت تہی شرافت و نجابت خاندانی وراثت تہی۔ ہر ایک قریب و غریب کے
غمخوار و مددگار رہتے تہے۔ سرکار آصفجاہ ثانی کے منصبدار و جان نثار تہے۔ منصبداری کی
علاوہ عہدہائے جلیلہ پر بہی وقتاً فوقتاً مامور رہے ہین۔ سرکاری خدمات کا فرض
پورے طور سے ادا کرتے رہے ہین۔ ولی نعمت کی تابعداری مین ثابت قدم خیر خواہی
مین مستقل و راسخ دم تہے۔ ہر وقت آقا کی دلجوئی و رضامندی مطلوب آپکی تہی۔
ماشاء اللہ کیا فرمان برداری و کیا اطاعت گذاری تہی۔ انہین کارگزارون کی اطاعت داری
و فرمان برداری کی بدولت ملک مین امن امان تہا۔ دولت و حکومت کا ستارہ تابان تہا

بروز بروز حکومت کی طاقت بڑہتی جاتی تہی افسوس صد افسوس وہ امانت داری کہان ہے اور وہ غریبان پروری کہان ہے - آجکل امانت ہے نہ اطاعت - ہان تن پروری خود پسندی ہے - اللہ تعالی ان باتون کو مسلمانون کے فرقہ سے دور کرے - اور ہماری اصلی عادتین پہر ہمارے طرف رجوع کرے - جنابشان ۱۳۱۱ ہجری کے قریب اس دار فانی سے دار القرار کو روانہ ہوئے - انا للہ و انا الیہ راجعون - **من اشعارہ الہندی**

اگر اول نہ آدم دانہ گندم کے نہین کہاتا		تو دل ان گندمی رنگون کے ہاتہین پہنس جاتا
نہوتے شور نالے سے میرے آنسو اگر جاری	وله	نہ صحرا سبز ہوجاتا نہ دریا جوش مین آتا
بلبل ساتہ میکش رات وہ گلفام تہا	وله	سبزہ مینا پاس ہے مجلس چمن گل جام تہا
تم ہوئے گلرو کے ہاتون ہم ہوئے گلشن کی بات	وله	روح بلبل سے ہماری روح کا پیغام تہا
کیا ہے مجکو محبت نے دلربا کے اسیر	وله	پڑے ہے دلکی گلے بیچ زلف کی زنجیر
ظلم ہے اس وبن جنبش باد نسیم	وله	اس چلے دلکو میرے بہڑکی لگاتی ہے بہار
غم کی قمری سرو پر آہ کی کرتی ہے شور	وله	آبجو لوہو کے میرے چشم مین جاری ہے زور
ہماری جانکا دفتر ہوا سابق سے ابتر ہے	وله	نگہ نامی کو آنسو سے دوبارہ اے کبوتر تر
مین پوچہا شوخ سے کس غم کا تیرے دل اتہرا	وله	کہا اس سنگدل نے سخت رو ہوکر مجہے مر مر
بہار آنے سے گلشن مین کیا مچی ہے دہوم	وله	کیا ہے قمری و بلبل نے سر گل پہ ہجوم
دام مین کر دو بیج جلدی تا ہووین آزاد ہم	وله	آرزو رکہتے ہین گلشن مین مرین صیاد ہم
ہم اگر ہوتے تو لیتے آنکہون مین آتی جو شمشیر	وله	اسطرح تیشہ نہ لیتے ہاتہین فرہاد ہم
سنتے ہو طفل یکہہ محبت موسفید پیر	وله	گر پیر مین ہوا تو میرا عشق ہے جوان
گہٹا غم ہے بجلی ہے مری آہ میری	وله	برستا ہے آنکہون سے مینہ بہر نیسان

اشک دریا سے میرے لئے نا خدا ڈرتا ہے وله ہے تباہی نوح کی کشتی کو اس طوفان مین
دل کہین اور پہیرتی ہے دانہ تسبیح کو وله ہے خلل ان زاہدون کی سبحۂ ایمان مین
مانند گل چمن مین گریبان دریدہ ہون وله جیون عندلیب درد جدائی کشیدہ ہون
بغیر جام و ساقی اس ہوا مین کیا قیامت ہے وله ترشح ابر کا ہو وے سبزہ ہووے اور بجلیان چمکین
جان جانان آملا ہم سین جدا ہو آ نہین وله جان آیا یہہ ہماری اس دل بیجان مین
کیا آستین چڑہا کر آتا ہے شوخ ہمپر وله یہ بانکپن کی طرزین کسنے سکہائیان ہین
یرقان ہوا ہے پیدا نرگس کو ہر چمن مین وله آنکہون سے جبین تیرے آنکہین ملائیان ہین
جی کا نثار کرنا نہین کام ہر کسی کا وله یہہ کوہکن کی باتین ہمنے نبہائیان ہین
ہے جی مین وصف اسکا کس منہ سے کہئے وله جس لب کا نام لیتے شیرین دہن ہوا ہے
باتون اوپر کیا ہون اسکے نثار جی کو وله اسواسطے حنائی میرا کفن ہوا ہے
اگر شہرہ تمہارے حسن کا جا مصر مین پہنچے وله زلیخا چاہ سین یوسف کے شاید باز آجاوے
شب تاریک مین کر عزم ہوی سیر کا تمکو وله تعجب مین ہے لیکر چاند مشعل ہاتہ مین آوے
تیرے زلفون کی سایہ مین دوانا کر دیا سکو وله گریبان چاک کرتا ہاتہ مین نشتر نہ آتا ہے
رات کو دیکہا تہا مین نے خواب مین مار سیاہ وله صبح تیری زلف دیکہا اسکی یہہ تعبیر ہے
مصحف رخ پر نہین ہے خط سبز کا نمود متن اوپر حسن کے یہہ حاشیہ تفسیر ہے
مسکرا خنجر کو لے چہاتی چڑہائے پر جفا عاشقون کے ذبح کرنیکی یہی تکبیر ہے
موسم ہجر مین یہہ تازہ بہار آئی ہے دل میرا داغ گلشن کا تماشائی ہے
بسکہ روتا ہون تیری یاد مین اے گوہر حسن مردم چشم میرا مردم دریائی ہے
نہ خبر ہے دلکو جہانکی مجہے بیخودی سے وہ مست ہے کہ خیال چشم صنم اسی قدح شراب الست ہے

نیاز۔ نیاز مند خان اورنگ آبادی

نیاز تخلص۔ نیاز مند خان نام آپ میر فقیر اللہ خان کے صاحبزادہ ہین۔ آپ بادشاہی منصبدارون مین تھے۔ آپکا تولد اورنگ آباد مین ہوا۔ والد ماجد کے سایۂ رحمت مین تربیت و پرورش پائی۔ اور کتب درسیہ فارسیہ کو بھی اُنہین سے تمام کیا۔ ذہین و فہیم تھا موزون الطبع و خوش فکر تہا سخن کی صلاح مرزا صمدی بیگ مرزا تخلص سے لیتا تہا۔ خوش اخلاق اسم بامسمیٰ تھے سراپا خاکساری و نیازمندی کے ساتہہ ملتے تھے۔ طبیعت مین ظرافت زیادہ تھی سراپا زندگی و ظرافت فرماتے تھے۔ مجلس مین یاران ہمشرب کو ہنساتے تھے آپکے چند لطائف اس قسم کے تھے کہ آجکل کے تہذیب اُن کو غیر تہذیب مین شمار کرتے اس لیئے ہم نے ان کو ترک کیا اور اس تذکرہ مین نہین لکہا۔ کیونکہ ہم نے عہد کیا ہے کہ اس تذکرہ مین کوئی حکایت یا لطیفہ جو غیر مہذب ہو درج نہین کرینگے۔ آپ فارسی و اردو دونون زبان مین شعر موزون کرتے تھے۔ دونون زبان مین آپکا کلام خوش مزہ ہوتا تہا۔ ہمکو آپکے کلام سے چند اشعار اردو ملے ہین۔ ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ آپکا انتقال سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین ہوا۔ من اشعارہ الہندی

اگر وہ شوخ اپنے ہات کی مہندی دکہلاتا
تو گل کا رنگ خون ہوتا مرجان سرخ ہو جاتا

ولہ

سراپا جل گیا گلشن مین نافرمان کی ترقی مین
مرے سینے کے داغونکو گل لالہ سے کیا نسبت

ولہ

رنگ آنسو خامۂ مژگان سے نکلے صفحہ پر
کہینچ کر تصویر تیری ہو گئی بہزاد ہم

ولہ

یک نگہ بہی آسمان تاکیا اے سنگدل
جیون بگولہ اڑ گئی تجہ یاد مین برباد ہم

ولہ

مست چشم دلربا کسطرح آوے ہوش مین
کیا گذرے ہے ناصحون کو بزم نوشانوش مین

پھول مت توڑ گلچین رحم کر بہر خدا
فرقت گل کا الم تو بلبل محزون سے پوچھ

میرا دل ہجر سے صد چاک ہو کر
تمہاری زلف کا شانہ ہوا ہے

باغ مین جب آئے خوش خرام سے غنچہ لب
گل پیالہ بادہ شبنم سے بھر بیتا کیجئے

کیا ہوا گر مہر خاموشی کئے ہین لب پہ ہم
گر فغان کیجئے تو اک دم حشر برپا کیجئے

ندرت میر نجف علیخان اورنگ آبادی

ندرت تخلص۔ میر نجف علیخان نام۔ اورنگ آبادی الاصل ہے۔ میر جلال الدین علیخان بن قدوسی خان کے صاحبزادے ہین۔ آپکے بزرگ عالمگیری زمانہ مین مناصب سپہ سرفراز و خدمات لائقہ پر ممتاز تھے۔ آپکے والد یا جد آصفجاہی منصبداروں مین تھے آپنے سن شعور کے بعد عالم شباب مین کتب فارسیہ مین خوب استعداد و مہارت پیدا کی بقدر ضرورت و انشا و املا مین ملکہ حاصل کیا۔ موروثی منصب کے سوا ضلع بیڑ مین تحصیلدار تھے۔ ہوشیار و معاملہ فہم تھے۔ سرکاری کام امانت داری سے انجام دیتے تھے منصف مزاج و حق پسند تھے ناراستی سے نہایت ہی ناخوش ہوتے تھے۔ جودت فہمی و رسائی طبع مین یگانہ تھے میر عارف الدینخان عاجز سے مشق سخن کرتے تھے۔ وزارت خان نثار کے ہم سبق تھے۔ وزارت خان نے آپکے ایک مصرع کو تضمین کیا ؎

کئے ہم گوہر غلطان نثار مصرع ندرت
خجل ہے ابر نیسان ہماری گریان سین

آپکا کلام صاف و شستہ ہے۔ لطافت و نزاکت سے خالی نہین۔ آخر ۱۲۱۳ ہجری مین فوت ہوئے۔ من اشعارہ الہندی

جلایا ہے برق کا سینہ ہماری آہ سوزان نے
خجل کی ابر نیسان کو ہماری چشم گریان نے

اشک کے پانی سے اپنے منہ کتین دہو کر اٹھے ہم جو کہیاروں پاس جو بیٹھ رو کر اٹھے

ناطق - میر محمد باہ نذرباری

ناطق تخلص - میر محمد باہ نام - مولد و منشا نذربار خاندیس ہے - اولاد مین حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کے ہین میر اکبر علی حاجی تخلص ہال فرخ آبادی کے شاگرد ہین - جوان صالح رنگین گفتار و پسندیدہ کردار تہا - صوفی المشرب فقیر دوست آبائی طریقہ پیران طریق کی ہدایت کرتا تہا - خاندیس برار مین اکثر آپ کے مرید تہے - گذر اوقات مریدون کی نذر و نیاز پر تہی - متوکل و قانع تہے کسی سے سائل نہین ہوتے تہے سنہ ١١ ہجری مین بطریق سیر اورنگ آباد گئے تہے - وہان کے مشائخ و شعرا سے ملے تہے - آخر سنہ ١١٨٢ ہجری مین فوت ہوئے - من ٢ شعرا ٢٥ الھندی

آیا تہا مست رات کو وہی پیا ہوا آنچل زری کا نازسین مکھ پر لیا ہوا

ولہ

رات ساری درد و غم کا سب اسباب تہا ہجر تہا مین تہا الم اور دل بے تاب تہا

نہ پوچھو حال کچھ بندہ نواز اوس شہر انکے یہہ سلطان حبش پیاسا ہوا آیا چاہ زمزم پہ

تماشا شہر کی ناطق جو ہم یہہ کہتے ہین بہر وسا سب طرح سے ہے جناب غوث الاعظم کے

بس اسے مناط کہان لگ سخن شرط و شرط عیش و عشرت کے گھڑے قول و قسم مین گذری

کچھ بھی سیر و ہوا بہید کمر کا معلوم خوب تہا خوب یہہ بات بہرم مین گذری

نادر - شیخ نورالدین اورنگ آبادی

نادر تخلص - شیخ نورالدین نام - مشائخ اورنگ آباد سے تہا - ذکی الطبع و سریع الفہم تہا

زبان بہاکا و محاورۂ فارسی کا عالم و فاضل تہا - دوہے وکبت کے مطالب خوب سمجہتا تہا ہزارہا دوہے وکبت اسکی نوک زبان تہے - میرزا دو میرزا کا شفیق کا معاصر تہا - لچہمی نرائن چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ فقیر سے اکثر ملتا تہا نہایت محبت و خلوص سے پیش آتا تہا - فارسی شعر خوب کہتا تہا - ہندی مین نہایت ہی کم - ہمکو آپکے فارسی اشعار نہین ملے اور ہندی مین صرف ایک شعر ملا ہے ہدیۂ ناظرین ہے - آپ ۱۲۰۱ھ ہجری مین فوت ہوئے من ۲ شعائر الهندی

ہوا اُس شمع روسے آشنا دل	لگی آتش اُٹہا شعلہ جلا دل

یہہ ایک شعر برابر ایک دیوان ہے صاحبان ذوق و مذاق خوب جانتے ہین -

نجات - مرزا عتیق اللہ اورنگ آبادی

نجات تخلص - مرزا عتیق اللہ نام - حاجی محمد ساقی کے فرزند سادات حسینی سے تہے حاجی صاحب حج و زیارت سے فارغ ہوکر اورنگ آباد آئے - حضرت شاہ برہان الدین غریب کے روضہ مین متوطن ہوئے - مقبرہ خلد مکان مین صلوۃ خوانی کرتے رہے - سرکار سے حضرت شاہ جلال گنج روان کی درگاہ جو روضہ مین ہے اُسکے متولی ہوئے - قانع و صابر تہے درگاہ مین زندگی تا مرگ بسر کرتے رہے - نجات کا عالم شباب تہا - دلمین تحصیل علوم کا شوق موجزن تہا بمصداق - اطلبو العلم و لو کان بالصین وطن سے سفر اختیار کیا اولاً سورت مین آیا کتب درسی پڑہتا رہا ثانیاً احمد آباد گجرات مین جو اُسوقت مجمع علما تہا گیا - وہان کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی - تحصیل کے بعد خواجہ نعمت اللہ خان وجیہ جنگ کی رفاقت مین رہا - دونون امیر علم و فضل کی وجہ آپکی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے پہر

احمد آباد نذربار وخاندیس مین وارد ہوا۔ وہان اسوقت حضرت شاہ یسین صاحب قادری بڑے بزرگ کامل وروشندل تہے اُن کی خدمت مین پہنچا حسن ارادت وصدق عقیدت سے حضرت کا مرید ہوا اُسی روز دنیا ومافیہا کو ترک کیا۔ فقیرانہ رنگین لباس زیب بدن فرمایا۔ آخر آپ سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین عالم بقا کیطرف مسافر ہوے۔ میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نے رحلت کی تاریخ کہی ہے ؎

فقیر شاعر خوش میرزا عتیق اللہ | کہ بود مسکن او در دکن بنجلد آباد
نمود رحلت جانگاہ از جہان فنا | بگلستان ارم چشم خویش را بکشاد
بحسن تعمیہ بہر چنین سخن سنجی | کہ شد سیاہ ز فرط غمش جہان بداد
شکست کلک دل خویش و زد رقم تاریخ | نجات یافت ز دام زمانہ صیاد

اور پچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے بہی لکہی ہے ؎

قانون شناس شعر وسخن بیدل | از دار بے بقا شدہ در گلشن جنان
تاریخ فوت او بصد آہ و فغان دلم | گفتا نجات یافتہ زین بیوفا جہان

شاعر ذکی الطبع وخوش فکر تہا۔ فارسی وہندی دونون مین کلام موزون کرتا تہا۔ فارسی مین نہایت مشکل ومغلق الفاظ استعمال کرتا تہا۔ اور اکثر مضامین خود تراشتا تہا اور ریختہ مین بہی خوب فکر کرتا تہا۔ بہ نسبت فارسی ہندی کلام سلیس بامحاورہ ہوتا ہے

من اشعارہ الہندی

سینہ پر اپنے عنی ہوے تاک سے | چرخ الیسین کو مال دیتا ہے
پرو پیکان تیر آہ کرے | دل بیتاب بسکہ آب ہوا
گہر بسے تیرے ہات سین مین گیا | خانہ آئینہ خراب ہوا

منعم آخر جگہا یہ دنیا پہر | جیہر با ئل شراب ہوا

نیاز ۔ محمد علی حیدرآبادی

نیاز تخلص ۔ مرزا محمد علی نام ۔ یہہ بزرگ حیدرآبادی ہین ۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکے کچہہ حالات نہین لکہے سنہ ولادت ووفات کا بہی پتا نہین ۔ ہان بچہمی نرائن شفیق کی تحریر سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۲۰۵ھ سنہ ہجری مین حیدرآباد مین زندہ تہے شاعر خوش تقریر و صاف تحریر تہے ۔ شعر فہمی مین نہایت ہی صحیح الفہم تہے ۔ دیوان صائب و قصائد انوری طلبہ کو پڑہاتے تہے ۔ ہر ایک شعر کی خوب شرح بیان کرتے تہے ۔ محاورات فارسی سے ماہر فارسی و ہندی دونون زبان مین شعر موزون کرتے تہے ۔ من اشعارہ

عنقا بہی اُس نگاہ ہما گیر کا ہے صید	ہفت آسمان جسکے مین جانے نکلکے

نیاز کا یہ ایک شعر بجائے کل دیوان ہے ۔ اور اشعار ہمکو نہین ملے اس لئے ہم نے اسی ایک شعر پر اکتفا کیا ۔

نشاء ۔ میر فقیر اللہ خان اورنگ آبادی

نشاء تخلص ۔ میر فقیر اللہ خان نام ۔ آپ رادتمند خان دیوان بیوتات کے فرزند ہین اور دیانت خان دیوان دکن کے ہمشیرہ زادے ۔ آپکی ولادت اورنگ آباد دکن مین ہوئی اسی شہر مین تربیت و تعلیم بہی پائی ۔ نواب آصفجاہ مرحوم شرافت خاندانی کے لحاظ سے آپکے ساتہہ حسن سلوک و مراعات فرماتے تہے ۔ ہمیشہ خدمات لائقہ پر مقرر کرتے تہے آخر نواب صاحب موصوف نے آپکو والد ماجد کے خطاب سے سرفراز فرما کر قلعہ پانکل یعنی

گولکنڈہ علاقہ حیدرآباد کی قلعداری مرحمت کی تا بمرگ فراخی عیش عشرت سے زندگی بسر کرتے رہے۔ خوش خلق و صاحب مروت تھے صحبت پرور و دوست پرست تھے سنجیدہ طبع و پسندیدہ فکر تھے۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ صاحب دیوان ہو گئے۔ علم موسیقی مین کامل مہارت رکھتے تھے۔ گانے بجانے کے بھی شائق تھے حریفان ہمشرب سے خوب ملتے تھے۔ نغمات و رقص کے جلسے فرماتے تھے۔ ظریف المزاج لطائف پسند تھے۔ ایکروز حضور بندگانعالی نواب آصفجاہ کی خدمت مین حاضر تھے۔ آپکے سامنے نادر شاہ کے شاہنامہ سے وہ بیت پڑہی کہ جسمین نادر کا روم سے شکست کہا کر لوٹ جانا اور دوسرے مرتبہ چڑہائی کرکے روم مین آنا۔ آپ بہت محظوظ ہوئے فرمایا فرار کی کیفیت خوب بیان کی ہے۔ بیت مذکور یہ ہے ؎

از این رفتن و آمدن عار نیست — که سیلی ز جزر و مد موج بحار نیست

من اشعارہ الفارسی

بدیدہ باز نیاید سرشک افتادہ — خدا کند که ببیند کسی ز چشم کسی

وله — بسکه بیدار بود دیدہ پر آب مرا — جوهر آئینه کند دیده رگ خواب مرا

وله — هر کشته می زند مژه ات تیر از نگاه — این فتح در گره ز نصیب سپاه کیست

وله — عریان تن است اگرچه لباسش بود حریر — بر قد هر که راست نیاید قبای فیض

از دم سرد لئیمان شمع دل افسرده است — بی فانوس در این بزم هوا ایمن چراغ نیست

گمان دارم بخاطر دارد استقبال مجنونی — مگر از دامن کهسار دیدم بسته صحرا را

شب ببزمم خنده مائل بال آن حور بود — از تبسم چون سحر کاشانه ام پرنور بود

تا نه بندد تهمت بیدادی هم دور فلک — از جهان چون نبض بسمل یک طپش منظور بود

اے آرزو اگر ہوس روشنی تراست | از مہر چشم خاک رہ بو تراب گیر
بعرض مدعا جوشیدنم صورت نمی بندد | زبان چون شمع گیرد شعلہ در ہنگام تقریرم
نظارہ ز داغ جگر از بسکہ خوش افتاد | بر روے گل اصلاً نکردیم نظر ہم
بجز گردش ندیدم از تلاش نارسائی خود | برائے مدعا ہر چند ہمچو آسمان گشتم
زبس نالیدہ ام از لطف صیاد | نگنجد در قفس بال و پر من

آپکا انتقال سنہ ۹۲ ہجری مین ہوا۔ حیدرآباد مین مدفون ہوئے۔

ناجی۔ شاہ قاسم مشہدی

ناجی تخلص۔ شاہ قاسم نام۔ مشہدی الاصل ہے۔ اولاً وطن سے ملک دکن مین وارد ہوا انتیس برس اسی ملک مین سیر و سیاحت کرتا رہا۔ کبھی بیجاپور مین جاتا تھا کبھی احمد نگر مین۔ پھر دکن سے دلی مین گیا۔ نواب برہان الملک سید سعادت خان بہادر نے کمال قدردانی سے آپکی معاش و مقام سکونت مقرر فرما دیا۔ نہایت خوشی و فراغت سے زندگی بسر کرتا رہا چند مدت کے بعد نواب موصوف کی خدمت مین حاضر ہونیکا ارادہ کرکے دلی سے اودھ روانہ ہوا اکبرآباد پہنچکر وہین ملک بقا کو رحلت کی۔ من اشعارہٖ

آتشکدہ در سراغ ما می سوزد | پروانہ ز رشک داغ ما می سوزد
شمع دل ماست روشن از مہر علی | تا صبح ابد چراغ ما می سوزد

نورس۔ مولانا نورس قزوینی

نورس تخلص۔ مولانا نورس نام۔ آپکا اصلی وطن قزوین ہے۔ آپ قزوین سے شاہجہان آباد

سن شعور کے بعد علماء شہر سے کتب درسیہ علوم و فنون کی تحصیل کین اور فن شاعری مین
بہی کمال حاصل کیا۔ خوش فکر و تازہ دم تہے۔ پسندیدہ سیرت حمیدہ خصلت ۱۰۲۸ھ ہجری
مین وطن سے شہر بیجاپور دکن مین پہنچا۔ شہنواز خان کے توسل سے علی عادلشاہ کے
دربار مین باریاب ہوئے بادشاہ کی عنایت سے سیرت شاداب بمنصب مناسب ممتاز
ہوئے۔ پہر یکایک عین عالم شباب مین اس سرائے فانی سے عالم باقی کو روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

ز من دو چیز بمیراث ماند چون رفتم — تنم بآتش و خاکسترم بباد رسید

ولہ

نہ چون گلم ہوس جوش عندلیبان است — چو غنچہ ام سر تسلیم در گریبان است

ولہ

آہم کہ طرہ بر دوش سپہر بود — از ضعف این زمان قطرہ شبنم سوزن است

ولہ

دل چون نشود خانہ زنبور از آن چشم — آئینہ فولاد زرہ شد ز نگاہش

ولہ

سنگش را کباب از جگر می برم — قدرا ز دیدہ از چہرہ زر می برم

بجذب محبت ز کنعان بمصر — پسر در کنار پدر می برم

نوعی۔ مولانا محمد رضا خبوشانی

نوعی تخلص۔ مولانا محمد رضا خبوشانی المولد ہے عالم فاضل تہا تحریر و تقریر مین بے نظیر
تہا شعر گوئی مین عدیم المثال شعراء جہان مین مشہور تہا۔ اکبری زمانہ مین ہند مین آیا ہوا
اول شاہزادہ دانیال کے مصاحبت مین رہا شاہزادہ کے انتقال کے بعد خانخانان کی ملازمت مین
آیا۔ خانخانان نے اسکی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ اپنے ساتہ حضر و سفر مین رکہا۔ خانخانان کی
تعریف و مدح مین اکثر قصیدے لکہے۔ بہت انعام صلے لئے۔ اور ایک وقت سونے مین تول گیا

میر غلام علی آزاد ید بیضا مین لکہتے ہین کہ نوعی شاہزادہ دانیال کے ہمراہ تہا اسوقت ایسا ہوا ہین کہ ایک نوجوان ہندو عین عالم جوانی مین فوت ہوا اسکی عورت نہایت خوبصورت تہی پروانہ کی طرح شوہر کے ساتہہ آگ مین گری اور اپنے وجود کو نابود و خاک کی (یعنی ستی) ہو گئی اسوقت نوعی نے شاہزادہ کے فرمانے سے ستی کے حال مین ایک مثنوی مسمی سوز و گداز لکہی یہ مشہور ہے اور ایک ساقی نامہ بہی لکہا وہ بہی معروف ہے ہم آپکے ساقی نامہ کا ایک قطعہ اور اشعار مین سے چند شعر ہدیہ ناظرین کرتے ہین آخر سنہ ۱۰۱۹ ہجری مین شہر برہانپور مین فوت ہوے خانخانان کو سخت رنج و الم ہوا۔ صحف ۲ شعارہ ۱۲ الفارسی

قطعہ ساقی نامہ

بدہ ساقی آن ارغوانی نبید — کہ روز خزان ہا بپایان رسید
بگردان زرہ عمر بگذشتہ را — چو شاہ نجف روز برگشتہ را

بشکن دلم کہ را بجز در شیشہ ئی — ولہ — کس را زبیرون شیشہ نبوید گلاب را
وجد و منع بادہ صوفی اینچہ کافر نعمتی ہست — ولہ — منکر می بودن و ہمرنگ مستان زیستن
باغبان در شہر پیدا ہم خار شکستم — ولہ — زین خلاف سبحہ آستم کہ گل در بار نیست
وسیلہ کہ بوی محبت از و نمی آید — ولہ — سبوئے چون گل کاغذ کہ بو نمی آید
سبوئے بادہ بدوش کسے کہ سایہ نکند — آفتاب سرا و فرو نمی آید
ہمین خمارتم از بادہ بس چون شبنم — شکستہ رنگئ عشقم برو نمی آید
ما عاشقیم و جز خانہ خرابی فن ما نیست — ولہ — خصم است بخود ہر کہ بجان دشمن ما نیست
بجور حجرہ سوز آہ شعلہ بار منست — ولہ — شراب شیشہ شکن اشک بیقرار منست
زان پیش کہ صبح از شب امید بر آید — بکشا در ہمین شیشہ کہ خورشید بر آید

چون مراحسن خیال تو در آغوش آید	ولہ	طفل اشکم تماشائے بر دوش آید
تا رو تو بینم مژه ام پاک کن از اشک	ولہ	گر گریہ نگاہم چو نقش در تہ آب است
بقدر وسع نظر جلوه می کند لیلا	ولہ	چو آئینہ ہمہ تن دیدہ شو تماشا کن
باشک تازه ز مژگان چکیده پا سنه	ولہ	حذر کہ گوہر نو سفتہ بگیر ما ن گرم است
قانع بہ تجلی نشو و تشنۂ دیدار	ولہ	پروا نہ بمہتاب تسلی نتوان کرد
نا خوش بود ز ساغر بیگانہ آب خضر	ولہ	زہر لال از قدح آشنا خوش است

نصرتی - محمد نصرت دکنی

نصرتی تخلص - محمد نصرت نام - دکنی المولد ہے - حاکم کرناٹک کے قرابتداروں سے تہا ریختہ مین شاعر خوش بیان و شیرین زبان تہا - سخن سنجی و شعر فہمی مین بیمثل تہا - معانی و الفاظ کی شیرازہ بندی مین بے بدل تہا - آپکے کلام سے تازہ تازہ مضامین نمایان مین لطائف و ظرائف عیان - آپکی گذر اوقات توکل و قناعت پر تہی اکثر امراو شرفا حسن سلوک سے مساعدت کرتے تہے مگر آپ کشادہ دست و فیاض دل تہے جو کچہہ ملتا یا آتا تہا اُسکا نصف حصہ خود صرف کرتا تہا اور دوسرا نصف فقرا و غربا پر تقسیم کرتا تہا - مدت تک کرناٹک مین با پہر سیر کرتے ہوئے بیجاپور مین آیا - اُسوقت علی عادل شاہ کا زمانہ شباب پر تہا باریاب ہوا منصب عمدہ سے سرفراز ہوا سنہ ۱۰۷۶ ہجری مین دکنی زبان مین علی نامہ لکہا - علی نامہ کی ٹھیٹ دکنی زبان ہے - آج کل خود دکنی ہی اُس زبان کو سخت جانتے ہین - مگر اُس زمانہ مین یہی زبان درست و ٹہیک تہی - علی نامہ مین علی عادلشاہ کے فتوحات و سیر و حالات کو نظم مین لکہا ہے - اور نصرتی کا یہہ علی نامہ جس زمانہ مین لکہا گیا

اُس زمانہ مین اس کتاب سے پہلے کوئی کتاب ہندی مین کسی بادشاہ کی مدح و تعریف مین نہین لکھی گئی تھی۔ اور یہہ علی نامہ بھی ولی کے دیوان و دہ مجلس کی طرح کتب مدایح مین اولیت کا مستحق ہے۔ علی نامہ ختم کرنے کے بعد نصرتی کو علی عادلشاہ نے خلعت و ملک الشعرائی کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ نصرتی تمام ریختہ گویان دکن مین ملک الشعرا تھا آخر سنہ ۱۰۹۵ ہجری مین فوت ہوا۔ ہم اُسکے علی نامہ سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتے ہین۔ جناب نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب کے کتبخانہ مین علی نامہ قلمی موجود ہے

نقل ہے کہ ایکروز شاہ معین ناجی فقیر نصرتی کے پاس آیا اور سوال کیا۔ نصرتی نے اُسکو کچھہ دیا۔ فقیر نے کہا اپنے اشعار سے کوئی شعر سنائیے۔ نصرتی نے ایک تازہ بیت جو اسیوقت موزون کی تھی سنائی ؎

نہ بولا ہے نہ بولے کوئی گدہی کو　　　زمین کے زلف مین بولا نہ بکو

فقیر نے فی البدیہہ یہہ جواب دیا ؎

نہین ظاہر کسی جیتے موے کو　　　زمین کے کانا بولا ہون کوے کو

نصرتی فقیر کا شعر سنتے ہی درہم برہم ہوا۔ شاہ معین کو بین مین آویزان کیا۔

من اشعار الهندی

نادان سے نصیحت کی بچن بول نکو　　　پانی منی کہاری تو شکر گھول نکو
تجہ عشق کے دریا نے جن تیر گیا ہے　　　وہ گوہر مقصود دکہان کر سو لیا ہے

من علی نامہ حمد باری

سہرا نا سری آس سکت دار کون　　　کہ اتوار [illegible] آتش نژاد ہار کون
دیا اور ستم کے پنجہ مین زور　　　پڑیا [illegible] جس [illegible] ل مین دریا کے شور

کرنہارا ہر سرکش کو مغلوب دے
طلب کا چہ طالب کی مطلوب دے

بزرگی جسے دیکھہ پستی دیا
ظفر ہین پیش دستی دیا

جسے تون دیا زور شمشیر کا
نہ سر پنچہ ہوئے تسکی سم شیر کا

دیا تو نچہ پنجی کی شہباز کون
کہہ لک شاہ پر تہہ پرواز کون

ذہنی تو تجہ ہے سچہ دو دیر کا
نہین ہے سبب صلح ہور بیر کا

تیرا دہیان دائم دہری دلمین پور
جنا جن و انسان و وحش و طیور

کتی کہہ سکے حمد تجہ بے شمار
کہ دریا کون کوئی نہیں جاتا ہے پار

کہ تجہ لکہ صفت تی نہوئی یک رتی
اپنا کر منا جات اسے نصرتی

تو ہین اے شہنشاہ دنیا و دین
شجاعت کی ہی صف کا کرسی نشین

شرف کون دلیری کی تجہ سینہ صدر
دیا ہیبت پکڑ تیغ کون تو نچہ قدر

تیری کاج حق نے پیدا کیا
عزا کا شرف تون ہوید اکیا

تیرا دبدبہ دیکہہ خوش دہا تکا
زمین پر نہ تہا پا قدم لات کا

تیرا نور بے مثل گوہر کا آب
تیرا روح بے شبہ گل کا گلاب

منقبت شاہ ولایت علیہ السلام

زہے بیشہ لامکان کا دلیر
علی ولی او خدا کا ہے شیر

ولایت کا اور کہتے ہے تون بیہ دار
کہ ہر شاخ پر ہے نبوت کی بار

محبان کے دلمین تیرا حب یقین
بنم جاب ہی ایمان کون حصن حصین

تو ایک کوٹ ہے برج جسکے تمام
او بارا اماما ن علیہ السلام

ہوا جب سون حصار استوار
زمین پائیدار ہی سون ہوی برقرار

علی عادلشاہ کی مدح مین

لکھون نیا مدح شاہ زمان
کہ ثانی سکندر ہے صاحبقران

قلم آج جو تجہ جہانگیر ہے
صفت شہ کی لکھنے کی تاثیر ہے

زہے شاہ عادل سہی ولی
علی بن سلطان محمد علی

جو مین ورد تجہ اسم اعظم کیا
بچن سون سخر یو عالم کیا

دکن نت ہے اس فخر سون باغ باغ
کہ تسی گہر ہے تجہ سا گہر شب چراغ

ہر یک دیپ تجہ دیپ آنا ضرور
کہ سب ملک اندہار دکن پر ہے نور

تیرا چتر خورشید کا سائبان
منگی تجہ علم کا پناہ آسمان

دکہن اتہی کیا بلند آج بخت
کہ جان تون ہوا شہ خداوند تخت

تاریخ فتح پنالہ

وہین او فتح کی تاریخ نصرتی بولیا
علی نے پلہین پنالا لئے صلابت سون

١٠٧٥

قصیدہ مدحیہ

اے شہ تون ہمنام علی شاہا ہنہ تیری سروری
دلدل افلاک کا رام تجہ کرنا زمانہ قنبری

مذمت طمع

طمع اہل عزت کون کرتی ہے خوار
کرے جگہین بے قول و بے اعتبار

طمع نام و ناموس کا کال ہے
طمع جیون کو سکے بہونچال ہے

طمع مرد آزادہ بندہ جان
طمع تجہ ہوی دین و دنیا کون ہان

طمع بخت لے چہین ہونڈا کرے
طمع ساؤ کون نت کلونڈا کرے

طمع یار سون ناموافق دس آئے
مسلمان کو ناموافق دس آئے

وہ اشعار علی نامہ کے خاتمہ مین کہتا ہے

سخن کا بڑا قدر ہے شہ کے پاس کہ جو ہر پرکھتا ہے جوہر شناس
کہتا ہون سخن مختصر بے گمان کہ یہ شاہنامہ دکن کا ہے جان

نصرتی سنی المذہب تہا بندہ نواز گیسو دراز کے خاندان کا مرید و معتقد تہا -
چنانچہ اسکے شعر سے جو حضرت کی مدح مین لکہا ہے عیان ہے ؎

جسے ناون عالم مین بندہ نواز محمد حسینی ہے گیسو دراز

نفیس بہوانی پرشاد ایلچپوری

نفیس تخلص - بہوانی پرشاد نام - آپ چینی لال ایلچپوری برار کے فرزند ہین - آپ قوم کے کائستہ ہین - آپکا مولد و منشا بلدۂ ایلچپور صوبہ برار ہے - مدت سے حیدرآباد دکن مین رونق افروز ہین - فارسی اور حساب سیاق مین منشی بیبدل ہین - اور قانون دانی مین بے مثل مشہور ہین وکالت کرتے ہین - وکلا ناسی مین شمار کئے جاتے ہین - خوشحال و فارغبال ہین مولف تذکرہ کے ہم وطن مین کبھی ملاقات کا اتفاق نہین ہوا خیر وقت سمجھی جائیگی - اللہ تعالی آپکو خوش و خرم رکھے - آپ موزون الطبع و سنجیدہ فکر ہین کبھی کبھی شعر موزون فرماتے ہین آپکو میر سرفراز علی الہ آبادی المتوفی سنہ ۱۲۹۵ ہجری سے تلمذ تہا - ابتدا مین مولانا تہد صاحب سے مشق کرتے رہے ہین - کلام درست ہے شستہ و پختہ معلوم ہوتا ہے - من اشعار الہندی

بتون کو سنگدل حق نے بنایا	بچاؤ ان شیشہ دل مین کہان ہے
فقط نفرت ہے مجہسے رنگ بیجان	محبت ہے تمہین ساری جہان سے

تیرے ایوان کا اللہ رے رتبہ
وہ باتیں کر رہا ہے آسمان سے
دوا سمجھا ہوں اپنے درد سر کی
میں سر گھستا ہوں اُنکی آستان سے
ہوا اچھا جو سر قاتل نے کاٹا
سبک میں ہو گیا بار گران سے
نفیس اب تجھسے وہ گویا نہوگا
کیا ہے لال منہ کو اُس نے پان سے

نفیس۔ محمد رفیع الدین حسین حیدر آبادی

نفیس تخلص۔ محمد رفیع الدین حسین نام۔ آپ محمد حامد حسین منصب دار سرکار عالی نظام کے فرزند ہیں۔ آپ حیدر آبادی المولد ہیں۔ آپنے ضروری لیاقت حاصل کرنے کے بعد شعر و شاعری کی تحصیل کا ارادہ کیا۔ محمد مظفر الدین متخلص بہ معلی کی خدمت میں اس فن کو حاصل کیا۔ فارسی و اردو دونوں زبانوں میں کہتے ہیں خوش طبع و خوش فکر کلام سلیس و نفیس ہے۔ فی الحال قیاساً آپکی عمر پینتیس ۳۵ برس کی ہوگی سلمہ اللہ تعالے۔ من شعراء الهند ہے

بے مثل بے نظیر ہے تیرا وجود پاک
کیونکر نہ چوم لے تجھے خالق بنا کے ہاتھ
مثل حباب غرق ہوں دریائے عشق میں
ہے میرا فیصلہ کسی ناآشنا کے ہاتھ
کر لیجئے گا قوت بازو کا امتحان
باقی رہیں نہ آپکے جور و جفا کے ہاتھ
حامی ہیں تیرے شافع روز جزا نفیس
ہے کشتی نجات اُسی ناخدا کے ہاتھ

من اشعارہ الفارسی

پریرویان مرا دیوانہ کردند
بشمع حسن خود پروانہ کردند
بوقت انعقاد بزم کونین
مہیا ساغر و پیمانہ کردند
ستمہائے بتان ہند بینند
حریم کعبہ بتخانہ کردند

ناقص ۔ قاضی محمد حبیب صاحب ملکاپوری

ناقص تخلص ۔ خواجہ محمد صاحب نام ۔ خواجہ مظفر عرف ننھے صاحب کے فرزند آپکے
نسب کا سلسلہ محمد بن فضل اللہ برہانپوری صاحب تحفہ مرسلہ سے ملتا ہے ۔ آپکی ولادت
باسعادت ۱۲۱۸ھ ہجری مین قصبہ ملکاپور ضلع بلدانہ برار مین واقع ہوی ۔ نشو و نما بھی قصبہ
مذکور کی آب و ہوا مین ہوا ۔ و تعلیم و تربیت بھی اُسی قصبہ مین ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم حضرت
شیخ گلاب صاحب مرید مولوی جلال الدین عرف بندوالے صاحب برہانپوری سے جو
مولف فقیر کے جد فاسد تھے ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم کے بعد متفرق استادون سے کتب درسیہ
فارسیہ تحصیل کین ۔ اور بقدر عربی مختصرات نحو صرف مین بھی استعداد حاصل کی تھین
فارسی انشا پردازی و عبارت نویسی مین عمدہ مہارت و لیاقت رکھتے تھے ۔ سید عبدالحبیب صاحب
جو ملکاپور تعلقہ کے قاضی تھے اُن کی دختر نیک اختر سے شادی کی ۔ قاضی صاحب کے
اولاد مین صرف یہی ایک دختر تھی ۔ بوجہ لاولد ہونیکے اُنہون نے داماد کو اپنی معاش
و قضات کا مختار کر دیا ۔ اور کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ داماد کے نام پر بہ سرکاری طور
سے ہبہ کر دی ۔ خواجہ صاحب اُسی روز سے ملقب بقاضی ہوئے ۔ خواجہ صاحب اجداد سلف
کی طرف سے بھی صاحب انعام و جاگیردار موضع پکنہ تعلقہ ملکاپور تھے ۔ اور اب سسرال
کی طرف سے بھی صاحب معاش ہوئے ۔ آسودہ حال و فارغ البال ہو گئے ۔ عمدہ طرح سے
زندگی بسر کرنے لگے ۔ قاضی صاحب باوجود جاہ و حشمت نہایت ہی متواضع و خاکسار
تھے ۔ خوش خلق و خوش گفتار تھے ۔ ہر کس و ناکس سے خندہ پیشانی و شگفتہ روئی کیساتھ
ملتے جلتے تھے ۔ فقرا دوست و غربا پرور نامور و فیض گستر تھے ۔ برار مین آپکی مہمان نوازی
اور آشنا پروری مشہور و معروف ہے ۔ ہمیشہ آپکے گھر پر ایک دو مسافر مہمان رہتے تھے

ملکاپور میں آپکا دولتخانہ کیا تھا مسافرون کے لئے مسافرخانہ تھا۔ اگر اتفاقاً کسی روز
مہمان نہیں ہوتا تھا تو آپ بےچین و بیقرار ہوتے تھے۔ اُسروز انتظار کرتے تھے۔ کھانا
وقت پر تناول نہیں فرماتے تھے۔ ملازمین سے کہتے تھے دیکھو مسجد میں کوئی مسافر
تو نہیں ہے۔ ملازم دیکھکر آتے اور کہتے کہ ابتک تو کوئی نہیں آیا ہے۔ آپ مجبور ہوکر اسوقت
کسقدر نہایت ناخوشی سے بقدر سدرمق نوش فرماتے۔ آپنے قصبہ کے لوگون کو
اپنے اخلاق سے تسخیر کرلیا تھا۔ ایک عالم آپکا مطیع و تابعدار تھا کوئی آپکی حکومت کے
دائرہ سے باہر قدم نہیں رکھتا تھا۔ آپکی انتظامی قوت بھی نہایت درست تھی۔ ہر امر میں
حکمت عملی کو مدنظر رکھتے تھے۔ آپ جو کچھ کرتے تھے وہ حکمت و فراست کے موافق ہوتا تھا
آپکے بھائی خواجہ احمد صاحب ۱۲۵۲ھ ہجری میں نواب میر قادر علیخان تعلقدار برار کی طرف سے
نواب ناصرالدولہ کے زمانہ میں نیابتاً برار کے تعلقدار ہوئے وہ مدت تک کام کرتے رہے
آپ نواب صاحب کے غیبت میں بھائی کو تعلقہ کے کام میں بڑی مدد و اعانت فرماتے تھے
آپ کی توجہ سے جناب خواجہ احمد صاحب نے تعلقہ کا کام اس خوبی سے چلایا کہ تمام رعایا
و عہدہ داران کے کام سے خوش تھے۔ کوئی کسی غریب پر ظلم و تعدی نہیں کرنے پاتا تھا
آپکی سرشت کا خمیر اتفاق و محبت کا تھا اسی وجہ سے آپ ہمیشہ عام و خاص خلائق میں
اتفاق کراتے تھے۔ آپکی مجلس سے اختلاف کوسون دور رہتا تھا۔ قصبہ کے ہندو آپکو اوتار
اور مسلمان ولی کہتے تھے کس درجہ مقبول عام و عزیز خلائق تھے۔ علما و فضلا و مشائخ
و فقرا کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ اور ان بزرگون سے نہایت کسرنفسی و خاکساری
سے ملتے تھے۔ ان بزرگون کی محفل میں نہایت ادب سے گفتار و رفتار فرماتے تھے وضعداری
میں نہایت ہی مستقل مزاج و ثابت قدم تھے۔ جس سے ایکوقت ملاقات کرتے اسکا

لحاظ ہمیشہ رکھتے تھے۔ کبھی آپکی استقلالی مین تزلزل نہین ہوتا تھا متانت و حلم مین
گویا ایک پہاڑ تھے۔ ایسے بردبار و مستحکم تھے کہ جگہہ سے نہین ہلتے تھے کسیکے برا کہنے
سے نہ رنجیدہ ہوتے تھے نہ بھلا کہنے سے خوش۔ آپ ہر حال مین ایک حال پر تھے۔ آپ ظاہر مین
امیر تھے مگر باطن مین فقیر متشرع و متدین تھے صوم و صلوٰۃ کے پابند۔ صلوٰۃ خمسہ جماعت
سے ادا کرتے تھے مدۃ العمر آپکی نماز قضا نہین ہوئی۔ سنت نبوی پر قائم۔ خدا و رسول
کے حکم کے کاربند تھے۔ بزرگان دین و اولیا کرام کے معتقد تھے۔ محمدی حنفی المذہب
چشتی الطریقہ تھے۔ آپکو میر تقی علی صاحب کاکوروی سے حسن ارادت و خلافت تھی
آپ سنہ ۱۲۸۷ ہجری مین ملکاپور سے کاکوری میر موصوف کی خدمت مین گئے وہان چند روز
رہے بیعت و خلافت سے مشرف ہو کر وطن مالوفہ کو واپس آئے۔ آپ عزیز و اقارب
سے اسطرح سلوک فرماتے تھے کہ کوئی عزیز آپکا شاکی نہین تھا۔ یہ خوبی جناب قاضی صاحب
ہی کو مخصوص تھی کیونکہ انعامدار و جاگیردار جو قرابتدار ہوتے ہین اونکی نسبت عرب کی
مثل مشہور ہے۔ الاقارب کالعقارب۔ بایکدگر دشمن جانی ہوتے ہین۔ باہم ایک
دوسرے کی تباہی و بلاکی کی فکر کرتے ہین۔ ہمارے جناب قاضی صاحب نے عرب کی ضرب المثل
کے مفہوم کو باطل کر دیا۔ انسانیت و آدمیت اسی صفت کا نام ہے جو قاضی صاحب
مین تھی۔ ہم ناخلفون کو اون کی پیروی کرنا چاہئیے۔ اور اون کے قدم بقدم چلنا چاہئیے
مولف فقیر کو جناب قاضی صاحب سے نیاز تھا۔ نہایت محبت و رحمت فرماتے تھے۔ میرا
عالم شباب تھا حضرت مجکو نہایت تعظیم و عظمت سے یاد فرماتے تھے۔ کبھی حقارت سے
نہین دیکھا۔ یہانتک کہ ایک وقت قاضی صاحب کے حرم محترم اس فقیر سے نہایت ہی
ناخوش و کشیدہ ہو گئین محل مبارک مین میرا نام لینا مکروہ و نامبارک سمجھتی تھین مین

اُس زمانہ مین احتیاطاً حضرت قاضی صاحب سے ملنے مین حجاب کرتا تہا اتفاقاً کبہی کبہی
ملاقات ہو جاتی تہی اُسوقت مین دلمین خیال کرتا تہا کہ حضرت مجہسے ناخوش و رنجیدہ
ہون گے۔ مگر مین نے حضرت کو اپنے گمان کے خلاف پایا۔ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم
آپ مجہسے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے تہے کبہی بہولکر بہی رنج کا حرف زبان پر نہین لایا
پاک طینت و صاف طبیعت تہے۔ اللہ تعالی اُن کو غریق رحمت کرے۔

حضرت قاضی صاحب موزون الطبع و خوش فکر تہے کبہی کبہی شعر موزون کرتے تہے۔
آپکا کلام فارسی و اردو دونون زبان مین درست و با محاورہ ہوتا تہا افسوس کہ ہمکو آپ کا
کلام دستیاب نہین ہوا۔ آپ ۱۲۹۳ھ ہجری مین بعمر ہفتاد و پنج اس عالم فانی سے بہشت برین
کو روانہ ہوئے۔ قصبہ ملکاپور مین جامع مسجد کے دروازہ کے سامنے مدفون کئے گئے
انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپنے باقیات الصالحات اولاد مین تین لڑکے۔ اور تین لڑکیاں
یادگار چہوڑے۔ آپکے اول فرزند مسمی خواجہ بدیع الدین خان بہادر المتوفی ۱۳۲۲ھ ہجری
دوسرے فرزند خواجہ اکرام الدین صاحب المتوفی ۱۳۱۷ھ ہجری تیسرے فرزند خواجہ منیر الدین صاحب
سلمہ اللہ تعالی تینون فرزند بمصداق الولد سر لابیہ لائق و خوش اخلاق ہین۔ صاحب
عزت و جاہ ہین۔ خوشحال و فارغبال ہین والد ماجد مرحوم کی رفتار و گفتار کے پیرو
ہین یہی تینون بزرگ قصبہ ملکاپور کے پیشوا و سرپرست ہین۔ برادرم ممدوح معروف
جناب خواجہ بدیع الدین صاحب مسند قضا پر جلوہ افروز تہے۔ خواجہ صاحب ہوشیار
و تجربہ کار سنجیدہ مزاج و شگفتہ طبع۔ عاقبت اندیش و پسندیدہ کیش تہے
و دنیوی امور کا انتظام عمدہ طرح سے کرتے تہے۔ سرکار گورنمنٹ سے آپکو خان بہادری کا
خطاب ملا تہا۔ قصبہ مذکور مین آنریری مجسٹریٹی کی خدمت پر مقرر تہے۔ مدت سے

کام کرتے رہے تھے۔ نہایت امانت دار و دیانت دار تھے واقعی یہ بزرگ بھی پدر بزرگوار کی طرح پاک طینت و نیک سیرت تھے دوست پرور مہمان نواز علما و فقرا سے صحبت رکھتے تھے طلبہ کو اپنے بچوں سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ آپنے قصبۂ مذکورہ میں ایک دینی مدرسہ مسمی فیاضیہ قائم کیا تھا اسمین پچیس تیس طلبہ رہتے تھے طلبہ کو کھانا کپڑا خود دیتے تھے مدرسہ کے لئے ایک کتب خانہ بھی قائم کیا تھا اکثر کتب درسیہ فقہ و حدیث جمع کی تھین اللہ تعالی آپکی حسن نیت کی برکت سے مدرسہ کو رونق دیوے طلبہ اور آپکے دو صاحبزادے بلند اقبال جو آسمان سیادت و نجابت کے فرقدین ہین کامیاب و فائز المرام کرے۔

ایک صاحبزادہ خواجہ فیاض الدین المخاطب بہ خانصاحب۔ دوسرا خواجہ قطب الدین کپل درجہ اول سلمہما اللہ تعالے صاحب جمہ کے اور دوسرے صاحبزادے یعنی جناب خواجہ اکرام الدین صاحب سراپا اشفاق و حسن اخلاق سلیم الطبع و مستقیم الوضع تھے طبیعت مین خاکساری تھی فقرا و غربا کے حال پر نظر کرم رکھتے تھے ہمت و جرأت مین بمثل مہمانداری غربا نوازی مین بے بدل تھے مولف فقیر کے حال پر نہایت ہی عنایت و کرم فرماتے تھے ۱۳۱۱ھ سنہ ہجری مین فوت ہوئے اُن کے صاحبزادے خواجہ معین الدین صاحب و خواجہ فصیح الدین صاحب جوان سعادتمند و نیک محضر ہین خدا اُنکو سلامت رکھے۔ تیسرے صاحبزادے مسمی خواجہ منیر الدین صاحب جوان صالح و لائق ہین انگریزی مرہٹی و فارسی مین عمدہ لیاقت رکھتے ہین اکثر بیمار رہتے ہین مگر فی الحال حاذق و تندرست ہین وہ بھی خلیق و لبیق ہین مہمان نوازی آپکی موروثی عادت ہے۔ جناب تایا صاحب کے تینون صاحبزادے اخلاف صدق تھے انہین سے ایک زندہ ہین سلمہ اللہ تعالے

ناصر نواب نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ شہید والی دکن

ناصر تخلص۔ میر احمد خان نام۔ نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ خطاب ہے آپ حضور آصفجاہ مرحوم

والی دکن کے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت باسعادت ســـــہ ہجری مین ہوئی حضور
بندگانعالی نے فرزند دلبند کی خوشی مین ایک جشن شاہانہ منعقد فرمایا۔ تمام ارکین لث
کو انعام واکرام سے سرفراز فرمایا مولود مسعود کی پرورش کا عمدہ اہتمام کیا۔ جب چار برس
اور چار مہینے چار دن کی عمر ہوئی تب حضور نے اس ملک کے رسم و رواج کے موافق تسمیہ خوانی
کا جشن نہایت تکلف و عظمت سے ترتیب دیا۔ تسمیہ خوانی کے بعد فرزند دلبند کو استاد
دانشمند کی خدمت مین بھیجا چشم بددور صاحبزادہ بلند اقبال ہوشیار و ہونہار تھے
تحصیل علم و کسب فضل مین مشغول ہوئے۔ پھر آپ سن شعور کو پہنچے علوم و فنون مین لائق ہوئے
جب حضور بندگانعالی حسب الطلب محمد شاہ بادشاہ ہند سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین دلی متوجہ ہوئے
اسوقت آپنے تمام صوبجات دکن کا انتظام و اہتمام نیابتاً فرزند دلبند کے تفویض فرمایا
نواب نظام الدولہ نے حضور کے بعد ریاست کے نظم و نسق مین بڑی جانفشانی و عرقریزی
کی خوب انتظام فرمایا اور ملک مین امن و امان قائم کر دیا۔ ادنی و اعلی کو انعام و اکرام و
جاگیر و خطاب سے سرفراز کیا۔ نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان آپکے وزیر اعظم تھے
جب حضور بندگانعالی دار الخلافہ دلی سے دکن کی طرف متوجہ ہوئے اسوقت مفسدین
نے نظام الدولہ کو مخالفت پر آمادہ کیا۔ فرزند و پدر کے درمیان محاربہ واقع ہوا۔ نظام الدولہ
صحیح سلامت والد ماجد کی خدمت مین پہنچ گئے۔ چند روز معتوب رہے۔ پھر حضور نے
سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین فرزند کا قصور معاف فرمایا اور عتاب سے نکالا اور سایہ عنایت و رحمت
مین لے لیا۔ سنہ ۱۱۵۸ ہجری مین اورنگ آباد کی صوبہ داری عنایت کی۔ اور آپکو اورنگ آباد
روانہ کر دیا پھر سنہ ۱۱۵۹ ہجری مین حضور حیدرآباد کو پہنچے۔ آپکو اورنگ آباد سے بلایا۔ آپ
فی الفور خدمت مین حاضر ہوئے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی سرو آزاد مین لکھتے ہین کہ تقریبی

اس سفر مین نواب شہید کا رفیق تہا۔ انتہی کلامہ۔ فرزند و پدر واگنگیرہ و میسور گئے
حضور نے نظام الدولہ کو سرینگ پٹن راجہ کے پاس نذرانہ وصول کرنیکے لئے رخصت
کیا اور آپ اورنگ آباد آئے۔ پھر نظام الدولہ میسور کے راجہ سے نذرانہ لیکر والد کی خدمت مین
بمقام اورنگ آباد پہنچے۔ پھر چند روز کے بعد فرزند و پدر دار السرور برہانپور روانہ ہوئے
نواب آصفجاہ برہانپور مین متوجہ بہشت برین ہوئے۔ نواب نظام الدولہ صاحب ترجمہ
مسند نشین ہوئے۔ برہانپور سے صوبہ اورنگ آباد مین جو دکن کا دار الخلافہ تہا آئے بارش کی
موسم تہی انہین دنون مین احمد شاہ بادشاہ ہند نے آپکو بلایا۔ آپ فی الفور عازم ہند ہوئے
نربدا تک پہنچے تہے کہ دوسرا حکم آیا کہ دکن ہی واپس چلے جائے۔ آپ اورنگ آباد واپس
آئے۔ ہدایت محی الدین ہمشیر زادہ نواب شہید نے جو رائچور و ادہونی کی حکومت پر
مامور تہا سرکشی و بغاوت شروع کی۔ آپ بسبب موسم بارش اورنگ آباد مین قیام پذیر تہے
کہ اسی عرصہ مین حسین دوست خان عرف چندا صاحب بواسطہ ہدایت محی الدین سے ملگیا
اور تسخیر ارکاٹ کی تحریص کی۔ ہدایت محی الدینخان نے فرانسیسی فوج ہمراہ لیکر انور الدینخان
ناظم ارکاٹ پر حملہ کیا۔ ۶ شعبان سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین سخت مقابلہ و مقاتلہ ہوا بحسب تقدیر
انور الدینخان شہامت جنگ شہید ہوئے۔ نواب نظام الدولہ ستر ہزار سوار و توپخانہ بیشمار
و ایک لاکھ پیادہ لیکر باغی کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے۔ بندر پہلچری جو اورنگ آباد سے
پانسو کوس ہے وہانتک کا ارادہ مصمم فرمایا۔ ہدایت محی الدین فرانسیسی لشکر کے ہمراہ
قریب پہلچری کے قیام پذیر تہا۔ ۲۶ ربیع الاخر سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین فرانسیسی فوج سے
مقابلہ شروع ہوا ۲۷ ربیع الاخر کو محمدی فوج سے فرانسیسی فوج نے شکست کہائی
ہدایت محی الدین گرفتار ہوا آپنے حکم دیا کہ باغی کو حفاظت مین رکہو۔ اور باغی کی فوج کو

جان و مال سے امان دیا۔ خیرخواہون نے رائے دی کہ باغی کا زندہ رکھنا مناسب نہین
مگر نواب بمقتضائے رحم قتل پر راضی نہین ہوئے۔ بدخواہون نے احسان فراموشی کی
اور دوبارہ مستعد جنگ ہوئے۔ اور فرانسیسی بہی باوجود ہزیمت شورش و فساد پر آمادہ
ہوئے۔ آپ وہان سے سرزمین ارکاٹ مین آئے۔ خیرخواہون نے علی الخصوص نواب
صمصام الدولہ نے ارکاٹ مین قیام کرنے سے ممانعت کی مگر منظور نہین فرمایا۔ اسی
اثنا مین چینجی کا قلعہ فرانسیسی فوج کے قبضہ مین آگیا۔ پہر آپ ۱۱ شوال ۱۱۶۳ہجری
ارکاٹ سے برآمد ہوئے۔ ۱۷ ماہ مذکور کو ایکرے وبتش کال سے ملے اور اُسکے ہاتہہ پر
منہیات سے توبہ کی۔ سرداران افاغنہ کرناٹک ہمرکاب تہے۔ آپکے نمکخوار و پرورش یافتہ تہے
مگر باطن مین یہ ناحق شناس مالک قدیم و محسن کریم کا پاس نمک نکرکے نصاری فرانسیس سے
ملگئے تہے۔ ۱۷ محرم ۱۱۶۴ہجری مین زیر قلعہ چینجی لڑائی شروع ہوی اگر افاغنہ نصاری
کے شریک نہوتے تو نصاری مین اسقدر قدرت نہ تہی کہ لشکر اسلام کے مقابل ہوتے
معرکہ کے وقت خیرخواہون نے عرض کی کہ افاغنہ فساد و غدر پر آمادہ ہین۔ نواب نے
اعتبار نہین فرمایا۔ آپ سمجہتے تہے کہ افاغنہ میرے نمک خوار و جان نثار ہین۔ یہانتک
کہ آپ عین معرکہ مین فیل سوار ہمت خان افغان کے طرف متوجہ ہوئے۔ اور تواضعا
سلام کے لئے ہاتہہ اُٹہایا مگر اُس نمک حرام نے سلام کا جواب نہین دیا پہر نواب نے گمان کیا
کہ شاید مجہکو نہین پہچانا۔ آپنے عماری سے سر بلند کیا اُسوقت ہمت خان نے بندوق
چلائی وہ بندوق کی گولی نواب کے سینہ پر پہنچی اُسیوقت کام تمام کردی۔ پہر افاغنہ نے
نواب کا سرتن سے جدا کرکے نیزہ کی نوک پر آویزان کیا۔ امت محمدی نے ماہ محرم
امام الشہدا رضی اللہ عنہ کے سات جو سلوک کیا تہا وہ نواب کے نوکرون نمکخوارون نے

نواب کے ساتھ کیا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ دوسری اہل فوج نے سر کو نیزہ سے علیحدہ کر کے اورنگ آباد روانہ کیا ۔ شاہ برہان الدین کے مرقد کے پایین قریب قبر نواب آصفجاہ مرحوم دفن کیا ۔ شہادت قریب قلعہ پنچی واقع ہوی ۔ میر غلام علی آزاد نے تاریخ شہادت کہی ؎

نواب عدل گستر عالیجناب رفت
فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم ز ماہ محرم شہید شد
تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت

نواب شہید امیر دین پرور و عدالت گستر تھے ۔ بندہ نواز و غریب پرور ۔ اولو العزم عالیہمت ذی مروت و جرات تھے ۔ فصاحت و بلاغت مین وحید عصر سخن گوئے و سخن فہمی مین فرید دہر تھے مشق سخن مین مرزا صائب کا تتبع کرتے تھے ۔ کلام کو ایسے درجہ پر پہنچایا تھا کہ سخنوران نازک خیال حیران ہوتے تھے ۔ نواب شہید کا ہر ایک شعر صاف و شستہ و ہر ایک مصرع شائستہ و برجستہ ہے معاصرین شعرا کو آپکے ہم طرح کہنا محال ہوتا تھا کلام مین صائب کی طرح تمثیل و نظائر کو خوبی کے ساتھ لاتے ہین اجنبی شخص بلکتے ہی صائب اور آپکے کلام مین تمیز نہین کرسکتا ہے ۔ آپ صاحب الدیوان ہین آپکے تین دیوان ہین اعلیحضرت غفران منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ بہادر ششم کے حکم سے تینون دیوان سرکاری مطبع مین آقا نصر اللہ المخاطب نواب دولت یار جنگ بہادر کے اہتمام سے مطبوع ہو چکے ہین ۔ فقیر مولف کے پاس تینون نسخے موجود ہین ان مین سے اشعار انتخاب کرکے ذیل مین لکھتا ہون ۔ **من اشعارہ الفارسی**

سایۂ لطف خداوند بود بر سر ما
ہست اقبال خدا داد مقیم در ما
طالع ماست ز انوار جلالت روشن
فخر بر مہر جہانتاب کند اختر ما

شرف آدمی از یمن ارادت باشد	وله	دست تسلیم او نگاه بود افسر ما
ناصر از یاوری همت شاه مردان		شاهد فتح و ظفر جلوه کند در بر ما
بدست تا ز افشاندی چو زلف عنبرافشان را	وله	بروی خاک افکندی چه کلهای پریشان را
ز قدر و منزلت هرگز نگردد ذره کمتر		زند مور ضعیفی بوسه گر دست سلیمان را
ارسطو شد ز فطرت باریاب بزم اسکندر		بحکمت میتوان گشتن مقرب پادشاهان را
گر تو خواهی بقای دولت را	وله	به ادب نه بنای دولت را
از کرم هر که دام گسترده است		صید سازد همای دولت را
گل خلق ست خوشنما ناصر		چمن و گلشنای دولت را
امید ما ز وصال تو در دل ست مرا	وله	ازین خیال بهاری مقابل ست مرا
ز حال من نگذر غافلست شکار افگن		که از طپیدن دل قصد بسمل ست مرا
هر که رنجی میکشد آخر بگنجی میرسد	وله	میکند آخر عزیزی محنت زندان مرا
سیه بیادی زلف خط و رخسار کسی		گر درآیم در گلستان سنبل ریحان مرا
فشانده ایم ز دامن چو گرد دنیا را	وله	فگنده ایم چو اشک از نگاه عقبی را
شمار شوق تو از وسع خامه بیرون نیست		که در سبو نتوان کرد آب دریا را
از تبسم تا نمک پاشید بر چاک جگر	وله	سینهٔ خود تشنه تر آب میدانیم ما
صبر و دوری از رخ او گرچه باشد [illegible]		بیشتر از محنت تو به میدانیم ما
دل ز زخم تیغ جانان بوستانی شد مرا	وله	جوشش خون از نظر جوی روانی شد مرا
همسفر در راه عشق او مرا درکار نیست		حرف با هر کوه کردم همزبانی شد مرا
کهنه رندیم و نظر بازیم ما	وله	باده نوشیم و کعبه پردازیم ما

طائر صحرای غربت بوده ایم — از پر خود خانه می سازیم ما
سیرهای بی بال و بی پر بوده است — همچو بوی گل بپرواز یم ما

وله
تشنه ام با وجود سیرابی — آب شمشیر کرده اند مرا
بت پرستی نمیگذارم من — گرچه تکفیر کرده اند مرا

وله
هر بهاری را خزانی لازم است — گه برنگ گل گهی خاریم ما

وله
گل گریبان می درد گر در چمن بیند ترا — میگدازد شمع گر در انجمن بیند مرا
میزند از جوش خجلت مهر خاموشی بلب — گر بمحفل طوطی رنگین سخن بیند مرا

وله
نگاهش وا ز شوخی سبق وحشی غزالان را — قدش آموخت آئین نزاکت نونهالان را
مده آن زلف نازک را بدست شانه هر ساعت — پریشان می کنی خاطر چرا آشفته حالان را

وله
خداوندا الها کردگارا — رحیما جرم بخشا بردبارا
بده امن و امان و تندرستی — نظام الملک آصفجاه ما را

وله
غمی دارم که پایان نیست او را — چه پرسی از دلم جان نیست او را
دلی دارم بدرد و غم سرشته — که هرگز فکر درمان نیست او را

وله
شد از فروغ چهرهٔ او ساغر آفتاب — آئینه دار از رخ او دربر آفتاب

وله
شاه و گدا بدیدهٔ روشن گهر یکیست — یکسان کند نگاه بخاک و زر آفتاب

وله
وصف روی کیست یارب بر زبان عندلیب — چشمهٔ خورشید رخشان شد دهان عندلیب
از پر و بالش چمن یکسر چراغان گشته است — بهر تو حسن که زد آتش بجان عندلیب

وله
جام می از عکس او شد آفتاب — ساقی امشب طرفه نقشی زد برآب
می کشد عاشق ز خون دل شراب — باشد از لخت جگر بهرش کباب

نام احمد گر رسد در سمع او
کرده ام چون نام احمد را رقم

شمع جانسوزی که ما را در جگر آتش زده
هر که در لخت دل خود جا کبابا انداخته است

آفتاب صبح محشر در کنار زلف کیست
خاکساریها بجو دلا زم عروجی داشته است

نوبهار آمد جهان را پر گل عشرت نمود
تا که روی آتشین او بر آمد از نقاب

دیده مور من از فیض قناعت سیر است
در خور حوصله هر کس ثمری می چینند

ما را هجوم داغ به لشکر برابر است
دریا دلان تمیز به بخشش نمی کنند

ابرها امسال بر بستانه رفتار آمده است
دامن هر زرده پر شد ز گوهر چون صدف

کعبه صدق و صفا خلوت درویشانست
سنگ را آنکه کند لعل به یک چشم زدن

خادم خواجه شیراز بجا نجم ناصر
بی نیازیست روایی که نظیرش نبود
قیمت حسن فزون از شرف تربیت است

وله آتشش دود از رخ شیدن زا لتهاب
از گل حرفم دمد بوی گلاب

وله بهر خود فانوس از بال پر پروانه ساخت
بی تکلف همچو زلف سخن را شانه ساخت

وله سینه شب از کواکب داغدار زلف کیست
بر سر پا اوفتادن افتخار زلف کیست

وله در گلستان غنچه لب خندیدن گرفت
شبنم از خورشید عالمتاب بالیدن گرفت

وله ورنه در خندان سلیمان شکری نیست که نیست
ورنه در باغ سخاوت ثمری نیست که نیست

وله اقلیم دل بملک سکندر برابر است
کف در کف محیط به عنبر برابر است

وله از شکوفه شاخها آشفته دستار آمده است
ابر دریا دل ببخششهای بسیار آمده است

وله سجده گاه دو جهان حضرت درویشانست
کیمیای نظر رحمت درویشانست
مایه محتشمی خدمت درویشانست

وله فکر اسباب جهان مایه صد درد سر است
سهل چون میوه خودرو پسر بی پدر است

هیچکس با رهی نمی پرسد حال یکدگر | دوستداران بهار طبع دوستان برخاسته است
جلوهٔ یوسف بچشم اهل عرفان میدهد | هر کجا گردی ز راه کاروان برخاسته است

ولہ

نوبهار خجسته بنیادست | روزگار خجسته بنیادست
سلسبیلی اگر بعالم هست | جویبار خجسته بنیادست
هر متاعی که هست در عالم | در دیار خجسته بنیادست
دولت آباد قلعه بیمثل | در حصار خجسته بنیادست

ولہ

قیمتش جوهری نمیداند | آب هر قطره بی بها گهرست
در صدف نیست قیمت گوهر | در وطن خوار صاحب هنرست

ولہ

مذهب عشق را آب و هوای دیگرست | سبزهٔ این خاک نشو و نمای دیگرست
هر بیابان زادگان عالم تجرید را | کاروان دیگر و بانگ درای دیگرست
دردمندان را علاجی نیست غیر از سوز عشق | داغ درد بیدوا را کیمیای دیگرست

ولہ

میرود دیر و حرم هر که ز خود بیخبر است | بت پرستی دگر و یار پرستی دگرست
گرچه رنگین سخنان مشق مضامین کردند | آب و رنگ سخن از فکر تو ناصر دگرست

ولہ

نخل بار آور خورد سنگ و عوض بخشد ثمر | در تلافی بدیها ز شخص احسان خوشنماست
میرساند فیض خدمت آدمی را تا بعرش | خدمت پیران شما را ای جوانان خوشنماست

ولہ

سیر عشق بتکدهٔ گبر و مسلمان کردیم | جای آسایش اهل محفل درد بینشانیست
نیست ربطی بهم مرو ز بدر و بینشانش | نسبت ناصر اشامل درد بینشانیست

ولہ

در معرض تلف همه اسباب دنیوی هست | می بین که مه بعین کمالش زوال داشت
بوی ثبات نیست درین تیره خاکدان | هر گل که دیده شد بچمن انتقال داشت

وله

تخت شد دست سلیمان مور را از ضعف — ناتوانان را ز فیض عجز زوری دیگرست

پاسبانان را ز خواب غفلت برده است — انتظام ملک را زان رو فتوری دیگرست

وله

روشن جهان ز مهر جمال محمد است — بی حد و حصر وصف کمال محمد است

ناصر جواب آن غزل است اینکه گفته اند — صلوة بر محمد و آل محمد است

وله

افضل ترین امت صدیق اکبرست — شایسته خلافت صدیق اکبرست

اول کسیکه بیعت محبوب حق نمود — از صدق و از صداقت صدیق اکبرست

وله

در دوستان نشان محبت نمانده است — فرقی کنون میان قیامت نمانده است

از اهل دهر شکوهٔ احسان نمی کنم — افسوس شرم و شیوهٔ مروت نمانده است

وله

می کشید بهار گلستان رخ جانان عبث — بی خط و زلفش نگه بر سنبل و ریحان عبث

بلبل پر بسته در کنج قفس افتاده ام — میروم پرواز برای دیدن بستان عبث

وله

از دعای خیر محتاجان بر آید کارها — هست تیری روی ترکش آه و دعای محتاج

نخل را تا شاخ یکسر زرد می سازد چو برگ — باشد از برد خزان هم سخت تر برگ حاجات

وله

همچو رخش آفتاب صبح ندیدست صبح — بلکه بگوش کجا صبح نشنیده است صبح

مصرع صهبائی است سیلی ناصر صبح — دیدهٔ غفلت کشا صبح دمیده است صبح

وله

اگر بهار کند چهرهٔ گلستان سرخ — نمود رنگ رخ ما خیال جانان سرخ

ز خون دیدهٔ من لعل بار شد رگ ابر — درین بهار بود قطره های باران سرخ

وله

نگاه شوق من از روی او گل چیدنی دارد — ز روی لطف و هم جانب من بدنی دارد

کمال عشق را نازم اثر کردست در طبعش — بحق دوستی از دشمنان رنجیدنی دارد

وله

دلم از سیل غم نرفت ز جا — کوه صبر و شکیب باید دید

وله
آتش گل چه داغها که نکرد ‌ ‌ جگر عندلیب باید دید

وله
فقرا پادشاهان می باشند ‌ ‌ افتخار دو جهان می باشند
عاشقان سوخته جان می باشند ‌ ‌ شمع شان شعله زبان می باشند

وله
کسی ز آهوی وحشی شنیده است وفا ‌ ‌ هلاک چشم تو گشتن سزای دل باشد
سعادت دو جهان رو بسوی او آرد ‌ ‌ کسی که بهر دولت سرای دل باشد

وله
تا که در معرکه عریان نشود ‌ ‌ جوهر تیغ نمایان نشود
جوهر ذاتی هرکس دگر است ‌ ‌ مور از تخت سلیمان نشود

وله
ابر دریا دل بدست گوهرافشان می رسد ‌ ‌ گنجها در دامن امیدواران می رسد
خاکساریها ترا بر اوج رفعت می برد ‌ ‌ تا بدامن هرکرا چاک گریبان میرسد
فیضها از روح پاک حضرت صائب بمن ‌ ‌ دردکش هر لحظه از شهر صفاهان میرسد

وله
رنگ و بوی ز وفا نیست درین گلرویان ‌ ‌ عاشق حسن کسی شو که وفائی دارد
معنی مصرع پیچیده ز زلفش فهمید ‌ ‌ ناصر ما چه قدر فکر رسائی دارد

وله
رشتهٔ عمر ابد شاید بدست آورده است ‌ ‌ هرکسی بر مرگ دشمن شادمانی میکند
تشنهٔ نازم که دارد این بزرگیها بخود ‌ ‌ مور بردست سلیمان کامرانی میکند
خاکساری سرفرازی عاقبت بار آورد ‌ ‌ دُر بتاج پادشاهان کامرانی میکند
تشنگیها هرکسی با گوشهٔ دل ساخته است ‌ ‌ در بهشت جاودانی زندگانی میکند
گوهر شاهوار آخر از صدف آید برون ‌ ‌ راز عاشق عاقبت در کوچها گل میکند
خوشنما باشد بزرگان را گران حلمی بحر ‌ ‌ سبزه گردیهای کشتی را تحمل میکند
خسروا عشرت جاوید مبارک باشد ‌ ‌ بزم آرای جمشید مبارک باشد

آسمان جام هلالی ز پی عید نمود — اختر عیش ز خورشید مبارک باشد

وله

ز فیض بی ثمریهاست سرو در چمن آزاد — فراغتست کسی را که او عیال ندارد
بزیر چرخ نشستن به بیزبان زیبد — قفس خوش است بمرغی که پر و بال ندارد

وله

محو کن نقش غیر را از دل — عارف نقشبند می گوید
هرکه ناصر ز عشق گفت سخن — سخن ارجمند می گوید

وله

رافت و عدل هرکه پیشه کند — صاحب چتر و تاج زر گردد
گرم و سرد زمانه میداند — همچو ماهی که بحر و بر گردد

وله

قیمت و قدر فزون میشود از فیض سفر — روشنان همچو گهر کی بوطن پردازند

وله

بتان که چهرهٔ خود بی نقاب می سازند — ز برق چهره دل ما کباب می سازند
رسد بوصل گهر رشته که تاب خورد — خوش آن گروه که با پیچ و تاب می سازند

وله

خواهی که ترا گرد جهان نام برآید — این نام چو خورشید ز انعام برآید
آرایش ظاهر نشود زینت باطن — از قند کجا تلخی بادام برآید

وله

هما یک رشتهٔ زنار موی یار بس باشد — بکار زاهدان این سبحهٔ صد دانه می آید
چون گل شگفته روی درین باغ میشود — کسب سعادت آنکه بوقت سحر کند
مانند برق زود فلک تاز می شود — از خود سفر کسی که ببال شرر کند

وله

یوسف عزیز مصر نمیگردد ای عزیز — تا چاشنی محنت زندان نمی کشد
گوهر بجای قطره بدریا فشاند ابر — طبع کریم منت احسان نمی کشد

وله

نیست اکسیر دیگری به ازین — خویش را خاکسار باید کرد
اعتباری ندارد این دنیا — حرف ما اعتبار باید کرد

رسن خود را از خاک ارزنها	وله	زر کامل عیار باید کرد
گر رضای خدا بود مطلب		راستی را شعار باید کرد
گمنام چنان شدم که عنقا	وله	راهی بسرای ما ندارد رو
دامان و دست آرزویش پرگهر شود	وله	دریوزه هرکه از در شاه دکن شود
عیسی بصفت بطارم خورشید جا کنند	وله	آنها که ترک خلق برای خدا کنند
حد وانش زین تصور می توانی کرد ای عاقل	وله	که اوضاع جهان گاهی چنین گاهی چنان باشد
کرم گستر بفرق بنده تا حضرت آصف		الهی در جهان باشد سلامت در جهان باشد
زهرآب داده ناوک مژگان خویش را	وله	زخمی زند بسینه و ناسور می کند
آنها که دل بحلقهٔ زنجیر بسته اند	وله	تار نگه بزلف گره گیر بسته اند
مطعون خاص و عام همه مسلمین شوند		جمعی که دل بطعنه و تکفیر بسته اند
بخاکساری او رتبه فلک نبود	وله	کسی که بر در او پادشه گدائی کرد
شمار درد من خاکسار ممکن نیست	وله	حساب ریگ بیابان که می تواند کرد
از طپیدنها دلم تا تیر دلگیر میدهد	وله	طائر جان از شوق وصل و پر می دهد
یادش بود ز شربت جان در دهان لذیذ	وله	نامش بود ز شهد و شکر بر زبان لذیذ
آن شربت فنا که ز تیغ تو می چکد	وله	ما را بود ز آب خضر بیگمان لذیذ
الهی شد رہ برای من نگهدار	وله	مکن رسوا حیای من نگهدار
چه دیروز و چه امروز و چه فردا		مرا باشد خدای من نگهدار

از ینجا لازم سر داریست و هشیاری
مرو بخواب نوای میر کاروان زنهار

وله
بنای خانهٔ دل استوار کن ناصر — مکن عمارت این تیره خاکدان زنهار

وله
هرچند من ز هر دو جهان دست شسته ام — هرگز نمیرود ز دلم آرزوی یار

وله
از خاکساری است بدل روشنی نصیب — آئینه صاف میشود از صیقل غبار

وله
گذشته ایم ز نیروی بازوی تدبیر — سپرده ایم عنان را بقبضهٔ تقدیر

وله
ترا صفائی دل از مطلبست پاک بسوز — برای آئینه خاکستر است چون اکسیر

وله
با وجود پخته مغزی همچو طفل نوسبق — میکنم مشق جنونی در دبستان بهار
نیست غیر از کشتی می امن ناصر در جهان — ابرها امسال آورده است طوفان بهار

وله
قرب آتش خانمان پنبه سوخت — الحذر از قرب سلطان الحذر
خرمن پروانه یکسر سوخته است — الحذر از شمع خندان الحذر

وله
زیر فلک نباشد چون من نگاه کردم — در کوی خاکساری یک خاکسار دیگر

وله
هر درختی که شد خشک ز تاثیر هوا — غیر آتش بهر او ثمری نیست دگر

وله
بهر سلسلهٔ عشق مرید ست عمر — ازان ز بند تعلق مجرد است عمر
رفیق همدم و یار محمد است عمر — ز ما سوای محبت مجرد است عمر

وله
منکه از آدم بابا نیم چه کار — با شراب و بزم و یارانم چه کار

وله
هرچه باشد عاقبت دارد باصل خود رجوع — میرسد آخر بدریا از ره سیلاب ابر
موج پرزور سرشکم تا سر کیوان رسید — از خجالت پیش چشمم غرق شد در آب ابر

وله
مرا که هست دلم گرم با نوا و ساز — کباب شعلهٔ حسن است و شعلهٔ آواز

وله
بیا ناصر از راه صدق و یقین — بشو بندهٔ شاه گیسو دراز
هر خسیسی بسرش دعوی شیخی باشد — حرمت جبه و دستار نمانده است امروز

هرگرامی نگرم هست بدنیا مشغول	وله	دل وارسته بیکار نمانده ست امروز
زراه و رسم محبت اگر خبر داری	وله	زخویش بگذر و با یار آشنا می ساز
بهر سررشت جنون دیوانها بیهوده ام	وله	عاقل پابند را از سیر آن صحرا مپرس
هیچجا نهاکشاده و شرابی ندید کس	وله	برخواست ابر باد و هم آبی ندید کس
گذشت عمر بسودای زلف یار افسوس	وله	زسرگذشت سیه بختیم هزار افسوس
بود چو شام غریبان بهجر صبح وطن		بغیر یار بود ماندن دیار افسوس
اخلاق نیک حاصل کس میشود ز کسب	وله	در سعی حسن نیکی اطوار خویش باش
شاد کردی تو خاطرها را	وله	ای پریرو همیشه شادان باش
کار عالم از دمی آید	وله	هر که باشد بفکر راحت خویش
چاک نمود سینه ام بند قبا کشادنش	وله	راست ربود تاب دل بدن کج نشادنش
ببزم بیغرضان سرنگون توانی شد	وله	خط نوشته اگر میدهی بخون غرض
ساغر بدست نغمه بلب شیشه در بغل	وله	ساقی رسید طرفه بیابان انبساط
پروانه وار ساغری رقص می کند	وله	افروخت شیشه شمع شبستان انبساط
چهرهٔ گلگون او را شد خط اخضر محیط	وله	گشته این دریای حسن و ناز را عنبر محیط
خاک و زر یکسان بود در دست صاحب همتان		سکند از خویش بیرون همچو کف عنبر محیط
شبنم نه همین لال نگرانست درین باغ	وله	گل نیز زغم جامه درانست درین باغ
لب بسته سیه پوش زماتم شده سوسن		با آنکه سراپای زبانست درین باغ
تیرباران حوادث بسکه دیده گشت سر	وله	صورت پیکان همه سبزه چون برگ خلاف
گردن تسلیم کج پیچم من از شمشیر او		گر زند بر فرق و بشگافد ز سینه تا بناف

تا گشته‌ایم از سر لفت فنای عشق | ولہ | در نشسته‌ایم عمر ابد در بقای عشق

دل را زما گرفته بجای سپرده است | ولہ | زین بیشتر بما چه بود مدعای عشق

تا گل شگفت گلشن بر بلبلان مبارک | ولہ | در جلوه گلعذاران بر عاشقان مبارک

آتش بس خسار او ساز دل ما را کباب | ولہ | لعل شیرینش فشاند بر کباب نمک

شد مسخر دیار کرناتک — نظم گشت کار کرناتک
میکشد دل دیار کرناتک — میتوان گشت یار کرناتک
بشکند قیمت زمرد را — جلوه سبزه زار کرناتک
خاک او حکم کیمیا دارد — حبذا اغبار کرناتک
زر و سیم است همچو ریگ روان — جا بجا در دیار کرناتک
طعنه زد بر طلای خالص مهر — زر کامل عیار کرناتک
در خور تاج پادشاهان است — گوهر شاهوار کرناتک
از حساب محاسبت برون — شجر میوه دار کرناتک
هست در ظرف آبهای لذیذ — شربت خوشگوار کرناتک
دشت در دشت نیشکرزار است — دیده ام گشت و کار کرناتک
خال رخسار هفت اقلیم است — حسن سبز دیار کرناتک
برده فوقیت از جلال آباد — در حلاوت انار کرناتک
مقدم فتح نو آیم ناصر — باعث افتخار کرناتک
باد شاهان همای همت تو — زیر بر کرد فتح کرناتک
بال بگشاد تا به تسخیرش — سر بسر کرد فتح کرناتک

نامهٔ فتح بادشاهی را — تاج سر گرد فتح کرناتک
نونهال مراد را ناصر — پر ثمر گرد فتح کرناتک

وله
بباغ جهان من گلے را ندیدم — کز و نکهت مهر و الفت شمیدم

وله
رمد هر که از من ز او من رمیدم — ز دامان او دست خود در کشیدم

وله
عشق بازی ز ازل کار من است — من کجا در کار دیگر مانده ام
گرچه گشتم خاک سوزم باقیست — زیر خاکستر چو اخگر مانده ام

وله
بسے سیر کردم بهار و خزان را — زبان گل و خار را می شناسم

وله
داغ عشقم کباب را مانم — تلخ کامم شراب را مانم

وله
بسکه آئینه دار او گشتم — صفحهٔ آفتاب را مانم

وله
هر قدر رنگ خودی باخته ام — خویش را محرم او ساخته ام

وله
ناصر از فضل الهی فتح هست — هر کجا من علم افروخته ام

وله
نوبهار ملک میسور است و ما و باده ایم — بر بساط کامرانی داد عشرت داده ایم
تا کمر در خدمت بنت العنب بسته ایم — بر در میخانه شب تا سحر استاده ایم

وله
نوبهار آمد بصحرا میروم — از میان شهر رسوا میروم
خاکساری عاقبت آید بکار — تا بچشمش سرمه آسا میروم
هر کس شهید ناز تو گردید زنده شد — شمشیر تو ز آب بقا کرد فارغم
این سایهٔ عنایت آصف که بر سرست — ناصر ز ظل بال هما کرد فارغم
چو درد هجر آزارے ندیدم — از این دشوارتر کارے ندیدم
بود هر خوب را زشتے مقارن — گلے در باغ بیخارے ندیدم

مثال آصف جم جاه ناصر | وله | امیر تازه گفتار سے ندیدم

گر ندارم هنرے شکر خدارا عجب نیست | وله | مجلس انس با رباب هنر داشته ام

بال پروازی اگر آئین شعر رسیده داشتم | وله | پائے خود زین وادی خونخوار رسیده داشتم

فدائے آن نونهال را نازم | وله | پایۂ اعتدال را نازم

بخشش جان تازه می بخشد | | اثر این مقال را نازم

ارتفاع جاه دنیا پست تر باشد ز چاه | وله | در تلاش منصب سنجر نمی باید شدن

افراشت هر طرف که لواے لشکر وکن | وله | منصور شد بفضل خدا لشکر وکن

از بهر دفع سحر سیه مار و کفر و شرک | | دارد بکف ز نیزه عصا لشکر وکن

عندلیب آسا بیک منقار نالان نیستم | وله | با نوا چون بند بند نی بود اعضای من

زانکه در راه طلب نگذاشتم هرگز قدم | | توتیا شد بندگی دارد ز خاکپاے من

خون بدست غنچه ز رشک لبان تو | وله | گرد باد سرو بندۂ سرو روان تو

چنانکه آب بطوفان گذشت از سر پل | وله | گذشت از سر من اشک آنچنان بیتو

اے کائنات جمله نظر بر رضاے تو | وله | تا مهر و ماه ارض و سما در ثناے تو

اے که خورشید صفت جلوه طراز آمدهٔ | وله | چشم بد دور که خوش ذره نواز آمدهٔ

بنوازش سر من بر سر افلاک رسان | | بر سر لطف چو اے بنده نواز آمدهٔ

از لعل لبت بر سر گفتار رسیده | وله | از جیب صدف گوهر شهوار رسیده

دل را اسیر زلف سیه فام کردهٔ | وله | این آهوے رمیده چسان رام کردهٔ

ز دنیا گر دولت بر کنده باشی | | قبول مردم دل زنده باشی

بهار زندگانی گل کند گل | | برنگ ابر گر با زنده باشی

بمطلب برسی روزے یقین است | وله | بسوے او اگرچہ بندہ باشی
گشتم فدائے طرز کمر بستن کسے | وله | قربان شدم بناز خرامیدن کسے
شرمندہ کرد سرو وگل و غنچہ را بباغ | | خندیدن و شگفتن و بالیدن کسے
تا نشنین چو خاک بدریا نمی شوی | | جوہر شناس گوہر ولہا نمی شوی

من رباعیاتہ

در بزم تو اے مایہ ناز آمدہ ام
از تابش خورشید قیامت چہ غم است
من در حرم بندہ نواز آمدہ ام
از صبح بود کلام من روشن تر

وله

مشتاق تو اے بندہ نواز آمدہ ام
در سایۂ گیسوے دراز آمدہ ام
ز صدق و صفا وقت نماز آمدہ ام
از روئے ارادت بہ نیاز آمدہ ام

نامی۔ مولوی حاجی تراب علی خیرآبادی

نامی تخلص۔ تراب علی نام۔ عباسی الاصل ہین آپکا وطن خیرآباد ہے۔ سن شعور کے بعد آپنے کتب معقول و منقول مولانا عبدالواحد و مولوی غلام امام کی منتہی خدمت مین ختم کین۔ اور کلام کی مشق میرزا قتیل کی خدمت مین کین تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد تلاش معاش مین کلکتہ گئے۔ حکام برطانیہ کے ہمراہ ایران و عراق عجم کی خوب سیر کی سیر و سیاحت سے مراجعت کرکے مدراس مین آئے۔ کمپنی کے مدرسہ مین مدرس ہوئے چند مدت بسر کرکے حرمین شریفین کی زیارت کو گئے۔ مراجعت کے وقت مقام پٹن مین ١٢٤١ ہجری مین فردوس برین روانہ ہوئے۔ آپ عالم فاضل جامع العلوم تھے نیک محضر و نیک سیرت تھے۔ خوش تقریر خوش تحریر تھے۔ شعر و شاعری سے

دلچسپی رکہتے تہے ۔ جو کچہہ موزون فرماتے تہے خوب مرغوب ہوتا تہا

من اشعار الفارسی

سحر از جنبش نسیم شد دیگ گلشن چمن	یاد م آمد روش قامت دلجوئی کسے
ہر زبان دست کشان می بردم جاذبہ عشق	از پئے سجدہ بطاق خم ابروئے کسے
ہست از بخت بدم چشم امید آنکہ بود	دست در دست و سرم برسر زانوئے کسے

ناجی ۔ سید اصغر حسین

ناجی تخلص ۔ سید اصغر حسین نام ۔ آپ میر صلابت علی کے صاحبزادے ہین آپکی نسب کا سلسلہ دیانت خان مرحوم عالمگیری سے منتہی ہوتا ہے آپکے بزرگان سلف تیموریہ سلاطین کی ملازمت مین خدمات بزرگ پر مامور رہے ہین ۔ جاگیرات و خطابات و صلات سے سرفراز ۔ آپکے والد ماجد میر صلابت علی صاحب علم و فضل تہے اور خاص علم محاسبہ مین کمال مہارت رکہتے تہے ۔ اور انتظام مہمات ملک سے خوب باہر تہے ریاست حیدر آباد مین امرائے دولت کے نزدیک امانت گزار و دیانت دار مانے جاتے تہے ۔ منیر الملک بہادر و سعید الملک بہادر و راجا چندر اور نہا جیونت بہادر وغیرہ نے اپنے جاگیرات کا انتظام انہین کے تفویض کیا تہا اور خاص نواب خانخانان بہادر کے جاگیرات کا انتظام بہی انہین کے اہتمام مین زمانہ دراز تک رہا ۔ خوش اخلاق و نیک نیت تہے ۔ اقربا و احباب کے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے ۔ سادات و زائرین کی بہی خدمت کرتے تہے ۔ آپنے ایک مسجد چادر گہاٹ مین موسیٰ ندی کے کنارے بنائی اور اسکے تحت مین ایک دوکان بہی تعمیر کرادی تاکہ اسکا کرایہ مسجد کے ضروری مصارف مین آوے ۔ آخر عمر مین حج

وزیارت سے مشرف ہوکر کربلائے معلی مین اقامت اختیار کی تہی سنہ ۱۳۱۲ ہجری مین
وہین فوت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت ناجی صاحب ترجمہ مصداق
الولد سر لابیہ والد مرحوم کے قدم بقدم ہین بلکہ بہ از پدر۔ اہل ہنر صاحب کے زمرہ
مین شریک ہین۔ اور نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت وکوتوالی کے معتمد
خانگی ہین۔ نواب صاحب کی جاگیرات کا انتظام اپنے جد و پدر کی طرح سے کرتے ہین
دیانت و امانت کو اپنا رفیق کہتے ہین۔ نواب صاحب آپکی بہت عزت آبرو کرتے
ہین۔ اور وقتاً صلات و کرم سے بہی سرفراز فرماتے ہین آپکو ابتدائے عمر سے شاعری
کا شوق رہا ہے۔ آپکا کلام اردو فارسی دونون زبان مین سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے
آپکی طبیعت قدرتاً شعر و شاعری کے مناسب تہی۔ میدان سخن سنجی مین خوب جولانی
کرتی ہے۔ خاص اس فن مین آپکی مہارت اس درجہ بڑہ گئی کہ معاصرین و اقران
آپکو استاد سمجھتے ہین آپکے کلام مین میر کا انداز معلوم ہوتا ہے آپکے تلامذہ شہر مین
اکثر ہین۔ آپکی اصلاح سے کلام کو درست کرتے ہین۔ ابتدا مین غزلیات کا شوق
تہا آخر غزلیات کو ترک کیا۔ قصائد مدحیہ و مراثی کہنے لگے۔ اور تواریخ گوئی مین
ید بیضا رکہتے ہین۔ تہنیت و تعزیت مین فی البدیہہ موزون فرماتے ہین۔ بعض احباب
کی زبانی معلوم ہوا کہ صاحب دیوان ہین۔ فی زماننا بسبب ضعف بدن و ناتوانی تن
صاحب فراش ہین۔ خانہ نشین و عزلت گزین ہین عالیجناب نواب فخر الملک
بہادر بدستور قدیم ماہوار معتمدی عطا فرماتے ہین۔ اب مین آپکے کلام سے چند
قطعات تاریخیہ گزارش کرتا ہون تاکہ شائقین کو مطالعہ سے لطف حاصل ہوجائے
فقیر مولف کو بجز قطعات تاریخیہ کے کلام دستیاب نہین ہوا۔ لہذا صرف قطعات پر ہی اکتفا کیا

تاریخ انتقال نواب مختار الملک اول

خسرو خاور برآمد سہ پہر بر فلک ۔۔۔ کرد چون سفر سوئے عدم سالار جنگ
گفت ناجی عیسوی سال وفات غم فزاش ۔۔۔ شد سوئے خلد روح پاک سپہ سالار جنگ

تاریخ کدخدائی میر قربان حسین

نوشاہ بحمد اللہ قربان حسینم شد ۔۔۔ از لطف ولی اللہ و زامداد رسول اللہ
بنمود رقم ناجی این مصرع تاریخش ۔۔۔ قربان حسینم شد نوشاہ بحمد اللہ

قطعہ تاریخ تسمیہ فرزندان نواب فخر الملک بہادر

زہے تقریب بسم اللہ خوشا عشرت کی محفل ۔۔۔ قبا پہنے کوئی زریں ہے اور کوئی ستاروں کی
بصد حسرت فلک دیکھے نہ کیونکر چشم انجم سے ۔۔۔ کہ بزم عیش امیروں کی ہے محفل نامداروں کی
ہوا کرتے ہیں عشرت میں بسر عیش ایں آئیں ۔۔۔ کبھی مجمع عزیزوں کا کبھی صحبت ہے یاروں کی
خدا نواب فخر الملک کو قائم رکھے دائم ۔۔۔ فزوں ہو خضر کی بھی عمر سے عمر انکے پیاروں کی
بہم دو نو نہال گلشن زہرا و حیدر ہیں ۔۔۔ رہیں خرم برآئیں انسے امیدیں ہزاروں کی
بنے ہر ایک والا در دولہن کو بیاہ کر لائیں ۔۔۔ رہے سہروں میں چہرے چاند سے چھاؤں ہو تاروں کی
خیال سال تاریخ آیا جب اس نیک شگون کا ۔۔۔ کہا ناجی نے بسم اللہ ہوئی دو گلعذاروں کی
۱۳۰۳ھ

نعمانی۔ محمد عبد الجلیل رام پوری

نعمانی تخلص۔ محمد عبد الجلیل نام۔ آپکے نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکے بزرگان سلف مشاہیر علما سے گذرے ہیں آپکا مولد و مسقط الراس دار الریاست مصطفی آباد عرف رام پور ہے۔ آپنے

بتاریخ ۲۷ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۷۹ ہجری مین ابتدائی تعلیم اپنے ماموں مولوی
عبدالرزاق ناصر خوشنویس ریاست سے پائی۔ اور فارسی کی تکمیل مولانا احمد علی استاد
والی ریاست سے کی اور کتب درسیہ علوم معقول و منقول متعدد اساتذہ کی خدمت
مین تحصیل کین۔ اور آخر مین تحصیل کی تکمیل مولانا حافظ مفتی محمد ارشاد حسین صاحب
مجددی نقشبندی فاروقی رامپوری سے کی تحصیل و تکمیل کے بعد آپکو سیر و سیاحت
و درس و تدریس کا شوق ہوا۔ وطن سے برآمد ہوکے دہلی مین چند مدت سے اور دہلی سے
ضلع پیلی بہیت اور وہان سے بنگلور تک میسور مین آئے۔ ہر ایک مقام مین آپکے
پاس طلبہ کا مجمع رہتا تہا۔ آپ صبح سے شام تک اسی شغل مین مصروف رہتے تہے اور عامہ
خلائق کو وعظ و نصائح سے فائدہ پہنچاتے تہے ۱۳۰۸ ہجری مین بلدہ حیدرآباد مین
وارد ہوئے یہان بہی آپکا وہی کام درس طلبہ رہا چنانچہ ۱۳۰۹ ہجری مین ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب
چشتی قادری خلیفہ شاہ سلیمان صاحب تونسوی کے مکان پر واقع روبرو بنگلہ بہشتی جی آیات
احکام قرآنی کا وعظ شروع کیا۔ شائقین و سامعین کا مجمع کثیر ہوتا تہا۔ تمام آپکے
بیان سے مستفید ہوتے تہے۔ اور ڈاکٹر صاحب آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تہے
اور آپسے تصوف کے رسائل بہی ملاحظہ فرماتے رہے چند روز اسی شغل مین گذر گئے
بعد ازان مولانا محدث محمد سعید صاحب مفتی ہائیکورٹ نظام نے صاحب ترجمہ کو
اپنے پاس بلایا۔ اور تفسیر قرآن مسمی بہ فیض الکریم کی تالیف مین شریک فرمایا۔ مولانا
نعمانی صاحب نہایت خوشی سے تفسیر کی تالیف مین مفتی صاحب کے معین و مددگار
ہوئے۔ یہہ تفسیر اردو زبان مین تیار ہو رہی تہی۔ دہم پارہ سے بست و سوم پارہ تک
تیار ہو چکی۔ مگر ختم ہونے سے اول ہی مفتی صاحب نے اس عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف

رحلت کی تفسیر ناتمام رہگئی ۱۳۱۳ھ ہجری میں صاحب ترجمہ نے امداد تکمیل کیلئے
بذریعہ نواب افسر الملک بہادر اعلیحضرت قدر قدرت میر محبوب علیخان نظام الملک
آصفجاہ ششم کی ملاحظہ میں پیش کیا تہا اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہہ تفسیر کا تکمل
ہونا ضروری ہے۔ لیکن پہر کسیکی جرأت نہوی کہ یاددہانی کرے۔ سنہ مذکورہ میں
نواب افسر الملک بہادر نے آپسے بعض کتب عربیہ ملاحظہ کین۔ پہر تہوڑی ہی مدت کے بعد
مدرسۂ آصفیہ واقع ملک پیٹہ مین دینیات کے پڑہانے کے لئے متقرر ہوئے۔ مدرسہ مین
دس سال تک تعلیم مین مشغول رہے۔ طلبہ آپکی تعلیم کی بدولت مسائل دینیہ سے خوب
واقف ہوئے۔ پس ازان ایسے اسباب پیش آئے کہ آپ مدرسہ سے مستعفی ہوئے
گوشہ نشین متوکل تہے۔ پہر آپ نواب غلام محمد غوث خان کی عنایت و قدردانی سے
سمستان نارائن پور مین امور مذہبی کے انجام و اہتمام کے لئے مامور ہوئے۔ چند سال
سے مفوضہ کام کو عمدہ طرح سے انجام دے رہے ہین۔ مولانا مغتنمات سے ہین۔ آپکو
درس و تدریس کے علاوہ تالیف و تصنیف کا نہایت شوق ہے۔ علوم و فنون مین
متفرق رسائل و کتب تالیف کر چکے ہین۔ اکثر آپکے رسائل مطبوع ہوکے شایع
ہو چکے ہین۔ آپکے مولفات کی تعداد اسی سے زائد ہے۔ فی زماننا بہی تالیف کا
سلسلہ جاری ہے۔ باوجود تعلق ملازمت و شغل درس و تدریس و تالیفات شعر و
شاعری سے بہی رغبت رکہتے ہین۔ آپ قدرۃً موزون الطبع ہین۔ اپنی موزونی طبع
سے کلام کے اقسام قصائد و غزلیات و قطعات و رباعیات و مثنویات و معمات
وغیرہ موزون فرماتے ہین۔ اور تاریخ گوئی مین بے نظیر۔ بداہتہً موقع و محل پر واقعات
کے مطابق کہتے ہین۔ طرفہ یہہ بات ہے آپکو تلمذ بجز اپنی طبیعت کے کسی استاد سے

نہین ہے۔ آپ جو کچھہ موزون فرماتے ہین مرغوب خاص و عام ہوتا ہے۔ فقیر مولف نے آپکے بعض رسائل دیکھے۔ واقع مین قابل قدر و تحسین ہین۔ چونکہ آپکی تالیفات کی تفصیل مع شرح لکہنا طوالت سے خالی نہین تہا اسوجہ سے فقیر مولف نے صرف انکی تعداد پر اکتفا کیا۔ میرے نزدیک فہرست اسماے رسائل بدون شرح ہر ایک کا لکہنا بیکار ہے۔ لہذا قلم انداز کیا۔ جناب نعمانی صاحب مجھے اس وجہ سے معاف فرمائینگے منجملہ اسکی کتب کے ۵۴ کتب شایع ہوچکی ہین انہین ۱۳ رسائل منظوم ہین۔ آپکے اشعار سے بطور نمونہ ایک رباعی اور چند فقرے تاریخی ذیل مین گذارش کرتا ہون

ہے میری بدی اگرچہ سب سے زائد — جو سب کے ہو بد ہین ایسے بد سے زائد
مانا کہ یہ سب سہی مگر سچ بہی نہین — بخشائش رحمت کے ہے حد سے زائد

اور آپنے اعلیحضرت بندگان عالی خلد اللہ ملکہ کی مراجعت دربار قیصری دہلی سے خیر مقدم مین ایک رباعی لکہی مقبول خاص و عام ہوئی۔ ھو ھذا

سرکار سفر کرکے وطن مین آئے	اس طرح کہ جیسے روح تن مین آئے
جان کرکے نثار خود رعایا نے کہا	دہلی سے حضور اب دکن مین آئے

تاریخی فقرات

دربار قیصری دہلی خسروی۔ شد ٭ پندرہوان جلسہ سالانہ محمڈن ایجوکیشنل [illegible] مولوی [illegible] محسن الملک نے کانفرس کی رپورٹ مین اسی فقرہ کو درج کیا۔ ہمیشہ کے لئے یادگار ٹہرایا۔

نصرت۔ عباس قلیخان

نصرت تخلص۔ عباس قلیخان نام۔ مجمع الفصحا کے مولف نے لکہا کہ انکی اصل

خاقان زمان کے عہد میں ایران میں آیا۔ اور زیارت کے لئے گیا۔ خطاط تہا۔ خط نسخ
مین متوسط الطبع تہا۔ شعر و شاعری مین دلچسپی رکہتا تہا۔ من اشعاره ہذا انتہی کلامہ

ز بیم آنکه دوران شاید از وی جدا سازد — بر رویش هر نگاه من نگاه آخرین باشد
عقده در کار من از آبلهٔ پا افتاده — سخت وامانده‌ام ای خار بیابان مددی

نوائے ۔ سید عزیز

نوائے تخلص ۔ سید عزیز نام ۔ مجمع الفصحا نے لکہا کہ سنہ ١٢٢٩ ہجری مین ہند سے
ایران بغرض زیارت آیا ۔ من اشعارہ ھذہ انتہی کلامہ ۔

دستے بدوش خنجر نہاد و از سر وفا — مارا چو دید سستی پارا بہانہ ساخت

واصف ۔ مولوی محمد مہدی

واصف تخلص ۔ محمد مہدی نام ۔ آپ محمد عارف الدینخان رونق کے فرزند ہین
تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ کی ولادت سنہ ١٢١٧ ہجری مین مدراس مین واقع
ہوئی ۔ آپنے نشو و نما بہی وہان کی آب و ہوا مین پایا جب آپ سن شعور کو پہنچے
تب آپنے اوائل کتب درسیہ فارسیہ والد ماجد کی خدمت مین ختم کین ۔ اور آپ کو
علوم عربی کے تحصیل کا شوق پیدا ہوا ۔ علمائے مدراس کی خدمت مین کتب درسیہ
عربیہ سے بہی فراغت حاصل کی ۔ عربی و فارسی سے فارغ ہونے کے بعد آپکے لئین
زبان انگریزی سیکہنے کا بہی شوق ہوا ۔ انگریزی شروع کی تہوڑے ہی مدت مین ایسی لیاقت
و استعداد حاصل کی کہ انگریزی مین اہل زبان کے ساتہہ باہم مکالمہ مکاتبہ کرنے لگے رفتہ رفتہ

انگریزی میں مستعد بنائے گئے اور ایام خورد سالی میں والد ماجد کے ساتھ وطن سے برآمد ہوکے
اضلاع مدراس میں سیر و سیاحت کرتے رہے پھر سترہ برس کی عمر میں وطن مالوف میں
آگئے۔ بذریعہ مولوی تراب علی صاحب نامی مدرسہ کمپنی میں نوجوانان اہل فرنگ کی تعلیم
کے لئے ملازم ہوئے۔ درس تدریس میں تخمیناً سترہ برس تک مصروف ملازمت رہے
آخر نوکری سے دست بردار ہوئے گذر اوقات کے لئے معاش معتدبہ حاصل کر لی تھی
پس معاش محصلہ پر قانع و صابر ہو کے تدریس طلبہ و تالیف و ترجمہ رسائل میں ہمہ تن
مصروف ہوئے۔ اسی اثنا میں ترچناپلی جانیکا اتفاق ہوا۔ وہاں مولوی سید جام
عالم واعظ سے ملاقات ہدست ہوئی حسن عقیدت و ارادت سے آپکے مرید و خلیفہ
ہوئے۔ قادریہ طریقہ کی اجازت و خلافت حاصل کی ۱۲۶۲ھ ہجری میں سید مجلس شعرا
کے توسل سے مشاعرہ اعظم میں شریک ہے اور سرکار اعظم جاہی میں معزز و مکرم رہے
آخر محکمہ عالیہ میں مترجمی کی خدمت پر مامور ہوئے آپ صاحب التالیف و التصنیف
تھے۔ **من تالیفاتہ**۔ دلیل ساطع۔ دلیل الشعرا۔ گلزار عجم۔ مختصر برہان قاطع
املا نامہ واصفی۔ تذکرہ معدن الجواہر۔ ترجمہ اول جلد درمختار۔ ترجمہ زاد الصالحین
خلاصۃ التکمیل در عقائد۔ تحسین اخلاق مطلوب الطلبا ترجمہ موجز۔
آپ نہایت ذکی الطبع و ذہین تھے سخن گو و سخن فہم۔ کلام کے نقاد و جوہری تھے شعرائے
قدیم و جدید کے اشعار پر رد و قدح فرماتے تھے آپکے بعض اعتراضات بجا و درست
ہوتے ہیں اور بعض بیجا و نادرست۔ **من اشعارہ الفارسی**

بسکہ کاہیدہ شود مانند خارے تن مرا	تا شود خاک رہ آن یار پیراہن مرا
کشتی جان تا در آب تیغ او افگندہ ام	باد پائے گشتہ سوزن چو پیراہن مرا

گردش چشم سیاہش سرمۂ آواز شد	ولہ	چون ستمہائے رقیبان گرد فریادی مرا
نا صبا ہیم زاکر آب چشم من گردیدہ تر		یاد کن غیر از جواب خشک کے دادی مرا
چو آن سرو چراغان کہ ہوائے شعلہ بی باشد	ولہ	نہال قامتم بالیدہ شد از گرمی تب ہا
دیدم چو صبح تیغ جگرگون آفتاب	ولہ	دریافتم علامت شبخون آفتاب
عاشق کہ شکرین ہمت را بپیچ گفت	ولہ	تشبیہ تازہ بزبان شکستہ گفت
حیف باشد چارہ عریانی مجنون نکرد	ولہ	آمدہ با این فراخی دامن صحرا عبث
خدا بہ عشق ستمگر کند کہ پس از ترک منا	ولہ	خاکم آویختہ با دامن جانان گستاخ
تا گنج روانی ہمین اید ــــ ہوس شد	ولہ	ذکر تو بسا کی گہر تار نفس شد
جواب بخت من نخواہد دید روئے انقطاع	ولہ	رشتۂ آمال صرف پردہائے خواب شد
در شوق بوسۂ لب او خوردن دلم	ولہ	باشد برنگ شیر و شکر در جہان لذیذ
سیکہ از تو سپردہ رہ عدم بر تیغ	ولہ	نہاد اساس حیات خود اے صنم بر تیغ

حرف واو

ولی - محمد شمس الدین اورنگ آبادی دکنی

ولی تخلص - محمد شمس الدین نام - خاندان مشائخ قادریہ سے تہا - اسکی تخمیناً ولادت سنہ ۱۰۷۹ ہجری کے آخر شہر اورنگ آباد دکن مین واقع ہوئی نشو و نما بہی اسی مین کی آب و ہوا مین ہوا - ابتدائی تعلیم کے بعد بیس برس کی عمر مین تحصیل علوم کا شوق دلمین پیدا ہوا خاندان و خانمان و وطن سے جدا ہوکے سفر اختیار کیا - اس زمانہ مین احمد آباد گجرات دار العلم تہا - وہان مولانا وجیہ الدین العلوی الگجراتی المتوفی سنہ ۹۹۸ کا مدرسہ مشہور تہا

ہند مین بغداد کے مدرسۂ نظامیہ کا ہم پلہ تہا۔ دور دور سے طلبہ جوق جوق آتے تہے مدرسہ مین داخل ہوکے علم وفضل سے کامیاب ہوتے تہے۔ ولی بہی دکن سے احمدآباد گجرات مین آیا۔ اور مدرسہ مین فروکش ہوا۔ طلبہ کے زمرہ مین شریک ہوا۔ مدت تک علوم ظاہری وباطنی کی تحصیل مین مشغول رہا۔ چند سال کے بعد بقدر ضرورت استعداد ولیاقت حاصل کرکے علوی خاندان خانقاہ کے سجادہ نشین سے طریقہ قادریہ شطاریہ مین بیعت کی پہر اپنے اصلی وطن یا اورنگ آباد دکن مین مراجعت کی اعزہ واحبا کی ملاقات سے محظوظ ہوا۔ آزادانہ مشرب درویشانہ مذہب رکہتا تہا۔ صلح کل کے طریقہ پر چلتا تہا قناعت پسند ومتوکل مزاج تہا۔ دنیا ومافیہا سے متنفر تہا۔ گوشہ نشینی وتنہائی کو پسند کرتا تہا۔ صوفی المشرب ہونیکی وجہ سے ہمیشہ کتب تصوف مطالعہ مین رکہتا تہا شعرا کے دواوین ومثنویات کو اوراد ووظائف کی طرح حفظ کرتا تہا۔ طبیعت مین موزونی خداداد تہی۔ زور طبیعت وقوت فطرت سے ریختہ گوئی کا فن ایجاد کیا۔ اور ریختہ مین ایسے ایسے استعارے اور کنائے لکہے کہ سننے والے حیران تہے۔ اور ایسی ایسی تشبیہین اور نظیرین لکہین کہ دیکہنے والے تصویر ہوگئے۔ اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اس بات پر ہے کہ ولی عالم ریختہ گوئی کا آدم اور اس فن جدید کا استاد مقدم ہے۔ اور اہل زبان نے اس ایجاد کی وجہ سے دکن کا نام ہند کے صوبون مین بڑی عظمت وعزت سے لیا ہے اور مورخین نے دکن کے شعرا کا نام طبقۂ اول مین لکہا ہے۔ ہم دکنیون کو ولی کے نام پر فخر کرنا چاہئے یہ ولی ہی کی کرامت ہے کہ اہل ہند دکن کا لوہا مانتے ہین اور دکن کی استادی کا اقرار کرتے ہین۔ بعض نے کدورت نفسانی کی وجہ سے اہل دکن کو حقارت کی نظر سے دیکہا ہے اور دکنی زبان پر منہ چڑایا ہے مگر جو منصف مزاج تہے انہون نے لکہا ہے کہ

اوائل مین ہند مین دلّی اور دکن دو ہی مقام کی زبان ریختہ درست تہی - ہان تلفظ
و لہجہ مین مابہ الامتیاز تہا - دلّی کی زبان ہمیشہ خراد پر چڑہتی رہی اور اہل زبان
اُسکی درستی کی فکر کرتے رہے رفتہ رفتہ نہایت ہی صاف و درست ہوگئی - اور
دکن مین کسی نے اس زبان کی درستی کے طرف توجہ نہین کی اس وجہ سے دکن کی زبان
صاف و درست نہین ہوئی - ابتک دکن کے قصبات و بلاد مین دلی کی زبان مستعمل
ہے دکن کی استادی دلّی کے نام لکہی گئی - دلّی والے دکنیون پر بڑہ گئے جیسا کہ ابتدا مین
اہل اسلام نے یونان کے علوم و فنون کو زندہ کیا - یورپ و افریقہ مین علوم و فنون کی نہرین
جاری کین - اور مدارس و کتبخانے دیار و امصار مین قائم کئے - مدارس مین طلبہ اہل اسلام
و غیر اسلام مساوی درجہ مین ہوتے تہے مابہ الامتیاز نہ تہا - تعلیم و تربیت مین بخل نہ تہا
اکثر اہل یورپ مدارس اسلام سے مستفید و فیضیاب ہوئے ہین - اور اہل اسلام کی فیض بخشی
سے سیراب و شاداب ہوئے ہین - اور اہل اسلام کو اُستاد مانتے ہین - یہ اُن کی اولوالعزمی
اور عالی ہمتی ہے کہ ہماری اُستادی کا اقرار کرتے ہین - نہین تو ہم ننگ خاندان فی زماننا
اس خطاب کے لائق نہین ہین - واقعہ مین جو شاگرد تہے رفتہ رفتہ استاد ہوئے اور جو
اُستاد تہے شاگردی کے بہی لائق نہین ہے - زمانہ مین اسیطرح کے انقلاب ہوتے ہین
اور آیندہ بہی ہوتے رہین گے یہہ انقلاب تقدیری ہے تغیر و تبدل فطری ہے بمصداق
تلک الایام نداولہا - تو ایسی حالت مین کسی پر بعض طعن نہین کرنا چاہئے -
دلی شاعر پُرگو تہا - ہمیشہ کلام کی شیرازہ بندی کرتا کبہی قصیدہ لکہتا اور کبہی غزل و مثنوی
موزون کرتا - کبہی مستزاد و مخمس مین طبع آزمائی کرتا کبہی رباعیات و قطعات مین
جولانی طبیعت دکہلاتا کبہی مثنوی و ترجیع بند مین رجوع ہوتا تہا - متواتر اسی شغل مین

مشغول رہا۔ رفتہ رفتہ ان تمام طبع زاد کا ایک ذخیرہ ہوگیا۔ پھر اسکو اسبات کا خیال ہوا کہ کل مجموعہ کو حروف تہجی پر ترتیب دینا چاہیے۔ گلہائے متفرقہ کا گلدستہ بنانا چاہیے اوراق متفرقہ کا شیرازہ باندھنا چاہیے۔ ترتیب دیوان کی طرف متوجہ ہوا۔ تھوڑے ہی عرصہ مین دیوان مرتب کیا۔ ارباب جلسہ معاصرین کی خدمت مین پیش کیا۔ سب نے دیوان کو بڑی عظمت و بزرگی کی نظر سے دیکھا۔ تاج مرصع کی طرح سر پر رکھا۔ پھر ولی دوسری مرتبہ اورنگ آباد سے احمد آباد گجرات آیا۔ اور دیوان مرتبہ کو بھی ہمراہ لایا۔ گجراتی شعرا دیوان کو دیکھکر نہایت ہی خوش ہوئے عظمت سے آنکھون پر رکھنے لگے۔ معاصرین مین ولی کی شہرت اعلی درجہ کو پہنچی۔ اکثر ولی کی کرامت کے قائل ہوئے ہند کے اطراف و جوانب مین ولی کے شعر و سخن کے چرچے ہونے لگے غزلین قوال و گوئے گانے لگے بعض نے لکھا کہ بیشک ولی کی جسقدر تعریف و تحسین کیجائے بجا ہے۔ ہند مین یہی پہلا شاعر ہے جس نے ریختہ مین دیوان کامل مرتب کیا۔ یہی پہلا موجد ہے جس نے رنگین مضامین لکھے۔ سب معاصرین نے اسکو استاد سخن مانا۔ موجدین کی فہرست مین اسکا نام اول لکھا۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ ولی کو ریختہ مین پہلا شاعر و موجد قرار دینا درست نہین اس لئے کہ دکن مین ولی سے ایک صدی قبل ریختہ مین سلطان قلی قطب شاہ بانی سلطنت قطب شاہیہ کا دیوان اور اسکے برادرزادے محمد قطب شاہ کا بھی دیوان مرتب ہو چکا ہے دونون دیوان فقیر مولف کے پاس موجود تھے افسوس ہے موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوگئے۔ دیگر فی زمانا مین نے نواب مختار الملک مرحوم کے کتبخانہ مین وہی دو دیوان خوشخط دیکھے موجود ہین۔ اِن کُنتَ شائقاً فارجع الیہ

ولی احمد آباد گجرات مین ایک سید زادہ مسمی ابوالمعالی سے نہایت محبت رکھتا تھا

لوگ اُسکی محبت کو عشق سے تعبیر کرتے تہے - ہمیشہ سید صاحب کی رضا کا جویا اور اُنکی
مدح و تعریف مین گویا رہتا تہا - ہر وقت اُنکی خدمت مین سایہ کی طرح ہمراہ - ایک لحظہ
جدائی کو گوارا نہین کرتا تہا اتفاقاً اُنہین دنون مین سید صاحب نے بزرگان دلّی و
سرہند کی زیارت کا ارادہ کیا - ولی بہی ہمرکاب ہوا - اُسوقت محمد شاہی زمانہ عروج پر تہا
ترقی و عیش کا ستارہ اوج پر تہا - ولی سید صاحب کے ہمراہ دلّی مین پہنچا - دیوان مرتبہ بہی
ہمراہ تہا - ولی کی شہرت ہوئی شعرائے معاصر نے بہی ولی کی خبر پائی جوق جوق ملنے کو
آئے نہایت محبت و اخلاق سے ملے مہمان کی بڑی خاطر و تواضع کی - سب نے شعر
و سخن کی داد دی منصف مزاج و حق پسند تہے کلام سے مستفید ہوئے - دیوان مرتبہ کو
بڑی عظمت و شان سے دیکہا - کثرت محبت سے سر و آنکہون پر رکہا - پہر دلّی مین ولی کے
دیوان کی شہرت ہوئی - شعرائے معاصرین موجودہ نے بڑی قدردانی کی - سب نے کمال
شوق سے عزت کے ہاتہون پر لیا - اور نہایت ہی عظمت سے آنکہون پر رکہا - دلّی کے
ہر کوچہ و بازار مین ولی کی غزلون کے چرچے ہونے لگے قوال صوفیون کی مجلسون مین
گانے بجانے لگے مشائخ و صوفی سُننے سے لذت اُٹہانے لگے - ارباب نشاط کی زبان پر بہی
انہین کی غزلین جاری ہوئین سُننے والون پر وجد و حال کی کیفیتین طاری ہوئین
شعرا موجودہ کے دلون مین دیوان بنانیکا جوش و ولولہ پیدا ہوا - ہر ایک ولی کی طرز
پر غزلین مرتب کرنے لگا تہوڑے ہی عرصہ مین اکثر دواوین مرتب ہو گئے -
اُس زمانہ مین دلّی مین سید سعد اللہ گلشن تخلص مشائخ نقشبندیہ مین ایک بڑے بزرگ
تہے - ولی آپکی خدمت مین مستفید ہوا ہے کسیقدر آپسے فیض باطنی بہی پایا اور آپکے
فرمانے سے اپنے کلام کو دلّی کی بول چال مین ترمیم کیا - یہی وجہ ہے کہ ہمکو ولی کے کئی دیوان

قلمی دستیاب ہوئے ۔ انہین اکثر اشعار بالکل مختلف معلوم ہوتے ہین ۔ بعض مین
ٹھیٹ دکنی رنگ و بو ہے اور بعض مین ہندی خوشبو ہے معلوم ہوتا ہے کہ پورا دیوان
دلّی کے محاورہ مین نہین لکھا متفرق غزلین لکھی ہین ۔ اُسوقت ہندوستان مین وہی
مقام کی یعنی دلّی و دکن کی زبان مستند و معتبر سمجھی جاتی تہی ۔ دکن کی زبان کو دلّی کی
زبان سے مقابل ہونا تغلق شاہ و عالمگیر بادشاہ کی بدولت نصیب ہوا تہا ۔

دکن سلاطین بہمنیون کے زمانہ مین علما و شعرا و مشائخ کا مورد تہا ۔ اکثر علما تو ران
و ایران سے و اکثر شعرا دیار و امصار سے و اکثر مشائخ عرب و عجم سے دکن مین آئے ہین
سلاطین بہمنیان بزرگون کی بڑی قدر و منزلت کرتے تہے ۔ علما و شعرا کو معزز عہدے
عطا کرتے تہے بیجاپور و احمدنگر و حیدرآباد و بیدر و برار مین بڑے بڑے مدرسہ تہے اکثر
طلبہ فارغ التحصیل نکلتے تہے ۔ اتبک ہماری تصدیق کے لئے مدارس کے کہنڈر باقی ہین ۔
بیدر کا مدرسہ موجود ہے اُسمین تعلقدار کی کچہری ہوتی ہے حیدرآباد کا مدرسہ جو قلعہ کے
باہر لنگر حوض کے قریب تہا مسمار ہوگیا ۔ مدرسہ کا باغ و مسجد موجود ہے اور احمدنگر کا مدرسہ
بہی اتبک قائم ہے ۔ اب اُسمین سحر مین علم ٹہیا کرتے ہین اور وہ کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے
علی ہذا القیاس ہر ایک مقام مین آثار و رسوم باقی ہین کی از در و دیوار شکستہ
آثار پدید است صنا دید دکن را کہ یہ بزرگ کیا عرب و کیا عجم دکن مین ایسے جمے کہ گہر کر کے
متوطن ہوگئے تہے ۔ اور دکنیون کے ساتہہ شیر و شکر کی طرح مل گئے تہے اور ایسے تعلقات
پیدا کئے تہے کہ سب اُنکو دکنی الاصل کا اطلاق کرتے تہے ۔ اُن کی اولاد اسی ملک مین
پیدا ہوئے اور یہین کی آب ہوا مین تربیت پائی علم و فضل مین بہی لائق و فائق ہوئے
ہین ۔ اتبک اکثر یہان انہین خاندانون کے باقیات الصالحات موجود ہین ۔ ہم نے ان سب کے

حالات طبقات دکن کے دوسرے حصہ مین اور عمارات دکن کی کیفیت طبقات دکن کے پانچوین حصہ مین لکھی ہے مطالعہ کیجئے۔

پھر چند مدت کے بعد ولی نے دلی سے احمد آباد گجرات مین مراجعت کی۔ اور وہان چند روز رہکر اورنگ آباد مین آیا۔ اور یہان سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین کتاب مجلس شہدائے کربلا کے بیان مین تالیف کی۔ کتاب ضخیم ہے نظم مین لکھا۔ تخمینا دس جز کی کتاب ہے۔ کتاب ٹھیٹ دکنی زبان مین ہے۔ ولی کی دہ مجلس کو فضلی شاعر نے نظم سے نثر کر دیا۔ ولی کی کتاب مشہور ہونے نہین پائی تھی کہ فضلی کی دہ مجلس شاہی زمانہ مین معروف ہوگئی اور سب نے مان لیا کہ شہدا کے بیان مین یہی پہلی کتاب ہے کہ اردو مین لکھی گئی ہے۔ واقع مین اس ولیت کی صفت کا ولی ہی مستحق ہے۔ ولی نے دہ مجلس کے خاتمہ مین لکھا ہے ؎

ہوا ہے ختم جب یو درد کا حال   تہا گیارہ سو پو اکتالیسوان سال

اور عدد جمل مین بھی تاریخ کہی ہے ؎

کہا ہاتف نے یو تاریخ معقول   ولی کا ہے سخن حق پاس مقبول

ہم اشعار کے بیان مین دہ مجلس کے بھی چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرینگے۔ تاکہ شائقین مطالعہ سے لطف اٹھائین۔ دہ مجلس کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ ولی سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین زندہ تھا اسکے بعد ولی پھر گجرات مین آیا ولی کا یہہ آخر سفر تھا۔ علوی کی خانقاہ مین ایسا بیٹھا کہ مر کر اٹھا۔ کہتے ہین کہ سنہ ۱۱۵۵ ہجری کے قریب احمد آباد گجرات مین فوت ہوا۔ دریا خان کی نیلی گنبد کے سامنے مدفون ہوا۔

اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اس بات پر ہے کہ ولی دکنی الاصل اور اورنگ آبادی المولد ہے اور ولی بھی اکثر اشعار مین تذکرہ نویسون کی تصدیق کرتا ہے اور اسکا لب و لہجہ بھی تائید کرتا ہے

جو بزرگ احمد آباد گجرات کا رہنے والا کہتے ہین اُسکی کچھہ اصل نہین اُنکا قول اعتبار کے لائق نہین۔ کیونکہ ان بزرگون نے اپنی تحقیق مین غلطی کی غور و فکر سے کام نہین لیا۔ شاید غلطی کی یہہ وجہ ہوئی ہوگی کہ تذکرہ نویسون نے اُسکا قصیدہ جو گجرات کے فراق مین ہے اور مثنوی جو سورت کی تعریف مین ہے دیکھکر یقین کیا کہ وہ گجراتی الاصل ہے اور اُسکے نسب کا سلسلہ بھی وجیہ الدین علوی سے ملایا۔ اس امر کی بھی کچھہ اصل نہین واقعہ یہ ہے مشائخ اورنگ آباد کے خاندان سے ہے اور علویہ خاندان کا مرید و معتقد تھا۔ ہمنے وجیہ الدین کے تمام نسب نامہ کو دیکھا مگر اُن کے کسی سلسلہ مین ولی کا نام نہین پایا۔ علویہ کے انساب کی خاص ایک کتاب میرے پاس موجود ہے۔ آور ولی کے نام مین بھی اختلاف کیا ہے۔

ولی دکنی جو عالم ریختہ کا آدم ہے اُسکا نام محمد شمس الدین اور ولی تخلص ہے اور بعض نے کہا محمد ولی نام شمس الدین لقب ولی تخلص ہے۔ یہہ دونون قول کا مطلب ایک ہی ہے مگر جرمن مین جو دیوان مطبوع ہوا ہے اُسمین ولی کی کیفیت لکھی ہے جرمنی عالم مترجم دونون روایتین نقل کرتا ہے۔ قوت فیصلہ سے قول فیصل نہین کہتا۔ جناب مولانا محمد حسین آزاد نے جرمنی فاضل کی ایک صورت یقیناً لکھدی کہ ولی احمد آبادی گجراتی ہے اور نسب کا سلسلہ بھی وجیہ الدین سے ملا دیا اور نام شمس ولی اللہ لکھدیا۔ ہان اس نام و تخلص کا شخص احمد آباد مین تھا شاید اشتراک تخلص سے التباس ہو گیا۔ علاوہ اسکے طرفہ یہہ ہے کہ صاحب عجائبات نے نام گجراتی کا لکھا اور ولی دکنی کا کلام نظیر لایا۔ حضرت آزاد نے خلط ملط کر دیا۔

وہ اشعار جو دکنیت ہونے پر گواہ ہین

یہ ریختہ کی شمع سون روشن ہے ہفت اقلیم کی مجلس | ولی پروانگی کرتا تیری [illegible] کہن بہتر

ولی ایران و توران مین ہے مشہور — اگرچہ شاعر ملک دکھن ہے
دکھنی زبان مین شعر سب لوگان کہتے ہین اوّلی — لیکن نہین بولا ہے کوئی یک شعر خوش شیرین منط

لب لہجہ سے بہی خاص دکھنی ہونا معلوم ہوتا ہے۔

عالم کو تیغ ناز سے بیجان نکو کرو — غمزے سون اپنے غارت ایمان نکو کرو

اس پوری غزل مین لفظ نکو خاص دکنی لایا ہے۔ اور یہہ حرف نہی ہے اسوقت سے انتک اس ملک مین مروج ہے۔

ایضاً مثل نکو

نکو کر آشنائی غیر سون اے سیم تن ہرگز — مہنواے شمع رو ہر انجمن مین شعلہ زن ہرگز

ایضاً لفظ سٹین بمعنی ڈالین

بجاے سرمہ اگر خاک اس قدم کی لے — نین مین دلکی سٹین تیز رو جگت کی نگ

ایضاً لفظ وہانچہ - بمعنی وہان

شریعت کا جہان ہے شارع عام — یو تنکا وہانچہ کر آغاز و انجام

لفظ سنگات - بمعنی ہمراہ

تب سون اٹھیا ہے دلسون میرے غیر کا خیال — تیرا خیال جب سون ہوا ہے میرے سنگات

لفظ باتان - بمعنی باتین

اے شکر لب قند سون تج لب کی ہین باتان لذیذ — حرف تیرا اسکی ہین جیسین جلوہ سو ہان لذیذ

لفظ اپس - بمعنی اپنے

کیا ہون بر میں اپسکے لباس عریانی — ولی برہ دیا یو قبا مجہے تشریف

لفظ بیگی - بمعنی جلدی

گر اُس کے دیکھنے کی ولی آرزو ہے تجھ　　بیگی آ پس کے دل کے سنوار آرسی کبہتین

لفظ سٹ

عالمان دیکھہ تجھہ فصاحت کون　　سٹ دے دعوی سخندانی

لفظ داغان کے گلان

مضاف و مضاف الیہ دونون کو جمع استعمال کرنا اہل دکن کا خاصہ ہے مثلاً انبان کے جہاڑان - نوآبان کے باغان -

مجھہ دل کی آ چمن مین کر یک نظر تماشا　　داغان کے ہے گلانسون روشن ہوباغ میرا

لفظ دستا بمعنی دیکہتا

کتاب الحسن کا یو کہہ صفحا تیرا صفا دستا　　تیری ابرو کی دو مصرع سون اسکا ابتدا دستا

ولی گجراتی الاصل نہین تہا بلکہ انہین بطریق سیر آیا تہا گجرات کے فراقیہ قصیدہ کے بعض اشعار سے معلوم ہوتا ہے ؎

اس سیر کی نشے سون اول بر دماغ تہا　　آخر کون اُس فراق مین کہنچا خمار تہا

سیر کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی گجرات مین بطریق سیر آیا تہا نہ کہ وہان کا متوطن تہا اگر متوطن ہوتا تو ایسا نہ لکہتا -

ولی رند مشرب و حُسن پرست تہا - نوجوان حسین کی محبت مین مست تہا - پاکیزہ دل و پاکیزہ خو تہا شگفتہ طبع خندان رو تہا - صوفی زندہ دل صلح جو تہا - درویش دوست جگت گرو تہا - وہ عشق و محبت کی خاک کا پتلا تہا - محبت کی راہ مین چلتا پڑا تہا - اورنگ آباد مین لالہ امید اس سے محبت رکہتا تہا اُن کی وفات کے بعد نہایت غمگین و اُداس ہوا - پہر گجرات مین ایک سیدزادے مسمی ابوالمعالی سے تعلق خاطر پیدا کیا تا ہمرگ سایہ کی طرح

اُن کے ہمراہ رہا اور دلی مین امرت لال و گوہر لال و محمد یار خان کو جو حسن و خوبی کے پتلے تہے بہار نوجوانی کے نئے پودے تہے پاکیزہ نظر سے دیکہتا تہا اور حسن الٰہی نقشین کو یاد کرتا تہا یعنی مصنوع سے صانع کو پہچانتا تہا۔ ان پانچون کی تعریف مین غزلین لکہی ہین دیوان مین موجود ہین ہم ہر ایک غزل سے دو ایک شعر یہان نقل کرتے ہین تا کہ ناظرین مطالعہ سے حظ و لطف اٹہائین ۔

	کہیم داس کی تعریف مین
ہے بسکہ آب و رنگ حیا کہیم داس مین	آتا نہین کسی کے خیال و قیاس مین
ہے اُسکی نکہہ سون جلوہ نما موج آفتاب	موتی کی مثل گرچہ ہے سادہ لباس مین
	ابو المعالی کی تعریف مین
ہوا جبہہ دل کی جنت مین سو ہر ایک جیون طوبی	لٹک چلنا جو دیکہا بسکہ مین سید معالی کا
تیرا قد دیکہہ اے سید معالی	سخن فہمان کی ہوئی طبع عالی
	امرت لال کی تعریف مین
شمع بزم وفا ہے امرت لال	سرو باغ ادا ہے امرت لال
ماہ نو کی نمط ہے سب کو عزیز	اس سبب کم نما ہے امرت لال
لعل تیرے سے مہرے ہین امرت سون	نام تیرا بجا ہے امرت لال
	گوہر لال کی تعریف مین
ہے آج خوش قدی مین کمال گوہر لال	انداز چال سرو ہے چال گوہر لال
بر جا ہے اُسکی دلکو کہون گلشن بہار	آتا ہے جسکے دل مین خیال گوہر لال
	محمد یار خان کی تعریف مین

کیون نہووے عشق سون آباد سب ہندوستان
ہیچ و تاب لالان اسوقت مین بیجا نہین عجب
حسن کی بجلی کا ہووے ہے مصہبار خان
لٹ پٹی دستار سون آتا ہے وہ نازک میان

صاحب ترجمہ آزادانہ مزاج تہا سیر و سیاحت کا مشتاق تہا۔ چندروز سورت مین رہا۔ وجد و سماع کی محفلون مین شریک ہوتا تہا۔ دنگلون اور میلون مین بہی جاتا تہا۔ اکثر وہان کے خوبرویون کی بہی تعریف کی ہے۔ سورت کی مثنوی شاہد حال ہے ملاحظہ کرین جہان رہا وہان عشق کا دم بارتا رہا حسینان ہرجائی پر فریفتہ ہوتا رہا۔ اُن کے خط و خال کی وصف مین وقت کو صرف کرتا رہا۔ مثنوی کے چند اشعار بطور نمونہ یہان لکہتا ہون

عجب شہران مین ہے پرنور یک شہر
رہے مشہور اسکا نام سورت
بہری ہے سیرت و صورت سون سورت
ختم ہے امردان پر وصفائی
بلاشک وہ ہے جگ مین مقصد دہر
کہ جاوے جسکے دیکہے سب کدورت
ہر ایک صورت ہے وہان انمول صورت
ولی ہے بیشتر حسن ادائی

ولی کا کلام ایہام سے پاک صاف ہے۔ ہر شعر سے سادگی نمایان۔ اور ہر ایک مصرع سے بے تکلفی عیان ہے۔ بناوٹ کا نام و نشان نہین۔ خلاف واقع کوئی بیان نہین۔ ہان شاعرانہ خط و خال کی تعریف مین اور حسن و جمال کی خوبی مین مبالغہ پایا جاتا ہے اُس زمانہ کے موافق مضامین پاکیزہ و معانی تازہ کا ذخیرہ نظر آتا ہے۔ الفاظ و معانی کا باہم ربط و ضبط محاورہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ اکثر تراکیب فارسی کا رنگ چہایا ہے بعض اشعار مین بجنسہ فارسی کا ڈہنگ لایا ہے۔ سیدہا سادہا کلام ہے خیالی مضامین سے ہے۔ اسوقت ہندوستان مین دلی و دکن کی اردو زبان مساوی درجہ مین تہی اسی دو مقام کی زبان کو مستند سمجہتے تہے مگر بہ الاتبیاز چند الفاظ و کنی تہے جو ولی کے

محاورہ مین نہین ہیتے ہم نے چند الفاظ جو خاص دکہنی ہین بشتر بطور نمونہ مذکور کیے ہین اہل زبان تمیز کر سکتے ہین - ولی کے اشعار کے دیکہنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ عشق ومحبت کی دریا مین ڈوبا ہوا تہا - حسن اعتقاد مین پورا تہا - سنت جماعت کے زمرہ مین تہا اہل بیت پر جان نثار تہا اکثر اُن کی محبت کا دم بہرتا تہا - اصحاب کبار کے نام پر فدا تہا اولیاء کرام کو بہی حسن ارادت سے یاد کرتا تہا مستغنی المزاج و وضعدار تہا - اہل دنیا سے غرض و تعلق نہین رکہتا تہا - مدۃ العمر کسی بادشاہ و وزیر کی مدح نہین کی اور نہ کسی سے انعام و اکرام کا خواہان ہوا - جو کچہہ کہا خدا اور رسول کی حمد و ثنا مین کہا - اہل بیت اصحاب کرام و اولیاء عظام کو بہی نہین بہولا - جو کچہہ چاہا خدا سے اور ان بزرگون سے چاہا سبحان اللہ کیا پاکیزہ عادت تہی یہ ہر ایک کا کام نہین ہے - یہ خاصان خدا کے لیے مخصوص ہے - اور شعرا کی طرح ولی کی مزاج مین بہی شاعرانہ تعلی و تفاخر تہا - اکثر شعرا مین متقدمین و معاصرین شعرا پر چوٹین کی ہین ہم اشعار کو شائقین کے ملاحظہ کیلیے ذیل مین گزارش کرتے ہین ملاحظہ کرین -

وہ اشعار جو شعرا متقدمین سے مفاخرہ کیا ہے

سر جاہے اگر دیکہین ولی پہر کر وجی بار
یون شعر تیرا اے ولی مشہور ہے آفاق مین
تجہہ حسن کی تعریف مین جب نسخہ ہو
تیری تو انوری دیکہہ کر جاہے لیجان ولی

رکہہ شوق تیرے شعر کا سعدی حسن آوے
مشہور جیون کر سخن اس بلبل تبریز کا
سنے اسکون یقین اٹہہ جائے دلسوختان عجم اکر
گر بوعلی سینا لکہے دفتر ترے اخلاق مین

تیرے سخن کی نغمہ رنگین کرسن ولی
ڈوبا عرق کے بیچ عراقی عراق مین

وہ اشعار جو شعراء معاصرین سے تفاخر کیا ہے

آزاد سے سنا ہون یہہ مصرع مناسب — جس سے کہ بار ملنا ایسا ہنر نہ آیا
تیرے اشعار ایسے فراقی — کہ جس پر رشک آویگا ولی کو
ولی مصرع فراقی کا پڑہون تب جبکہ وہ ظالم — کمر سون کہینچتا خنجر چڑہاتا آستین آوے
اشرف کا یو مصرع ولی مجکو ہے عجب — الفت ہے دل و جان سون مجہے سیم نگر سون
پڑے سنکر اچہل جیون مصرع برق — اگر مصرع لکہون ناصر علی کون

ولی کے جواب مین افضل خان سرخوش نے ناصر علی کی تعریف مین ایک رباعی لکہی باعی کا ایک مصرع ولی کے شعر کا جواب ہے رباعی

در ملک سخن بود جہانگیر علی — در مشرب دل ولی علی پیر علی
با شعر علی نمیرسد شعر ولی — زان سان کہ خط نمیرسد بخط میر علی

بعض نسخے مین بجاے ولی کے مرقوم ہے تقدیر اول مین جواب ہوتا ہے اسی لحاظ سے یہان نقل کیا گیا ۔ اسی مصرع کے مضمون کو عزیز دکنی نے اردو مین ترجمہ کیا ۔ اور یہہ شعر ناصر علی کے طرف منسوب ہوگیا ۔ واقع مین ناصر علی کا نہین ہے ؎

باعجاز سخن گر اوڑ چلے وہ — ولی ہرگز نہ پہنچیگا علی کون

من اشعاره الهندی

تجہہ لب کی صفت لعل بدخشان سے کہونگا — جادو ہے تیرے نین غزالان سے کہونگا
دی حق نے تجہے بادشاہی حسن نگر کی — یہہ کشور ایران مین سلیمان سے کہونگا
زخمی کیا ہے مجہہ تیری پلکون کے انی نے — یہہ زخم ترا خنجر بہالان سے کہونگا

وله

دیکہنا صبح تجہہ رخسار کا — ہے مطالع مطلع انوار کا

یاد کرنا ہر گھڑی تجھ یار کا
ہے وظیفہ مجھ دل بیمار کا

آرزوے چشمہ کوثر نہین
تشنہ لب ہون شربت دیدار کا

بلبل و پروانہ کرنال کے تئین
کام تھا تجھ چہرۂ گلنار کا

کیا کہے تعریف دل ہے بے نظیر
حرف حرف اُس مخزن اسرار کا

گر ہوا ہے طالب آزادگی
بند مت ہو سبحہ و زنار کا

مسند گل منزل شبنم ہوئی
دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا

اے ولی ہوتا سریجن پر نثار
مدعا ہے چشم گوہر بار کا

وله

بیوفائی نکر خدا سون ڈر
جگ ہنسائی نکر خدا سون ڈر

ہے جدائی مین زندگی مشکل
آجدائی نکر خدا سون ڈر

اُس سون جو آشنائی ڈر کر ہی
آشنائی نکر خدا سون ڈر

آرسی دیکھ نہو مغرور
خود نمائی نکر خدا سون ڈر

اے ولی غیر آستانۂ یار
جبہہ سائی نکر خدا سون ڈر

وله

جب صنم کون خیال باغ ہوا
طالب نشۂ فراغ ہوا

فوج عشاق دیکھ ہر جانب
نازنین صاحب دماغ ہوا

پان سین تجھ لبان کے سرخ ہوا
جگر لالہ داغ داغ ہوا

دل عشاق کیون نہو روشن
جب خیال صنم چراغ ہوا

اے ولی گلبدن کون باغ مین دیکھ
دل صدبرگ باغ باغ ہوا

وله

جسوقت اے سریجن تو بے حجاب ہوگا
ہر ذرہ تجھ جھلک سون جون آفتاب ہوگا

مت جا چمن مین لالہ بلبل پہ مت ستم کر
گرمی سون تجھ نگہ کی گل گل گلاب ہوگا

مست آئینہ کو دکہلا اپنا جمال روشن
نکلا ہے وہ ستمگر تیغ ادا کون لیکر
رکہتا ہے کیون جفا کو مجہپر روا ایظالم
مجہکون ہوا ہے معلوم اے مست جام چین
ہاتف نے یون دیا ہے مجہکو ولی بشارت
تجہ چین کا لتا کا جو عاشق و شیدا ہوا
سینہ مین اب محشر تلک ہین کو آتش ہے وہ
پایا ہے جگ مین اسے ولی وہ لیلی مقصود کون
لیا ہے جب سے ن موہن طریقہ خود نمائی کا
ہوا دل تجہ مکہ کے کعبہ مین مجہ سو وجہ دیتا
کیون کرے آلودہ زر جگ منی صیاد مرد
بلہوس کہتے ہین دائم فکر رنگ عاشقان
بو کنار ہی مکہ پہ تیرے نے زلیخا وش نہین
خار ہجر نے جسکے دیا ہے درد دل مجہکون
عجب نہین گر گلان رو ڈہین بکہر کر صورت قمری
تا حشر رہے بوئے گلاب اسکے عرق سے
سایہ ہو مرا سبز رنگ پر طوطی
کہینچین اپس کہیان منے جون کحل الجواہر
ہرگز سخن سخن گو لاوے نہ زبان پر

ولہ تجہ مکہ کی تاب دیکہے آئینہ آب ہوگا
سینے پہ عاشقان کے اب فتح باب ہوگا
محشر مین تجہسین آخر میرا حساب ہوگا
تجہ انگہڑیان کے دیکہے عالم خراب ہوگا
اسکی گلی مین جا تو مقصد شتاب ہوگا
ولہ ہر خوبرو کے حسن کے جلوہ سون بے پروا ہوا
جو تجہ نین کے جام سون می پی کے متوالا ہوا
جو عشق کے بازار مین مجنون نمن سودا ہوا
ولہ چہڑیا ہے آرسی پر تجہ سے رنگ حیرت افزائی کا
ولہ زنخدان مین تیرے مجہ چاہ زمزم کا اثر دیتا
ولہ ہے علم او پر معطل صورت شمشیر طلا
ہے جہوس کی صدا سینہ مین تدبیر طلا
سورہ یوسف کو لکہا گر و تحریر طلا
ولہ رکہون نشہ نمن انکہیان مین گر وہ مست ناز سے آوے
ادا سون جب چمن بہتر وہ شہر شیراز سے آوے
ولہ جس منے یکبار وہ گل پیرہن آوے
گر خواب مین وہ نوخط شیرین بچن آوے
عشاق کے گر ہاتہ وہ خاک چمن آوے
جس بن مین یکبار وہ نازک بدن آوے

وحدت۔ شاہ ہدایت اللہ چارکاری اورنگ آبادی

وحدت تخلص۔ شاہ ہدایت اللہ نام وہ بندی الاصل خواجہ مخدوم اعظم کی اولاد مین تہا۔ بلدۂ چارکار مین پیدا ہوا۔ صغر سنی مین والد ماجد کے ہمراہ دلّی مین آیا۔ تحصیل علوم مین مشغول ہوا۔ چند مدت مین علوم و فنون مین فارغ التحصیل ہوا مدت تک میرزا عبد القادر بیدل کی صحبت مین رہا۔ میرزا لیاقت و قابلیت کی وجہ سے وحدت کی تعظیم و توقیر کرتا تہا۔ پہر دلّی سے دکن مین آیا۔ اورنگ آباد مین شاہ قلندر شہید کا مرید ہوا۔ حضرت باباشاہ مسافر کے تکیہ مین سکونت اختیار کی۔ اُسوقت تکیہ مین باباشاہ مسافر کے سجادہ نشین شاہ محمود صاحب تہے۔ حضرت بابا مرحوم نے تکیہ مین ہزار ہا روپیہ خرچ کرکے عمارات عالیہ تعمیر کرائے۔ اور زمین سے ایک نہر نکالی جب زمین کو کہدوایا اُسوقت زمین سے ایک دریا جوش زن ہوا اس کثرت سے پانی نکلنے لگا کہ عقل انسانی دیکہنے سے حیران ہوتی تہی بموسم گرما اورنگ آباد مین اکثر پانی کا قحط ہوتا تہا جب سے یہہ نہر برآمد ہوی ہے تب سے حیوانات کے لئے یہہ نہر چشمۂ آبحیات ہے ؎ تشنگان را نہر محمود آب داد + مسجد اقدس خیلے با صفا اتمام یافتہ + خانقاہ مین ستون سنگ سیاہ سے تراش کے قائم کئے ہین۔ نہایت خوشرنگ و خوش وضع معلوم ہوتے ہین۔ تکیہ کے اطراف مین حجرے مصفا و پاکیزہ درویشون کے رہنے کے لئے تعمیر کرائے گئے۔ تکیہ کے بیرون دروازہ ایک حوض بشکل دریا تیار کرایا گیا چشمہ کا مخزن بلندی پر ہے بلندی سے پانی نہایت خوبی کیساتہہ ریزش کرتا ہے۔ اور دوسرا حوض تکیہ کے اندرون واقع ہے نہایت جوش و خروش سے

اسکا فوارہ نکلتا ہے۔ تکیہ کا تمام صحن گلہاے رنگا رنگ سے سرسبز ہے اور درخت بہی فیض بہار سے کم نہین ہین۔ نہایت پرفضا مقام ہے اسکے دیدار کا شوق زیادہ تر ہوتا ہے اور دل اسکی سیر سے سیر نہین ہوتا۔ تکیہ کی تعریف جسقدر کی جاے کم ہے ؎

اگر فردوس بر روے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

شاہ ہدایت اللہ ایسے مکان پرفضا مین کمال توکل و قناعت سے زندگی بسر کرتا رہتا تہا نہایت ہی مستغنی المزاج ذکی الفہم و ذہین تہا خوش طبع و خوش وضع۔ شعر خوب کہتا تہا سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین فوت ہوا اور اورنگ آباد مین مدفون کیا گیا۔

من اشعارہ الفارسیہ

دارد آسیب نزاکت دل غم پیشۂ ما
خود بخود میشکند از موج صفا شیشۂ ما

ہمت از مکافات عمل مستغنی است
گہر آبلہ بس مزد ہنر پیشۂ ما

صاف بیرنگی ما نشئہ دیگر دارد
جام جمشید بود دُردتہ شیشۂ ما

ما درین باغ نہال چمن تصویریم
ہست در خامہ نقاش گرہ ریشۂ ما

وحدت از ساغر حیات می نابی دہ ام
میتراود می گلگون از رگ و ریشۂ ما

واحد میر حفیظ اللہ اورنگ آبادی

واحد تخلص۔ میر حفیظ اللہ نام آپ میر نجیب اللہ بن سید عبد اللہ کے فرزند ہین سید صحیح النسب ہین۔ آپکے جد بزرگوار عالمگیری زمانہ مین پانچہزاری منصب سے سرفراز تہے۔ امراے معززہ کرام تہے۔ واحد کی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ اور اسی شہر کی زمین مین نشو و نما پایا۔ اور اسی ملک کی آب و ہوا مین پرورش پائی۔ یہین کے علما کی

خدمت مین استفادہ کیا۔ کتب رسیٔہ فارسیہ و قدرے عربیہ سے فراغت حاصل کی پہر شاعری کا شوق ہوا۔ کہنے لگا۔ رفتہ رفتہ کلام مین شستگی و درستگی آنے لگی شعرائے معاصرین کے زمرہ مین شمار ہونے لگا۔ لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ موزون طبع و خوش فکر ہے اسکا کلام رنگینی و نمکینی سے بہرا ہوا ہے۔ لطف مزہ سے خالی نہین۔ نیک سیرت و خوش خصلت تہا یاران ہمصحبت کے ساتہہ خلاق و اشفاق سے ملتا تہا۔ آسودہ حال تہا۔ سرکار سے معاش معتدبہ و منصب برقرار و بحال تہا۔ دوست پرور و فقیر نواز تہا۔ ۱۱۸۸ سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ من اشعارہ الہندی

آرسی کو دیکھہ حورون نے درخشان کردیا	ذرۂ بیقدر کو خورشید تابان کردیا
نامۂ درد جدائی لکھا دلدار کو	خون کے شنگرف سے آنکھون نے افشان کردیا
آفتاب طبع واحد نے زمین شعر کو	معنیٔ رنگین لعلون سے بدخشان کردیا
رونق بزم نہین شمع رخ ساقی بن	گرچہ اسباب طرب ہمکو مہیا ہین

واضح۔ مرزا علی اصغر اصفہانی

واضح تخلص۔ مرزا علی اصغر نام۔ وطن اصفہان ہے۔ بقدر ضرورت استعداد علمی رکہتا تہا۔ فارغ التحصیل نہین تہا مستعد طالب العلم تہا۔ شعرگوئی مین لائق شعر خوب کہتا تہا۔ وطن مین پیشۂ زرکشی کرتا تہا۔ آخر اس پیشہ سے دست بردار ہوکر بامید کامیابی ہند مین آیا۔ سیکاکول دکن مین پہنچا مگر زمانہ موافق نہین آیا ناگاہ ایک اس دار محنت سے دار باقی کو روانہ ہوا۔ یہہ واقعہ ۱۲۳۰ سنہ ہجری مین واقع ہوا من اشعارہ

پس از ریزش نہاد اردر روے ماندن انبیمانی	قرار سیکند ارباب ہمت را پریشانی

روئے استادن سپیدہ بلبل بریزش سحاب		اہل ہمت را پریشانی قرارے میکند

وحشی - مولانا وحشی کاشانی

وحشی تخلص - مولانا وحشی نام - آپ کاشانی المولد ہین - عالم وفاضل وشاعر کامل ہین مولانا محتشم کے شاگرد ہین - آپ ۹۹۹؁ ہجری مین شیراز مین تھے - ابوتراب بیگ فرقتی سے نہایت محبت و الفت رکھتے تھے بعض نے آپکی الفت کو عشق سے تعبیر کی ہے - فرقتی کی جدائی مین ایک مصرع کہا ع مژدہ کوثر وصل ابوتراب سان و غزا گوئی مین مشہور ہے تمام عمر آپکی شاعری غزل گوئی مین صرف ہوئی - کلام نمکین و شیرین ہوتا ہے - وطن سے ہند مین پہنچا متفرق مقامات مین رہا آخر گولکنڈہ دکن مین آیا عبداللہ قطب شاہ کے سایۂ عنایت مین رہنے لگا - ناظم تبریزی کہتا ہے کہ ۱۰۱۲؁ ہجری مین فوت ہوا اور دکن مین مدفون ہے انتہی کلامہ - صاحب ریاض الشعرا نے مدفن اسکا گولکنڈہ دکن لکھا - من اشعارہ الفارسی

فشاند از عرق ہرگاہ زلف عنبر افشان را	وله	برون آرد ز ظلمت چشمہای آب حیوان را
ندارد آسمان ہم در خور امید من کامے		ازان ہرگز نیابم بر مراد خویش دوران را
زآسیبے بسود یابیم بپاے ارزانی		یارب دگر کہ بوسید آن خاک آستان را
گر سرشک آتشین بیرون دل من دور نیست	وله	شعلہ تو اند نگاہ دارد شرار خویش را
دور از و چشم در نظارہ را استار کرد	وله	ہرنگاہے خنجرے گردید و در دل کار کرد
از شوق سوختن دل من ہوا گرفت	وله	بلغے کہ صبح نامزد جان لالہ کرد
گشتم چنان ضعیف کہ در گلشن وصال	وله	ہر دم مرا نسیم بسوئے دگر برد

تا چشم نیم مست ترا دید روزگار	وله	خاک سیہ بکاسہ چشم غزالہ کرد
شب گذارہی ہلال بی خور و خواہم کردہی	وله	آنقدر گرم گشتنی کہ کباب ہم کردہی

واصل ۔ مرزا اترک علی بیگ اورنگ آبادی

واصل تخلص ۔ مرزا اترک علی بیگ نام ۔ اورنگ آبادی المولد آپ شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید صادق الاعتقاد تھے ۔ باوجود استعداد علمی بمصداق شعر حافظ

فلک بمردم نادان دہد عنان مراد — تو اہل فضلی و دانش ہمین گناہ بس است

دنیوی جاہ و ثروت و مال و دولت سے کچھہ نفع نہین اٹھائے ۔ درویشی کے رستہ مین ثابت قدم ہوئے ۔ مدۃ العمر قناعت و توکل پر زندگی بسر کرتے رہے ہمیشہ ذکر و شغل مین مصروف و مشغول رہتے تھے ۔ حقائق تصوف و معارف تعرف مین فرد فرید تھے ۔ مسائل توحید و تجرد مین وحید تھے ۔ شاہ صاحب کی خانقاہ مین سکونت پذیر تھے شاہ صاحب کے اکثر مرید آپ سے استفادہ پاتے تھے ذکر و شغل کے طریقے سیکھتے تھے ۔ میان واصل کے دلمین محبت الٰہی کا جوش و خروش تھا ۔ کثرت محبت و عشق مین ہوش سے بیہوش تھے جمعہ کے روز شاہ صاحب کی خانقاہ مین مجلس سماع منعقد ہوتی تھی شہر کے اکثر مشائخ شریک مجلس ہوتے تھے ۔ اکثر پر وجد و حال کی کیفیت طاری ہوتی تھی ۔ کثرت رقت و جوش محبت سے ہر ایک کے آنکھون سے گنگا و جمنا جاری ہوتی تھی علی الخصوص آپ شاہ صاحب کے مریدان خواص سے تھے آپکی کیفیت و حالت سب سے نرالی تھی آپ عالم محبت کے دریا مین ڈوبے ہوے تھے ۔ خودی سے بیخود اور ہوش سے بیہوش ہوتے تھے شاہ صاحب کی نظر توجہ اورون کی نسبت آپ ہی پر زیادہ ہوتی تھی ۔ آپ جا نشین کامل

وصوفی واصل تھے۔ مقامات تصوف کے واقف حقائق الٰہی کے عارف تھے۔
شاعر خوش فکر موزون الطبع تھے۔ شوق و ذوق مین طبیعت کی جولانی سے اکثر اشعار
آبدار موزون کرتے تھے رفتہ رفتہ اشعار کا بڑا ذخیرہ ہوگیا۔ آپکے شاگردون نے
کل اشعار متفرقہ کو بترتیب حروف تہجی جمع کرکے اور گلہاے منتشرہ کا شیرازہ باندھکر
گلدستہ بنادیا۔ دیوان کامل مرتب ہوگیا ہمکو آپکے دیوان کا منتخب ملا ہے۔ ترجمہ
کے خاتمہ پر بطور نمونہ گزارش کرینگے تاکہ شائقین مطالعہ سے لطف اٹھائین آپکا کلام
توحید و تصوف کے مضامین سے لبریز ہے۔ آپکے ہر ایک شعر کا مطلب دلپسند
و دلاویز ہے۔ صاحب تحفۃ الشعرا لکھتے ہین کہ فارسی مین آپکے دو دیوان تھے۔
آپنے ایک دیوان عالم شباب مین لکھا تھا دوسرا دیوان عالم شیب مین تیار کیا۔ ہر ایک
دیوان کا رنگ نرالا ہے۔ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است انتہی۔ دوسرے دیوان کا
انتخاب بھی ہمکو تلاش کے بعد ملا اسمین سے بھی ہم چند اشعار دیوان اول کے اشعار کے بعد
لکھینگے تاکہ شائقین کو دونون کے مقابلے سے مابہ الامتیاز ہو جائے۔
کسی تذکرہ نویس نے آپکی نسب و ولادت و وفات کی کیفیت نہین لکھی۔ مگر ہمکو تحفۃ الشعرا
کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین زندہ تھے۔ اور سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین
اس دار فانی مین موجود نہین تھے۔ آپکا انتقال سنہ ۱۱۸۰ ہجری کے قریب مین ہوا ہے
پیر و مرشد کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ آپکے مرشد کا مرقد شریف محلہ دال منڈی
اورنگ آباد مین واقع ہے۔ مرقد پر گنبد خوشنما بنا ہوا ہے۔ یزار و یتبرک۔
صاحب تالیف تھے علم صرف مین جواہر التصریف۔ اور شرح جواہر التصریف بزبان عربی
اور دیگر شرح جواہر التصریف بزبان فارسی۔ اور ایک نصاب ترکی۔ اس کتاب مین

اٹھائیس قطعات ہین ہر ایک قطعہ مین اسامی اشیاء و ما یتعلق بہا علیحدہ علیحدہ لکہے ہین مثلاً قطعہ البرد و ما یتعلق بہا۔ و قطعہ الاطعمہ و ما یتعلق بہا و قطعہ البحر و ما یتعلق بہا علی ہذا القیاس

اشعار من الدیوان الاولی

از دل ما روشن چو مہ جام صفا داریم ما — یک طریق از ابتدا تا انتہا داریم ما
کارہا بکشاید از امداد پیران بیشتر — قامت خم گشتہ محراب دعا داریم ما
راست بر سرو قد ما جامۂ عریانیست — ہستی خود عقدۂ بند قبا داریم ما

ولہ

زورق از سبکتری بساحل میرسد — این صدا در گوشم آمد از کف دریا مرا
تازہ گردد روح من از رشک آہ و عشق او — راحت افزای دل این آب و ہوا باشد مرا
ز جوش گریۂ شوق تو رقص من پیداست — بود حباب صفت خانہ بر آب مرا
از درّ گفتار تو در دل گرہ دارد صدف — معدن از لعل تو دارد در جگر خون تا بہا

ولہ

از رہ دل چہ عیش کند از نشاط دہر — شاخ گل شکستہ نہ بیند بہار را
پروانہ یافت خلعت رنگین ز سوز عشق — زینسان شد امتیاز ز عاشق نواز را
بنازم از فروغ حسن آن داغ محبت را — کہ نور از مہر رخشانش بود صبح قیامت را
نباشد خوف از رنج و بلا کامل عیاران را — چہ باک از گرمی آتش طلای صاف و بیغش را
سالک از جنس نفس مقصود حاصل میکند — رہ بود بر گوہر مطلب دم غواص را
نکتہ گوہر صفت را نفس صالح لازم است — گوش باید چون صدف تا بشنود موعظہ ما
واصل بیان ماست سراپا فن بدیع — پیداست از معنی ما اختراع ما
بہر فروغ دل ز ضعیفان مدد طلب — امداد حسن بست بروشن چراغ ما
در سینۂ ما گوہر ذاتی چو گرہ بست — جز گوہر یکتا نبود در صدف ما

تا ہست گرم بریخ نو اشتیاق ما	افتد بجان سرا زنامہ فراق ما
دل چو آزاد از علائق شد بہ نیرنگی	شتافت شیشہ ہرگز نبینی زنگہا
صد ہم آن مہ تابان تا کہ بردارد نقاب	در تماشا گاہ جنبش سر برآرد آفتاب

آپنے اٹھائیس دیوان مرتب کئے۔ قافیہ الف و ردیف الف۔ قافیہ الف و ردیف با علی ہذا القیاس۔ ہر حرف کا بلحاظ قافیہ ایک ایک دیوان ہے۔

وفا محمد امین ایلچپوری براری

وفا تخلص۔ آقا محمد امین نام۔ آپ حکیم محمد تقی خان اصفہانی کے فرزند ہیں آپکے والد حکیم صاحب عالمگیری زمانہ میں اصفہان سے ہند میں وارد ہوئے مدت تک آصفجاہ بہادر کی رفاقت میں رہے۔ خدمات شائستہ کے بعد منصب دو ہزاری ذات اور سات سو سوار سے سرفراز و ممتاز ہوئے تھے۔ نواب آصفجاہ مرحوم آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے۔ اور آپ برار کی نظامت پر مقرر تھے۔ دلاور خان و عالم علیخان کے محاربات میں عوض خان بہادر کے ہمراہ حضور کے معین و مددگار رہے ہیں۔ آقا محمد امین سنہ ۱۱۰۰ ہجری میں بلدہ ایلچپور میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کے سایۂ عاطفت میں پرورش و تربیت پائی۔ کتب درسیہ ملا شیخ محمد مازندرانی و مولوی شیخ مصطفیٰ انسان سے تحصیل کیں۔ اور شعر و سخن میں بھی انہیں دو بزرگ سے اصلاح لیتے رہے مدۃ العمر شعر گوئی و انشا پردازی میں رہے۔ حدیث فقہ و معقول میں بھی کامل تھے۔ درس و تدریس میں زندگی بسر کرتے تھے والد کے فوت ہونے کے بعد آپنے جاگیر و منصب کی تلاش نہیں کی۔ توکل و قناعت کی جاگیر میں جاگزیں و گوشہ نشین ہوئے۔ جو کچھ

یومیہ برار مین حکام سے ملتا تہا اُسپر قانع تہے ۔ زائد کے طالب نہوئے ۔ درویش سیرت فانی مشرب خاک طینت صوفی مذہب تہے ۔ مزاج مین تواضع وخاکساری بیشمار تہی آپ کی صحبت مین ہمنشینون کو لطف و سرور ہوتا تہا ۔ بزرگ باکمال تہے فرشتہ خصال وپاکیزہ خیال تہے ۔ طبیعت موزون تہی نظم کلام مین لآلی آبدار و دُرر شاہوار پروتے تہے معانی تازہ کا جلوہ دکہاتے تہے ۔ آخر آپ سنہ ١١٩٣ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت بریں کو روانہ ہوئے اور بلدہ ایلچپور برار مین مدفون ہوئے ۔

بلدہ ایلچپور برار مین حضرت شاہ عبدالرحمن دولہ شہید کا روضہ منورہ واقع ہے سالانہ ربیع الاول مین آپکا عرس بڑی عظمت و شان سے ہوتا ہے ۔ آپکے عرس مین بہت خلائق جمع ہوتی ہے ۔ روشنی چراغان نہایت تکلف سے ہوتی ہے وفائے چند فقرے چراغان کی توصیف مین لکہے **ہو ہذا**

اگر زبان برنگ شعلہ ہمہ تن آتش شود فتیلہ بیان روشن نمی تواند نمود ۔ واگر تقریر سراپا غرق لجہ چرب و نرمی گردد جز برسامان خشک مغزی نتواند افزود ۔ از عکس چراغان میان دریا دیدہ تماشائی شعلہ تر بسر ۔ و از فیض بی پروا خرمی بر سطح تن زلال خیر وار نیست از موج لباس زر تار در بر و از حباب تاج یاقوت بر سر ۔ از ہجوم بنگلہ ہائے چراغان کار روشنی چندان ارتفاع پذیرفتہ کہ آسمان باین ہمہ ستارہ و ماہ غیر از دستگاہ رنگ زردی ندید و خفتہ

؎

تعالی اللہ کہ از جوش چراغان — زمین تا آسمان باشد گل افشان
چہ شد گر خور بمغرب در نہفتہ است — گل خورشید ہر جانب شگفتہ است
شعاعی ہر چراغی ہست چندان — کہ چون پروانہ گرد دل پر افشان

ز سیر این چراغان پر فسون / شود پیرایهٔ نظارہ گلگون
ببین عکس چراغان در تہ آب / بہار آتشی در عالم آب
صفا از بس گرفت آفاق یکسر / نماید ہر نگہ آئینہ در بر
تماشا محو انداز سرور است / کہ اینجا شش جہت لبریز نور است
ضمیر این چراغان باشد از برق / کہ روشن می کند از غرب تا شرق
شد از جوش ضیا نزدیک تا دور / بلند از ہر طرف فوارۂ نور
مگر بحر خور آرد در تلاطم / کہ شد نظارہ ہا را دست و پا گم
ازین سیر بہار عالم آرا / کہ ہست از قدرت حق معنی انشا
بود گر بہرہ ات آگاہ بودن / چراغ دل توان روشن نمودن
ببین گر دولت شمع شعور است / چراغ دیدہ را روغن ز نور است
بہر حال اندک از ظاہر سفر کن / ز دل در معنی ہر شئے نظر کن

مرزا افضل قاقشال تحفۃ الشعرا میں لکھتا ہے کہ حاسدین نے نواب آصفجاہ بہادر کی خدمت میں میرے طرف سے بدگمانی پیدا کردی نواب ناخوش ہوئے اور مجکو معتوب کیے آخر نواب سید شریف خان بہادر شجاعت جنگ صوبہ دار برار نے کمال قدردانی سے مجکو اپنی سرکار میں بخشی مقرر فرما کر ایلچپور میں ہمراہ لے آئے۔ آقا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نہایت محبت سے ملے اور اکثر روز میرے غریب خانہ پر آئے۔ سرفراز فرماتے اپنی طبعزاد سناتے اور سنتے۔ وہ نزاکت خوب لطف تہا۔ غرض کہ مرزا وفا خلیق تہے اللہ تعالی غریق رحمت کرے۔ اور لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا میں لکہا کہ جناب وفا صاحب نے جب سنہ ۱۱۸۱ ہجری میں حسب الطلب ناظم اورنگ آباد نواب معین الدولہ ایلچپور کے پاس

والہ نکشد تحمل منت خورشید … وله … از شاخ سخن پخته بر آید ثمر ما
صاف طینت را بود در خاکساری آبرو … وله … منت خاکستر فزاید اعتبار آئینہ را
سینہ صافان را دل از فیض خموشی روشن است … جلوہ آہے نماید پر غبار آئینہ را
والہ شکست توبہ بجا شد کہ چشم عیش … وله … روئے بہار در آئینہ ہوا
تا سایۂ رخ حسن تو افتاد بر آفتاب … وله … ہر صبح از کفن بدر آرد سر آفتاب
والہ نداشت طاقت نظارۂ جمال … روشن بود حقیقت شبنم در آفتاب
مریزا اے ساقی ظالم گل مستی بجیب دل … وله … کہ خواب خوش بہائے مہر مینا می برد ما را
قرار از والہ شیدا بود این مصرع صائب … ہمان بیطاقتی صحرا بصحرا می برد ما را
کشتۂ عشقم مزارم شمع مزار گل کنید … وله … پردۂ فانوس شمعم از پر بلبل کنید
تا کند جولان بگرد چشمۂ کوثر بحشر … وله … جان والہ را نثار راکب دلدل کنید
طبع روشن را بس آئینہ گر پوشش منت … وله … صورت معنی دلچسپ در آغوش منت
کیست قمری و چہ پروانہ کہ نازد بر شمع … شعلہ تہ نظر سرو زری پوش منت
بسکہ شوق کشد بسوئے شراب … وله … روم از خود ز گفتگوئے شراب
ز داغ عشق تو تا گشت شاخ گل دستم … وله … نمود کوچہ باغ است آستین مرا
بسکہ شبہا آہوئے چشم کسے آید بخواب … وله … می کند از خلوت آئینہ رم تمثال ما
رقص بسمل کند از نالۂ زنجیر دلم … وله … اے پری شوخی دیوانہ مبارک باشد
اینچنین کز غنچۂ لعل لبت خواہد شگفت … وله … بلبل تصویر از شوق تو گویا می شود
کرد دل را ابروش بیتاب از ایمائے لطف … زخمی این تیغ می گردد ز سر تا ہم رستہ تر
تا خیالش بدلم جلوہ فانوسی ریخت … چون حنا خون جگر دیدہ بپا بوسی ریخت

دل گشت ز شوق زخم صد چاک	ولہ	شمشیر بدوش دیدمش دوش
با زلف تو دل چه کارها داشت		من حلقه بگوش دیدمش دوش
بینا بد نگه از ضعف چشم بے تو	ولہ	باشارات تو وابستهٔ شفائے تنم
غلطد از شوخی عشق تو گہوارهٔ چشم	ولہ	اشک چون کودک خو کرده بدامن گستاخ
لالہ خونین دل گل زخمی نرگس بیمار	ولہ	در چمن دل بچه تقریب شود وا بی تو
غمزه بیباک و نگه مست و تبسم لبریز	ولہ	شوخ جادو فن من طرفه بساز آمده
قلم ہے تا صدا از شوق قسم ساز و چنان حرفی	ولہ	کرد دل حرفے تو بیان نه نگه حرفی زبان حرفے
زبس از خویش رفتم در خیال نرگس مستت	ولہ	مرا ہشیار بینم خواب اما هوش است پنداری

واصل - مولوی محمد واصل صاحب

واصل تخلص - محمد واصل نام - آپ سید محمد قدیر کے فرزند ہین - آپکا اصلی وطن کڑہ ضلع الہ آباد ہے - آپ سادات کاظمی المشہد ہین - آپکی ولادت قصبہ مذکورہ مین ہوئی - اور تربیت و پرورش بھی قصبہ مذکورہ مین ہوئی آپنے سن شعور کے بعد کتب درسیہ فارسیہ علما و فضلا سے تحصیل کین - چند مدت وطن مالوفہ مین رہے پھر تلاش معاش کے ارادہ سے سنہ ۱۲۹۲ ہجری مین شہر حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے اسوقت یہان مدرسہ انجنیری جاری و قائم تہا - آپ علم ریاضی مین ہوشیار و چالاک تھے - اور طبیعت کا تعلق بھی قدرتاً اسی علم کے ساتھ زیادہ تہا فن انجنیری کا کمال حاصل کرنیکی غرض سے مدرسہ مین شریک ہوے - آپکو مدرسہ کا سے بیس روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر ہوا - مدت معینہ تک تحصیل کرتے رہے جب امتحان ہونے سب طلبہ مین

کامل الامتحان ہوئے۔ اب منتظر و امیدوار تہے کہ سرکار سے صیغہ انجینیری مین کوئی
خدمت پر مقرر ہوجائین اُسوقت جناب نواب کرم الدولہ بہادر معتمد مال نے
مدرسہ اعزہ حیدرآباد مین امرا و شرفازادون کی تعلیم کے لئے قائم کیا مدرسہ مین
مدرس ریاضی کی ضرورت ہوئی۔ مدرسہ اعزہ کی مجلس انتظامی نے اس خدمت کے لئے
آپکو انتخاب کیا اور یہہ رائے قرار پائی کہ آپ سے بہتر اس فن مین کوئی لائق آدمی
نہین ملیگا۔ آپکو مدرسہ انجینیری کے مہتمم ولکنس صاحب سے درخواست کرکے لینا چاہیے
یہہ امر قرار داد ہونے کے بعد نواب صاحب نے صاحب موصوف کو آپکی بابت ایک رقعہ
لکہا کہ آپ محمد واصل صاحب سندیافتہ کو ہمارے مدرسہ کے لئے دیجئے ہم اُنکو وہی ماہوار
دینگے جو محکمہ انجینیری مین ملیگی۔ صاحب موصوف نے نواب صاحب کا رقعہ پہنچتے ہی
منظور کیا آپکو مجلس انتظامی مدرسہ اعزہ مین بہیجدیا۔ آپ ابتدائے افتتاح مدرسہ ۱۲۹۵ ہجری
مین مدرسہ اعزہ مین ریاضی کے صدر مدرس ہوئے۔ اور آپکی ماہوار ڈیڑہ سو روپیہ
قرار پائی۔ پہر آپ چند سال تک مدرسہ اعزہ مین اپنا فرض منصبی امانت و دیانت کے ساتھ
ادا کرتے رہے ہر سال آپکے طلبہ کامیاب ہوتے رہے جب تک آپ مدرسہ مین رہے
اراکین مجلس آپکے کام سے خوش رہے۔ آپکو امید تہی کہ مدرسہ مین آئندہ کسقدر ترقی
ہوگی۔ مگر ایسے اتفاقات و موانع واقع ہوئے کہ آپکی امید موہومی ہوگئی۔ بڑا سبب
یہہ واقع ہوا کہ مدرسہ اعزہ کے سرپرست و مربی مرض دائمی مین مبتلا ہوگئے۔ کوئی
مدرسہ کا سرپرست و مربی نہین رہا۔ اور مدرسہ کی مالی حالت اول ہی ضعیف تہی
مربی کے نہونے سے زیادہ ضعیف ہوگئی اور مدرسہ کی حالت شبے بماند شبے دیگر
نمی ماند کے مصداق ہوگئی۔ آپکو اپنی ترقی و استقلالی نوکری کی فکر ہوئی۔ آپنے

کوشش و جستجو شروع کی بمصداق ہر جوئندہ یابندہ ۱۳۰۶ ہجری مین سرکار عالی کے
محکمہ صفائی مین مساوی ہوا پر مدرسہ سے منتقل ہوئے۔ آپ محکمہ مذکورہ مین خدمت
مددگاری پر مامور رہکر بہتر کارگذاری کامون کو عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔

جب ۱۳۰۹ ہجری مین بندگانعالی عرش آشیانے حضور پرنور میر محبوب علیخان نظام الملک
فتح جنگ آصفجاہ ششم شملگندہ مین بتقریب شکار رونق افزا ہوئے تھے آپ بھی محکمہ
صفائی کے طرف سے اہتمام و انتظام کے لئے روانہ کئے گئے تھے۔ اسوقت آپنے
جو کام صفائی کے متعلق تھا اسکا خوب ہی انتظام کیا۔ بندگانعالی اور ملازمان سامی
خوش ہوئے۔ آپ حضور سے ملے اور نذر گذرانے اور ایک شکارنامہ جو اردو نظم مین
تصنیف کرکے مطبوع کردیا تھا وہ بھی پیش کیا۔ بندگانعالی حضور نے آپکو اجازت
دی کہ اسمین سے چند اشعار پڑھو آپنے سنائے حضرت بندگانعالی سنکر محظوظ ہوئے۔
آپ موزون الطبع و صاحب الفکر تھے شعرگوئی و سخن کے فریفتہ مضمون رنگین معانی
شیرین کے آشفتہ تھے۔ روشنی طبیعت صفائی طینت سے شعر موزون فرماتے تھے
آپکے کلام کے ہر ایک شعر سے حلاوت نمایان اور ہر ایک مصرع سے عذوبت عیان ہے
آپ ہمدردی قوم مین جان و مال تک دریغ نہین کرتے تھے ہمیشہ اسی فکر مین رہتے تھے
کہ کوئی ایسی بات کیجائے کہ جسمین قوم کی بھلائی ہو۔ عید الضحی مین قربانی کی
کہالون کا جمع کرنا دیوبند کے مدرسہ کے لئے شہر حیدرآباد مین آپ ہی کی ہمدردی کا
ثمرہ تھا مدرسہ کے لئے علاوہ کہالون کے چندہ بھی سالانہ جمع کرکے بھیجتے تھے۔ آپکی
توجہ و ہمدردی کے وجہ دیوبند کے مدرسہ کو بڑی اعانت پہنچتی تھی۔ مدرسہ کو کیا بلکہ
ہندستان کے مسلمانون کو آپ اسی ہمدردی کی تحریک سے ایک یا دو مرتبہ دیوبند کے مدرسہ کو

گئے تھے اور جہان جہان اس قسم کے مدرسے تھے وہان بھی گئے ہین۔ غرض کہ آپ فنافی القوم تھے۔ صفائی کی کچہری مین جو سالانہ حضور کی سالگرہ کا جشن منعقد ہوتا ہے اس جلسہ کے آپ ہی موجد ہین۔ جلسہ مین شہر کے معززین شعرا و امرا و عہدہ دار جمع ہوتے ہین۔ شعرا حضور کے مدح و ثنا و دعا مین قصائد پڑہتے ہین۔ حاضرین سنکے تحسین و تعریف کے ساتھہ داد دیتے ہین۔ اسی جلسہ مسرت افزا کو دیکہہ کے شہر کے امرا بھی کرنے لگے۔ شہر مین متعدد مقام مین جلسے منعقد ہوتے ہین سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین حضور غفران منزل نے ایک مصرع موزون فرمایا۔ ہندو دکن کے بلاد مین بطور طرح شایع ہوا مصرع یہہ ہے ع یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے) شعرا نے اسی طرح مین غزلین لکھین۔ اخبارون مین مطبوع ہوئین۔ آپنے بھی بتاریخ ۲۰ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۰ ہجری کمپ شاہی واقع مانکوٹہ مین اسطرح مین غزل سنانے اور نذر پیش کرنیکا شرف حاصل کیا اب مین اس غزل کے چند اشعار ذیل مین گزارش کرتا ہون۔ آپکا کلام خوبی و خوش اسلوبی سے خالی نہین ہے پاکیزہ و شستہ ہوتا ہے۔ آخر آپنے سنہ ۱۳۲۳ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم باقی رحلت کی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون مولف فقیر نے آپ کی تاریخ رحلت اس فقرہ سے نکالی (واصل حق داخل جنت) بیرون دروازہ چادر گھاٹ مسجد کے صحن مین موسی ندی کے کنارے مدفون ہوئے۔ مولف فقیر کے مخلصین تھے اللھم اغفر لہ آپکے باقیات الصالحات مولوی محمد علی و محمد اکرم و محمد مکرم و حشمت علی وغیرہ یادگار ہین سلمہم اللہ تعالی۔ من اشعار الہندی

کہین سے شہ نے دیکھا اک پری کو	کہ پٹ پکڑے ہوئے در پر کھڑی ہے

قریب آکر کہا اے راحت جان
پلٹ کر یون کہا اس دلربا نے
چمن مین کسکی آمد اس گھڑی ہے
کسی جا گوش بر آواز گل ہین
کہین بلبل کی ہے نغمہ سرائی

ولہ

یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے
نگہ باہمدگر جب سے لڑی ہے
کہ خلقت پیشوائی کو کھڑی ہے
کہین نرگس بھی در تکنے کھڑی ہے
کہین قمری کی کوکو ہر گھڑی ہے

وزیر - میر وزیر علی بادشاہ حیدرآبادی

وزیر تخلص - میر وزیر علی بادشاہ نام آپ صمصام الملک بہادر کے پوتے ہین - نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم والی دکن کے داماد - آپ خاندان آصفی کے نور بصر و دودمان نظامی کے لخت جگر ہین - ریاست کے رؤسا مین ممتاز - اور سلطنت کے عمائدین سرفراز ہین آپکی ولادت باسعادت حیدرآباد دکن مین واقع ہوئی - تربیت پرورش بھی اسی شہر کی آب و ہوا مین ہوئی - نشو و نما کے بعد ابتدائے سن شعور مین آپکی تعلیم کے لئے استاد و اتالیق مقرر کئے گئے - آپ ذہین و ہوشیار تھے دو ڈھائی سال مین کتب درسیہ فارسیہ سے فراغت حاصل کی پھر آپکو شوق ہوا کہ عربی کتب درسیہ بھی پڑہنا چاہئے - چند مدۃ عربی کا بھی شغل رہا - چند رسائل نحو و صرف کے ختم کئے پھر ایسے موانع واقع ہوئے کہ آیندہ عربی کتب کے تحصیل کا موقع نہین رہا مگر شعر و شاعری کا دلمین شوق پیدا ہوا طبیعت مین موزونی و چالاکی خداداد تھی - فکر رسا و طبع والا سے شعر موزون کرنے لگے استاد وقت مولوی شمس الدین فیض المتوفی ۱۲۸۳ھ ہجری کی استادی مسلم الثبوت تھی شہر مین استاد کل کے لقب سے مشہور تھے آپ بھی اپنا کلام میر صوف کو دکھلانے لگے میر صاحب حسب

آپکا کلام دیکھکر فرماتے تھے کہ صاحبزادگان آصفی اور امراء دکنی میں اس فن متانت و فطانت
کا کوئی ایک فرد بھی نظر نہیں آتا ہے آپ صاحبزادون میں فرید اور امرا میں وحید ہیں
مدت تک اشعار موزون کرتے رہے اور استاد موصوف سے برابر اصلاح لیتے رہے چند مدت
کی مداومت اور مشق میں شاعر کامل ہوگئے۔ استادی کے مرتبہ کو پہنچ گئے۔ آپکے کلام سے
شستگی و پختگی معلوم ہوتی ہے۔ آپکا ہر ایک شعر سنجیدہ و پسندیدہ ہے اور ہر ایک مصرع
برجستہ و شستہ ہے کلام سلیس با محاورہ ہے الفاظ کی نشست معانی کی بندش پاکیزہ
ہے۔ آپ صاحب دیوان ہیں۔ مگر ابھی تک اپنے کلام کو مرتب کرکے مطبوع نہیں فرمایا ہے
آپ خوش خلق و حلیم الطبع و مستقیم الوضع ہیں۔ فقرا دوست و غربا پرور ہیں۔ اعزہ و احبا
کے ساتھ ہمدردی و مساعدت فرماتے ہیں علم و اہل علم کے قدردان۔ اہل کمال جوہر کے
جوہر شناس ہیں۔ اعزہ و احبا کو اس بات کی ترغیب دیتے ہیں کہ بچون کو تعلیم عمدہ طرح سے
دینا چاہئے۔ اور بچون کو اس لائق بنانا چاہئے کہ سرکاری عہدہائے جلیلہ کے لائق ہو جائیں
آپ خوش اعتقاد ہیں اپنے بزرگان سلف کے طرح اہل اللہ و اہل کمال کے خواہان۔ ولی
کامل و صاحبدل کے جویا ہیں۔ بزرگون کے اعراس نہایت ہی عظمت و شان سے فرماتے
ہیں مشائخ و علما کو مدعو کرتے ہیں ہر ایک مدعو کی مہمان داری و خاطرداری پوری طور
سے ادا کرتے ہیں۔ ہر ایک کو رخصت کے وقت عطر و پان عطا فرماتے ہیں۔ اور ہر ایک کی
تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ بندگانعالی حضور پرنور بھی آپکو بہت چاہتے
ہیں۔ شہر کے امرا اور صاحبزادون میں بھی آپ معزز و مکرم ہیں۔ معاش لائق و جاگیر
خانگی سے ممتاز و سرفراز ہیں آپکی عمر تقریبًا پچاس برس کی ہوگی۔
فی الحال اخبار سے معلوم ہوا کہ آخر شوال سنہ ۱۳۲۹ ہجری میں انتقال ہوا۔ انا للہ

وانا الیہ راجعون من اشعارہ الہندی

ہمسر کیا جو آپکو گیسوئے یار کا
منہ کالا اس خطا سے ہے مشک تتار کا

قاری ہوا ہے مصحف روئے بتان نہو
حافظ خدا ہے میرے دل بیقرار کا

کب ہاتھ مین ہے باگ مرے اختیار کی
ہے جب سے انتظار کسی شہسوار کا

پہنچے کنار گور کے ہم جان بلب صنم
پورا کیا قرار نہ بوس و کنار کا

واضح ۔ میرزا مبارک اللہ

واضح تخلص ۔ ارادت خان خطاب ہے ۔ کشمیری المولد ۔ جناب میر غلام علی آزاد نے سرو آزاد مین لکہا ہے کہ واضح کا جد بزرگوار میر محمد باقر ارادتخان شرفا ساوہ سے تہا اور میرزا محمد جعفر اصفہان کا داماد ۔ اور جہانگیری زمانہ مین میر بخشی گری کی خدمت پر مامور تہا ۔ شاہ جہان کے زمانہ جلوس مین وزیر ہوا ۔ بعد ازان صوبہ داری دکن و خطاب خان اعظم سے سرفراز ہوا ۔ اور کبہی کبہی گجرات و بنگالہ و کشمیر و الہ آباد کی صوبہ داری پر مامور رہا کسی وقت بیکار نہین رہا آخر بادشاہ نے اسکو اجازت دی جہان چاہے وہان کی حکومت کرے ۔ اُس نے جونپور کی صوبہ داری اختیار کی وہان چند روز حکومت کرکے ١٠٥٨ سنہ ہجری مین فوت ہوا ۔ اسکی لڑکی شاہ شجاع سے منسوب تہی اُس عفیفہ سے سلطان زین الدین بن شجاع پیدا ہوا ۔ اور اُسکا چہوٹا لڑکا میر اسحق ارادتخان عالمگیری زمانہ مین دارالشکوہ کی فتح کے بعد اودہ کا صوبہ دار ہوا اوسی سال مین دار فانی سے رحلت کی ۔ اُسکا فرزند میرزا برکت اللہ واضح صاحب ترجمہ درگاہ عالمگیر سے بخطاب موروثی ارادتخان مامور ہوا ۔ اور سنہ ١١١١ہجری مین چاکنہ کی فوجداری پر سرفراز اور

سنہ ۱۱۰۰ ہجری اورنگ آباد کی فوجداری اور بعد ازان گلبرگہ کی قلعہ داری سے ممتاز ہوا اور شاہ عالم کے زمانہ مین منصب چار ہزاری سے سربلند اور آخر فرخ سیر کے زمانہ مین دلّی مین سنہ ۱۱۳۸ ہجری مین فوت ہوا انتہیٰ کلامہ

واضح فن شاعری مین میر محمد زمان راسخ سرہندی کا شاگرد - اور تصوف مین میر سنجر نقشبندیہ کا مرید تھا اور میر سنجر کی دختر نیک اختر سے منسوب بھی تھا - میر کی نسبت ساقی نامہ کے دیباچہ مین لکھتا ہے {برّح اعتدال بری از بدمستی افراط و خالی از خمیازہ کشی تفریط از شاہ سنجر بلنیوان کشید. صراط مستقیم طریق وست و نعمت غیر مغضوب تحقیق و در عنفوان شباب کہ مستی جوانی و نشاء کمال و بیخودی غرور دولت در سرہم جمع بود - آن جوش فرمائے خم دیرسالہ و صاف پیمائے صراحی و پیالہ شبلانہ غسالہ نشست و شوہی باطن ہمن چنان نمود کہ بوش کج فہمی مزاج و مواد اعوجاج اصلاً نماند انتہیٰ} اور میر سنجر کے مرثیہ مین ایک ترکیب بند لکھا ہے - ہم ایک بند ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکھتے ہین ؎

اے فلک اے بیوفا ایظالم اے بیدادگر
نے گریبان بیدری نے خاک بر سر میکنی

اے زسوز سینۂ اہل مصیبت بیخبر
زینچنین شور قیامت انچہ باندی بیخبر

رفتی آخر شاہ سنجر دادِ بیداد ہی
خاک بر سر بخت وز ہجرت دل ناشاد ہی

لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا مین لکھا ہے کہ مجکو واضح کا دیوان بخط مولف نوشتہ سنہ ۱۱۸۰ ہجری ملا - دیوان مین چند غزل حاشیہ پر بخط واضح ہین اور انکی پیشانی پر بخط طغرا مرقوم ہے {فاتوا بسورۃ من مثلہ} اور دیوان مین

دو قصیدے ایک فلک المعارج جواب مین شمس المناقب معز فطرت قمی دوسرا مسمی بفخر وارین دونو قصیدونکا کلام سرسری ہے ہم فلک المعارج و فخر وارین سے دو دو اشعار نمونہ کے طور پر لکہتے ہین سہ

که گیرد از عزیمت من سست پیمار | ته بخشی فلک کسلاند اگر مهار
از موج بحر همتم اول قدم بود | بر کشتی فلک چو بیا بند بر کنار

قصیدۂ ثانیہ فخر وارین مین اولا تشبیب کے بعد ازان ہمت خان بن اسلام خان کی مدح کرتا ہے۔ سنہاسہ

ولیک شکر عنایات و لطف همت خان | که فخر می کند از ذات پاک و خاقانی
چگونه شرح دهم کان ستوده قدر شناس | که با دو دولت هر دو هنرش ارزانی
مرا خرید به نرخے که لا انقش بودم | رهین منت اویم ز انسی و جانی

واضح نے متعدد رسائل نظم و نثر مین لکہے۔ اور ہر ایک منظوم رسالہ کے پہلے نثر مین مستقل دیباچہ لکہا اور ہر دیباچہ کی پیشانی پر اپنی مہر کرتا تہا۔ مہر کا نقش {الحق واضح} تہا منجملہ رسائل۔ مثنوی مرآت دیدار ٭ کمند وحدت ٭ {نغمہ و شیون
مقابل مخزن اسرار } مقابل سلسلۃ الذہب } مقابل نلدمن}
آئینہ راز ٭ تاب زنار ٭ ساقی نامہ ٭ {اسرار معنوی
مقابل محمود ایاز} مقابل سبحۃ الابرار} ہم بحر سکندر نامہ} در پیروی مثنوی مولوی
یہہ ساتون مثنویات کو ۱۰۷۵ہجری مین شروع کیا اور ۱۰۷۸ہجری مین تمام کیا یہہ تمام مثنویات مختصر ہین۔ قلیل اللفظ کثیر المعنی۔ مرآت دیدار کے پچپن اشعار ہین نغمہ و شیون ایک جزو ٭ کمند وحدت کے ایکانوے اشعار ٭ آئینہ راز کے ۵ جزو

و تاب نے نار ایک جزء ساقی نامہ دو جزء اسرار معنوی ایک و نیم جزء۔ ان رسائل کے علاوہ ایک دیوان ہے جو غزلیات و قصائد و رباعیات و غیرہ اشعار پر شامل ہے۔ صاحب گل رعنا نے تمام مثنویات و دواوین کے اشعار انتخاب کر کے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے مولف بخیال طوالت کلام صرف دیوان کے اشعار پر اکتفا کرتا ہے۔ **من اشعارہ الفارسی**

پرواز چون کند ز چمن مرغ جانِ ما
در پای گل بخاک سپار آشیانِ ما

دل از طپش ز رفتن خود میدہد خبر
آواز پا بود جرس کاروانِ ما

ولہ

ز مقراض فنا نورست شمع زندگانی را
بود آبِ دمِ شمشیر صیندا ہر گرانی را

با اسیری چکند معجزۂ یوسف حسن
نہفت در روا نشد و نگشود در زندان را

بر زخم دل نمک ماہتاب مرہم نیست
سواد سرمہ شبہائے تار را دریاب

گذشت صبح جوانی و گرد سیری ماند
چو رفت محمل لیلی غبار را دریاب

با سکندر داشت صحبت بزم روشنان بادہ
حق بدست خضر باشد گر خورد تنہا شراب

داغ صبح از شور جنون صبح قیامت شدہ ام
آنچہ انجام دو عالم بود آغاز منست

داغ جگر بخاک نشینان غنیمت است
رنگ شفق بشام غریبان غنیمت است

تا بے حجاب بوئے گل آید بزم دل
در نو بہار چاک گریبان غنیمت است

بیہودہ دل بنجر سوئے جنون تدبیر نیست
اینقدر دانم کہ الفت میکشد زنجیر نیست

بوئے خون از نفس باد صبا می آید
شاید از گلشن داغ دل ما می آید

سنگین مشو کہ زود فرو می روی بخاک
دیدم بلوح تربت قارون نوشتہ اند

راحت در رنج بود خواب پریشانی چند
یوسفی چند تراشیدن و زندان چند

دام بر دوش نگر باز کسی می آید | کہ مرا یاد ز کنج قفسی می آید
بی نوا را ز نسیم غم و افریاد رس | گرد غربت بست بر بار خنۂ چاک قفس
سپہر گردم گرمی ارباب دنیا سوختم | در چراغان رفتم از بہر تماشا سوختم
جنگ ہفتاد و دو ملت سپر انداختم | تیغ کین بر ناکشی ای خصم عربی مکن
برہ جنون دویدم خبری خود ندارم | نگہم کجا فتادہ دل من کجا شکستہ
بکاغذ اخگری پیچیدہ ام یعنی دل خود را | مبادا گریہ بر حالم کنی ای نامہ بر رحمی
آہ از جوش طپش زد در دل ناشاد ہی | صید ما در بیضہ دارد چشم بر صیاد ہی
ہستی با خاکساران نقش پا ہی بیش نیست | چشم بر راہ خرابی دارد این بنیاد ہی
الٰہی کعبہ و بتخانہ باد اقتدار باقی | کہ بینا سجدہ ساغر کند من سجدہ ساقی

رباعی منہ

دنیا کہ درو دل بہوس پیچیدہ است | رنج است مآل و راحتش فہمیدہ است
عیشش تمام حسرت و بیمزگی است | چون صبح عروسی و چو شام عیدست

ولا - نواب عزیز جنگ بہادر

ولا تخلص - مولوی احمد عبد العزیز نام - خان بہادر - نواب عزیز جنگ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ سے اور شمس العلما - خان بہادر سرکار انگریزی سے خطاب ہے - آپ مولوی محمد نظام الدین مرحوم کے فرزند دلبند ہیں - آپکے نسب و حسب کا سلسلہ حضرت جعفر طیارؓ سے منتہی ہوتا ہے - آپ نسبًا جعفری مذہبًا شافعی - قومًا نائطی مولدًا مدراسی ہیں والد ماجد کے ہمراہ کم سنی میں حیدرآباد دکن آئے - آپکے نشو و نما و تربیت کی تکمیل

یہان ہوی۔ سن شعور و تمیز کے ابتدا مین فارسی عربی کی کتب متداولہ درسیہ متعدد
اساتذہ سے ختم کین۔ آپ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد سرکار عالی نظام
خلد اللہ ملکہ کے سررشتۂ عدالت مین مقرر ہوئے۔ درجہ بدرجہ ترقی کے اوج پر عروج
کرتے گئے۔ عدالت و فنانس و مالگزاری وغیرہ محکمون مین ملازم رہے۔ ہر ایک محکمہ مین
امور مفوضہ کو دیانت و امانت کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ ختم ملازمت پر عہدۂ تعلقداری
ضلع سے وظیفہ یاب ہوئے۔ حسن خدمات کے صلہ مین (۱۵۰) روپیہ ماہانہ وظیفہ
خزانہ شاہی سے پاتے ہین۔ چند مدت سر وقار الامرا بہادر مرحوم کے پائگاہ مین معتمد
و صدر تعلقدار رہے۔ پائگاہ سے بھی ایکسو پچاس روپیہ ماہانہ وظیفہ ملتا ہے۔ آپ دو سال
تک سرکار آصفیہ کے لیجس لیٹو کونسل کے ممبر اور کئی سال تک حیدرآباد مینو سپالٹی کے
رکن اور ایک سال نائب صدر نشین۔ اور چار سال تک مجلس طبابت کے رکن فی زمانا
ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے ایسوشیٹ ممبر ہین۔ آپ سرکارین یعنی سرکار نظام
و سرکار انگریزی دام اقبالہما کے نزدیک معزز و مکرم ہین۔ آپکی عزت و عظمت مسلم ہے
آپکو ریلوی بورڈ آف ڈائرکٹرس نے اعزازاً نظام ڈومنین مین سلور فری پاس دیا
اور سرکار انگریزی نے ایک تلوار عطا فرمائی۔ اور آپ سرکار انگریزی کے کل ممالک ہند
مین قانون اسلحہ سے مستثنیٰ ہین۔ آپ علم دوست و ہنر پسند ہین۔ علما و فضلا
شعرا و ظرفا کی قدر کرتے ہین آپکی طبیعت مین قدرۃً و فطرۃً موزونیت واقع تھی
بناءً علیہ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی ہے اور تالیف و تصنیف کا ولولہ دل مین موجزن
ہے۔ سخن سنج و سخن فہم ہین۔ فارسی و اردو دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین
جو کچھ کہتے ہین مرغوب و دلچسپ ہوتا ہے آپکو فارسی مین مولوی وجیہ الدین خان

سعدی تخلص ور مولوی نجم الدین حسین خان افضل سے اور اردو مین جناب فصیح الملک
داغ دہلوی و حافظ جلیل حسن صاحب جلیل مینائی سے تلمذ ہے - آپکا کلام دونون
زبان مین شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے - صاحب دیوان ہین - دیوان قصائد و غزلیات
و رباعیات و قطعات تاریخیہ پر شامل ہے - فی زماننا مطبوع ہوکے شایع ہو چکا ہے - آپ
اردو مین کم کہتے ہین اردو کا کلام مرتب نہین فرمایا - آپکو تاریخ گوئی مین ملکہ تامہ حاصل
ہے فی البدیہہ کہتے ہین - فن تاریخ جمل مین بے نظیر فرد ہین - غرائب الجمل کے دیکھنے سے
آپکی لیاقت خداداد کی وسعت معلوم ہوتی ہے جو صاحب مذاق و منصف مزاج ہوگا داد دیگا
تالیف و تصنیف کے شیفتہ ہین تخمیناً پچیس سال سے اس کام مین ہمہ تن مصروف ہین قوانین
و متعدد فنون کے رسائل و کتب تالیف کئے چنانچہ سترہ اڈیشن نظام فنانس و ریونیو بورڈس
شایع ہو چکا - سرکار سے انعام شصت ہزار سے زیادہ ملا -

مندرجہ ذیل کتب مطبوع ہوکے شائع ہو چکے ہین -

فن فلاحت مین - فلاحۃ النخل - کاشت انگور - کاشت ترکاری -

فن سیاق مین - سیاق دکن

فن تاریخ مین - تاریخ النوائط - محبوب السیر - عطیات سلطانی

فن جمل مین - غرائب الجمل -

فن طیور مین - حیوۃ الحمام

فن لغت مین - آصف اللغات

لغت مین نہایت شرح و بسط کے ساتھہ لکھہ ہے ہین - چار جلدین شایع ہو چکی ہین
اور چوبیس جلدین زیر تالیف ہین اس کتاب کی ہر ایک جلد کے لئے دیباچے ہندئے

پانسو روپئے سکۂ کلدار انعام - اور سرکار عالی نظام نے پانسو روپئے سکۂ محبوبیہ منظور فرمایا ہے - ہر چھ مہینہ مین ایک جلد شایع ہوتی ہے مولف نے کل جلدین پبلک کے لئے وقف کردین - اور اسکا خالص نفع محمدن کالج علیگڈہ کو دیدیا ہے اور دیگر تالیفات کے خالص نفع سے کتب قدیم نادر الوجود خرید کے پبلک لائبریری کے نام وقف فرماتے ہین اسوقت تک مدرسہ عالیہ کلکتہ ایشیاٹک سوسائیٹی بورڈ آف اکزامنرس کلکتہ محمدن کالج علیگڈہ کو بارہ سو جلدین قیمتی بارہ ہزار روپیہ بھیجے ہین -

آپ ملکی انتظام مین فرد فرید عقل و فراست و تدبیر مین ذات حمیدہ مین صائب الرائے مستقل مزاج راست گفتار و نیک کردار ہین - معاملات دنیوی مین راست بازی سے کام کرتے ہین - ناجائز طور سے کسیکی رعایت نہین فرماتے - جو امر واقع کے مطابق ہوتا ہے اسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرتے عوام الناس جو اغراض نفسانی مین مبتلا ہین آپ کی راست بازی و صاف گوئی دیکھکے شاکی ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ نواب صاحب تند مزاج و سخت گیر ہین - جو بزرگ ذی فہم و منصف مزاج ہین منصفانہ آپکی تعریف کرتے ہین - چنانچہ فقیر مولف بھی سنی سنائی باتون پر اعتماد کرکے آپسے بہت کم ملتا تھا لیکن فی زماننا مجھے آپسے ملنے کا اتفاق ہوا - نہایت محبت و اخلاص سے پیش آئے اور آتے ہین - خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم - مین لمین بہت ہی پشیمان و نادم ہوا مین سچ کہتا ہون کہ جناب نواب صاحب جمیع واقع مین عزیز الوجود ہین - منجملات سے ہین خدا تعالے آپکو سلامت رکھے - آپ سراپا قوم کے ہمدرد و خیرخواہ ہین - آپ کی ذات بابرکات سے قوم کو بیشمار فائدہ پہنچ رہا ہے - آپ ابتدا نفع عام کی غرض سے تالیف و تصنیف کی فکر مین باوجود بیماری و ناتوانی ہمہ تن مصروف رہتے ہین - ذاتی سرمایہ کا

بڑا حصہ اسی تالیف و تصنیف مین صرف کرتے ہین اور کتب لغات طبع کر کے خلائق کو بلا قیمت ہدیۃً و تحفۃً تقسیم کرتے ہین - ایسے بزرگ فی زماننا نادر الوجود ہین اللہم سلمہم بالخیر والعافیہ - فقیر مولف آپکی تالیفات کو بنظر محققانہ دیکھتا ہے - درست ولائق تحسین پاتا ہے مثلاً کتاب غرائب جمل نہایت شرح و بسط کے ساتھہ لکھی ہے اس کے مطالعہ سے آپکے معلومات کی وسعت اور تحقیق کی قوت ثابت ہوتی ہے اتنبک اس فن مین جامعیت کے ساتھہ ایسی کتاب نہین دیکھی گئی - اسیطرح دیگر رسائل بہی ہین - فی الحال آصف اللغات لکہہ رہے ہین اسمین جسقدر تحقیقات کیے ہین ایسی تحقیق کسی نے نہین کی نہ کوئی ایسی کتاب جامع اللغات ہے -

اب مین آپکے دیوان سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون ناظرین مطالعہ کرین اور مولف کے کلام کی داد دین - **من اشعارہ الفارسی**

اے لوح جبین تو بسم اللہ عنوانہا		وے روے حسین تو خوش مطلع دیوانہا
آن عارض محبوبت یک صفحۂ صد دیوان		یک شعر دو ابرویت بیت الغزل آنہا
بہم دارد رخ چون آفتابش آب و آتش را	وله	کہ بر آتش نشاند آب تابش آب و آتش را
زچشم خاست سیل خون بجوشش آب آتشگون		بہم آوردہ در مضمون حبابش آب و آتش را
قطرۂ اشکم اگر مثل گہر میدارد آب	وله	در غلاف چشم او تیغ نظر می دارد آب
آب جاری من از مژگان کشم در راہ عشق		گر بود چشمے کہ او از دو دو بر می دارد آب
پنبہ بر داغم نہد چشم پر آب او وے		ہر زبان زخم دل عشاق بر می دارد آب
دل من گر بدست دلربا نیست	وله	بدستم اختیار من چرا نیست
گرت سیل سرشکم رہنما نیست		چرا در دیدہ ام نقش پا نیست

برزده چون آفتاب سر ز گریبان صبح
آئینه حیرت است از رخ تو آفتاب

وله

پیش تو گردش نقاب شرمزده دامان صبح
سرمه کش غیرت است دیده حیران صبح

تیغ ز سر در گذشت در تن من جان نماند
عشوه زن فتنه گر دست منه بر کمر

وله

آب چو از سر گذشت بیم ز طوفان نماند
تا ز تو ایک نظر در دلم ارمان نماند

دوش با پیوسته ابرو اتفاق افتاده بود
آرزوی مرده را آمد دم وصلت زنده کرد

وله

اتفاق جفت ابرویش بطاق افتاده بود
در من و جان من ایجان فراق افتاده بود

برنگ ابر نیسان ریخت مینا آب در ساغر
بتابید شب لف تو هشیاران غافل را

وله

ز جوش باده چند صد دریا در ساغر
نماید عکس مست نیم خوابت در ساغر

در چشم آبدار تو آیینه دیده کس
جز روی بی نقاب تو از تاب حسن او

وله

در جویبار تیغ حبابی ندیده کس
عشاق را بدست حجابی ندیده کس

دود آهم بر لب گلناری من همچو شمع
سوختم از آتشت چندانکه خاکستر شدم

وله

سوز جانکاهم نهان در کسوت تن همچو شمع
تو ده خاکسترم گردید مدفن همچو شمع

دمی که همدم ابروی یار شد دم تیغ
بر آب دیده من (حالیکه در من نشست)

وله

بجوهرش سر تسلیم کرده خم دم تیغ
پلی است بسته تیغ نگاهت از خم تیغ

پرده شگاف دل است نوک خدنگ نگاه
تشنه برآید ز چشم باز درآید بچشم

وله

بردن جان مشکل است حیف چه تنگ نگاه
لیک نباید بچشم تیر تفنگ نگاه

بدیده مست حباب بی خواب و نیم باز تو خوابی
ز حسنت چو نیمه نقاب گیرد به نیم قرص آفتاب گیرد
چو مهر و مه با تو شد مقابل بمهر و شد آفتاب حاصل

وله

بجام مستی نیم مستی کرشمه سازت شرابی
ز رخ گر نقابی ربوده مهر آفتاب نیمی
رسید نیمه بماه کامل نقسمت آفتاب نیمی

انتخاب رباعیات

باشد به دلم حرمت نام حافظ — در چشم من است احترام حافظ
او خواجهٔ شیراز و ولا بندهٔ او — این نظم کجا کجا کلام حافظ

وله

ابروی تو کرد عاشقان را ته تیغ — تیر نگهت جفا کند همره تیغ
کافی است گره بر ابروت بهر ولا — مشتی بمحل به بود از ضربه تیغ

وله

خون گرمی کس عیان شود از رگ و پوست — حرفی تو اگر کنی از دشمن و دوست
آید بزبان هر آنچه باشد در دل — از کوزه همان برون تراود که در اوست

وله

دود دل ما که بر سما خواهد رفت — در بارگهش شکل دعا خواهد رفت
ابر کرمش چو بر زمین که ولا — آخر آبی به جوی ما خواهد رفت

وله

حاسد ز حسد بهر چه خواهد نرسد — نیکوی خواه را گهی بد نرسد
فائز بمرام می شود خیر طلب — بدخواه کسان هیچ به مقصد نرسد

انتخاب قطعات تاریخ

در جشن ختان ابن سید اکبر — صد گوهر اشک ریخت از چشم پدر
از نخرجهٔ لطیف گفتم تاریخ — این شمع شد از قطع زبان روشن

۲۱۷۸ - ۳۰۰ = ۱۸۷۸ ع

وله

پیشکار دکن کشن پرشاد — شد وزیر حضور شاه دکن
اے ولا سال سرفرازی اوست — دل ما شاد و چشم ما روشن

۱۳۲۰

تاریخ رحلت مولوی سید علی کامل تخلص

دنیا سے گیا ملک سخن کا والی — اقلیم سخن کی ہے بہ بد اقبالی
افسوس جہان میں فرد کامل نہ رہا — استاد سے ہو گیا زمانہ خالی

۱۳۰۶ ۱۲

تاریخ طبع دیوان حضرت جلیل بینائی

جس روز چھپا ہوا وہ مقبول جہان	دیوان سخنور جلیل ذیشان
کیا خوب کہی ولا نے اسکی تاریخ	سلطان قلمرو سخن کا دیوان ۱۳۲۸ھ

ولا سید ابو سعید المخاطب سید ابو طیب خان

ولا تخلص۔ سید ابو سعید نام و کنیت ہے۔ آپ سید ابو طیب خان بن سید زین العابدین خان اما می کے فرزند ہین۔ آپ پدر بزرگوار کے نام سے مخاطب تھے۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین بمقام رحمت آباد واقع ہوی نشو و نما کے بعد سن شعور و تمیز کے عہد مین آپنے کتب متداولہ فارسیہ و مختصرات عربیہ مولوی امیر الدین علی و مولوی شاہ امین الدین علی سے ختم کین۔ اور خط نسخ کی مشق محمد صبغۃ اللہ نا عطی عرف شاہ صاحب سے کی تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد رحمت آباد سے مدراس مین آئے مولانا آگاہ کی خدمت مین کتب محصلہ کی تکمیل کی تحصیل و تکمیل سے فراغت پاکے شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئے۔ موزون الطبع تھے مولانا موصوف کی خدمت مین مشق کلام کرنے لگے۔ درجۂ کمال کو پہنچے۔ فن خطاطی مین بے نظیر تھے۔ مولانا آگاہ جب آپکی لیاقت و ذکاوت سے آگاہ ہوئے تو آپکو ولا تخلص عطا کر کے یہہ بیت لکھی

خط ولا فی بہار ز سبیر چو بلبل ولا   اولین جوش بہار ست گلستان ترا

مولانا کی زندگی تک آپ مدراس مین رہے۔ مولانا کی رحلت کے بعد اپنے اصلی وطن مین جو ایک موضع رحمت آباد کے قریب تھا آئے۔ مدت دراز تک سکونت پذیر رہے اور آپنے مولوی شاہ رفیع الدین دکنی کی خدمت مین اولا طریقہ نقشبندیہ و ثانیاً

طریقۂ قادریہ مین بیعت کی - مدت تک دونون طریقون مین ریاضت کرتے رہے - آخر سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین لخت جگر کے فوت ہونے سے نہایت غمگین و دل برداشتہ ہوئے وطن سے غربت اختیار کی - چند ایام سیر و سیاحت مین بسر کرکے واپس آئے - آپکے بنی عام سید محمد یحیی خان بہادر اکبر جنگ نے آپکو آوارہ گردی و دشت نوردی سے باز رکہا - پہر آپ اُسی زمانہ مین جان فطار جنگ کے توسل سے نواب اعظم جاہ کی سرکار مین باریاب ہوکے خطاب سے سرفراز ہوئے - اور نواب کے اساتذہ کے زمرہ مین شریک کئے گئے - نواب ممدوح اپنے تذکرہ مین لکہتے ہین کہ سبحان اللہ کیا شان والا ہے - اُستاد کامل ریادل ہین - آپکے نیسان فیض سے ہزارہا طلبہ کے دامن مانند صدف جواہر فقرات نثر سے لبریز اور آپکے آفتاب تعلیم کی شعاعون سے ایک عالم کا جیب دل مثل کان بدخشان لعلہائے نظم سے لبالب ہے - آپکے تلامذہ درجۂ استادی کو پہنچے - آپ خوش تقریر و تحریر تہے آپکے حسن بیان سے سامعین تازہ دل ہوتے تہے - نظم کو ایسی ادا سے پڑہتے تہے کہ دل مسخر ہو جاتے تہے - اور نثر کو بہی ایسے لہجہ سے ادا فرماتے تہے کہ قلوب تازہ ہوتے تہے - تاریخ دانی مین بے نظیر تہے - مثنوی معنوی و کتاب شاہنامہ اکثر تذکرے مثلاً کلمات الشعرا و خزانۂ عامرہ وغیرہ کے حافظ تہے - اور متقدمین شعرا کے بے شمار قصیدے آپکے خزانۂ حافظہ مین محفوظ تہے - صاحب تالیف و تصنیف تہے - مثنوی بحر عظیم - و مثنوی آیۂ رحمت و رسالہ بحر رحمت - و شرح بعض قصائد عرفی - و چند رسالہ نثر بطرز ظہوری وغیرہ آپکی تصنیفات سے ہین - اور ایک دیوان ضخیم ہے - دیوان قصائد و غزلیات و قطعات و رباعیات کا مجموعہ ہے - آپکا کلام شاہ ناصر علی کے انداز پر ہوتا ہے - جو منصف مزاج ہوگا دونون کے کلام کو امتحان کی ترازو مین تول کے داد دیگا - بلکہ یہہ کہیگا دونون ایک ہی ہین - فرق نہین کریگا - آخر آپنے

بحکم کل من علیہا فان ہشتم ماہ صفر سنہ ۱۲۶۴ ہجری مین بعارضہ فالج جہان فانی سے بملک جاویدانی رحلت کی۔ اور مسجد معمور کے صحن مین واقع منتیال پیٹہ دفن ہوئے خوشنود نے تاریخ رحلت کہی العاقبۃ للمتقین اور نواب اعظم جاہ نے یہی لکہی ہو ھذہ

۱۲ ۶۴

نکتہ سنج رموزدان سخن	رخت بربست چون بسوئے عقبیٰ
بیدل ایشان گفت ہاتف غیب	رفت بیہات زین جہان والا

ولہ

سرخوش عصر ابوطیب خان	کرد زین دار فنا چون رحلت
راقم از بہر خرد سالش خواست	گفت ہاتف بخلد او رحمت

آپ خوش خلق و نیک محضر تہے۔ باوجود کبرسنی ظریف الطبع جوان مزاج تہے۔ آپ جس محفل مین رونق افروز ہوتے تہے محفل کو روشن کردیتے تہے محفل مین اکثر اشعار ضرب المثل سناتے تہے۔ اہل مجلس آپکے کلام دلاویز شکر ریز سے تازہ دل ہوتے تہے۔ ہمیشہ اوقات عزیز کو سخن سنجی مین مصروف کرتے رہے۔ چنانچہ آپنے رحلت کی صبح حالت نزع مین یہہ بیت لکہہ کے مولف اعظم کی خدمت مین بہیجی ہو ھذہ

دارم این امید اعظم وقت مرگ خویشتن	سرو قدت دیدہ سیر عالم بالا کنم

مولف تذکرہ گلزار اعظم نے آپکی مدح مین یہہ رباعی لکہی ہے

خارج ز بیانست کمال والا	مغفور زمان ہست مثال والا
گر شمہ بخاطر ثنا یم داری	این نظم ثنا نیست ز حال والا

من اشعارہ الفارسی

الٰہی ساز روشن چون ید بیضا بیانم را	کلیم طور سینائے تجلی کن زبانم را
الٰہی بعد مردن نیز رنگین کن بیانم را	کرامت کن اثر برگ حنا آساز بانم را

وله
شدم ز هیچ کمان یک استخوان پهلوان لا — غم ابرویش از بس کاست جسم ناتوانم را

وله
سبب پوشش است یارب ز غم تو حرف من — کرامت کن اثر چون هست در پشت دیوان را

وله
مدار است و بود بسم الله عنوان ما — هست بیت ابروی مطلع دیوان ما

وله
هست دور از خلق آیینش صافی گوهران — نشو ان ساخت جدا چونکه فتد شیر در آب

نرم خوئی سبب امن بود از ظالم — نشود زخم نمایان چو زنی شیر در آب

وله
گر پسر شد به از پدر چه عجب — لعل از سنگ می شود در نایاب

وله
اهل بصیرت از سخنے رنج می برند — مو در میان دیده کم از نوک خار نیست

مس را چو زر بروے محک کس نمی کشد — سختی بغیر قسمت کامل عیار نیست

وله
گشت حسن از پرده ظاهر شور جانانه شد — عشق از جوش خروش آمد دل دیوانه شد

خاست دود از شعله حسنے گیسوی نام یافت — چاک زد عشق جنون انگیز دل شانه شد

وله
صاف طینت را شود عرفان فزون بعد از وفات — این سخن از زخم عشق هنگام شغل دل رسید

جان کند تعجیل رفتن چون شود فاسد دوتا — سر عیش یارب کجا باشد که او بر دل رسید

وله
دل بعشق خال او خواهد ز لعلش بوسه را — شخص دنیا کیست کز رنجیت آگاه شکر

وله
دائم آفت دان بکن نعمت نیا هوس — می شود زنجیر آخر شهد برپای مگس

نمی افتد بغفلت هم نگاه چشم فتانش — مگر بخشم زخم کرد هر دم ازان برگشته مژگانش

وله
چو سیاست نبود کار ریاست جاری — نشود خامه روان تا نزنی آنرا قط

بنگر از چشم بصیرت نعت والای شرع — می نهد عرش برین سر بار گرد پای شرع

هست از بیت بلندی جلد دیوان اشرف — می شود طفل نکو در خاندان چشم و چراغ

کے بود در گلشت او هیچکس را جای حرف — دم بدم هم شمع بزمی لعلش گهر پای حرف

ایکه به سائل زلب ممسک جواب خشک	وله	از جیب خشک سال بر آید سحاب خشک
اصلا زگرم جوشی خوبان مخور فریب	وله	کز جیب آفتاب بر آید سراب خشک
عشق فائز کند آخر بحقیقت ز مجاز	وله	میرسد شبنم افتاده بمهر از بر گل
چون درخت نو که سر بیرون زند از جیب تخم	وله	هر دو دست خود ز رنگ و بو بهم سوده ایم
کرده ایم از سرمه ابروی ترا دنباله دار		حسن این بیت بلند از مستزاد افزوده ایم
دستگیر عاجز درمانده شمشیرست و من	وله	خاک گشتن بهر دلگیر کار اکسیرست و من
دل من از گل داغش به بستان میزند پهلو	وله	ز جوش اشک چشم من بعمّان میزند پهلو
زاهد کجا شناسد رمز سیاه چشمش	وله	هر کورکی نگردد از بحث کحل آگاه
از رخنهٔ دل گوهر آهسته بمن گوید		صدا من نهان باشد در گوشهٔ تنهائی

وفائی ـ سلطان اسمعیل عادلشاه

وفائی تخلص ـ اسمعیل عادلشاه نام ـ یوسف عادلشاه والی بیجاپور کا فرزند دلبند ہے والد کے فوت ہونیکے بعد تخت نشین ہوا ـ بادشاہ حلیم و کریم و سخی تھا ـ علم دوست تھا علما و فضلا کی بہت قدر کرتا تھا ـ اکثر اوقات علما کی صحبت مین بسر کرتا تھا ـ نہایت ہی عالی ہمت و بلند حوصلہ تھا ـ ممالک محروسہ کی آمدنی و خرچ کی کچھہ پروا نہین کرتا تھا خیرات بیشمار کرتا تھا ـ علما و شعرا کو خوب دیتا تھا ـ ظلم و ستم کا روادار نہین تھا ـ مجرمین کے ساتھہ عفو و اغماض کا طریقہ جاری رکھتا تھا ـ ماکولات و مشروبات و ملبوسات مین تکلف کرتا تھا ـ نیک سیر و شیرین زبان تھا ـ زبان سے کبھی فحش نہین نکلتا تھا سخندان و سخن فہم تھا ـ اسکا کلام لطیف و متین ہوتا تھا ـ فقیر مولف نے آپکا حال

محبوب لوطن تذکرۂ سلاطین دکن کے دوم حصہ مین نہایت شرح وبسط کے ساتھہ لکہا ہے - ان کنت شائقا فارجع الیہ فرشتہ نے لکہا کہ علم موسیقی و شعر مین مہارت کامل رکہتا تہا - اور وفائی تخلص کرتا تہا سلاطین دکن سے کوئی بادشاہ سخن گوئی مین لطیف و شیرین اسکا مثل نہین ہوا ہے اور کسی نے اسکے مثل کلام موزون نہین کیا - انتہی کلامہ - آخر وفائی صاحب ترجمہ بمعرکہ محاصرۂ قلعہ بالکنڈہ بیمار ہوا - بیماری کے سبب پالکی مین سوار ہوکے روانہ ہوا - اور چہارشنبہ بتاریخ ۱۰ صفر سنہ ۱۰۳۱ ہجری مین فوت ہوا قصبہ کوکی مین والد ماجد کی قبر کے قریب دفن کیا گیا **من کلامہ**

دل خوبان ز قیبہ بہر آزار دست پنداری ... ما ار دلبری بر جور و بیداد دست پنداری
مرا صد محنت از عشق تو بر دل میرسد ہر دم ... دل بیدران عاشق محنت آباد دست پنداری
ز عشق قامت سرو سہی مانند پا در گل ... دلش صد پارہ و رہا رد دل آزاد دست پنداری
ز ہجرت آتشے دارم بدل کز بہر تسکینش ... نصیحت ہائے مشفق یاران باد دست پنداری
دل ریشش وفا سم آن چنان خود کردہ باتیر ش ... کہ پیکانش بجائے مرہم افتاد دست پنداری

شب ہجر بجز گریہ کاری ندارم ... ولہ ... بجز دیدہ اشکبار ی ندارم
شبے نگذرد کز فراق تو چو شمع ... پر از اشک حسرت کناری ندارم
من عشق و رندی کوی ملامت ... براہ سلامت گذاری ندارم
ازان با غمش خو گرفتم وفائی ... کہ غیر از غمش غمگساری ندارم
دل بزلفش حکایتے دارد ... ولہ ... از شب غم شکایتے دارد
تا کے آزار اہل دل طلبی ... بیوفائی نہایتے دارد
خون دل میخورم ز غصۂ یار ... بار قیبان عنایتے دارد

دل سخت‌تش ز آه من شد رم … آه عاشق سرایتی دارد
اے وفائی منال از ستمش … کہ ستم نیز غایتے دارد

وحدت۔ محمد امان اللہ

وحدت تخلص۔ محمد امان اللہ نام۔ بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ آپ قاضی سراج الدین قدس سرہ کے فرزند دلبند ہین۔ آپکی ولادت سنہ ۱۲۳۲ ہجری مین قلعہ قندہار ضلع محمد آباد بیدر مین ہوئی نشو و نما بہی وہان کی ہوا مین پایا۔ والد یا جد و دیگر اساتذہ کی خدمت مین کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی۔ ذہی استعداد تہا۔ آپکے والد قندہار کی قضا پر مقرر تہے۔ اور آپ پرگنہ نرمل کی قضا پر مامور تہے۔ شعر و شاعری سے مناسبت رکہتے تہے۔ کبہی کبہی موزون فرماتے تہے۔ صرف آپکا ایک شعر ملا۔ ھو ھذہ

انجام انکسار بود اوج اعتبار … تخمے کہ آشنا بزمین شد دمیدنی است

ولا۔ سید حمید الدین

ولا تخلص۔ سید حمید الدین نام مستعد خان خطاب ہے۔ آپ سید ابو الطیب خان ولا کے فرزند ہین۔ آپکی ولادت سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین بمقام رحمت آباد واقع ہوئی۔ ابتدائے شعور مین پدر بزرگوار سے کتب درسیہ فارسی عربی شروع کی۔ مختصرات عربی تا کافیہ پڑہ کے مدراس مین آئے اور ملک العلما مولوی علاء الدین لکہنوی و سراج العلما مولوی محمد اسلمی و مولوی تراب علی خیر آبادی و محمد حسین ہالی کے حلقۂ درس مین شریک ہوئے تحصیل علوم مین مصروف ہوئے۔ ذکی الطبع و تیز فہم تہے۔ تمام طلبہ سے فائق ہوئے چند روز مدرسۂ کمپنی

مین بھی شریک ہے۔ علما و فضلا سے سند حاصل کرکے اپنے اُس موضع مین آئے جو رٹ آباد کے قریب تھا۔ زراعت و کشتکاری مین مشغول ہوئے۔ نہایت تندمزاج و شوخ طبع تھے۔ جب مشاعرہ اعظم کی مجلس منعقد ہوئی اُسوقت آپ وطن سے یہان آئے اور والدماجد کی سفارش سے سرکار اعظم جاہ کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ اور خطاب سے سرفراز ہو کے مشاعرہ مین شریک ہوئے چند مدت کے بعد رخصت دائمی لیکر وطن مالوفہ مراجعت کی۔ وطن مین مدة العمر گوشہ نشین رہے۔ آخر ۱۳ تاریخ ماہ رمضان ۱۲۶۶ ہجری مین اس جہان فانی سے عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ شعرگوئی مین والد ماجد سے اصلاح لیتے تھے۔ فصیح البیان و شیرین زبان تھے۔

من اشعارہ الفارسی

یافتم از فتنہ کاریہائے خال روئے یار — عقل بالادست باشد قامت کوتاہ را

الفت مال تیرہ سازد دل — دیدہ باشی خریطۂ زر را

ولہ

چون ذرہ را کشد رخ گلگون آفتاب — از خود روم چو شبنم مفتون آفتاب

ولہ

محفل بادہ کشان بیتو خموش است امشب — قلقل شیشہ می سر زدہ خوش است امشب

ولہ

دست و بازوی کہ گاہے عقدہ کس وا نکرد — پنجۂ مریم صفت سرتا قدم بیداد بہت

ولہ

نیست مژگان کہ با طراف دو چشمش پیدا — صف آراستہ بر سیکدہ زندان گستاخ

ولہ

بہر او نقش قامت او تا جبین گشت شد — بنید چو نیفش الفی بر زمین گشت شد

نام آوری اگر طلبی ہمہ سجدہ باش — کین خط سرنوشت جبین نگین گشت شد

تا از سواد زلف کسے کامران شدم — فرمان روائے کشور ہندوستان شدم

عمر یست ہیچ چادہ براہے فتادہ ام — اے من فدائے رہتو گاہے گذر بکن

رباعی منہ

جان زیر است بادشاہ آفاق — بر سبزہ سرش رفت چو مصحف طاق

جبریل بسدرہ یا سلیمان بر تخت	یا احمد مرسل است بر پشت براق

وفا ۔ مرزا عبد الباقی

وفا تخلص ۔ میرزا عبد الباقی الشریف الرضوی نام ۔ گلزار اعظم کے موافق لکھا
آپ میرزا محمد شفیع خان وزیر سابق بلدہ گلپاگان کے فرزند ہین ۔ ملک عجم آپکے بزرگان
سلف کا وطن اولاً عراق عرب ثانیاً خراسان و اصفہان تھا ۔ آپکا مسقط الراس
نجف اشرف ہے سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین آپکی ولادت ہوئی بیس برس کی عمر تک والد ماجد کی خدمت
مین تربیت و تعلیم پائی ۔ والد کے فوت ہونے کے بعد تحصیل علم کے لئے اصفہان گئے
وہان علماے عہد مثل ملا علی اکبر و مرزا محمد اسمعیل و مرزا شمشا و غیرہم سے مستفید ہو
علماے سند علوم و فنون کی حاصل کیے محمد کاظم والہ و فتح علیخان صبا ملک الشعرا کی
خدمت مین شعر و شاعری مین مشق کرتے رہے اساتذہ کی توجہ سے قصائد غرا موزون کرنے
لگے ۔ نو برس کے بعد سیاحت و سیر کے لئے بر آمد ہوئے ممالک ایران کی سیاحت کرکے
ہندوستان کے طرف متوجہ ہوئے ۔ حیدرآباد دکن مین پہنچے ۔ مدت دراز تک منیر الملک
بہادر کی خدمت مین عزت و آبرو سے رہے ۔ چندے وزیر کے بعد حضور ناصر الدولہ بہادر کے
دربار مین باریاب ہوئے بادشاہ کے ندیم و طبیب ہو گئے ۔ پھر آپ سنہ ۱۲۴۷ ہجری مین بتقاضاے
آب و خورش مدراس مین پہنچے ۔ سرکار کمپنی کے اجنٹ کے پاس منشی گری کی خدمت پر
متقرر ہوے ۔ ذہن رسا استعداد و لائق تھے قصائد گوئی مین استاد تھے غزل کم کہتے تھے
خوشنویس تھے ہفت قلم تھے ۔ فن خطاطی مین استاد مانے جاتے تھے مشاعرہ مین شریک
تھے ۔ آپکی رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی ۔ من اشعارہ

غنیمت گر بار قیبان ہمنشین اے بیوفا — برتن از غیرت خاید ہر ہوے چون زن مرا
مسکن خوبان دل از وفا بود و کنون — سخت واژون بین کہ بود در پیے مسکن مرا
خورشید را بجنبد بسنجید ایم صبح — دیدیم چون ستارہ سفر ون آفتاب
ہر نکتہ کہ بود نہان در دلم ز عشق — یکیک سر شک سرخ من جستہ جستہ گفت
خورے کسب فروغ برو رہا ہم مدام — ہست بدریوزگی ہمچو گدایان صبح
ز وصل یار جدا افتادہ می گوییم — سر نیاز بہ رو و نہادہ می گوییم
صبح چو طغیان کند اشک جہان پیماے من — آسمان گرد و زمین از چشم انجم زاے من

وصفی ۔ مولوی سرفراز علی

وصفی تخلص ۔ سرفراز علی نام ۔ آپ شاہ نجیب بخش ساکن قصبہ امیٹھی ضلع لکھنؤ کے صاحبزادے ہین آپکے نسب کا سلسلہ مخدوم بہاء الحق جدا علی حیون یا شیخ احمد سے منتہی ہوتا ہے آپکی ولادت ۱۲۵۰ سنہ ہجری مین واقع ہوئی ۔ نشو و نما کے بعد مولوی غلام امام شہید کی خدمت مین تعلیم پائی ۔ موزونی طبیعت خداداد تھی ۔ شعر و شاعری کے طرف متوجہ ہوے مولانا موصوف سے کلام کی مشق کرنے لگے ۔ تھوڑی ہی مدت مین مولانا کی فیض صحبت سے کامل ہوئے ۔ فارسی اردو دونون زبان مین سخن فرماتے ہین ۔ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے خالی نہین ہے ۔ بشستہ و پاکیزہ ہوتا ہے ۔ آپ صاحب دیوان ہین ۔ ترانۂ بلبل و نغمۂ عندلیب ۔ و گنج تواریخ ۔ و نغمۂ عشاق آپکی تالیفات سے ہین ۔ آپ ۱۲۷۹ سنہ ہجری مین حیدر آباد دکن مین وارد ہوئے ۔ صدر محاسبی مین منشی گری پر مقرر ہوئے ۔ مدت تک عہدۂ مفوضہ پر عمدہ طرح سے کام کرتے رہے آخر رخصت لیکر وطن مالوفہ گئے ۔ وہین

فوت ہوئے۔ یہہ واقعہ ۱۲۹۳ ہجری مین واقع ہوا۔ آپکے باقیات الصالحات سے منشی اعجاز علی شہرت تخلص یادگار حیدر آباد مین موجود ہین۔ نواب خانخانان نظام یار جنگ بہادر کی خدمت مین ملازم ہین۔ صبح ۲ اشعار ۱۲ الفارسی

مرغ دل در قفس بفریاد است ۔ داد خواہ کدام صیاد است

سر شوریدہ را دو اجستم ۔ گفت سنگ مزار فرہاد است

بیدار شو و یار روشن نرم نگردد ۔ در آہ من خستہ اثر ہست و اثر نیست

بسکہ دیوانہ آن نرگس فتان گشتم ۔ می شدم جام شدم گردش دوران گشتم

از نرگس مخمور تو دل بیخبر افتاد ۔ دیوانہ چو بامست در افتاد بر افتاد

بیمار تو دمساز سپندیست درین بزم ۔ بنشست چو برخاست چو استاد بر افتاد

گریم چنانکہ اشک کباب جگر شوم ۔ سرتابپا گدازم و شمع سحر شوم

وصفی اگر بدار کشندم بجرم عشق ۔ من ہم بکشتگان غمش نامور شدم

وصلی ۔ میرزا وصلی

وصلی تخلص ۔ میرزا وصلی نام ہے۔ عراقی الاصل تہا۔ خوش طبع و خوش وضع تہا علم و فضل سے آراستہ تہا۔ سخن سنجی و شعر گوئی سے زیادہ رغبت کہتا تہا۔ پرگو تہا ولایت عراق سے حجاز گیا۔ اور وہان سے جہاز مین سوار ہوکے ہندوستان کیطرف روانہ ہوا۔ سوء اتفاق سے اہل کشتی تمام بحر فنا مین غرق ہوئے۔ صرف وصلی صاحب حسب جمیعہ نجات کے کنارے پر پہنچا۔ دریا کے کنارے سے قطب شاہ والی گولکنڈہ دکن علاقہ مین آیا سکونت اختیار کی۔ علاوہ شاعری فن کشتی گیری و پنجہ گیری مین استاد کامل تہا

زور و قوت میں بڑہا ہوا تہا۔ دکنی کشتی گیروں سے اکثر کشتی و پنجہ گیری میں غالب ہوتا تہا۔ تمام پہلوانان کشتی گیر قابو جو رستے تہے۔ ایکروز ایک شخص سے پنجہ گیری میں مقابلہ کیا۔ غالب ہوا تمام کے دلوں میں حسد کی آگ بہڑکی۔ زہر دیکے ہلاک کیئے۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۲۷۹ ہجری میں واقع ہوا۔ [illegible]

دل فریبانہ برہ میروی و می ترسم — کہ مبادا بودش دل نگرانی از پے
نگار من تو چنان تندخو بر آمدہ — کہ کس بہ تندخوئی تو بر نمی آید

واقف مولوی شاہ میران محی الدین قادری

واقف تخلص۔ میران محی الدین نام۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ شاہ احمد ابو تراب کے فرزند ہیں آپکی ولادت سنہ ۱۲۱۵ ہجری بمقام اودگیر واقع ہوئی۔ زمانۂ خوردسالی میں والد کے ہمراہ مدراس آئے۔ اور وہاں سکونت پذیر ہوئے۔ آپنے کتب درسیہ مولانا آگاہ و معجز سے ختم کیں۔ اور شعر و شاعری میں معجز سے اصلاح لیتے تہے چنانچہ معجز کی شان میں لکہا ہے

می کند کار مسیحا شعر سحر ایجاد ما — تا غلام محی الدین معجز بود استاد ما

اور ملک العلما مولوی علاء الدین لکہنوی و مولوی سید خیر الدین فائق کی خدمت میں کتب عربیہ سے فراغت پائی۔ فضیلت و لیاقت کے پیرایہ سے آراستہ ہوئے۔ اقران و امثال میں نامور ہوئے اور اپنے حقیقی ماموں حضرت شاہ منصور قادری کے مرید و خلیفہ ہوئے ریاضت و ہدایت مریدین میں مصروف ہوئے۔ مدرسۂ اعظم میں مدرسی پر مامور ہوئے اکثر طلبہ آپکی خدمت میں مستفید ہوتے تہے۔ اور آپکی تعلیم و تربیت کی برکت سے

فائز المرام ہوتے تھے۔ من اشعارہ

بسکہ در عین تعلق گشت آزادی مرا — سایہ ساں کاسے نباشد با غم و شادی مرا
از سر حرف انا الحق شد بدست من عصا — حضرت منصور وقف نابودہا دی مرا

ولہ

تا بقائے نقش ساں سے — شد وبر مائیت اختیاری ما
کرد ما را چو نقش پا واقف — ہادی خلق خاکساری ما
چشم ہجر یار یکسر سپید شد — اشکم مگر بہ شست بصابون آفتاب
آید یاد مگر روئے زرافشان کسے — دلم از دیدن انجم بجروش است امشب
پندار ہستی تو حجابی ست در نظر — ورنہ بروئے یار کسے پردہ دار نیست

آپ کی وفات کی تاریخ دستیاب نہیں ہوئی۔

واقف شیخ نور العین المتوفی ۱۱۹۵ ہجری

واقف تخلص۔ شیخ نور العین نام۔ آپ قاضی امانت اللہ ساکن بٹالہ ضلع لاہور کے خلف الصدق ہیں۔ آپکے بزرگان سلف موضع مذکور میں منصب قضا پر مسلسل یکے بعد دیگرے مامور ہوتے رہے۔ واقف صاحب جملہ کتب درسیہ عربی فارسی سے فارغ التحصیل تھے۔ تحصیل و تکمیل کے بعد مدت دراز تک سخن سنجی زبان دانی میں مصروف رہے۔ شاعری سے زیادہ دلچسپی رکھتے تھے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی لکھتے ہیں کہ واقف نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک رات خواب میں یہ مصرع میرے دل میں گذرا خواب سے بیدار ہوتے ہی یہ مصرع موزوں کیا ع درخندہ اختیار نداری برنگ گل۔ اور پھر ایسا ہی دوسری شب بھی ایک مصرع دلمیں آیا ع اے چراغت بکف از رنگ حنا زود بیا۔ چھ مہینہ تک

ثانی مصرع کے فکر مین مستغرق رہا آخر یہہ اول مصرع موزون کیا ؎

دل روشنم بہ شبستان غمت گم گردید۔ انتہی کلامہ

واقف اور حاکم لاہوری کے درمیان باہم محبت و اتحاد روحانی تہا۔ دونون باہم اتفاق کرکے بہر دکن کے لئے پنجاب سے برآمد ہوئے۔ بتاریخ ۲۹ ماہ رجب سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین شہر اورنگ آباد وارد ہوئے۔ میر غلام علی آزاد کے پاس فروکش ہوئے ایک ہفتہ قیام کرکے بندر سورت روانہ ہوئے۔ حاکم حرمین شریفین روانہ ہو گیا۔ اور واقف بسبب بیماری و ضعف بدن سورت مین سکونت پذیر ہو گیا۔ عذر خواہی مین کہتا ہے ؎

گرچہ جان ہمچو لب نزدیکست ۔۔۔ دور بودن با دب نزدیکست

اکثر عوام واقف کی کم ہمتی و بزدلی پر طعن کرتے تہے۔ کہ شرف زیارت و حج سے محروم رہا لیکن اس نے نہ جانے کی وجہ ایسی خوبی سے ادا کی کہ طاعنین خاموش ہوئے۔ جب حاکم نے زیارت و حج سے فارغ ہو کے سورت مین مراجعت کی۔ دونون باہم ملکے سورت سے اورنگ آباد روانہ ہوئے۔ ۵ تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۵ ہجری اورنگ آباد پہنچے۔ شاہ محمود خلیفہ بابا شاہ مسافر کے تکیہ مین فروکش ہوئے تقریبًا ایک سال تک رہے۔ اسی مدت مین چند روز حیدرآباد بہی گئے۔ پہر سال مذکور یعنی سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین اورنگ آباد سے وطن مالوفہ روانہ ہوئے۔ رستہ مین مابین بالاپور و اورنگ آباد رہزنون نے آپکا تمام سامان و اسباب لوٹ لیا۔ بے سروسامانی مین نہایت ہی پریشان ہوئے۔ بالاپور سے میر غلام علی آزاد بلگرامی کی خدمت مین خط لکہکے بہیجا اور اپنے واقعات سے مطلع کیا۔ اور حسب حال ایک رباعی موزون کرکے لکہی ؎

ہیچ کہ دبارہ سیماب بما ماندہ است ۔۔۔ چشمم بجواب و دل بتاب ماندہ است

گردند غریب عارضت راهزنان
سرمایه و نماند هیچ چیز از سامان

بردند هر آنچه بود الا عینک
وا ماند بما همین دو چشم حیران

آزاد نے اورنگ آباد سے خرچ روانہ کیا۔ دونون بالاپور سے کہولاپور گئے پہر وہان سے لکہا کہ خرچ کافی نہین ہے پہر آزاد نے دوبارہ اعانۃً خرچ بہیجا۔ آخر دونون بزرگ ناگپور ہوتے ہوئے پنجاب مین داخل ہوئے۔ وطن مالوفہ مین اعزہ و اقارب کے دیدار سے خوش ہوئے۔

من اشعاره الفارسی

میان چشم او در بند دارد جان محزون را
پی پای غزالان بس بود زنجیر مجنون را

نیست می در کار رنگ آن رخ پرنور را
حاجت روغن نباشد چراغ طور را

حسن چون شاهانه بر کرسی ناز آرد نشست
عشق گرم دار بازی میکند منصور را

در دیار عاشقی هنگامه داغ است گرم
سر بازار است اینجا هم کافور را

چون نی نساخت همدمی هیچکس مرا
نالم اگر شیخ شود همنفس مرا

گفتم که او بهم دل ازین دلبران شهر
خندید زیر لب که ارادت مقدم است

قربان آن لبم که بخشش نکرد بسیل
با آنکه هر سوال مرا صد جواب داد

ایزد آن عیسی نفس را هر چه ممکن بود داد
با وجود حسن یوسف نغمه داود داد

چشمت گرانی از می چون ارغوان کند
بیمار را زیادتی خواب گران کند

حسن در پرده محال است که ماند پنهان
غنچه گل گردد و گل بهر بازار آید

مقبول نیست جز به تیمم نماز عشق
ما تیمم و خاک کوی تو آبرو مباش

بسیار دلبرانه نگه میکنی مگر
دانسته که دل ز تو ای یار میکنم

شب فراق چراغی ز دل فروزم و گریم
چون شعله رقصم و خیزم چو شمع سوزم و گریم

گلشن بوصف بیت کردم گل را خجل کردم ۔۔۔ حدیثے گفتم از موئے تو سنبل را خجل کردم

ز شرح پریشان حالی ہشتے بیش بر زلف ۔۔۔ بہ نوعی شد دو اکنون لف کاکل را خجل کردم

نمیگیرد بدے کار زخم کاری ہمیں ۔۔۔ بگو کہ جمع کند دل ز من شکاری ہمیں

بصد ہزار جفا از تو نا امید نیم ۔۔۔ کہ از جفائے تو بیش ہست امیدواری ہمیں

در جفا کس نہد دست باین رنگ کہ تو ۔۔۔ پنجہ در خون جوانان زدہ پیر شوی

ایک پیوستہ زنی تیر و نداری سپرے ۔۔۔ نخوری تیر دعائے سحری از جگری

سزاواری بزندان قفس بلبل چہ بینائی ۔۔۔ تو خود کردی چرا قدر گل و گلشن ندانستی

نفس شد قطع از بسے ہمہ یار و بگو آرم ۔۔۔ مگر آنجا کنم پیوند فریادی بفریادی

دم فزن اسے تیغ با ابروئے یار از ہمسری ۔۔۔ بجنت کج باشد ابیل قاطع جوہری

وارع ۔ حکیم شاہ زین العابدین قادری

وارع تخلص ۔ شاہ زین العابدین نام نسبًا ولقبًا وقومًا قادری مائل بہ عطائی تھا
گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ غلام محمد مائل بہ عطائی المخاطب بہ رضا حسین خان کے
فرزند ارجمند ہیں آپکے والد و جد حافظ محمد نواب سعادت مند خان بہادر کے
ہمراہ دہلی سے مچھلی پور میں آئے ۔ سکونت پذیر ہوئے ۔ وارع صاحب ممدوح کی ولادت
سنہ ۱۲۱۴ ہجری میں واقع ہوئی ۔ عقل و شعور کے عہد میں کتب درسیہ اپنے برادر بزرگ
شاہ حسن علی قادری مائل محمد سلیم خان شایان سے ختم کیں ۔ اور شعر و سخن کی مشق بھی
بزرگان مذکور کی خدمت میں کی اور حکیم غلام مرتضیٰ کی خدمت میں کتب طب کی سند حاصل
کرکے مطب میں مشغول ہوئے ۔ اور علوم عربیہ کی طرف متوجہ ہوئے حکیم موصوف کی خدمت میں

بڑودہ کے مولانا سراج العلما محمد شہاب الدین مدرس سے تفسیر و حدیث کی سند پائی۔ اور علم جفر و رمل و نجوم و تکسیر میں بھی لیاقت و استعداد حاصل کی۔ علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عطاء اللہ قادری کے مرید اور حضرت سید شاہ احمد قادری کے خلیفہ ہوئے اور علم سلوک و طریقت کے طرف مصروف ہوئے۔ اکثر اوقات طالبین و مریدین کے درس و تدریس و تالیف و تصنیف میں مشغول رہتے تھے۔ تحریر و تقریر میں بے نظیر تھے۔ اور اخلاق و عادات پسندیدہ میں بے مثل۔ جامع علوم و فضائل تھے۔ ہر فن کے طلبا آپکے دولتخانہ پر مجتمع رہتے تھے اور مستفید ہوتے تھے۔ آپنے اپنی ذات مبارک کو عام و خاص کے لئے وقف کر دیا تھا۔ افادہ و افاضہ میں کوتاہی نہیں فرماتے تھے شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتے تھے بشرط فرصت موزون کرتے تھے آپنے چند رسائل مفید تالیف کئے تھے مثلاً فتاوی جمعہ۔ رسالہ لیلۃ القدر۔ و صدقۃ الفطر۔ و تکمیل المہام فی الصیام۔ و تبصرۃ الواہب۔ و تکمیل الحجہ فی بیان السنۃ البدعۃ۔ و کشف الیقین فی رد شبہات الملحدین۔ و مراۃ الحق وغیرہا چند روز مشاعرہ اعظم کی محفل میں باریاب رہے۔ ملازمت سرکار سے فائز المرام ہوئے۔ آخر مقام بلور میں عزلت نشین و سکونت پذیر ہوئے۔ آپکے وفات کی تاریخ و سنہ معلوم نہیں ہوا بعض احباب سے سنا گیا۔ کہ سنہ ۱۳۰۰ ہجری میں فوت ہوئے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ **من اشعارہ**

سادہ لوحان را تحمل از جفائے خلق نیست — یک نفس باشد متاع صد غبار آئینہ را

ہوشیاری ظلمت افزائے نگاہ باقیست — بیعت دست سبو کشف الغطا باشد مرا

در شبہ و آں پری شبہا مراقب بودہ ام — بیخودی تا گہ جنون انگیخت فتح الباب شد

از خیال زلف پیچانش فتادم در بلا	کے برآید کشتی آنکس کہ در گرداب شد
برائے صید دلہا می کشاید شانہ زلف او	چو صیادیکہ دامے گسترد آہستہ آہستہ

حرف ہائے ہوز

ہمراز ۔ شیخ عبدالقادر

ہمراز تخلص۔ شیخ عبدالقادر نام۔ قادر علیخان بہادر خطاب ہے۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ شیخ امام کے فرزند ہیں آپکے بزرگان سلف کا وطن بیجاپور ہے۔ آپکے والد ماجد محمد پور میں سکونت پذیر تھے۔ آپکی ولادت سنہ ۱۲[illegible] ہجری میں بلدہ نیلور مدراس میں واقع ہوئی۔ نشو و نما و تمیز و شعور کے بعد خواجہ سید شاہ محمد حسینی کی خدمت میں کتب مختصرات سے فارغ ہوکے کتب متداولہ فارسی علما و شعرائے مدراس سے ختم کین استعداد کامل حاصل کرکے شاعری کے میدان میں قدم رکھا۔ سید ابو طالب خان والا۔ و محمد اسلم خان و جوہری و سعد خان و لا و غیرہم کی خدمت میں اپنا کلام پیش کرتے تھے شعرائے مذکورین کی اصلاح سے کلام درست و شستہ ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ درجہ پختگی کو پہنچا۔ معاصرین میں معتبر شمار کئے گئے۔ اوائل حال میں آپ منشی گری کا پیشہ کرتے تھے یعنی نوجوانان فرنگ کو فارسی و اردو پڑھاتے تھے۔ چند روز بذریعہ تعلیم زندگی بسر کرتے رہے۔

پھر سرکار انگریزی میں ملازم ہوئے۔ متعدد خدمات پر درجہ بدرجہ ترقی کرتے گئے۔ آخر درجہ تحصیلداری ضلع نیلور میں فائز المرام ہوئے سرکاری مہمات کے انتظام میں نہایت ہوشیار و تجربہ کار تھے۔ امانت و دیانت کے ساتھ امور مفوضہ کو انجام دیتے تھے حسن خدمات کے صلہ میں خطاب مذکور سے مخاطب ہوئے۔ سرکار کے نزدیک معتمد علیہ ہوے

خوش خلق و نیک خو تھے۔ مہمان نوازی مین مشہور تھے۔ وارد و صادر کی خدمت مقیم و مسافر کی رعایت اپنی حیثیت سے زیادہ کرتے تھے۔ اور احبا و اقربا کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔ اور نہایت تواضع و انکساری سے پیش آتے تھے۔ آپ حضرت شاہ محمد ملتانی کے مرید و خلیفہ تھے آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوئی۔ من نتائج طبعہ

بہ بیطاقتی چو راہ ہستی می شود مرا		آہ رسائی خویش عصا می شود مرا
نالم بضعف خویش کہ مانند بوئے گل		مرکب ز دوش باد صبا می شود مرا
چہ پرسی اے پریرو حالت دیوانہ خود را	وله	گریبان چاک بر سر خاک و در جان حسرتے دارد
چمن را اعتبار تازگی از پا بیفتادے	وله	نمی جستی گر از رخسار گلگونش نفس گل
دلت ہمراز شد محو ہوائے گلشن دنیا		ولے بر بیوفائیہاش خندد [illegible]ل گل
بیاد لعل لبہایش چو لالہ خون دل نوشم		سراپا آتش چون آتش [illegible]ت خاموشم
صبا شوخی مکن با طرہ زلف نگارینش		چو بوئے گل ز تحریک نوا[illegible] بیہوشم
در حجاب زلف روئے خویش پنہان کردہ		بہر صبح وطن شام غریبان کردہ
اے جنون دیگر چہ نالم بلبل آسا در چمن		چو گلم چاک گریبان تا بدامان کردہ
گر آید بر مزارم ان بت نیرنگ ما نغمے		بر آید از نے پر استخوانم آہنگ نا توے

ہمدم۔ شاہ محمد تقی برہانپوری

ہمدم تخلص۔ شاہ محمد تقی نام۔ مرزا محمد خافیخان کا خلف الصدق ہے۔ مرزا محمد خافیخان مورخ کے نبائر مین ہین۔ آپکے جد اعلی نواب مغفرت مآب آصفجاہ مرحوم کے دیوان تھے۔ ہمدم کی ولادت برہانپور مین واقع ہوئی۔ خاندانی علم و فضل موروثی تہا۔ آپ بہی بائیس سال

کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے ۔ مگر طبیعت درویشی کے طرف مائل تھی فتوحات مکیہ و فصوص
و آمدن مطالعہ میں رہتی تھی یکایک لبیں محبت الٰہی کا ولولہ و جوش پیدا ہوا دنیا و ما فیہا سے
تارک ہوئے ۔ ہر وقت دیدہ گریان و دل بریان رہتے تھے ۔ آخر بنا پنورسے حیدرآباد آئے
حضرت شاہ شمس الدین محمد الحسینی جو سید عماد الدین شاہ محمود الحسینی نعمت اللہی کے خلف الصدق
و سجادہ نشین تھے ۔ ان کی خدمت میں بیعت کی خلعت فقر سے مفتخر ہوئے ۔ خزان و بہار کے
مولف نے لکھا کہ حضرت نے دیکھا کہ خادم نیک کردار و پسندیدہ اطوار ہے ۔ بناءً علیہ آپ کو
ارادت سے سرفراز و ممتاز فرمایا ۔ چند مدت بسر کر کے حضرت سے حرمین شریفین کی زیارت
کے رخصت لی ۔ اور روانہ ہوئے چار سال کے بعد حج و زیارت سے واپس آئے ۔ مرشد کی درگاہ
میں مقیم ہوگئے ۔ انتہیٰ کلامہ ۔ عالم فاضل منشی بے نظیر تھے طبیعت میں ذکاوت تھی ابتدا سے
ہی شعر گوئی کا خیال ہوا ۔ فارسی و اردو دونوں زبانوں میں کہنے لگے میر سید محمد والہ حیدرآبادی
سے ابتدا میں اصلاح لینے لگے ۔ خود استاد آپکی کلام کو دیکھکر کہتے تھے کہ استادانہ کلام ہے
اصلاح کی ضرورت نہیں چند روز اصلاح برائے نام لی پھر ترک کر دی ۔ فارسی کلام نہایت ہی
شیرین و بامزہ ہوتا ہے اور اردو بھی لطافت و نزاکت سے خالی نہیں ہوتا ہے ۔ آپ تا العمر
حیدرآباد میں رہے آخر ۱۲۱۵ھ ہجری میں فوت ہوئے ۔

من اشعار الفارسی

در ملک حسن عشق تو تاراجست دل ما — با فوج مژہ شنگ اہل سپاہست دل ما

تا بوسہ بسا زید ز شاخ گل نرگس — جان دادہ شمشیر نگاہست دل ما

گستہ است نقرہ با بیابان زر ماہتاب — ز جوش سحر شہر بمیدان زر ماہتاب

رنگین شدہ است تا کہ ترا از نگار دست — بردہ ست رنگ دست تو از نو بہار رنگ

دل بگیسوی پریشان تو بجزی نیست — وله — گوی من در خم چوگان تو بجزی نیست

حاصل آن بی تابی بود دانهٔ اشک — وله — چشم گریان دل بریان تو بجزی است

کی حق نمک کند ادا هوش — وله — عاشق که لبت نکیده باشد

یوسف که بچاه گشت پنهان — حسن تو بخواب دیده باشد

ساخت باسوز بر آتش هنری پیدا کرد — وله — سوخت بر شمع چو پروانه پری پیدا کرد

نیاز تاب بیت ماه چون سوی تو می آید — وله — بناز هم آفتابی را که بر روی تو می آید

دل دیوانهٔ ما را بافسون بستن و کشتن — تکلف بر طرف از زلف ابروی تو می آید

دل سیپاره می آید نیاز مصحف روت — چو همدم با وضو از اشک خود سوی تو می آید

بجا بیکرد نار مست و مدهوش — وله — تهی ساغر بکف مینا در آغوش

شاخ سنبل را قلم کن گر نویسی صفت او — وله — مصرعی از قطعهٔ خوش خط ریحانست زلف

قطعهای باغ حسنش سیر کن از چشم سیر — نرگستانست چشم و سنبلستانست زلف

ما زغم دل خویش بمرهم نفروشیم — وله — شادی نستانیم و عوض غم نفروشیم

شاه مردان بود امام من — وله — گر چه باشد کسی امام کسی

تو سلیقهٔ خط آن خوش شد بین چه پیدا نی — وله — ز نقطهٔ هیچ نخواندی سخن چه پیدا نی

ز شهر دی بمیخانه فتادم بر تها جامی — وله — عصای گردن مینا کف صهبا سبو ستی

مباد اشکند موسی کمر از بار بیترسم — منه از ناز ای نازک میان بر تار موستی

من اشعاره الهندی

جان بر لب رسیده باقی تہا — مجھہ مین اور عشق مین حساب ہوا

تم جو ہو یار اکہو گلابی جان پہلو مینا — وله — تمھین ہم اک شیشہ بر مینا ہے سرشار دیتے مین

نہ شب ہجر میں آتا نہ دن کچھ کہتا تا — ولہ — نہ احوال سنتا نہ مجھکو بلاتا

تڑپتا ہوں روتا ہوں جلتا ہوں ہجران سے — ولہ — دل خون ہوا ہے دلبر کے نا تون

آرائش حسن کو جب وہ بیٹھے گا کر رو برو آئینے کو مصاحب — ولہ — دے جا کے اپنا سیر تماشا نہ زبانی تو سب ہمہ زلف کا کیا کہنا

تا دیر ہیں راتوں میں باریک تارے و نہیں — ولہ — زلفوں کی بالوں میں الجھا ہے دل

ان بار بچھون سے اس منکی مہری کو — ولہ — افسون گری سے فسونگر پھر آجا

ہجران کی تلخی سے دل بھرا ہیگا — ولہ — پھر سے سلونے سے کوئی جا کے بولو

کڑوی کسیلی رقیبوں کی باتوں سے — ولہ — ہوں ترش لب سے میٹھا چکھا جا

قاتل نگہ کی ہے شمشیر پاس ہم — ولہ — شہادت کا رکھتا ہے خواہش

ظالم تغافل کا اب وقت نہیں ہیگا — ولہ — یک زخم کاری ادا سے لگا جا

ہادی۔ عبدالہادی اورنگ آبادی

ہادی تخلص۔ عبدالہادی نام آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ شاہ ساحی کے تلامذہ میں سے ہے علمی لیاقت و استعداد سے معرا تھا مشہور ہے کہ شاہ ساحی اسکو کہہ دیتے تھے لیکن مؤلف تذکرہ چمنستان میں کہتے ہیں کہ مجھکو شہرت کی تصدیق ہوئی واقع میں ہادی کچھ نہیں تھا کیونکہ جسوقت میں حیدرآباد آیا اسوقت میاں ہادی سے ملاقات ہوئی ایک ہی منزل میں ہم صحبت ہے کئی مرتبہ بیچ مصرع ریختہ طرح کئے مگر اس عزیز سے ایک مصرع بھی سرزد نہوا۔ نیز ملاقات سے آدمی کا حسن و قبح معلوم ہوتا ہے مجھے ثابت ہوا کہ یہ بیچارہ بے سرمایہ ہے۔ ہاں حسن صورت جمال سے آراستہ تھا اکثر صورت پرست اُن کی صورت پرستی کرتے تھے حسن مجازی سے احسن الخالقین کے طرف پہنچتے تھے انتہی کلامہ

میں کہتا ہوں کہ ہادی کا مصرع طرح پر غزل لکھنا اسبات کو نہیں ثابت کرتا کہ وہ محض بے بہرہ اور شعرگوئی کے کوچہ سے ناآشنا ہو تھا یا اول کہتا ہو اب کسی وجہ سے ترک کر دیا ہو اکثر شعرا نے ایسا کیا ہے مثلاً شاہ سراج اورنگ آبادی ورسا لک اورنگ آبادی جلیل القدر شاعر تھے ابتدا میں خوب کہتے تھے۔ آخر میں جب مرید ہوئے اور تمام مکروہات و ممنوعات سے توبہ کئے ازانجملہ شعرگوئی بھی یک لخت ترک کر دی تھی یہی قیاس ہادی کے نسبت کرنا چاہئے۔ ہادی صاحب دیوان ہے۔ دیوان کے کم و بیش پانسو ابیات ہیں۔ ہادی حیدرآباد میں سکونت پذیر ہو گیا تھا سنہ ۱۲۰۹ ہجری میں زندہ تھا اسکے بعد فوت ہوا تحقیقاً تاریخ فوت دستیاب نہیں ہوی اس وجہ سے قلم انداز کیا۔

من اشعارہ الہندی - مدح شاہ سامی

ہمیشہ ہے ورد زبان بسکہ نام سامی کا — رہوں میں کیوں نہ ثنا خوان نام سامی کا
سبب و قت اگر میں کہوں تو ہے برجا — جو روح بخش سخن ہے کلام سامی کا
میری ہمسری کیا ہے زبان کو اہل سخن — نہیں یہہ کام کسیکا ہے کام سامی کا
شرف ہے مجکو جہان کے سخنوروں پہ تمام — ہوا ہوں جب سے میں ہادی غلام سامی کا

حاجی علی اکبر مال کی شان میں

جگہیں ہے دلچسپ اسقدر حاجی اکبر کے سخن — سنکے اسکے شعر میں گلشن میں بلبل ہو خموش
دل لیتا ہے میرا ایک میٹھی بات میں — یہہ میں تیرا ہے ظالم کیون نہو حلوا فروش
کیون نہو آنکھوں کو میرے تیرے دیدے و مستی — دل ہے شیشہ گر آنکھیں تیری ہیں بادہ فروش

ولہ

یقین میں تم بتا دو جنکو ہرگز بوجتا نہیں ہون — حبیب اپنا شفیق اپنا نگار و دلربا اپنا
جہان فانی مطلق ہے عبث دل بستگی اسمیں — یہا اپنا نہ اپنا رہے آخر خدا اپنا

یار تجھ پر مہرباں ہوئیگا مت ہو بیقرار
دلدار پر میرے ہے عجب کچھ بہار آج
غم کی آتش بیچ جل گئی یہہ ہماری تن دیکھ
مین یہہ قائل ہادی کامل کی یہہ گفتار ہے
ہے سرنگوں چمن مین اور زرد رنگ شمع سے
عشق کی ہے نابیان تو نہ دیکھ

وله ہادی کامل سے مجھکو بہت پیار ہوگیا
وله ہے آفتاب حشر مگر آشکار آج
وله ہات جل جاویگا ڈرتا رہ انگارونکو نہ چھیڑ
ایک کا مائل ہو بلبل ہزارونکو نہ چھیڑ
وله نرگس کو جب سے تمنے انکھیاں بتائیاں ہین
کہین عاشق ہوا ہو تیون سمجھی

ہاشمی۔ شاہ ہاشم بیجاپوری

ہاشمی تخلص۔ شاہ ہاشم نام بیجاپوری الاصل ہے۔ علی عادلشاہ کے زمانہ مین تہا نصرتی ملک الشعرا کا معاصر تہا۔ اندہا مادرزاد تہا۔ مگر اسکے دل کی آنکہہ روشن تہی نہایت ذکی و فہیم تہا۔ ہندی مین غزلین رنگین کہتا تہا۔ اکثر آپکا کلام ایہام و تلازم شعریہ مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا۔ قصہ یوسف زلیخا کو دکنی زبان مین نظم کیا ہے۔ لچھمی نرائن نے تذکرہ چمنستان شعرا مین آپکا تخلص ہاشم دکنی لکہا ہے شاید بوجہ نام تخلص مین شبہہ ہوگیا ہو کسی تذکرہ نویس نے سہواً بجائے ہاشمی ہاشم ہی لکہدیا ہوگا۔ لچھمی نرائن نے بہی اُسی تذکرہ غلط نویس کی پیروی کی نام و تخلص مین فرق نہین کیا یا ہاشم کوئی اور ہو۔ اور ہاشمی بیجاپوری اور ہو واللہ اعلم۔ سیدی مسعود خان بیجاپوری ہاشمی سے حسن عقیدت و اخلاص رکہتا تہا۔ ایکروز محل سرا مین ہاشمی کو اندر بلایا تمام اہل حرم موجود تہے کوئی پردہ نشین ہوئے اسوجہسے کہ وہ نابینا تہا ہاشمی نے اُسوقت سیدی مذکور کو ایک ایسی غزل سنائی جسمین اہل حرم کے لباس زیور اور شکل و صورت کا

ذکر تہا۔ تمام اہل حرم کو گمان ہوا کہ یہہ شاعر بینا ہے وہان سے اٹھہ کر سب پردہ مین پوشیدہ ہوگئین۔ ہاشمی اشعار مین عورت کا عشق مرد پر بیان کرتا ہے بخلاف عرب کے وہ مرد کا عشق عورت پر ظاہر کرتے ہین۔ اور اہل ایران مرد کا عشق مرد پر۔ ہاشمی نے اس طرز مین قرآن شریف کی متابعت کی کیونکہ اُسمین زلیخا کا عشق یوسف پر ہے آپکا انتقال سنہ ۱۱۹ ہجری مین واقع ہوا ہے۔ **من الشعارہ ۲ الہندی**

رضا گر مجھکو دیتے ہی کرون گی پھر نہ جاوڑ
اگر کوئی آکے دیکھے گا تو دلمین کیا کہیگا

اگر مجھ ہووےگی فرصت صبح پھر آونگی چھوڑو
مجھے بدنام کیا کرتے کہین ہین جاؤنگی چھوڑو

ہاتف میر عاشق حسین خان حیدرآبادی

ہاتف تخلص۔ میر عاشق حسین خان نام آپ حکیم عنایت علیخان شاہجہانپوری کے فرزند ہین۔ آپکے جد اعلیٰ میر لطف علی المخاطب حکیم شفائی خان بندگانعالی نواب ناصر الدولہ مغفور کے زمانہ مین ہند سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ بندگانعالی کے دربار مین باریاب ہوئے۔ بندگانعالی نے معتمد الملک کا خطاب اور منصب مناسب سے سرفراز فرمایا آپکے جد اعلیٰ سرکار عالی کے نہایت ہی شکرگزار ہوئے اور اس ریاست مین سکونت پذیر ہوئے۔ خوشحالی و فارغبالی سے رہنے لگے۔ ریاست کے امرا و شرفا بہی حکیم صاحب کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ آپکے والد نے بہی فن طبابت مین عمدہ لیاقت پیدا کی تہی۔ تشخیص و نباضی مین بے نظیر تھے۔ بیمار کی طرف خوب توجہ فرماتے تھے۔ بیماری کا حال خوب استفسار کرتے تھے۔ اگر کوئی صاحب مرض جلدی کرتا تہا تو آپ اُس شخص کے معالجہ سے دست بردار ہوتے تھے۔ آپنے اسی شہر مین کتب فارسی عربی علماء شہر سے

پڑھیں اور فن طب کو جو آپکا موروثی پیشہ ہے والد ماجد کی خدمت میں حاصل کیا
خوش وضع نیک سیرت پاکیزہ صورت میانہ قد خندہ پیشانی ہیں ۔ عمر تخمینا پچاس
برس کی ہوگی ۔ آپنے شعرگوئی کا فن میر سرفراز علی الٰہ آبادی وصفی المتوفی ۱۲۹۵ ہجری
سے حاصل کیا مدت اسکے حضور کی خدمت میں مشق بعد ازان حکیم نواب مرزا محمد خان
ہوش بریلوی کی خدمت میں سخن کی اصلاح لیتے رہے ۔ فارسی و اردو دونوں زبانوں میں
کہتے ہیں ۔ کلام پاکیزہ و درست ہے مثنوی انوار توحید اردو میں آپکی تصنیف سے ہے

من شعراء الہند

یاد آتے ہیں ترے رخسار اے سرو روان ۔۔۔ بھول جاتا ہوں چمن میں گل کی رنگت دیکھکر
چھوڑدی خوشی جفا بھی وا قسمت یار نے ۔۔۔ کاوش زخم جگر کا مجھ لذت دیکھکر
جان کو روتی ہو ہاتف کیا کہیں کچھ بہت ۔۔۔ دل لگانا ہی نہ تھا بے نیک ساعت دیکھکر

ولہ

اپنی حقیقت اپنی خود دیکھو تماشا کرکے دیکھ ۔۔۔ رہتا ہے کون امین در اسرار کا کرکے دیکھ

ولہ

مذہب ہاتف مسکین کا نہ پوچھو ہم سے ۔۔۔ لوگ کافر جسے کہتے ہیں مسلمان ہے یہی

ولہ

اڑ جائے مدینہ کی طرف کو میرا لاشہ ۔۔۔ میں خاک رہ کوئے رسول عربی ہوں

ہادی ۔ ابو الحسن محمد داؤد حیدرآبادی

ہادی تخلص ۔ ابو الحسن کنیت ۔ محمد داؤد نام ۔ حیدرآبادی المولد والمنشا ہیں ۔
طبیب و حافظ قرآن ہیں فارسی و عربی میں بقدر ضرورت لیاقت و قابلیت رکھتے ہیں
سخن سنج و سخن فہم ہیں ۔ فارسی شعرگوئی میں مولوی عبد العلی صاحب متخلص بہ علی سے
مشق کرتے رہے ۔ اور اردو میں مرزا قربان علی بیگ سالک سے اصلاح لیتے رہے ۔ دونو

استادون کی توجہ سے دونون زبان مین شاعر ہوگئے - جو کچھہ کہتے ہین خوب کہتے ہین کلام سلیس بامحاورہ ہے - آپکی عمر تقریبًا پچاس برس کی ہے اوام اللہ بقاہ

من اشعارہ الهندی

گریہ ہی رہا حال مرے شور و بکا کا	اللہ نگہبان ہے پہر ارض و سما کا
تاب رخ انور سے بڑہا حسن مہ و مہر	رتبہ ترے زلفون سے گہٹا مشک ختا کا
کیا حال کہا کیا کہون فرقت مین شب غم	بیٹہا ہون نئے ارض کا نالون نے سما کا

من اشعارہ الفارسی

دارم تن فگار و دل داغدار را	یک درد نیست جان من بیقرار را
ما از برائے الفت تو آفریدہ ایم	پروانہ شمع را بود و گل ہزار را
من دشت دشت از خودی خود نمیرسم	آہم کشان کشان ببرد جسم زار را

ہنر گیان رائے حیدرآبادی

ہنر تخلص - گیان رائے نام - آپکے اجداد کا اصلی وطن جہجہر ضلع دلّی تہا - مگر آپکی ولادت سنہ ۱۱۲۸ ہجری مین بمقام دولت آباد واقع ہوئی - نشو و نما کے بعد والد نے وطن مالوفہ روانہ کر دیا تہا - آپکے والد اولًا وطن سے نواب قلیچ خان بہادر کی رفاقت مین حیدرآباد آئے - خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ حسین قلیچ خان بہادر خسرپورہ خلد منزل بہادر شاہ الخ - اور چند روز رہکر وطن مالوفہ روانہ ہوئے پہر ثانیًا عالم علیخان برادر زادہ امیر الامرا حسین علیخان بہادر کے ہمراہ منشی گری کی خدمت پر آئے - پہر بدستور چند روز کے بعد دلّی جانا ہوا - پہر تیسرے دفعہ نواب آصفجاہ کی

لازمت میں شریک ہوئے۔ نواب قدردان کی خدمت میں مدت العمر رہے۔ آخر آپکے والد حیدرآباد دکن میں فوت ہوئے۔ نواب آصفجاہ نے گیان رائے منہر کو وطن سے بلوا کر باپ کی جگہ مرحمت کی۔ نواب نظام الدولہ کی رفاقت میں شاہجہان آباد دلی روانہ فرمایا۔ دلی سے مراجعت کے بعد بہت انعام و اکرام سرکار سے مرحمت ہوا۔ گیان رائے آخر عمر میں اورنگ آباد میں گوشہ نشین ہوا۔ اور استاد میر غلام علی آزاد بلگرامی کے خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ شعرگوئی میں ہوشیار و ذہین تھا۔ مضامین رنگین سے کلام کو آراستہ کرتا تھا۔ آخر سنہ [illegible] ہجری میں عالم عناصر سے خارج ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دوش در آئینہ تمثال رخ یار افتاد		آنقدر آب شد از شرم کہ از کار افتاد
صورت گر جمال تو چون اہتمام کرد	ولہ	رنگہا کہ داشت در قلم خود تمام کرد
سیہ پوشید سنبل ہمچون حال پریشانم	ولہ	ندانم زلف مشکین کرا یارب نظر کردم
رفتہ‌ام دیوانہ زیر خاک ہرگز کس نکرد	ولہ	از مزار سنگ طفلان شمع تربت روشنم
نفرماید بعرض جوہر جرأت فلک رخصت		چو شمشیر اصیل افتادہ‌ام در دست نامردی

باب حرف یاے تحتانی

یوسف عادل شاہ

یوسف تخلص۔ یوسف عادلشاہ نام ہے۔ فرشتہ و دیگر مورخین نے آپکے حسب و نسب کی نسبت لکھا کہ رومی الاصل ترک نژاد خاندان آل عثمانیہ سے ہے۔ سلطان مراد المتوفی سنہ ۸۵۴ ہجری کا فرزند ہے جب مراد مرحوم کے بعد سلطان محمد اسکا فرزند بزرگ برادر یوسف صاحب ترجمہ تخت نشین ہوا۔ ارکان دولت نے عرض کیا کہ بادشاہ مرحوم کے عہد میں ایک شخص نے

دعوی کیا تہا کہ مین ابلدرم بایزید کا فرزند ہون قریب تہا کہ سلطنت عثمانیہ مین فتنہ برپا ہو جائے لیکن حکمت عملی سے وہ فتنہ فرو کیا گیا تہا۔ پس بلحاظ حفظ ما تقدم بادشاہ اولاد سلاطین سے سوائے ولیعہد کے کسیکو زندہ نہ رکہے۔ تاکہ آیندہ کوئی فتنہ برپا نہو۔ بناءً علیہ سلطان محمد نے اپنے برادر کوچک یوسف صاحب جمہ کے قتل کا حکم دیا۔ ارکان دولت اہالی سپاہ مع جلاد حرم سرا کے دروازہ پر آئے کہ یوسف کو قتل کرکے جنازہ باہر لیجائین۔ سلطان محمد کی والدہ اپنے فرزند خورد یوسف سے زیادہ محبت رکہتی تہی۔ لخت جگر کے قتل کی خبر سے نہایت ہی پریشان حواس باختہ ہوئی۔ ارکان دولت سے درخواست کی کہ تنہا امروز آج کی رات مہلت دیجئے تاکہ مین اسکے دیدار سے محظوظ ہون۔ کل صبح آپکے سپرد کرونگی ارکان دولت نے قبول کیا۔ ایک رات کی مہلت دی مہلت ملتے ہی وہ عفیفہ لخت جگر کی حفاظت کی فکر مین مصروف ہوئی۔ رات ہی کو خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی سوداگر ساکن ساوہ کو بلایا فرمایا خواجہ آپکے پاس کئے غلام فروختنی ہین۔ جوابدیا کہ پانچ غلام گرجی اور دو چرکس حسب الحکم ملکہ تمام غلام حاضر کئے گئے۔ دو غلام چرکس سے ایک جو یوسف کا ہمشکل و ہمرنگ تہا خرید لیا۔ اور اس راز مخفی سے کسیکو خبر نہ ہوئی۔ پہر سوداگر سے تمام واقعہ بیان کرکے کہا کہ اگر تو اسوقت مدد کرے تو مین تجکو زر و جواہر سے مالا مال کرودن گی۔ یعنے یوسف کو غلامون کے زمرہ مین شریک کرکے ملک عجم مین روانہ کرے خواجہ مال و زر کی طمع سے اسی شب یوسف کو ہمراہ لیکر بغداد روانہ ہوا۔ اور دلمین منت مانی کہ اگر مین شاہزادے کے ساتہہ مع الخیر عراق عجم مین داخل ہو جاؤنگا تو خمس مال شیخ صفی کے مرقد پر زائرین سمرقند کو دونگا۔ صبح برآمد ہوتے ہی ارکان دولت حرم سرا کے دروازہ پر پہنچے اور یوسف کو طلب کیا۔ والدہ سلطان نے غلام گرجی کو یوسف کے

معاوضہ مین بہیجدیا۔ جلاد نے اس بیگناہ کو قتل کیا۔ اور بموجب رواج لاشہ کو بکفون
کرکے دفن کردیے۔ خواجہ عماد الدین سوداگر مع یوسف سرحد عجم مین مع الخیر پہنچا
اردبیل مین جاکے شاہ صفی کے مقبرہ پر نذر معہود کو ادا کیا اور شاہزادے یوسف کو
شاہ موصوف کی بیعت سے مشرف فرمایا۔ پہر خواجہ اپنے وطن مالوفہ ساوہ مین آیا شاہزادہ کی
تربیت و تعلیم مین مشغول ہوا۔ اپنے فرزندون کے ساتہہ تعلیم کرنے لگا۔ ایک سال گذرنے
کے بعد یوسف کی والدہ نے پوشیدہ ایک معتبر شخص فرزند دلبند کی حالت دریافت کرنے
کے لئے بہیجا شخص مذکور ساوہ مین آیا۔ یوسف سے ملا۔ ایک خط یوسف کے ہاتہہ لکہوا کے
روم روانہ ہوا۔ جب اسکندریہ مین پہنچا بیمار ہوگیا۔ ایک نیم سال کے بعد روم مین پہنچا۔
شاہزادے کی والدہ کو یوسف کی خیریت سے آگاہ کیا۔ اور خط بہی دیا والدہ فرزند کا خط
دیکہکے بہت ہی خوش ہوئی۔ پہر چند روز کے بعد شاہزادے کی انا کو مع فرزندان انا
روانہ کیا جب شاہزادے کی انا اور اُس کے فرزند ساوہ مین پہنچے۔ اُسوقت خواجہ عماد الدین
سوداگر ہندوستان گیا تہا۔ انا کے پہنچتے ہی خواجہ کے اہل عیال راز مخفی سے آگاہ ہوے
کہ یوسف عثمانیہ خاندان کے شاہزادون سے ہے۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر ساوہ کے حاکم کو معلوم
ہوئی۔ اُس ظالم نے ایک جعلی مقدمہ قائم کرکے اُن سے چارسو تومان لئے۔ انہی ایام
پہر ہوا اتفاق و گردش زمانہ سے یوسف تہا حسب ترجیح حاکم ساوہ کے درمیان مخالفت
واقع ہوئی۔ یوسف نے مضطرب الحال ہوکے مسافرت اختیار کی۔ ساوہ سے مقتسم قم مین
آیا۔ اور مصمم ارادہ کیا تاوقتیکہ ساوہ کا حاکم معزول نہو جاے۔ ساوہ مین مراجعت نکرونگا
بعد ازان قم سے بطریق سیر و سیاحت برآمد ہوا۔ کاشان و اصفہان سے سیر کرتے ہوے
شیراز مین پہنچا۔ چند مدت شیراز کے باغات سیرگاہون مین عیش و عشرت کے ساتہہ

زندگی بسر کرتا رہا۔ وہاں سنا کہ ساوہ کا حاکم معزول ہو گیا خبر کے سنتے ہی مراجعت کا
ارادہ کیا۔ یکایک خواب میں خضر علیہ السلام سے بشارت پائی کہ ہند کا سفر فائز المرام ہوگا
فوراً اس بشارت کے پاتے ہی ٨٦٤ سنہ ہجری میں بندر ہرمز سے کشتی میں سوار ہوکے مع الخیر
والعافیہ مصطفیٰ آباد عرف بندر دابل پہنچا۔ وہاں خواجہ عماد الدین تاجر سے جو اسکا محسن
و مربی تھا ملاقات کی۔ پھر خواجہ کے ہمراہ محمد آباد بیدر روانہ ہوا۔ اسوقت نظام شاہ بہمنی
خورد سال حکمران تھا۔ اور خواجہ محمود گاوان وزیر خواجہ گرجستانی و محمود گاوان میں باہم
محبت و اتحاد کا رابطہ مربوط تھا۔ اسلئے گرجستانی نے خواجہ گاوان سے کہا کہ آپ میرے
یوسف کو بادشاہی چیلوں میں شریک فرما دیجیے۔ محمود گاوان کے توسل سے بارگاہ بہمنی
میں باریاب ہوا۔ بادشاہی چیلوں میں شریک کیا گیا۔ آہستہ آہستہ ترقی کے درجہ پر
عروج کرتا گیا۔ بادشاہ کی ملازمت میں اکثر کارنمایاں کئے اور متعدد معرکوں میں کامیاب
و فیروز مند ہوتا رہا۔ بادشاہ و وزیر کے نزدیک معتمد علیہ تھا۔ خواجہ کا دست گرفتہ و تربیت یافتہ
کہلاتا تھا۔ خواجہ محمود گاوان کی توجہ و عنایت سے بیجاپور کا صوبہ دار ہوا تا انقراض سلطنت
بہمنیہ صوبہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتا تھا۔ جب سلطنت بہمنیہ منقرض ہوگئی تمام
صوبے خود مختار ہوگئے ہر ایک نے شاہی خطاب اختیار کیا۔ چنانچہ ٨٩٥ سنہ ہجری میں یوسف نے
عادل خانی سے عادلشاہی لقب اختیار کیا اور شاہانہ مختارانہ حکومت کرنے لگا۔ بہمنیہ عہد
میں بظاہر سنی المذہب تھا لیکن اقتدار و اختیار کی حالت میں امامیہ مذہب کی اشاعت پر
کمربستہ ہوا۔ واقع میں یوسف عادلشاہ صاحب ترجمہ بموجب قول فرشتہ و دیگر مورخین ترکی
الاصل خاندان عثمانیہ سے ہے۔ آبائی طریقہ پر سنی المذہب تھا لیکن شاہ صفی کی ارادت
و عقیدت اور علمائے عجم کی صحبت کی وجہ سے شیعہ بنگیا تھا۔ ٩٠٨ سنہ ہجری میں ایک مجلس عظیم

مشتعل فرمائی۔ اسمین تمام امرائے امامیہ مذہب مثلاً میرزا جہانگیر قمی و حیدر بیگ و سید احمد
صدر و دیگر علمائے امامیہ حاضر ہوئے۔ پس بادشاہ نے حاضرین کے سامنے بیان کیا کہ
مجھکو خضر علیہ السلام نے عالم خواب مین سلطنت کی بشارت دی تھی اور فرمایا تھا جب تجھکو
سلطنت نصیب ہو جائے اسوقت امامیہ مذہب کی تقویت بنا اور سادات و اہل بیت کو
معزز و مکرم رکھنا مین نے عہد کیا تھا کہ فیروزی کے بعد مذہب شیعہ کو رواج دونگا۔ خدا نے
آج وہ دن نصیب کیا۔ آپ سب کیا فرماتے ہین تمام نے کہا مبارک ہے بسم اللہ بعض نے
کہا ہوشیاری احتیاط کے ساتھ کرنا چاہئے ایسا نہو کہ امرائے سنی حنفی المذہب مین۔
اور محمود شاہ بہمنی موجود ہے ملک احمد نظام الملک بحری و عماد الملک و امیر برید و غیرہم
سنیان پاک اعتقاد ہین۔ بادشاہ نے تمام حاضرین کی تقریر سنکے فرمایا ہر چہ بادا باد مین
اپنے عہد کو ایفا کرتا ہون۔ خدائے تعالی حامی مددگار رہیگا۔ پس روز جمعہ ماہ ذیحجہ سنہ مذکورہ
مین جامع مسجد قلعہ بیجاپور مین خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر علیہم السلام پڑھا گیا۔ اور اذان مین
کلمہ اشہد ان علیاً ولی اللہ پڑھا گیا۔ اور خطبہ سے صحابہ کرام کے اسمائے گرامی نکالے گئے
باوجود اشاعت مذہب امامیہ ایسا بندوبست کیا کہ کسی شیعہ کی مجال نہ تھی کہ صحابہ کرام و سنیان
اسلام کے نسبت حقارت کا لفظ زبان سے نکالے۔ بنا علیہ باہم فریقین سے تعصب بالکل
دور ہو گیا تھا۔ علمائے جعفری و فضلائے حنفی و شافعی باہم شیر و شکر کی طرح اختلاط
و آمیزش رکھتے تھے۔ مذہب کے معاملہ مین کوئی بحث و تکرار نہین کرتا تھا۔ اور اس بیت کے
مضمون پر کاربند تھے ؎

گر آن بہتر و این بہتر تراچہ	چون حلقہ ماندہ بر در تراچہ

مساجد و معابد مین ہر ایک فریق اپنے طریق پر عبادت کرتے تھے کوئی کسیکا مزاحم نہین ہوتا تھا

کوئی اپنے مذہب کی فضیلت و بزرگی کا مدعی نہین بنتا تھا۔ بعض امرا مثلاً میان محمد
المخاطب عین الملک و دولا ور خان حبشی و محمد خان سیستانی وغیرہم اگرچہ فتنہ و فساد پہ مستعد
ہوئے۔ لیکن بادشاہ نے تمام کی دلجوئی کی اور لکم دینکم ولی دین کا مضمون نہایت
نرمی و لطف سے دلنشین کیا تمام راضی ہوگئے۔ اور عین الملک کو سپہ سالاری سے معزول فرمایا
احتیاطاً بادشاہ نے خفیہ پولس مقرر کی کہ ہر ایک کے جانب سے خبر دیتے رہین انتہی کلامہ۔
فرشتہ نے سید احمد ہروی صدر سے نقل کی ہے کہ سید کہتا ہے کہ یوسف عادلشاہ ہوشیار
و تجربہ کار تھا۔ سخاوت و حلم سے موصوف او رشجاعت و عدالت و خیرات و حسنات مین معروف
تھا۔ خطاط تھا۔ خط نستعلیق خوب لکھتا تھا۔ علم عروض و قافیہ مین مہارت تمام رکھتا تھا۔
اور علم موسیقی مین استاد۔ طنبور و ستار خوب بجاتا تھا۔ اہل علوم و فنون کا اعزاز و اکرام کرتا تھا
ہمیشہ اسکی مجلس مین شعرا و علما کا مجمع رہتا تھا۔ قدما کے اشعار پڑھے جاتے تھے اور سلاطین
سلف کے تذکرے ہوتے تھے شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتا تھا کبھی کبھی خود بھی شعر کہتا تھا
عیش و طرب کو امور سلطنت کے ساتھہ رکھتا تھا۔ ایک ساعت ملک و رعایا کے حال سے
غفلت نہین کرتا تھا۔ ہمیشہ ارکان دولت کے سامنے عدل و داد۔ امانت و دیانت کی تعریف
کرتا تھا تا کہ اراکین کے قلوب مین صفات مذکورہ کی طرف رغبت زیادہ ہو جائے۔
اور اُن کے اخلاق شائستہ سے ملک مین آسائش تمام پیدا ہو جائے۔ تنومند و قوی ہیکل تھا
حسن و خوبی مین گویا یوسف زمانہ تھا۔ باوجود پیری و ریش سفیدی اسکے حسن و خوبی کی
دکن مین ایسی شہرت تھی کہ اس کے دیدار فیض آثار کے لئے دکن کے اطراف و جوانب سے
عامۂ خلائق بیجاپور مین آتے تھے سواری کے دن راستہ مین صف بستہ کھڑے ہو کے نظارہ
کرتے تھے اور زبان حال سے کہتے تھے ؎ رہزن کاروان زہد و پرہیز ✤ بدعت رنہ

و دوستی خصمے آمیز بہ درکوے تو از ہجوم نظارگیان ہو نے جائے ستادن دست وزیرا گریز
جہانگیری زمانہ میں ایران و توران و عربستان و روم سے صاحبان علوم و فنون و ہنروران
کاروان کو خطوط و خرچ راہ بھیجکے اپنے پاس بلاتا تہا۔ اور ان کی عزت و آبرو ایسی کرتا تہا کہ
وہ اسکے سایۂ عاطفت میں شکرگزار ہوکر زندگی بسر کرتے تہے۔ اور بیجاپور کو وطن اصلی پر ترجیح
دیتے تہے۔ اور یہان ایسے جمتے تہے کہ گہر کرا ٹہتے تہے۔ انتہی کلامہ۔

قلعہ بیجاپور قدیم عمارات راجگان سلف کی تعمیر سے تہا۔ قلعہ مذکور کی تعمیر گلی و خاکی تہی
عادلشاہ نے پختہ گچ و پتہر سے بنایا۔ یادگار باقی ہے۔ مکند راو مرہٹہ جو محمد شاہ بہمنی کے
امرا کی اولاد سے تہا اسکی دختر نیک اختر کو جو حسن و جمال میں حور و پری سے کم نہ تہی اسکا نام
پونجی خاتون تہا مسلمان کرکے بموجب شرع شریف اپنے نکاح میں لایا۔ اس شریفہ سے
چار فرزند پیدا ہوئے۔ ایک بیٹا شاہزادہ اسمعیل عادلشاہ اور تین لڑکیان۔ ایک بیگم سلطان
منکوحہ برہان نظام شاہ۔ دوم خدیجہ سلطان زوجہ علاء الدین عماد الملک سوم بی بی ستی
زوجہ محمود شاہ ثانی بہمنی۔ اس بادشاہ نے بیس برس ۲ ماہ نہایت شان و عظمت کے ساتھ
سلطنت کی۔ اکثر راجگان دکن کو خراجگذار بنایا۔ سنہ ۹۱۵ ہجری میں بندر گوا کو دوبارہ مسخر
کیا تہا۔ آخر سنہ ۹۱۶ ہجری میں بقول بعض سنہ ۹[illegible] ہجری میں سوء ہضمی میں مبتلا ہوکر بعمر
دہ سالہ بہشت بریں روانہ ہوا۔ قول الولد بقیہ چنانچہ کسی شاعر نے رحلت کی تاریخ
کہی **عصوبفذہ** گفتا تاریخ شہنشاہ عادل ؎ جسد الیوسف قصبہ گوگی میں
شیخ جلال الدین عرف شیخ جنید اکے قریب دفن کیا گیا شیخ سے ارادت صادق رکہتا تہا
یوسف عادلشاہ کا حال مفصل محبوب الوطن کے حصہ دوم طوائف الملوک میں بیان کیا ہے
ان کنت شائقا فارجع الیہ۔

سنہ ۵ تاریخ نظامی ۱۲

من اشعاره الفارسی

تا بار غم عشق کشد قافلهٔ ما — گلها شگفد هر طرف از مرحلهٔ ما

آنکه بجان با تو نکردیم بجای — پیش دگران بهرچه کردی گلهٔ ما

تبخاله به لب آمده هر پارهٔ عشقت — بر نقشیم که شد ناوی ره آبلهٔ ما

با مسئلهٔ فقه ندانیم چه یوسف — آسان شده از عشق بتان مسئلهٔ ما

وله

گر وارسی بدرد دل ناتوان من — کی می برد بمرگ کسان رشک جان من

درد دل خود ار نکنم کار مشکل است — ظاهر که میکند بتو درد نهان من

با آنکه صد ره هم بجفا آزموده — تیغی کشیده زپی امتحان من

ای گل سپیده است بگوش تو قصه ام — بلبل نخواند وقت سحر داستان من

گویا که بلبلان چمن نقل کرده اند — حرفی ز بیوفائی گل از زبان من

یوسف ز رازهای دل من گوش کس نکرد — کو بخت آنکه گوش کند نکته دان من

وله

مرا ز باده جامی فراغ یعنی چه — سبو سبو خم خم ایاغ یعنی چه

رباعی منه

دوشینه بر آستان یار از سر درد — می نالیدم سر و دو دست و رخ زرد

بر حلقهٔ در دوست زدم گفت چرا — بیهوده بود کوفتن آهن سرد

وله

ای آنکه ز دیدن رخت وقت صبوح — آثار هزار گونه اسباب فتوح

انوار نکوئی از رخت می تابد — زان روست که رویت شد آئینهٔ روح

آنکس که علم به نیکنامی افراشت — در مزرع دهر تخم نیکوئی کاشت

نیکونامان زنده جاوید اند — مرد آنکه بمرد و نام نیکو نگذاشت

یار ۔ مرزا محمد یار بیگ

یار تخلص ۔ مرزا محمد بیگ نام ۔ خزان و بہار کے مولف نے لکھا کہ آپ مرزا الف بیگ بن دوست بیگ خان کے خلف الصدق ہین ۔ آپکے جد امجد و الد شاہ عالم بہادر شاہ کے عہد مین ولایت بلخ سے ہند مین وارد ہوئے منصب مناسب پر ممتاز ہوئے ۔
یار صاحب ترجمہ کی ولادت ۱۲۳۶ھ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین واقع ہوئی ۔ نشو و نما بھی شہر کی زمین مین ہوا ۔ عالم شباب کے عہد مین کتب درسیہ فارسیہ عربیہ سے فراغت حاصل کی ذکی الطبع سخن طراز و معنی پرداز تہا فکر رسا و ذہن صفا سے کلام رنگین و شیرین موزون کرتا تہا ۔ اپنی طبیعت کے سوا کسی سے اصلاح نہین لیتا تہا ۔ آخر جب بلیغ اورنگ آباد دکن مین رونق افزا ہوئے اسوقت نہایت حسن ارادت و عقیدت سے موصوف لیہ کی خدمت مین پہنچا اور اپنے اشعار آبدار کو بغرض اصلاح نظر اشرف مین گذرانا ۔ حضرت بلیغ نے آپکے اشعار کو زیور اصلاح سے آراستہ کیا ۔ آپنے شکریہ مین حضرت کی مدح مین دو قصیدے لکھے اور اسمین اپنی شاگردی کا اظہار کیا ۔ اس مقام مین ہر ایک قصیدہ سے چند اشعار ذیل مین بطور نمونہ گزارش کرتا ہون ۔ وہ یہہ ہین ؎

بلبل طبع شد نگار سخن	می زند جوش نو بہار سخن
سنبل لعت سبزہ خط را	سیکشم خط پے نثار سخن
گشت از فکر ناقصان تا ان	ساقط از مرکز اعتبار سخن
سخن خود رسان بگوش بلیغ	کہ بر و آمدہ مدار سخن
نیست جز او بقدرت و شوکت	اندرین عرصہ شہسوار سخن
لفظ از فکر صائبش معنی	معنی از لفظ او نگار سخن

طفل کج مج زبان بلفظ فصیح
از بلاغت بلیغ شد نامش
صید معنی کند شکار سخن
گرد در عالم اشتہار سخن

ایضاً اسی ردیف مین باختلاف قافیہ

وصف زلف کاکل آن یار از پریشان خاطران
از خمار بیدماغی خاطرم افسردہ است
عمرہا در انتظارش خون دل حل می کنم
خانمان چون مشت خس برباد حسرت دادہ ام
شد مسلم ملک معنی مر ترا زیر نگین
اے ترا لفظ و معانی ہمچو من حلقہ بگوش
خویش را پیچیدہ ام در سنبلستان سخن
لغزش مستانہ میخواہم ز مستان سخن
تا کشم بر صفحہ جدول ز دیوان سخن
آشیان داری ہمی خواہم ز بستان سخن
ختم شد امروز بر نام تو عنوان سخن
خامہ ات نشان دگر افزود بر شان سخن

آپ خوش اخلاق و عمیم الاشفاق تھے۔ اوصاف پسندیدہ و صفات ستودہ سے موصوف تھے۔ احباب و اصحاب کے ساتھ نہایت نیازمندی خاکساری سے پیش آتے تھے۔ آپنے ایک مثنوی چندر بدن و مہیار کے قصہ مین لکھی ہے۔ مثنوی کا ہر ایک شعر فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہے۔ من ابیات ہٰ

قلم در خون کشم افسانہ عشق
بیا ساقی کہ دل بیتاب گردید
پروانہ عشق
حسرت سیماب گردید

مہیار کے حال مین کہتا ہے کہ جابجا کرم خوردہ تھا

پا بر خار می رفت
سر شک او متاع کاروان بود
روان شد نونہال سرو پامال
قدم منصور سان بر دار می رفت
قدم با نالۂ دل ہمعنان بود
فغان قمریش فریاد خلخال

پدرش وحرم آشنا

من اشعاره الفارسی

گرچه صد محشر ز شور ناله‌ام رنگ ریخت — آشنای گوش تمکینش نشد پیغام ما
آنکه نازش بر رخ آیینه مژگان نگرد — کی بکار او شود وصل بت خودکام ما

وله
ز حسن خویش در عشقم نه بنشست گاهی — کرد او آیینه در دست نوبهار مرا

وله
وسعت صحرای وحشت تختگاه عاشق است — بود آه نارسا چتر سیاه عاشق است
بی شکوه سلطنت نبود سر دیوانگان — سنگ طفلان دورباش بارگاه عاشق است

وله
از خلوت آیینه چو بنشست — فریاد ز نو بهار برخاست

وله
سرمه‌آلود نگاه که بدادم نرسید — ناله خون شد بدل گفت صدا را عشق است

وله
ز دیده بی تو خون ناب میریزد — نمک بر زخم دلم ماه تاب می‌ریزد

وله
چشم مستش بخواب از غلطان فتنه بود — فتنه بیدار در آغوش مژگان خفته بود
برگ برگ این چمن آیینه دار حیرت است — صحو رخسار تو شاید در گلستان خفته بود

وله
تا فرق تیره آرد جا نگاه نکردیم — چون شانه در آن زلف سیاه آه نکردیم
در حسرت فریاد همه بال و پرم سوخت — تنگ است قفس ناله دلخواه نکردیم

وله
در دل زیاد چشمش میخانه می‌تراشیم — از گردش نگاهش پیمانه می‌تراشیم

وله
یادے از کاوش مژگان درازے کردیم — سینه را پیشکش ناخن بازی کردیم

وله
نگسلاند تار نازش چون گریبان از جنون — نو بهار گریه‌ام طاقت گزار آستین
سیل اشکم چون گذشت از جویبار آستین — موج طوفان خیز شد هر تار تار آستین

وله
آتشی افروخت در دل اضطراب تحفه — سوخت آخر شوق بی پروا کباب تحفه
کرده ام ترک ستمگر انتخاب تحفه — خون ساغر می‌کشد جای شراب تحفه

نقطۂ صفر است تبخال و الف آہ رسا — وله — دفتر دیوانگان دارد حساب تحفه
نه سر زلفش گرفتم من نه بوسیدم لبش — خود بخود می پیچد و دارد عتاب تحفه

دیده ام شیرین ادا گلگون شعار طرفه — وله — تلخ گوئی نیک بد عهدی نگار طرفه
چشم نرگس زلف سنبل چهره گل شمشاد قد — اے جنون نام خدا آمد بهار طرفه
نو بهار جلوه آمد آمد انداز کیست — صد چمن گل کرده می آید غبار طرفه

من اشعارہ الہندی

مشت پر صیاد اسکو جانکر ارزان نہ بیچ — ایک چمن گل ہے ارے ظالم بہاے عندلیب
نو بہار آئی قفس سے کون پہنچاتا ہے اب — گل کو عشق اور ہمصفیرون کو دعاے عندلیب

نین ہوس ہمکو شراب لعل اور ساغر سفید — وله — ہجر مین خون جگر بس اور چشم تر سفید
یا فرش اطلس زربفت کچھہ درکار نین — میکشون کو بس ہے اک مہتاب کی چادر سفید

ٹک ایک انصاف سے نظرون سے دیکھہ اے باغبان نرگس — وله — خمار آلودہ آنکھون کے برابر ہے کہان نرگس
نکل گھر سے کہ ہیں نو بہار انتظاری ہے — یہان آنکھین کھلی ہین یار کے ظالم یہان نرگس

مت پوچھ حال انکا جیسا کباب و آتش — وله — اشک و آہ میرا جون شمع آب و آتش
اس شعلہ رو کی آنکھین جب سے نظر پڑی ہین — یکسان ہے مجکو ساقی جام شراب و آتش
سوتے ہے آشیان مین کس نیند وصل گل مین — مجکو عجب ہے بلبل تیرا یہ خواب و آتش
ظالم لبون پہ تیرے اس رنگ پان کے دیکھے — ہے مہر سنگ حسرت لعل خوش آب و آتش
گرمی سے مے کے اسکا چہرہ ہے یار عرق ناک — اعجاز حسن دیکھو ایک جا ہے آب و آتش

یکدل - میر علیم دانشخان

یکدل تخلص - میر علیم دان خان نام - آپ سید محمد موسوی والہ کے فرزند ہین

آپکا مولد و مسقط الراس شہر حیدرآباد دکن ہے - فارسی و عربی کی کتب درسیہ والد ماجد سے پڑہی - ذہن رسا استعداد کامل ہوا - حیدرعلیخان کے عہد مین بالاگہاٹ ارکاٹ مین گیا ان ہان ملازم ہوا - اپنی نیک کرداری و کارگزاری سے معتمدعلیہ ہوا - چند مدت کے بعد حسب الطلب والاجاہ پائین گہاٹ مین آیا - نواب والاجاہ کے دربار مین باریاب ہوا - نوابصاحب نے تعظیم و تکریم کی اور سیف الملک بہادر کی تعلیم کے لئے مامور فرمایا - موزون الطبع تھے کبھی کبھی کلام موزون فرماتے تھے - کلام خوبی کے زیور سے آراستہ ہوتا ہے - نزاکت ولطف سے ملو - صاحب دیوان ہین - دیوان قصائد و غزلیات سے بہرا ہوا ہے - آخر آپنے اس دار فانی سے دار القرار کی طرف ۱۲۰۶ ہجری مین رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون -

من اشعاره الفارسی

خواستم ہرچند پنہان عیب جو سازم		طفل اشک از بیقراری بیکند رسوا مرا
چو آسیا بتمنائے رزق سرگردان	وله	نمود گردش این گنبد کبود مرا
آئینہ مشربیم زروشندلی خویش	وله	عکس جمال دوست بود در کنار ما
کے بمہ چشم آسایدز بیتابی جگر	وله	طفل اشکم از ازل با دامنم خو کردہ است
تا خانہ بدوشم براہش زبتجرد	وله	چون سایہ شب روز وطن ہمسفر ماست
گر خضر قصہ از سر زلف تو سر کند	وله	تا روز حشر ہیچ بپایان نمیرسد
زبیکسی گلہ نیست درد لم یکدل	وله	گہر ز گرد یتیمیش آبرو دارد
کہ تو ان دید بسوئے دگرے کز ہجرش	وله	موج اشکم شدہ زنجیر بپائے نگہم

امروز کباب دل من گشتہ نمک سود
بے بسملم اے شوخ تو خندان شدہ باشی

یاد - مولوی خواجه حمید الدین

یاد تخلص - خواجه حمید الدین نام - آپ خواجه عالم کے فرزند ہین - آپکا مولد و منشاء شہر حیدر آباد ہے - آپنے عالم شباب مین فارسی عربی مین لیاقت و استعداد حاصل کی - شعر گوئی و سخن فہمی سے رغبت تمام رکہتے تہے - جو کچھہ کلام موزون فرماتے تہے پسندیدہ ہوتا تہا - آپکو میر عبد الولی عزلت سے تلمذ ہے - اور آپ تاریخ گوئی فن میں بے مثل اور شطرنج بازی مین بے بدل تہے - اس فن کے اساتذہ کے ساتہہ فرزین اٹہاکے کہیلتے تہے اور بازی بیجاتے طرف ثانی کو مات دیتے تہے - درویشانہ و قلندرانہ وضع رکہتے تہے - آپ شاہ عنایت اللہ خلیفہ رحمت اللہ قدس سرہما کے مرید تہے - پیر کی توجہ سے صاحب دل و صاف باطن تہے - قلیل معاش مین گذر اوقات کرتے تہے صابر و قانع تہے - زیادہ طلبی کی ہوس نہین فرماتے تہے - ایک وقت آپکے دلمین حرمین شریفین کی زیارت کا شوق پیدا ہوا - فوراً حیدر آباد سے مدراس مین آئے جہاز پر سوار ہوکے متبرک مقامات مین پہنچے - زیارت سے مشرف ہوکے مدراس مین واپس آئے - چند روز کیلئے سکونت پذیر ہوئے - پہر یکایک برخاستہ خاطر ہوکے وطن مالوفہ حیدر آباد مین آئے عزلت نشین رہے - آخر سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین فوت ہوئے - مرگ ۱۲۱۶ھ

یاد علت است درد من حرز جان من	وله	یاد علت است درد من حرز جان من
هر کرا تعبیر پرسیدم ز من وحشت گرفت		دیده ام در خواب شب چشم آهوی کسی
مطرب از اشعار جامی طالع هم بگو		الفتی دارم بچشم مست ابروی کسی

تاریخ تولد و وفات حسنین اکبرین

مہر بدر ست حسن ہم دل بنجم ست حسین	جان بنجم و دل بدر ست بیکی ز قولین

ہم سر نجم و سر سبعہ سیارہ بدان   کہ طلوع قمرین ہست و غروب شمسین

آپ نے اپنی حلت کی تاریخ قبل از مرگ کہی تھی ۔ تاریخ سے آپکی روشن دلی و صاف طینتی ثابت ہوتی ہے ۔ **هو هذه**

جائے تاریخ بہر این عاصی	خواندہ باشید فاتحہ اخلاص ۱۲۱۶ھ

نواب منور الدولہ احمد یار خان بہادر ممتاز جنگ حیدر آبادی

یار تخلص ۔ احمد یار خان نام منور الدولہ ممتاز جنگ خطاب ہے ۔ نواب آصف جاہ ثانی کے عہد مین منصب پنج ہزاری سے سرفراز تھے ۔ آپ نواب شجاع الدولہ بہادر دلخان ناظم حیدر آباد کے خلف الصدق ہین اور حیدر آبادی المولد ۔ والد ماجد کے سایۂ عاطفت مین دکن مین تربیت و پرورش پائی ۔ نشو و نما کے بعد تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوئے چند مدت کے بعد استعداد و لیاقت حاصل کی ۔ طبیعت مین موزونی خداداد تھی شعر گوئی شروع کی ۔ ذہن وقاد و طبع نقاد رکھتے تھے ۔ تھوڑے ہی زمانہ مین ہمعصرون مین بڑھ گئے کلام مین پختگی و شستگی معلوم ہونے لگی ۔ فارسی و ہندی دونون زبانون مین خوب کہتے تھے لچھمی نرائن صاحب تخلص چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ نواب صاحب حسن خلق و تواضع سے موصوف ہین ۔ قریب و غریب سے کمال محبت و اخلاص سے ملتے تھے ۔ فقیر پر بھی نہایت مہربانی فرماتے ہین ۔ غزل کے کسی ایک شعر مین فقیر کو یاد کیا ہے ؎

اگرچہ حسب ظاہر مین جدا ہین   ولے معنی مین ہین یک یار و صاحب

انتہی کلامہ ۔ لچھمی نرائن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ ۱۱۷۵ ہجری مین زندہ تھے ۔ یاران ہم مشرب کے ساتھ ہم نوالہ و ہم کاسہ تھے ۔ بعد ازان ۱۱۸۵ ہجری مین عالم فانی سے

عالم جاودانی کو روانہ ہوئے ۔ بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ یار صاحب ترجمہ سنہ ۸۳ ۱۱ ہجری مین بیرون شہر پناہ اورنگ آباد گہوڑے پر جارہے تہے یکایک گہوڑے سے زمین پر گرے چند مہینے ضرب کی سختی مین مبتلا رہے آخر ۱۴ تاریخ ماہ شوال سال مذکور مین فوت ہوئے والد کی مسجد بنا کی ہوئی مین مدفون ہوئے ۔ انتہی کلامہ یہہ قول معتبر ہے

من شعراء الہندی

بہار گلشن خوبی چمن مین آیا ہے
ہمارے دلکو ناحق جو ہر دم جلاتے ہین
چمن مین آگ لگ جاتا ہے پہولونکا خجالت سے
نتیجہ اُن کی الفت کا ہمین آخر کو کیا ہوگا
گریبان چاک و مطعون جہان بدنام عالم ہون
مجہے پوچہا کہ کہو تم مین وفا ہے کہ نہین
یار سے ترش ہو اورون سے یہ میٹہی باتین

کہان ہے جام کہان ہے شراب کا شیشہ
وله
کہین بتکدہ کبہی برہمن کو ستاتے ہین
رنگیلے ہونٹ تیرے جب ہنسی سے کہل گئے ہین
عبث سنگین ہوئے ہین اپنے دلکو ہم لگاتے ہین
وله
پڑی چاک اسطرح کی ہائے سیونکے جینے مین
وله
مین کہا تم تو کہو تم مین جفا ہے کہ نہین
کہون آزردہ تمہارے سے بچا ہے کہ نہین

کہا مین اُس شعلہ خو کو اکدن جل گیا جی تیری جفا سے
غضب سے تیوری چڑہا کر مجکو کہا مین پہر کیا کرون بلا سے
زبان جرأت کو تب مین نے دراز کرکر کہا کہ سُن تو
کہ یہہ کون مذہب ہے جواب دینے کا ٹک تو وسواس کر خدا سے
یہ بات سنتے ہی کہ تبسم کہا خدا سے تو تو ڈرا کر
جفا کے شکوے کو ہم سے کرنا بعید تہا یہ تیرے ہی وفا سے
خوشی مین پایا ہے اُسکو مین نے کہا کہ صاحب بہلا سنو تو

جو درد دو لکو نہ کہنے تحسین تو کب تک بیٹھے حیا سے
صنم نے میرے سخن کو سن کہا کہ اتنا نہ مضطرب ہو
جو ابتدا کو نہیں سمجھتا تو کیا خبر ہو گی انتہا سے
یہ راہ میں مشکل ہیں ایسی اہو نہیں کیوں قدم کو رکھا ہے تینے
اگر تو واقف نہیں ہے جا پوچھ یار جیسے تو مبتلا سے
یہ عشق کا بہتہ سب سے نیارا ہے اسمین آنیکا فائدہ کیا
خموشی میں بیٹھا رہو تو ابہی تجھے غرض کیا وفا و جفا سے

موسم ہولی میں ہوئے ہیں شہید	ولہ	آج وہ قاتل بسنتی پوش ہے
بلبل کرے نکلے تند فغان چمن جہین لا	ولہ	گل نے کہا کہ کانمین تیرے ترلک آشنا
کیا گل کے نام میں بہی ہے اعجاز عیسوی		بلبل ہوئی پڑی تہی ہو سنتے ہی ہوش آ
ناغمین کہتی تہی بلبل ہائے رے اپنا پ ہی	ولہ	دل جلا میرا اب اس گل میں ٹھنڈک ہے

من اشعار الفارسی

چو می بینیم کہ جام می بکف دلدار می آید		بلب از تو بہائے خوب شیم استغفار می آ
بر نگ قلقل می تازہ می سازد داغم را		چو آن مینا دہن در نکہت گفتار می آ
بادہ شیہ و عصیان کشیدہ ایم	ولہ	بشکن ز جام ساقی کوثر خمار
در گل زمین شعر یہ ہمہ رنگ فکر	ولہ	رشک طاؤس ہست دیوان مرصع کار
گفتیم در خیال رخت خفت خواب ما	ولہ	آئینہ دیدہ آن بت حاضر جواب

سگش از راہ وفا از پئے ما می آید
سگ او نیستم کہ از راہ وفا می آید

یکدل - محمد انور مراد آبادی

یکدل تخلص - محمد انور نام - آپ شیخ محمد خان مراد آبادی کے فرزند ہیں - آپکے والد ماجد مراد آباد میں نواب آصفجاہ بہادر کی دیوانی کچہری واقع مراد آباد میں داروغہ تھے - اسوقت نواب غفران مآب ثانی حکمران تھے - پہر خدمت داروغگی سے تہا چند روز کے لئے نیابت دیوانی پر مقرر ہوگئے - نیابت دیوانی کے زمانہ میں فوت ہوگئے ہاں میاں محمد انور جوان صالح و ذی استعداد و لائق تھے - آصفجاہی متوسلین کے زمرہ میں شریک ہوئے - آپ صاحب کمال و ہر دل عزیز تھے - پہر نواب صاحب نے آپکو باورچیخانہ کا داروغہ مقرر کیا - مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے - جب نواب صاحب حسب طلب بادشاہ ہند دکن سے دلی روانہ ہوئے آپ بہی ہمرکاب تھے - دلی میں پہنچکر سنہ ۱۱۵۱ ہجری میں آخرت کا سفر اختیار کیا - شعر گوئی میں لائق و ہوشیار تھے - آپکے اشعار مرغوب یار و دلچسپ ہوتے ہیں مضامین شیرین و معانی رنگین سے آراستہ و پیراستہ ہوتے تھے - خوش رو و خوش اخلاق و ظریف الطبع صاحب مذاق تھے - اور تماشائے رقص و سرود پر فریفتہ و شیفتہ تھے اکثر رقص سرود کے مجلسوں میں شریک ہوتے تھے - اور خود بہی اپنے مکان پر جلسے کرتے تھے - آپکے مکان پر یاران ہم مشرب کا جلسہ تہا عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتے تھے - من اشعارہ الفارسی

پیہ روئے تو ہر کہ دید مصحف شبیہ گفت	ہر کس شنید ذلک لاریب فیہ گفت
عابد بہ کعبہ گفت سخن عارف از رخش	قربان او شوم کہ وجہی وجیہ گفت

ولہ

از مسلک تمیز رہ عشق دور بود	رفتن مرا ز خویش درین رہ ضرور بود

شب جلوه گر و باده و زاهد بد هیچ | وله | در آفتاب دیدهٔ خفاش کور بود
بی شاه می شود نسق مملکت خراب | | شب بی تو در قلمرو دلها فتور بود
صحرا نشین شد از سر اختلاط خلق | | مجنون ما به بین چه قدر با شعور بود
بدیدیم سر رشتی از بس بطبع مردم دنیا | وله | وزان رو سلام این کجا از دست چپ کردم

الحمد لله والمنه که درین ایام فرخنده انجام حصهٔ اول و دوم محبوب الزمن تذکرهٔ
شعرای دکن مولفهٔ والد ماجدم مولوی ابو تراب محمد عبد الجبار خان صاحب صوفی الملکاپوری
البلاری الحیدرآبادی باعانت سرکار عالی نظام خلد الله ملکه الی یوم القیام
بحسن اهتمام میر عزیز علی صاحب شوریش بتاریخ ۱۵ ماه ذیقعده
سنه ۱۳۲۹ هجری مطابق ۲ ماه ۱۳۲۱ ف
در مطبع رحمانی مطبوع شده
مقبول خاص و عام گشت

راقم
محمد صمد الاسلام خان ولد مولانا ابو تراب
محمد عبد الجبار خان صاحب مدرس مدرسهٔ اعزه
حیدرآباد دکن